THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222363

UNIVERSAL
LIBRARY

صنّاع و مکاں فضل خلاق زمانہ
بعون ع یکین ن و ل خلاق مین ن

الحمد للہ کہ درین زمان سعید و آوان جدید نسخہ معتبر موسوم

گلزار صفدر

مصنفہ مخمور نامور کہ خیال جناب نواب محمد صفدر علیخاں صاحب ایڈیٹری اودھ اول

مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین مرتبہ طبع ہوا

اطلاع۔ اِس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ ولاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتابکے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب کلیات و دواوین اُردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب کلیات و دواوین اُردو		حیدر علی۔ آتش لکھنوی۔	۸ر
کلیات ظفر۔ از حضرت سراج الدین ظفر بادشاہ ہر چہار جلد کامل دو جلد مین۔	عہ ۴ر	کلیات نعتیہ مجید مصنفہ مولوی عبدالمجید خان۔	عہ
انتخاب کلیات ظفر۔	۶ر	کلیات نظام۔ از نواب مردان علیخان بہادر مرحوم۔	۱۰ر ۹ع
کلیات مومن۔ از اُستاد مومن خان دہلوی۔	۹ر ۳ع	کلیات امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی۔	۱۲ر
دیوان ناسخ۔ از اُستاد شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی۔	۱۲ر ۴ع	کلیات میر تقی۔ از استاد مسلم الثبوت سخنوری۔	عہ ۴ر
کلیات آتش۔ از اُستاد خواجہ		کلیات سودا۔ از استاد مسلم معروف	عہ ۴ر

صنایع یکجا مکافضل جنیدا زوزما
بعون ع یکجا ن وفضل ع جنیدا زوزما

ایڈیشن دوئم کہ درین زمان صحیح ترین ایڈیشن معتبر و مستند است

لسان الصنائع

مصنفہ جنوری نادر کی خیال جناب نواب محمد صفدر علی خانصاحب رامپوری

بار اول

مطبع کنا مئی منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں مرتب ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ دیوان نگارستان الفت کہ در تاج المطابع طبع شدہ

نالہ مرا کوئی جو کبھی تا فلک گیا
قدسی پکارے بلبل سدرہ چہک گیا

سبحان اللہ کیا حکمت حکیم مطلق ہی کہ ہر شی کا قدر دان اُسکے ساتھ ہی پیدا کیا ہی گلون کو رنگ و بو عطا ہوئی تھی ہمین چشم و دماغ غنایت نہ ہوتی تو قدر کیونکر ہوتی بلبلون کو ترانے بخشے تھے ہمین گوش شنوا نہ ملتے تو لطف کون اُٹھاتا نعمتونکو زر تمین ملین تھین ہمین مذاق نہ ملتا تو حظ کسے آتا خاتم النبیین سا نبی بھیجا تھا ہمین توفیق طلب ہدایت نہوتی تو دولت ایمان کسے ملتی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ الطاہرین الی یوم الدین اگر انتظام دار الریاست رام پور کے واسطے ایسا فرمانروا عادل منصف خلق شعر ماتا تو وابستگان دامن دولت اور عام خلق خدا کس کے

ظل عاطفت مین آرام و آسایش پاتے وہ فرمانروائے رشک شاہان عالم
کون یعنی سکندر شوکت دارا منزلت سلیمان جاہ خورشید کلاہ زیبندہ سریر
حکمرانی درتہ التاج جہانبانی حاجی حرمین شریفین زاہر و فخمہ شہنشاہ وارین حافظ
شرع مبین حامی دین متین مشیر قیصر ہند جناب نواب کلب علیخان صاحب بہادر
فرزند دلپسند دولت انگلشیہ رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلاے ستارۂ ہند دام ملکہم
و اقبالہم حق یہ ہے کہ یہ شہریار عالیوقار رشک قیصر و خاقان بہمہ صفات جلیلہ
موصوف سخاوت مین حاتم عدالت مین نوشیروان شجاعت مین رستم فراست
مین افلاطون وجاہت مین یوسف شریعت مین پیرو رسول خدا طریقت مین ہمپایہ
اولیا رعیت پرور مسافر نواز حق دوست حق شناس خلیق رحیم متقی پرہیزگار
ساکنان ہر شہر و دیار فیض عام سے شکرگذار ارباب فضل و کمال جود و عطا سے
آسودہ حال خداوند عالم عمر و اقبال جناب ممدوح مین یوماً فیوماً ترقی کرامت
فرماے اب خاکسار سراپا انکسار بندہ درگاہ لم یزلی محمد صفدر علی خلف جناب
مغفرت مآب نواب محمد سعید خان صاحب بہادر جنت آرام گاہ خلف الصدق
جناب نواب غلام محمد خان صاحب بہادر ارم آشیان خلف الرشید جناب
نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل خلف ارشد جناب
نواب علی محمد خان صاحب بہادر خلد مکان والیان والریاست مصطفے آباد
عرف رام پور خدمت ارباب سخن مین عرض پرداز ہے کہ بعد انتقال اعلی حضرت

نواب جنت آرام گاہ اِس وحید عالم ہمچو انی کی ہر طرح سے تعلیم و تربیت جناب
برادر بزرگوار نواب محمد یوسف علی خان صاحب بہادر فردوس مکان نے
فرمائی کتب فارسی کا درس مولوی شیخ احمد علی اوستاد کامل وحید عصر سے
ہوا بعد فراغ تحصیل خوشنویسی منشی میر عوض علی صاحب خوشنویس یکتاے
روزگار سے ایک مدت مشق کی بعد تکمیل تحریر فنون سپاہگری کا ملین آفاق سے
حاصل کی پھر تصویر کشی کا شوق ہوا نواب فردوس مکان نے بابو نگل سین
صاحب مصور عدیم المثال کو بلا کر تعلیم پر مقرر فرمایا بابو صاحب موصوف نے
کُل قواعد تصویر روغنی و آبی وغیرہ بخوبی تعلیم کیے البتہ اِس فن کو مین نے اپنے
فنون حاصل کردہ مین بہت نازک اور مشکل پایا جب بعنایت الٰہی اِس سے
بھی استغنا ہوا تو فوٹوگراف یعنی تصویر عکسی کھینچنا مسٹر لی تورنا صاحب اور
مشکور الدولہ بہادر سے بہت جلد حاصل کیا پھر کچھ دنون طلسمات وغیرہ کا
چرچا رہا پھر چندے کتب تواریخ و داستان و اخلاق و تصوف و مذاہب و لغت
و طب و حساب وغیرہ کی سیر مین محویت رہی پھر ایک عرصے تک صحبت فقرا اور
علما رہی اُسمین ہر طرح کے مسائل مشکلہ شریعت و طریقت و توحید و تصوف
حل ہوے پھر ہواے سیاحی سر مین بھری سیر دیار و امصار ہندوستان
بخوبی تمام کی اتفاقات روزگار سے اُسی زمانے مین ایک پری پیکر غارتگر
صبر و قرار سے دل اُلجھا مین کیا کہون وہ کیا عالم تھا دل کو اضطراب

جان

جان کو پیچ و تاب خاطر کو گرانی حواس مین پریشانی آنکھون کو حیرت طبیعت کو وحشت پیدا ہوئی عیش و عشرت و آرام سب چھوٹ گیا اُسی دُھن مین شاعری کا خیال آیا شعر و سخن سے ابتدا سے طبیعت کو لاگ تھی آخر شوق نے اُڑا کچھ نظم کرنے کا ذوق ہوا شاعر سحر بیان اعجاز تقریر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر آفتاب ہند کی صفائی زبان طرز کلام حسن بندش شوخی طبیعت نہایت پسند آئی اُنکو کلام دکھلایا اُنھون نے بکمال دلسوزی نکات شاعری تعلیم فرمائے رفتہ رفتہ ہر قسم کا کلام مثل قصائد و غزلیات و مثنوی و دواسوخت و تضمین و مخمس و مرثیہ و سلام و رباعیات و قطعات و تاریخ وغیرہ فراہم ہو کر کلیات تیار ہوا محمد مہدی علیخان وغیرہ بعض مخلصین نے کلیات چھپنے پر اصرار کیا مگر چونکہ ابھی نظر ثانی باقی ہے اور مجکو فی الحال سفر کلکتہ درپیش ہے لہذا ایک مختصر سا دیوان غزلیات انتخاب کر کے سر دست چھپوا دیا اب اپنی محفل کے ہمنشینون کو کچھ عجز کے نغمے انکسار کے ترانے بھی سناؤن اے میرے ہمنفسو ہم مشربو ہر چند کہ مین اور تم ایک ہی خم کے بادہ خوار ہین مگر تم زلال آشام ہو مین دردی کش تم اپنے رنگ مین مست ہو مین اپنی بیمائگی سے غش تم آفتاب مین سہا تم شہسوار مین نقش پا تم سرود مین ساز شکستہ تم نغمہ مین آواز خستہ تم نشے کی ترنگ مین خمار کا رنگ تم عرش پرواز مین پرگسستہ تم طوفان مین آب بستہ تم دریا مین چاہ تم سبزہ مین کاہ مین اِس بزم مین چراغ ہون لیکن مردہ اِس باغ مین پھول ہون مگر پژمردہ جواہر ہون

مگر بے رنگ جرس ہون لیکن بے آہنگ دریا ہون مگر بے موج اختر ہون لیکن
بے اوج طوطی ہون مگر بیزبان بلبل ہون نوحہ خوان شیشہ ہون مگر بے بادہ
دل ہون لیکن بے ارادہ حسرت ہون مگر خون کشتہ نخت ہون لیکن برگشتہ شمع
ہون مگر بے نور صہبا ہون لیکن بے سرور زمین سخن نہ میری ملک نہ جاگیر البتہ
فرمانروایان اقلیم سخن کا پیرو ہون اس تصدیعہ پردازی سے فقط اتنی غرض
ہی کہ اگر زباندانان سخن سنج کہین خطا پائین تو میری عاجزی پر نظر کرکے عیب پوشی
کو کام فرمائین ؎

صفدر مجھے سب کہتے ہین یکتائے زمانہ لیکن نہین معلوم کہ ہین کون ہی ہون کیا ہون

نامہ

اے آہ دوجہان کو دکھا اپنی تیزیان فرش زمین بساط سپہر بریں الٹ
اجزائے دل ہی کیا یارب کہ جسکا ہی یہ شوق لب مرے مشتاق ہین میرے فسانے کے لیے
سروستان محبوبی گلبن چمنستان خوبی نسیم گلزار محبت شمیم بہار مودت زاد اللہ حسنہ
وجمالہ۔ اشتیاق ملاقات فرحت آثار وتمناے دیدار مسرت اظہار زیادہ از
حد وحساب ؎ گر بصد سال نویسم صفت مشتاقی ٭ ماند از شوق تو صد سال
حکایت باقی ٭ جانمن قبل اس سے ایک اشتیاق نامہ متضمن کیفیت صدور
تسلی نامہ وشرح درد فراق وامید وصال وبیان شبہاے تنہائی وتصورات نازو
انداز ورسید تحائف روانہ کرچکا ہون یقین ہی کہ ملاحظہ سے گذرا ہوگا مگر اسکے

جواب سے بہرہ مند نہ ہوا ؎ فریاد کہ دلدار خطا بے نفرستاد ٭ نامہ نوشتیم جوابے نہ فرستاد ٭ واہ کیا گردش زمانہ ناہنجار ہی اور کیا دورنگی لیل ونہار ہی کہ ابھی چند روز پہلے آپ کی عنایتون سے مجکو اپنے مقدر پر ناز تھا یا دفعتہ آپ نے ایسا گوشہ خاطر سے فراموش کیا کہ ہر وقت حسرت و افسوس دمسازہی ؎ صبا غبار رہت را بچشم ما نرساند ٭ میان باد صبا این غبار خاطر ماند ٭ ایک چشم زدن مین کیا تھا کیا ہو گیا میرا بخت خفتہ بیدار ہو کر سو گیا نہین معلوم ؎ وگر مرا بچہ تقصیر متہم کردی ٭ چہ کردہ ام کہ بمن التفات کم کردی ٭ یا تو یہ عنایت تھی کہ ہر روز خط پر خط چلے آتے تھے یا یہ فراموشی کہ جواب لکھنا بھی بار ہو گیا ؎ نی مژدۂ وصلے نہ پیامے نہ حدیثے ٭ در کوے تو بستند مگر باد صبا را ٭ اور ایک شعر اسی مضمون کا حسب حال یاد آیا ؎ نمی آئی نمیخواہی نمیجوئی نمے پرسی ٭ چرا اے آشنایان این قدر کس بیخبر باشد ٭ اور یہ زمانہ ہفتے عشرے کا ایک مدت دراز معلوم ہوتا ہی ہر وقت چشم براہ گوش بر آواز ہون مگر ؎ شد عمرہا کہ از تو پیامی نمیرسد ٭ قاصد کجا و نامہ کجا و خبر کجا ٭ اور کبھی مین دل سے کہتا ہون ؎ سمجھتے نگا میرے خط کا جواب آنا ٭ اب لکھیا ٭ اعمال کا ملیگا جو روز شمار خط ٭ اور کبھی دل تجھ سے کہتا ہی ؎ جسمین تحریر تھا کچھ حال ہمارے دل کا ٭ وہی ظالم نے کیا خارج دفتر کاغذ ٭ غرض کہ دونون کا ایک سا حال ہی ؎ کھلتا نہین کہ ہم سے دلدار کیون خفا ہی ٭ مین دل سے پوچھتا ہون دل مجھ سے

پوچھتا ہی ٭ خیر آپ سے شکایت نہین اپنے مقدر سے شکایت ہی اب کچھ حال زار
اپنا تحریر کرتا ہون ہر چند سمع خراشی ہوگی لیکن اپنا وہ حال ہی ؎ وہ نفرت سے
تیوری چڑھائے گئے ٭ مگر حال دل ہم سنائے گئے ٭ ہر دم دل مین آپکی یاد ہی
ہر لحظہ لب پر نالہ و فریاد ہی ؎ تری محبت نے مار ڈالا ہزار ایذا دکھا دکھا کر ٭
رلا رلا کر گھلا گھلا کر جلا جلا کر مٹا مٹا کر ٭ اور اس حال پر ملال مین نہ کوئی آیں
نہ رازدار نہ مونس نہ غمگسار ؎ کسی سے کہہ نہین سکتے معاملہ دل کا ٭ اکیلے
بیٹھے کیا کرتے ہین گلہ دل کا ٭ البتہ درد و بیقراری کو کچھ رازدار اور غمگسار کیے
کس واسطے کہ ؎ بیقراری نے بدلوائی تو کروٹ بدلی ٭ درد دل نے جو مدد کی
تو مین بستر سے اٹھا ٭ دن تو آپ کی تصویر بنانے مین اور ذکر خیر مین بسر ہو جاتا ہی
لیکن شب تنہائی کا سحر کرنا سخت دشوار ہی ؎ کہون شب غم کی کیا مصیبت سوائے
ایذا ہوئی نہ راحت ٭ نہ موت آئی نہ نیند آئی نہ آنکھ جھپکی نہ خواب دیکھا ٭ اگر
کوئی وعدہ باوقت ملنے کا مقرر ہوتا تو بھی صبر آتا دل بیقرار کو سمجھاتا لیکن
یہ بھی موعود نہین ؎ ترا اک وعدۂ دیدار اور وہ بھی قیامت پر ٭ اور اسپر
صبر آتا ہاے دل امیدوار دن کا ٭ خیر اسکا لکھنا بھی فضول اور سراسر طول
ہی ؎ بنگئی فرقت مین جو کچھ اپنے دل پر بنگئی ٭ ہو گیا جو کچھ ہمارے دل کا
عالم ہو گیا ٭ تصویرین آپ کی تیار ہو گئین انکی تعریف مین زبان قاصر ہی سچ ہی
کہ اچھون کی تصویر بھی اچھی ہوتی ہی ؎ کردن تعریف مین کیا اسکی صفدر

وہ اک تصویر ہی نازدادا کی ۔ جو دیکھتا ہی مثل تصویر کے سکتا ہو جاتا ہی خصوصاً
مین دلدادہ محبت پھرون محو حیرت رہتا ہون اور یہ کہتا ہون ؎ کھینچی تصویر یہ
کس آئینہ رو کی صفدر ۔ کر دیا حسن خداداد نے حیران مجکو ۔ ہر صبح و شام شمس و قمر
پر تو جمال سے شرماتے ہین پردہ شام و سحر مین منھ چھپاتے ہین ؎ ہلال و بدر دونو
ہین تری تصویر کے خاکے ۔ وہ صورت ہی لڑکپن کی یہ نقشہ ہی جوانی کا ۔ ایک امر کا
نہایت شکرگزار ہون کہ ہمیشہ شیخ و واعظ تصویر بنانے سے ڈراتے تھے اب جو کوئی
سمجھاتا ہی تو یہ شعر زبان پر آتا ہی ؎ پرسش جو ہوئی تو حشر کے دن ۔ تصویر تری
دکھائینگے ہم ۔ ہان سچ تو یہ ہی ؎ آفرین کہیے اُس مصور کو ۔ جسنے صورت تری بنائی ہی ۔
اگر قدردانی فرمایئے تو بہت کچھ اسکا صلہ ہی کہ پھر کوئی آرزو میرے دلمین باقی نہ رہیگی
ورنہ ؎ ایک بوسے کا تم سے طالب ہون ۔ اور کوئی مراسوال نہین ۔ آج شیخصاحب
سب تصویرین لیکر روانہ ہوتے ہین میرا یہ حال ہی کہ قالب یہان ہی اور جان ہمراہ تصویر
کے روان ہی اور جسقدر کہ اشتیاق میرے دل مین تھے کچھ لکھے اور بہت کچھ باقی
رہگئے کچھ زبانی کہدیے ؎ آتی ہی بات بات مجھے یاد بار بار ۔ کہتا ہون دوڑ دوڑ کے
قاصد سے راہ مین ۔ اور کبھی قاصد سے کہتا ہون ؎ خط کو کمر سے باندھا آخر تو
بوجھ اٹھایا ۔ میری زبان بھی رکھلے اے نامہ بر دہن مین ۔ اور کبھی یہ کہتا ہون ؎
قاصد ہمارا نام نہ لینا تو یار سے ۔ کہنا کسی کی جان ہی ہونٹھون پر آگئی ۔ اور کبھی دعا
مانگتا ہون ؎ وہ بدگمان نکتہ چین ہی بیڈھب کیسن نہ قاصد ہو قتل یارب ۔

اگرچہ لکھا ہی حرف مطلب ہزار پہلو بچا بچا کر ٭ ہر چند کہ میرے رفیق و ہمدم مجھے سمجھاتے ہین اور کہتے ہین ؎ دیکھنا کیا فساد قاصد پر ٭ تیرے طرز رقم سے اُٹھتا ہی ٭ مگر مین کیا کرون مجبور ہون کہ دل میرے کہنے مین نہین ؎ ہر سخن مین گرچہ سو پہلو بچاتا ہون مگر ٭ آرزو مین ٹپکی پڑتی ہین مری تحریر سے ٭ اگر کوئی بات خلاف مزاج ہو تو معاف فرمایئے آپ نے وقت ملاقات کے مجکو بہت گستاخ کر دیا تھا ؎ شروع عشق مین گستاخ تھے اب ہین خوشامد گو ٭ سلیقہ بات کرنیکا نہ جب آیا نہ اب آیا ٭ زیادہ اشتیاق وصال ؎ شد نامہ ام تمام و سخن ناتمام ماند ٭ گشت جام و بادہ فرو شد ز جام ماند ٭

بتحریر آورد گر حالت بیتابی دلہا	نامہ	نویسد خامہ جاے مد بسم اللہ بسملہا
بیان کرتا ہون اس مرکے مین اے صنم تیری دہائی ہے		پیٹ کے کرتی ہی پیار پہرون زبان دہن کو دہن زبان کو

تو نہال چمن اخلاق نورس گلشن اختصاص بوے گل محبت لذت ثمر مودت زاد اللہ حسنہ وجمالہ - اشتیاق گلچینی بوستان جمال و آرزوے گلگشت بہارستان وصال بحدیست کہ ؎ زبان خامہ بصد سال اشتیاق مراد ٭ ز صد ہزار کم و اہم یکی بیان نکند ٭ جانمن ایک مدت ہوئی کہ کوئی تسلی نامہ آپکا مجھ نحیف و زار تک نہ پہونچا ہر چند کہ کئی اشتیاق نامے ارسال ہوے لیکن ایک کے جواب سے بھی آپ نے یاد و شاد نفرمایا ؎ نہ خط رسید نہ پیغام و ماہ و سال گذشت ٭ ز ما خیال نماندت چہ در خیال گذشت ٭ حیران ہون ؎ قاصد کا پتا ہی نہ کبوتر کا نشان ہی ٭ پھرتا ہی نہین کوچہ دلدار سے کوئی ٭ اور کبھی گئتا ہون ؎ جو وہان جاتا ہی پھر اُسکی خبر ملتی نہین ٭ نامہ بر کے واسطے بھی نامہ بر

درکار ہی ✤ کیا تحریر کرون کہ کیا کیا خیال دل پُرملال مین گذرتے ہین اور کیا کیا تصورین بنکر بگڑتے ہین ؎ کوچہ یارمین قاصد کو تو بھیجا ہی مگر ✤ دلمین سو طرح کے آتے ہین توہم مجکو ✤ کسی وقت خیال آتا ہی کہ شاید کوئی لفظ نامے مین خلاف مزاج ہوا ہو اور مضمون اس شعر کا صادق ہو ؎ مرا خط اُسنے پڑھا پڑھکے نامہ بر سے کہا ✤ یہی جواب تو اسکا کہ جواب نہین ✤ اور پھر آپ ہی یہ کہتا ہون ؎ نہ ملا تھا جواب نامہ اگر ✤ آکے قاصد جواب ہی دیتا ✤ اور کبھی قاصد پر جھنجھلاتا ہون ؎ قاصد یہان سے برق تجھا پر نصف راہ سے ہے بیمار کی ہی چال قدم ناتوان کے ہین ✤ اور کبھی تقدیر پر نامہ بر کی رشک کرتا ہون اور کہتا ہون ؎ ہم رہگئے یا تک وہ پہونچا ✤ تقدیر تو دیکھو نامہ بر کی ✤ اور کسی وقت دل سراپا انتظار کو یہ کہکر یاس کر دیتا ہون ؎ کیسا جواب حضرت دل دیکھیے ذرا ✤ پیغام بر سے ہاتھ مین ٹکڑے زبان کے ہین ✤ اور کبھی دل کا مجھ سے بیان ہی کہ شاید ؎ سنکر مرا حال دل صد چاک خط پرزے کیا ✤ اُسنے قاصد کو دیا صفدر برابر کا جواب ✤ سبحان اللہ کیا قدرت پروردگار ہی کہ کوئی مرے یا جیے اور کسی کو اپنی بیخبری اور بے پروائی پر ناز ہو ؎ اک ترا نام کہ ہر دم ہی وظیفہ مجکو ✤ اک مری بات کہ برسون مین نہین جانی ہی ✤ غرض کہ ایسے ایسے توہمات سے جب دل بیقرار نہایت مضطرب ہوا قریب تھا کہ نوبت بجنون و خفقان پہونچے اُسوقت عقل نے تدبیر بتائی کہ ؎ دلکو فریب چاہیے کچھ اضطراب مین ✤ اُنکی طرف سے آپ لکھو خط جواب مین ✤ یہ تجویز مجھ سراپا انتظار کو پسند آئی اور قلمدان منگوا کر دلکے سمجھانیکو

آپ کی طرف سے خط لکھنا شروع کیا ابھی تمام نہ ہوا تھا فقط اس شعر تک لکھا تھا
؎ کچھ توقع کچھ یقین کچھ یاس کچھ وہم و گمان + انتظار یار کی ہے کیفیت تا خیر سے
کہ دفعۃً ؎ رسید باد صبا تازہ کرد جان مرا + نسفتہ وا دہن بوے دلستان مرا یعنی ؎
قاصد نے دیا لاکے مجھے یار کا نامہ + یا نکہت گل لیکے نسیم سحر آئی + گر قاصد نے کیسے کیسے
اشتیاق دلاکر اور کیا کیا انتظار دکھا کر محبت نامہ مجکو دیا ؎ خط مجھے لاکر دیا لیکن بڑے
اغماض سے + قاصد محبوب مین بھی ناز معشوقانہ ہے + اُسکے دیکھتے ہی قالب بیجان مین جان
آئی اور ساتھ ہی اُسکے وہ ہنگامہ صحبت اور وہ ہمنشینی یاد آئی ؎ چون نامہ رسید
کشادم گریستم + آمد زروز وصل تو یادم گریستم + قاصد رسید و نامہ رسانید و من شوق
سر بر پاے او نہادم گریستم + اور کبھی خوش ہوکر یہ کہتا ہون ؎ خط یار نے لکھا ہے تو ایسے
ہوے ہین خوش + آنکھون پہ سر پہ رکھتے ہین ہم بار بار خط + سبحان اللہ کیا صاف صاف
فقرے ہین کیا سادے سادے لفظ ہین کیا کیا مزیدار کنائے ہین ؎ مزہ ہے نامہ دلبر مین کیا
جسوقت پڑھتا ہون + پھر کر کاتب اعمال اُسکو حفظ کرتے ہین + اور اگر کچھ کیفیت زبانی
نامہ برسے دریافت کرتا ہون تو کچھ نہین کہتا اور کمال اشتیاق بڑھاتا ہے مگر مین خوب
جانتا ہون ؎ گو چپ ہے پر یہ جنبش لب کہہ رہی ہے صاف + قاصد کے منھ مین پھرتی ہے
شوخی جواب کی + بہزار دشواری و اصرار آپکے جواب اور کلمات عنایت آمیز بیان کرتا
ہے مین ہر ہر کلمہ پر از خود رفتہ ہوا جاتا ہون اور ہر دم بگوش دل سنتا ہون ؎ مدت
بیا مبر کو بنا یا ہے قصہ خوان + برسون ترا جواب ہم اُس سے سنا کیے + اب کچھ حال دل زار بھی

تحریر کرنا ضرور ہی ؎ نالہ برآید از ورق گر بہ کنان رود قلم ٭ کاتب اگر رقم کند حال دل خراب را ٭ آپکی جدائی مین ایک ایک گھڑی شب فراق کی بھاری ہی ہر دم آنکھون سے ایک نہر اشک جاری ہی ؎ چہ می پرسی زمن حال دل غمدیدہ ات چون شد ٭ دلم شد خون و خون شد آب و آب از دیدہ بیرون شد ٭ یا وہ وقت تھا کہ دم بھر آپکی جدائی ناگوار تھی یا اب ؎ مدت گذر گئی نہین دیکھا جمال پاک ٭ آنکھین ترس گئین ترے دیدار کے لیے ٭ عجب انقلاب ہی ؎ کبھی یہ دل تماشا گاہ تھا عیش و مسرت کا ٭ اب اسمین حسرت و یاس و تمنا سیر کرتے ہین ٭ ہر دم صدمۂ جدائی سے چشم پر آب ہی ہر لحظہ آتش فراق سے دل کباب ہی ؎ رونے کی آنکھین خو گر جلنے کا شوق دلکو ٭ الفت نے روگ کیا کیا دلکو لگا دیے ہین ٭ مگر افسوس ہزار افسوس کہ ؎ بہار اُس رخ رنگین کی نوشتا ہی خط ٭ ہم ایک عمر سے جسپر ہین سر رکھا ہوئے ہمیشہ دل کی جناب باری سے یہ آرزو ہی ؎ جنت کا نہ مین خواہان حور و نکا نہ مین طالب ٭ بوٹا سا وہ قد ہوتا چھوٹا سا مکان ہوتا ٭ لیکن یہ صرف خیال ہی کیونکہ برآنا دعاے عاشق کا محال ہی اسی تمنا مین مرجائینگے ؎ خیالات ساتھ جائینگے اگر محشر مین سامنا ہوا تو بھی صاف گوئی سے باز نہ آئینگے ؎ خدا ہی کوئی پوچھے حشر مین ہمسے ترے آگے ٭ کہ واں تم کس پہ مرتے تھے کہین ہم ایسہ مرتے ہین ٭ جو جو کچھ آپنے کلمات محبت آمیز تحریر فرمائے سب بجا اور درست ہین اگر آپکو مجھ سے ایسی ہی محبت ہوتی تو کیا کہنا تھا پھر تو مین عید کے دن دیکھنے کے قابل ہوتا ؎ لگاوٹ تری خوب مین جانتا ہون ٭ مری جان لینگے یہ جھوٹے دلاسے ٭ اور یہ جو تحریر ہی کہ دل تو دے ہی چکا ہون دل کا ٭ اُل ہی خوب

جانتا ہی ۵ حقیقت دردو بیدردی کی اُس دم آشکارا ہو ۞ ہمارا دل تمھارا ہو تمھارا
دل ہمارا ہو ۞ اور یہ جوار شاد ہوا کہ جان سے زیادہ کوئی چیز نہین کہ نذر کردن آپ کی
قدردانی ہی کافی ہی ۵ ملگیا ہمکو وفا دعشق وانفت کا صلہ ۞ بندہ پرور آپکی بس
یادگاری چاہیے ۞ دس گلوریان آپکی مرسلہ پونچین مین کمال سرخروہوا اُسکی تعریف
مین زبان لال ہی مگر ۵ مزہ ہی کہ ساتھ اِسکے بوسہ بھی دیجے ۞ یہ سادی گلوری کھلانے
سے حاصل ۞ اگر کوئی بات بیجا ہو معاف فرمایئے زیادہ اشتیاق موصلت ۵ گر
شب ہجر سیاہی شود وآہ قلم ۞ نامۂ شوق محال ست بپایان آید ۵ خط طویل یار کو
مین نے لکھا مگر ۞ مطلب کو دیکھیے تو کہین کچھ پتا نہین ۞ ۵ بھری ہی دلمین جو حسرت
نکالونمین اگر اُسکو ۞ قیامت تک یہ نکلے گر نہایت کم سے کم نکلے ۞

نامہ

این نامہ دردی نویسم	بر کاغذ زردی نویسم
می نویسم نامہ ومشتاق دیدار تو ام	بستہ ام نرگس صفت بر خامہ چشم خویش را

مردمک دیدہ اتحاد سرمۂ چشم ودود نمازہ عذار محبت گلاب غنچہ لب خسار مودت زار الصر حسنہ
وجمالہ۔ اشتیاق دیدار سراپا بہار کیا اظہار کردن کہ زبان محبت ترجمان معترف عجز وقصور
ہی اور آرزوے وصال دیدار مشتری جمال کیا تحریر کردن کہ خامہ مقطوع اللسان حیران ومتعذر
ومجبور ۵ از حسرت دیدار چہ گویم چہ نویسم ۞ دل میکشد آزار چہ گویم چہ نویسم ۞ خجلت کشم
شوق ست چہ تقریر چہ تحریر ۞ آخر کم دبسیار چہ گویم چہ نویسم ۞ ناچار بحرف مدعا دو جا

کہ یہ دل فگار صدمۂ انتظار سے چشم در راہ گوش بر در دل چہان جان مضطرب پیچکیں یارب
مبادا ابتلائے انتظار کا مصداق تھا وقعہ ؎ خبر از مقدم عیسیٰ نفسی دادہ نسیم ✦ کہ تو ان کرد بجائے
قدمش جان تسلیم ✦ یعنی ؎ قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید ✦ در حیرتم کہ جان بکدامی کنم نثار ✦ اُسوقت کی کیفیت کیا بیان کروں ؎ من دانم و دل و اندکے نامہ چہ دیدم ✦ صد بار زبیتابی وا کردم و پیچیدم ✦ اور کبھی بصد شوق ؎ نہادم بر سر دیدۂ خونبار جا کردم ✦ گر فتم در بر و آئینۂ جانرا جلا کردم ✦ اور گاہی ؎ بوسیدم و بر مردمک دیدہ نہادم ✦ پیچیدم و تعویذ دل سوختہ کردم ✦ آخر بہزار استقلال دل بیتاب کو ٹھہرا کر تمام و کمال پڑھا ؎ خط عنبرین رقم کسے کہ تسلی دل دیدہ شد ✦ بخیال سرمہ سعادا و بہ بیاض دیدہ کشیدہ شد ✦ لفظ لفظ انداز معشوقانہ پیدا اور حرف حرف سے ناز دلبرانہ ہویدا ؎ حروفش چو زلف بتان چگل ✦ ہمہ جاے جان ست ما و دل ✦ معانیش در زیر حرف سیاہ ✦ درخشندہ چون مہر روشن چو ماہ ✦ لیکن جو تعریف نامۂ عنبر شمامہ کی کی بھی اس مسلوب الحواس صدمۂ فراق سے غیر ممکن ہی لہذا اس سے بھی گذر کر کچھ حال زار اپنا تحریر کرتا ہوں ؎ بیا و جلوۂ حسنت بچند بین نگہ سوزانم ✦ شرارم شعلہ ام طورم سپندم برق رخشانم ✦ باقی حال دل پر ملال قابل دید ہی نہ لائق شنید ؎ کیا کہوں حال ہی جو کچھ دل کا نقش دیکھا ہی تجھے بسمل کا ✦ اگر قلم محبت رقم مثل سوسن صد زبان ہو تحریر الم مفارقت دشوار ہی اور اگر ہر موکتن زار ہزار دہان ہو تقریر غم مہاجرت بیش از حد شمار ؎ شب از پروانہ شرح انتہا در پرسیدم ✦ کفن خاکستری افشاند بر دامان فانوسے ✦ شب کو ہمیشہ آخر شماری ہی اور صبح سے شام تک فریاد و زاری صرف آپکا ذکر حاصل کائنات ہی

دل غم پرور کو یہی سبب حیات ہی جسدم وہ آپکی خوش بیانی وہ لذت شعرخوانی وہ بے تکلفانہ دریچۂ امام باڑہ پر آنا اور برہنہ سر سراپا معشوقانہ دکھانا یاد آتا ہی اُسوقت دل حسرت پرور کیا کیا گھبراتا ہی بے اختیار یہ شعر زبان پر آتا ہی ؎ در و دیوار من آئینہ شد از کثرت شوق ٭ ہر کجا می نگرم روئے ترا می بینم ٭ اور کبھی وہ خرام نازدہ ادا و انداز ؎ وہ بھولی بھولی صورت وہ پیاری پیاری طلعت ٭ آنکھون مین پھر جاتی ہی کیفیت جلوۂ تمام محبوبان جہان نظر سے گر جاتی اُسوقت یہ شعر یاد آتا ہی ؎ اُسکی لچک پہ دل فدا اُسکی ادا پہ جان نثار ٭ ہائے وہ شاخ سی کمر ہائے وہ قد نہال سا ٭ جانمن آپکی جدائی ایسی شاق ہی اگر دارائے آسمان و زمین کا نام جامع المتفرقین نہوتا اول البسل صدمہ وقلق سے شق ہو کر جان کھوتا ہر دم خاطر پر غم کو یہ کہکر بہلائے رکھتا ہون کہ اُسکی ذات مقصد روائے کل مخلوقات ہی اُسکے نزدیک بگڑون کا بنانا مجبورون کا ملانا کیا بات ہی۔ کوئی دن مین کوکب بخت جلوہ گر ہوتا ہی اور نخل تمنا ثمرات مراد سے بار ور چند سے اور صبر در کار ہی پلک جھپکی کہ شاہد مدعا ہمکنار ہی ؎ خامہ بشکستیم و لب بستیم از تعداد شوق ٭ کین نہ در تحریر ما گنجد نہ در تقریر ما ٭ اگر کوئی لفظ جا بیجا ہوا ہو تو معاف فرمائیے کسلیے کہ یہ محبت نامہ مین نے نہایت جلدی اور بیماری مین تحریر کیا ہی ؎ قاصد در اضطراب دل من در اضطراب ٭ من سرسری نوشتہ ام این شوق نامہ را ٭

تمام شد

نگارستان الفت



بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل در حمد

بتلا پیش از ظہور جلوۂ جانانہ تھا
شمع جب روشن نہ تھی محفل مین مین پروانہ تھا

خوب دیکھا نور تیرا شمع ہر کاشانہ تھا
ایک ہی جلوہ میان کعبہ و بتخانہ تھا

تیرے آگے حسن مین کیا آبرو پاتا کوئی
دونون عالم تھے صدف تو گوہر یکدانہ تھا

کھل گئی جب آنکھ دیکھا جلوہ تیرے حسن کا
کان رکھکر جو سنا جس سے ترا افسانہ تھا

شمع و گل دونون مین تیرا جلوہ آتا تھا نظر
صبح کو بلبل مرا دل شام کو پروانہ تھا

کسکی جانب تھا ازل مین کلمۂ کن سے خطاب
تو ہی تو تھا کوئی اپنا تھا نہ واں بیگانہ تھا

تھا شب میثاق مین مین تیرے جلوے پر فدا
شمع جس محفل مین روشن تھی مین پروانہ تھا

اکطرف ذکر صمد تھا اک طرف شور صنم
بیچ مین ہم تھے اِدھر کعبہ اُدھر بتخانہ تھا

عشق نے میرے بڑھائی زیب تیرے حسن کی
حیرت آئینہ دل صد چاک میرا شانہ تھا

آگیا موسیٰ کو غش سمجھے کہ اب بجلی گری
اور وہان اک جلوۂ انداز معشوقانہ تھا

بیخودی مین کچھ بھی غیرت کی گنجایش نہ تھی
تھا یگانہ جبتلک مین آپ سے بیگانہ تھا

دین و دنیا کے بکھیڑون سے خبر مجکو نہ تھی
ہوشیار اُسوقت تک تھا جبتلک دیوانہ تھا

کوئی قرآن مین نہ سمجھا معنی قالو بلی
وہ مرا روز الست اک نعرۂ مستانہ تھا

غیر ذات حق جسے دیکھا اُسے پایا فنا
میہمان سارا زمانہ ایک صاحبخانہ تھا

گور مین جاکر حقیقت ہمکو دنیا کی کھلی
زندگی کی رات چھوٹی تھی دراز افسانہ تھا

کھل گئین آنکھین تو صفدر ہمکو یہ روشن ہوا
محفل عالم مین وہ خود شمع خود پروانہ تھا

غزل در نعت

بہت مشتاق ہون یارب مین احمد کی زیارت کا
ملے بخت ہمایون سے مجھے افسر سعادت کا

ابھی کیا دیکھنا پھر جوش یم دریاے رحمت کا
کوئی قطرہ ٹپکنے دو مرے اشک ندامت کا

کھلا بند نقاب روے احمد کیا قیامت مین
گنہگاردن کے منھ پر کھلگیا دروازہ جنت کا

ندامت کی بدولت عاصیون نے آبرو پائی
چمک کر اشک موتی بنگیا تاج شفاعت کا

لیے آتا ہون دل مین شبیہ قامت دلکش
نہ وبال ہو جائے کہین عرصہ قیامت کا

تجلی گاہ ہین تیرے ہمارے چشم و دل دونون
وہان عالم ہے جلوت کا یہان عالم ہے خلوت کا

دل پرخوف پہلو مین نہین ہے شافع محشر
بغل مین ہم گنہگارون کی محضر ہے شفاعت کا

قیامت ناز کرتی کیون نہ آئے میری تربت پر
تری رفتار کا بسمل ہون کشتہ تیری قامت کا

ترا جلوہ نظر آتا ہی جسپر آنکھ پڑتی ہی
تماشا دیکھتا ہون عالم کثرت مین وحدت کا

مٹایا ہی تمنا نے ترے پابوس کی مجکو
الٰہی ہو ترا نقش قدم تعویذ تربت کا

شفاعت تیری آرے آئے رسوائی سے بچ جائین
کھلے پردہ نہ محشر مین گنہگاران امت کا

سراپا جرم و عصیان ہون مگر مین جانثار ی ہون
بھروسا حشر کے دن ہی مجھے یاران جنفرت کا

دماغ اہل معنی تازہ ہونگے دیکھکر صفدر
کھنچا ہی اس غزل مین عطر گلہائے محبت کا

غزل منقبت

ہمنام خدا کے ہین یہ رتبا ہی علی کا
بندہ جو خدا کا ہی وہ بندا ہی علی کا

ہمنام خدا دست خدا شیر خدا ہین
کیا جانے کوئی مرتبہ کیا کیا ہی علی کا

کعبہ مین ولادت ہوئی مسجد مین شہادت
آغاز بھی انجام بھی اچھا ہی علی کا

اللہ کی بھی ہی نظر لطف اُسی پر
سو جان سے جو عاشق شیدا ہی علی کا

صفدر ہی عیان گرمی خورشید قیامت
پر خوف ہی کیا سر پہ جو سایا ہی علی کا

پیرو ہون ایک مین بھی رب غفور تیرا
آنکھون مین نور تیرا دل مین ظہور تیرا

چار و نطرف جہان مین پھیلا ہی نور تیرا
اک سنگ آستانہ ہی کوہ طور تیرا

تو رنگ لالہ و گل تو نور ماہ و اختر
پیش نظر ہی جلوہ نزدیک و دور تیرا

کعبہ کہ تبکدہ ہو دونون مکان مین تیرے
یان بھی ظہور تیرا واان بھی ظہور تیرا

یہ بھولی بھولی صورت یہ پیاری پیاری طلعت
پائین کہان سے نقشہ غلمان و حور تیرا

سب جانتے ہین عاشق تیرا اچھا نہین ہون
ہمراہ میرے چرچا ہوگا ضرور تیرا

ابکی جو سامنا ہو مین گر پڑون قدم پر
امید ہی کہین وہ بخشا قصور تیرا

اے روز حشر آبھی مدت گذر گئی ہے
تا چند دیکھین رستہ اہل قبور تیرا

اک بوند مے کسی کو دیتا نہین کبھی تو
اے چرخ گر کے شیشہ ہو چور چور تیرا

آتے ہین کشور دل سے مشتاق دیکھنے کو
نام خدا ہی شہرا اب دور دور تیرا

آگے نہ خودنمائی اتنی مزاج مین تھی
آئینے نے بڑھایا کبر و غرور تیرا

سمجھا رہا ہی کسکو مین اور ترک الفت
چل بیٹھ جا کے ناصح دیکھا شعور تیرا

عاشق بنا کے مجکو دونون جہان سے کھویا
مین خوب جانتا ہون اے دل فتور تیرا

بدگو ہین غیر کتنے کرتے ہین روز شکوہ
تیرے حضور میرا میرے حضور تیرا

ہر چند وہ خفا ہی صفدر ہی عذر لازم
چل تو معاف کردے شاید قصور تیرا

اُسے حال معلوم ہو کیا کسی کا
نہ عاشق کسی کا نہ شیدا کسی کا

عیان بیخودی مین تھا جلوا کسی کا
خودی ہو گئی اپنی پروا کسی کا

کبھی زخم ایسا نہ دیکھا کسی کا
پڑا ہاتھ بسمل پر اچھا کسی کا

کیا تو نے پامال کیون دل کو ظالم
ارے تھا یہ نازون کا پالا کسی کا

کلیجا پکڑ کر ابھی بیٹھ جاتے
سنا ہی نہین ہم نے نالا کسی کا

ہوئی بلبل و گل مین کیون آج رنجش — چمن مین اگر تھا نہ چرچا کسی کا
عبث دل کو لیتے ہو ایجانِ جان تم — جو میرا نہین کیا یہ ہوگا کسی کا
بتون کو جو دیکھون نہ کر منع واعظ — تماشا ہی انکا تماشا کسی کا
دم نزع پھر جاتی ہین تپلیان تک — کرے کیا پھر انسان بھروسا کسی کا
تماشا ذرا بام پر آکے دیکھو — اُٹھا چاہتا ہی جنازا کسی کا
وہ خوش ہو رہے ہین مرے لوٹنے پر — تڑپنا ہی میرا تماشا کسی کا
دل آیا ہی اُسپر تو آئے ہین کیا — مریگا وہی جائیگا کیا کسی کا
وہ مردے کو مٹی بھی دینے نہ آئے — کوئی خاک رکھے بھروسا کسی کا
زمانے مین ہی کیا تلون مزاجی — کبھی ہی کسی کا کبھی تھا کسی کا
شب وصل آنا نہ تھا موت تجکو — بنا کھیل تونے بگاڑا کسی کا
جو نرگس کو دیکھا مجھے یاد آیا — وہ شرما کے آنکھین جھکانا کسی کا
اُٹھائے جو یہ ناز بیجا تمھارے — ہمارے سوا حوصلہ کیا کسی کا

سُنا میرا مرنا تو بولے وہ صفدر
چلو ہوگیا قول پورا کسی کا

شوخی کے ساتھ کچھ رہے پردہ حجاب کا — آغاز ہی ابھی ترے حسن شباب کا
ہی یاد فصل گل مین وہ پینا شراب کا — کھلنا گلون کا اور وہ برسنا سحاب کا
سدا اب اُٹھائیے گوشہ نقاب کا — موقع شب وصال نہین ہی حجاب کا

اتنا غرور حسن پہ لازم نہین تجھ
مہمان چند روزہ ہی عالم شباب کا

جھگڑون مین میرے روز جزا ہو گیا تمام
قصہ نہ طے ہوا دل خانہ خراب کا

کس کسطرح تڑپ کے بسر کی شب فراق
پوچھو نہ حال مجھ سے مرے اضطراب کا

چہرے کو تیرے سمجھے ہین ہم آفتاب حشر
رکھا ہی نام صبح قیامت نقاب کا

ہجر بتان سے مخمصۂ حشر خوب ہی
صدمہ اٹھیگا ہمسے کہان اس عذاب کا

پروانگزک کی کسکو ہی لاساقیا شراب
جل جلکے دل مین ہو گیا عالم کباب کا

قطرہ ترے پسینے کا شاید ٹپک گیا
دریا مین ہر حباب ہی شیشہ گلاب کا

دیکھے جو رخ یار تو پوچھون مین شیخ سے
کیا حال ہی جناب تقدس مآب کا

ناصح سے کون بحث کرے کون سر کھپائے
یان ہی بسے دماغ سوال وجواب کا

اے شہسوار حسن ذرا روک لے عنان
لے لون مین چشم شوق سے بوسہ رکاب کا

زاہد یہ توبہ تیری سلامت نہ رہ سکے
دین اپنے ہاتھ سے جو وہ ساغر شراب کا

پی لون اگر شراب تو زاہد معاف کر
یہ موسم بہار یہ عالم شباب کا

اب زندگی بھی دیتی ہی قاصد مجھے جواب
کبتک مین منتظر رہون خط کے جواب کا

کیسا پھنسا دیا ہی بلاؤن مین عشق کی
یارب برا ہو اس دل خانہ خراب کا

دنیا کا حال خاک ہی اپنی نگاہ مین
صفدر ہی اب تو قصد در بدر تراب کا

تھا شکایت کا جو اُنسے حوصلہ جاتا رہا
سامنا جب ہو گیا سارا گلہ جاتا رہا

ہاتھ سے اُن گیسوؤں کا سلسلہ جاتا رہا
کیا جنوں کا دل سے میرے ولولہ جاتا رہا

فصل گل مین تیربان کا مین عبث حدا ہوا
تھا جو سر کار جنوں سے سلسلہ جاتا رہا

واے قسمت بیخودی مین کھو گئی تصویر یار
ولکے بہلانے کا یہ بھی مشغلہ جاتا رہا

اسقدر صدمے سہے ہمنے جنون عشق مین
دل لگانیکا کسی سے حوصلہ جاتا رہا

ساتھ یارون کا چھڑایا تو نے اے دامانگیر
خاک اُڑاتے رہ گئے ہم قافلہ جاتا رہا

برہم و درہم مرے نالون سے دونون ہو گئے
بیچ سے ارض و سما کا فاصلہ جاتا رہا

طرفہ یہ ہے خوبرو حاکم تھا ہم عاشق مزاج
ہاتھ سے دل ہوتے ہوتے فیصلہ جاتا رہا

تھین وہ ساری دشتین جو شور جنون تک سے کمان
سر سے وہ سودا وہ دل سے ولولہ جاتا رہا

آستین دامن گریبان مین نہین ہے ایک تار
ہاتھ اب بیکار ہین وہ مشغلہ جاتا رہا

جام ٹوٹے اتنے دور چرخ مینا رنگ سے
محتسب کا شکوہ قاضی کا گلہ جاتا رہا

اُٹھگیا پردہ دوئی کا ایک و دونون ہو گئے
شکر ہے اب میرے اُنکے فاصلہ جاتا رہا

ہو گئے مانوس مرغان قفس صیاد سے
دلسے وہ فریاد کا اب حوصلہ جاتا رہا

دوستون کے ہاتھ سے صدمے اُٹھائے اسقدر
دل سے اپنے دشمنون کا بھی گلہ جاتا رہا

عہد پیری مین کہان صفدر جوانی کی ترنگ
وہ بہار آخر ہوئی وہ ولولہ جاتا رہا

وصف واعظ سے سنا کرتے ہین حسن حور کا
کون جانے جھوٹ ہے یا سچ ہے شہر دور کا

دیکھکر تیرے سراپا کو یہی سب کا ہے قول
آدمی کا قدر پری کا رنگ چہرہ حور کا

پردہ اُلٹا رخ سے اُسنے دیکھیے ہوتا ہی کیا
سامنا ہی شل موسیٰ آج برق طور کا

نالہ وزاری بیتابی و فریاد و فغان
رات دن ہی شغل اہی بت یہ ترے رنجور کا

سر فرشتے کی زبان پر لا مان کی ہی پکار
میرے نالون نے کیا شاید ارادہ دور کا

نالہ کرتا قبر سے اُٹھا جو تیرا نالہ کش
پھونکنا ہی عشر مین اسرافیل بھولے صور کا

ہو سکا ہرگز نہ درد عشق کا اُنسے علاج
رہ گئے مُنہ دیکھکر عیسی ترے رنجور کا

گوشہ گیر و پوچھتے ہو حال مجہ رہبر کا کیا
دور سے آیا ہون کہتا ہون ارادہ دور کا

سر فروشون کا کبھی صفدر نہین مٹتا ہی نام
ذکر اب تک ہی زبان دار پر منصور کا

جو وہ آئے بزم مین رات کو تو عجیب بزم کا حال تھا
کوئی مست تھا کوئی بیخبر کہین وجد تھا کہین حال تھا

جو فروغ حسن نظر پڑا مین ازل سے اُسپہ فدا ہوا
مرے مرغ دل کا تھا آشیان وہی طرہ پر جو نہال تھا

سوے غنچہ کاہے کو دیکھتا مین ترے دہن کا تھا مبتلا
رگ گل سے مجکو غرض تھی کیا کہ تری کمر کا خیال تھا

رہے جبتلک کہ زمانے مین ہوس وصال بتان رہی
نہ ہوا ے حشمت و جاہ تھی نہ خیال دولت و مال تھا

وہ عجب مزے کا زمانہ تھا کہ جنون سے طبع تھی آشنا

نہ کسی کی تھی مجھے کچھ خبر نہ کسی کو میرا خیال تھا
کبھی بزم عیش مین لطف سے جو وہ دیتے مجکو جگہ کہین
کوئی امر غیر محل نہ تھا اُنھین سہل مجکو محال تھا
یہ کمال شوق سے بیخبر رہے بزم وصل مین چشم و دل
نہ اُسے کچھ اِسکا خیال تھا نہ اِسے کچھ اُسکا خیال تھا
یہ خزان نے آکے غضب کیا کہ فسردہ پھولون کو کر دیا
کوئی سبز تھا کوئی زرد تھا کوئی نیلگون کوئی لال تھا
رہے چند روز جہان مین ہم چلے نامراد سوے عدم
یہی زندگی کا نتیجہ تھا یہی اِس جہان کا مآل تھا
کبھی عیش وصل تھا اور ہم نہین اب نصیب سوائے غم
یہی سوچ دل مین ہر دمبدم کہ وہ خواب تھا کہ خیال تھا
نہ پسند آیا اُنھین کبھی مرا ایک شعر بھی جیتے جی
مین گذر گیا تو یہ کہتے ہین کہ اُسی کے دم سے کمال تھا
کرون صفدر اور تلاش کیا نہین مجکو حرص جہان سوا
جو خدا نے محکر عطا کیا یہ مرے موافق حال تھا

تصور روز شب خاطر مین ہے گیسوے جانان کا
دل صد چاک شانہ بن گیا زلف پریشان کا
مقابل پنجہ مژگان سے ہو کیا سنبھے ہر مرجان کا
کہ اُسکے رشک سے دل خون ہے لعل بدخشان کا

صفدر

تصور آگیا قاتل کا جب شوق شہادت مین
رگین گردن کی دم بھرنے لگین شمشیران کا

بڑی قسمت ہی عالم مین قتیل دست رنگین کی
دعائے مغفرت کرتا ہی اب تک پنجہ مرجان کا

نکلسکتی نہین قابو سے پریان نام کی صورت
نگین پر اپنے نقش ہی مہر سلیمان کا

بلائے آسمانی سے بچایا ہین نے عالم کو
ستون آہ سے روکا ہی گنبد چرخ گردان کا

انا لیلی کا غل ہی کان پر کھکر آبلے من مین
زبان تیس ہی جو خار ہی اپنے بیابان کا

تمھاری سرخی لب نے اڑایا رنگ نہین سنکر
حنا کا لعل کا یاقوت کا خون شہیدان کا

مری جانب سے اے بیک صبا صیاد سے کہنا
کفن بلبل کو دینا چاہیے گلچین کے دامان کا

ہوا سب ہو گئے عاشق جو سبزہ چہرے پر آیا
سبق مرغ چمن بھولے ورق الٹا گلستان کا

اڑے پرزے گریبان کے تو ہنس ہنسکر جنون نے لا
وہ شیرازہ کھلا مجموعۂ حال پریشان کا

بجا ہی بلبل خوش لہجہ گر تجکو کہین **صفدر**
نہین تیری غزل ہی زمزمہ مرغ خوش الحان کا

ترقی پر ہی جوبن آجکل اس ماہ تابان کا
خدا کی مہر سے عالم ہی خورشید درخشان کا

چمن مین آج گل ہنستے ہین غنچے مسکراتے ہین
دم گلگشت پر ٹوٹ گیا کس روے خندان کا

رہے باقی نہ دنکو کچھ ہوا سے نغمۂ بلبل
سنو گر زمزمہ کوئی ہمارے طائر جان کا

وہ مومن ہون رخ دلدار کو قرآن سمجھا ہون
خط عارض پہ ہی مجکو یقین تفسیر قرآن کا

روانہ تو کیا خط دیکے پر یہ رشک آتا ہی
کہ قاصد جاکے نظارہ کریگا روے جانان کا

ہوا تھا اس گل رخسار کا بلبل مین اُسدن سے
معلم نے پڑھایا تھا سبق جبدن گلستان کا

ارادہ ہی جلانے کو کب بخت سیہ میرا
نہین ہیوجہ جانا آسمان پر آہ سوزان کا

پھری رہتی ہین مجھ سے رات دن یہ صورت مژگان
تری آنکھون نہین عالم دیکھتا ہون چرخ گردان کا

کھٹکتا تھا ہر رنگ خار سے غنچۂ دل مین
شب وصل صنم مین بھی تصور روز ہجران کا

ہوے شوق مین سرمہ بنایا چشم بلبل نے
جہان باد بہاری سے غبار اٹھا گلستان کا

کہان کی شرم الٹو بھی نقاب روے روشن کو
چھپانا ہی عبث فانوس مین شمع درخشان کا

نہ فرصت وصل کی دی رات بھر اس شوخ نے صفدر
کیا حیلہ سحر تک پان کا مسی کا افشان کا

ہواہی عشق جب سے ابرو مژگان دلبر کا
گلا مشتاق ہی آب دم شمشیر خنجر کا

مری زنجیر نے زندان مین ایسا غل مچایا ہی
کہ برپا راندن ہتا ہی اک ہنگامہ محشر کا

فقیری سے ہماری آبرو ہی تاج دولت کی
ہماری خاک سے اٹھتا ہی طوفان آب گوہر کا

مزہ ہی حق پرستی کا ہمین بت پرستی مین
صدا ناقوس کی نعرہ ہی یان اللہ اکبر کا

مرا مکتوب لیکر اسکے کوچے مین تو جاتا ہی
پھر آنا جلد قاصد واسطہ تجکو پیمبر کا

طواف کوچۂ محبوب سے فرصت نہین ہمکو
ثواب حاجیو تمکو مبارک حج اکبر کا

پسند طبع نازک سادگی ہی دن مین طفلی کے
ابھی پوشاک کا کچھ شوق ہی انکو نہ زیور کا

پگھلتے ہی نہین دل عاشقونکی آہ وزاری سے
جگر لوہے کا دل رکھتے ہین یہ بیرحم پتھر کا

تماشا خاک خوش آئے ہمین سنبل کا گلشن مین
کہ سودا سر مین ہی اس گل کے گیسوے معنبر کا

خدا کیواسطے اے سخت جانی رحم کر مجھپر
کہ پیسے ڈالتا ہی بوجھ اب احسان خنجر کا

نگاہ واپسین سے دیکھ لون حسرت نہ رہجائے
نہ گھبراؤ ٹھہر جاؤ فقط وقفہ ہو دم بھر کا

اندھیرا کیون نہ چھائے کیون تہ و بالا نہو عالم
ورق پہونچا ہو محشر مین مرے عصیان کے دفتر کا

بلا گر دان اگر ہون خانہ دل کا تو زیبا ہو
اسی گھر سے پتا ملتا ہو صفدر یار کے گھر کا

نظارہ روز و شب ہوتا ہو اُسکے روے انور کا
بنا آئینہ دل اپنا ملا رتبہ سکندر کا

مرا سر کٹ گیا تو کٹ گیا کچھ غم نہین قاتل
بہت اچھا ہوا اُترا تقاضا تیرے خنجر کا

ٹھہر جائیگا دل بیشک وہ آہو پنجہ وہ آہو پنجہ
ٹھکانا ہاتھ آیا مجکو اُس کشتی کے لنگر کا

چلے دامن اُٹھا کر ناز سے جب دو قدم وہ گل
اُکھڑ جائے قدم صحن گلستان مین صنوبر کا

سراپا محو ہین ہم دیکھکر اُسکے سراپا کو
خبر ہو پاؤن کی مطلق نہ ہمکو ہوش ہو سر کا

تسلسل بارش باران کا ہو کیا صحن گلشن مین
یہی ہو وقت ساقی جلد کوئی دو ساغر کا

نہین اشک مسلسل آ رہی ہو کوئی موتی کی
تن لاغر ہو یا ان تیون مین رشتہ گوہر کا

وہ بسمل ہون کہ وقف ذبح خون گرم سے تیرے
پڑین تلوار مین چھالے تو منہ آجائے خنجر کا

ہمین ساقی سے مطلب ہو نہ مینا کی حاجت ہو
ازل سے مست ہین یاں کام کیا مینا و ساغر کا

رہی طالع ہوئی معراج کیسی خواب مین مجکو
جنان کو دیکھ آئے ٹھیک نقشہ ہو ترے گھر کا

ہوا سے اُڑ کے کیا گیسو نے وہ چہرہ چھپایا ہو
غضب ہو دست زنگی مین ہو آئینہ سکندر کا

فراق یار مین کوئی تکلف خوش نہین آتا
سپیدی ہو مکان کی یا سپیدہ روز محشر کا

بھلا پھر فکر دین و رنج عقبیٰ کیا رہے اُسکو

جہان حیدر سا مولا ہے جہان حامی ہو صفدر کا

رسوا اگر جہان مین ہوا پھر کسی کو کیا
اچھا مین قیس سے بھی بُرا پھر کسی کو کیا

زلفون کو اُنکی مینے چھوا پھر کسی کو کیا
خود ہو گیا اسیر بلا پھر کسی کو کیا

احباب منع کرتے ہین کیون تجکو عشق سے
رسوا ہوا خراب ہوا پھر کسی کو کیا

اُس بیوفا کو کچھ تو سمجھکر دیا ہو دل
اچھا کیا کہ ہمنے بُرا پھر کسی کو کیا

سجدہ کیا بتون کو تو ناصح ہو کیون خفا
مجرم ہوا مین پیش خدا پھر کسی کو کیا

اپنی خوشی سے ہمتو چلے راہ عشق مین
دل خاک مین ملا تو ملا پھر کسی کو کیا

مر کر بھی ہم نہ ہاتھ وفا سے اُٹھائینگے
کرتا ہو وہ جفا پہ جفا پھر کسی کو کیا

کیون روز طعنے دیتے ہین ہمکو خدا پرست
وہ بت اگر نہ ہمسے ملا پھر کسی کو کیا

کرتا ہون وصف حسن تو کہتے ہین ناز سے
جو بن ہو ہم پہ نام خدا پھر کسی کو کیا

ہندو سے کچھ غرض نہ مسلمان سے کچھ غرض
سب سے جدا ہو دین مرا پھر کسی کو کیا

جو ہو جہان مین اُسکے ہین اعمال اُسکے ساتھ
صفدر بُرا ہو خواہ بھلا پھر کسی کو کیا

خوشا وہ روز کہ دل عشق مین خراب تھا
یہ درد و غم یہ مصیبت یہ اضطراب نہ تھا

قیامت آئی تو فتنون کا کچھ حساب تھا
تمھاری چال کا لیکن کوئی جواب تھا

چھپایا آپ نے چہرہ نقاب مین ناحق
فروغ عارض پرنور کیا حجاب نہ تھا

خوشا وہ دن کہ حیا سے بھی تھی حیا تجکو
حجاب سے بھی ترا حسن بے حجاب نہ تھا

مین کیا کہون جو مزہ اُسکی گالیون نے دیا
کرم تھا لطف تھا احسان تھا عتاب تھا

دکھا رہا ہی عبث آفتاب حشر آنکھین
مجھے تو بادہ پرستی سے اجتناب نہ تھا

پہنکے اُسکو نہ چونکا کوئی قیامت تک
کفن سے بڑھکے زمانے مین نخت خواب تھا

تمام عمر رہی ایک دم مین کیا جاتی
تڑپ تھی دلکی یہ بجلی کا اضطراب نہ تھا

لحد مین کہتی ہی عبرت یہ اہل غفلت سے
خیال گور مین سونے کا وقت خواب تھا

کلیم طور پہ سمجھے تھے تم تجلی ذات
نقاب کی یہ چمک تھی وہ بے حجاب نہ تھا

عجب باغ مین بو تھی عجب مزاج کا رنگ
وہ دن بہار کے تھے عالم شباب نہ تھا

مین لیکے مفت مین منت پذیر کیون ہوتا
جناب خضر کچھ آب بقا شراب نہ تھا

گنے گئے جو قیامت کے دن ہمارے گناہ
فقط یہ چھیڑ کی باتین تھین کچھ حساب نہ تھا

ہم اُٹھے صور کی آواز سنکے کیون صفدر
یہ تہلکہ تو سزاوار اضطراب نہ تھا

ستم کا نام مٹا ظلم کا نشان نہ رہا
ہمارے بعد اُنھین لطف امتحان نہ رہا

خزان کے آتے ہی وہ رنگ بوستان نہ رہا
وہ ہمصفیر وہ گلشن وہ آشیان نہ رہا

چراغ کونسی شب گھر مین گلفشان نہ رہا
مگر وہ ماہ کبھی آکے میہمان نہ رہا

چمن مین دشت مین زندانیین کوے جانان مین
شریک حال مرا غم کہان کہان نہ رہا

یہ بیحساب اُٹھائے فراق مین صدمے
فسانۂ شب غم قابل بیان نہ رہا

وہی ہین جوش وہی ولولے جوانی کے
دل آج تک ہی جوان گو کہ مین جوان نہ رہا

نہ مدرسہ کوئی چھوڑا نہ بتکدہ مجھ سے
کدھر کدھر نہ گیا مین کہان کہان نہ رہا

فسانہ لیلی و مجنون کا رہ گیا باقی
وہ دشت نجد وہ ناقہ وہ ساربان نہ رہا

لیا جو ایک دل اُسنے تو دو دیے بوسے
ہزار شکر یہ سودا بہت گران نہ رہا

فساد دیر مین دیکھا لڑائی مسجد مین
مقام امن کہین زیر آسمان نہ رہا

نہین سکندر و دارا نہ قیصر و خاقان
کسی کا اوج زمانے مین جاودان نہ رہا

کروں عنایت صیاد کا ادا کیا شکر
قفس مین آکے مجھے یاد آشیان نہ رہا

نقاب مین نظر آیا مجھے وہ نور جمال
فروغ شمع کا فانوس مین نہان نہ رہا

یہ ہمنے سنگ دریار سے جبین رگڑی
کہ نام کو خط تقدیر کا نشان نہ رہا

تبون کی سنگدلی دیکھکر ہمین صفدر
ذرا بھی حوصلہ نالہ و فغان نہ رہا

جب رخسے نقاب اُس گل عنا نے اُٹھایا
کیا لطف تماشا دل شیدا نے اُٹھایا

فتنہ عجب اُس زلف چلیپا نے اُٹھایا
جس سے نہ کبھی سر شب یلدا نے اُٹھایا

اُٹھا نہ فرشتون سے بھی جو بار محبت
وہ بوجھ ترے عاشق شیدا نے اُٹھایا

گلشن مین تری نرگس مخمور کے آگے
خجلت سے نہ سر نرگس شہلا نے اُٹھایا

دم بھر بھی ٹھہرنے نہ دیا باد فنا نے
سر لاکھ حباب لب دریا نے اُٹھایا

دل تھا یہ ہمارا کہ جلے عشق مین برسون
کیا داغ تھا جو لالۂ صحرا نے اُٹھایا

میخانے سے وہ مست گیا محتسب آیا
صدمہ یہ بڑا ساغر و مینا نے اُٹھایا

نخوت نہین اچھی کہ مٹا چشم زدن مین
سر کو حباب لب دریا نے اٹھایا

عالم کو یقین ہی کہ قیامت ہوئی برپا
فتنہ یہ عجب اُس قد رعنا نے اٹھایا

جب سیب زنخدان کا دیا یار نے بوسہ
کیا ذائقہ اپنے دل شیدا نے اٹھایا

کب بادیہ گردی سے ہی بہتر کوئی نعمت
کانٹون کا مزہ آبلہ پا نے اٹھایا

پتا نظر آتا نہین بیمار محبت
مجبور ہوے ہاتھ مسیحا نے اٹھایا

شاعر تھا مین ایسا کہ پس مرگ بھی صفدر
تابوت مرا میر نے سودا نے اٹھایا

رونق فزاے باغ جو وہ گلبدن ہوا
بلبل تو کیا نہال چمن کا چمن ہوا

کیا انقلاب حال دل پرمحن ہوا
جو تھا خدا کا گھر وہ بتون کا وطن ہوا

کسکی شمیم زلف سنگھادی نسیم نے
مغز سرا پنا نافۂ مشک ختن ہوا

کوچے مین اُسکے خون شہیدان ناز کا
جس سنگ پر گرا وہ عقیق یمن ہوا

رہتا ہی دل جو شانے کے مانند چاک چاک
شاید اسیر زلف شکن در شکن ہوا

جھنکوائیگی کنوئین کسی یوسف لقا کی چاہ
پھر دل ہمارا مائل چاہ ذقن ہوا

پھر فصل گل مین دست درازی جنون نے کی
پھر گل کی طرح چاک مرا پیرہن ہوا

کعبہ نصیب شیخ کو ہو برہمن کو دیر
مدت سے کوے یار ہمارا وطن ہوا

چوکے تم انجمن سے اٹھانا نہ تھا مجھے
بدنام کیے کون سر انجمن ہوا

شعر و سخن مین نکلینگے مضمون نئے نئے
پھر دل کو اپنے شوق شراب کہن ہوا

تائب خزان مین فصل بہاری مین بادہ کش
مجھسا کوئی جہان مین نہ توبہ شکن ہوا

بوے چمن جو لائی قفس تک کبھی صبا
بلبل کو اور داغ فراق وطن ہوا

تا صبح منہ مین وصل کی شب وہ زبان ہی
میرا دہن بھی یار کا گویا دہن ہوا

مجنون کا وہ جنون تھلے کہ آہو تھے اُسکے گرد
وحشت کو میری دیکھ کے آہو ہرن ہوا

اِس قافلے مین طرفہ مین نازک دماغ ہون
سر پھر گیا مرا جو جرس نعرہ زن ہوا

گیسو نے دیکھنے نہ دیا مجکو روے یار
کعبے کا سنگ راہ یہی برہمن ہوا

لکھا صباحت رخ محبوب کا جو وصف
خامہ ہمارا شاخ گل یاسمن ہوا

اللہ رے ضعف تاب نہ آئی خمار کی
اُترا جو شہ چو رہما را بدن ہوا

صفدر کے دلسے اِسکو نکلنا نہ تھا کبھی
نالہ عبث نکلکے غریب الوطن ہوا

نہ گلچین ہی شیفتہ اپنا نہ مونس باغبان اپنا
یہ دونون ہو گئے دشمن مجھکا ناب کہان اپنا

بیان کیسا تصور سے بھی ہو قصہ نہان اپنا
زبان کا ذکر کیا دل بھی نہین ہمراز دان اپنا

ہزار افسوس مرغ بوستان نے آہ سوزان سے
بہار آمد گل مین جلایا آشیان اپنا

صبا میری طرف سے صاحب محمل سے کہدینا
کسی دن تو بنا قیس حزین کو سار بان اپنا

کیا بسمل مجھے لیکن ابھی وہ ایسے نادان ہین
ہر اسان ہو گئے دیکھا جو خنجر خونچکان اپنا

مری آہ و فغان سے نخل ماتم بنگیا اکثر
گلستانمین بنایا جس شجر پر آشیان اپنا

وہ گھبراتے ہین تنہائی سے ہم غم سے ترپتے ہین
عجب عالم ہے فرقت مین ہان انکا یہان اپنا

رگ گل ہی کمر اُسکی یہ شبہہ محض باطل ہی
دہن اُس گل کا غنچہ ہی غلط ہی یہ گمان اپنا
ہمین کیا کام تھا اِس گلشن و بستان مین آنے سے
چھڑایا دانے پانی نے قدیمی آشیان اپنا

اگر وارستگی اچھی نہین صفدر کے مذہب مین
جدا دیر و حرم سے کیون بنایا ہی مکان اپنا

تصور جسے ابرو کا ہی کعبہ ہی مکان اپنا
بجا ہی سجدہ گاہ خلق اگر ہو آستان اپنا
جگر کا داغ کل تک انجمن افروز الفت تھا
بجھایا آج قسمت نے چراغ خانمان اپنا
سراپا حسن وہ یہ ایک چوبا تراشیدہ
کہان سرو چمن قمری کہان سرو روان اپنا
ریاض دہر مین ہی خشم مجھپر خانہ برد وشی
کہ اپنے مشت پر کو جانتا ہون آشیان اپنا
ہمین مطلب نہین کچھ قصر و ایوان مجازی سے
طلبگار حقیقت ہین مکان ہی لامکان اپنا
شب وصلت ہوئی آخر عدم کو ہم بھی چلتے ہین
کہو شمع سحر آگے بڑھے لیکر نشان اپنا

شکر ریزی نہایت ہی سخن مین اپنے اے صفدر
بجا ہی گر لقب ہو طوطی شیرین زبان اپنا

کبھی چہرہ ہم سے چھپالیا کبھی پردہ اُسنے اُٹھادیا
کبھی دن کو رات بنادیا کبھی شب کو روز دکھادیا
نہ تو صبر ہی نہ قرار ہی شب و روز نالۂ زار ہی
دل بیقرار کو عشق نے یہ کہان کا روگ لگادیا
کبھی بیڑیون سے جنون مین ہم ہوے خوفناک طوق سے

سر انکسار جھکا دیا قدم ثبات بڑھا دیا

ترے کوچے مین جو گذار تھا فقط ایکدم کا قرار تھا

پر کاہ یہ تن زار تھا کہ ہوا نے آکے اُڑا دیا

ہوا جلسہ شب کو تو کیا ہوا ترا ہجر اور بلا ہوا

نہ ملا شراب مین ذائقہ نہ کباب ہی نے مزا دیا

رہے جبتلک وہ حجاب مین رخ نازنین تھا نقاب مین

جو حجاب دل سے اُڑا دیا تو نقاب رخ سے اُٹھا دیا

وہ غنی ہون مین تہ آسمان مجھے حرص سیم و طلا کہان

جو زمین نے گنج اُگل دیا اُسے ایکدم مین لٹا دیا

وہ خفا ہوے تھے جو نامہ بر کہی تو نے مجھ سے یہ کیون خبر

ہوے پاش پاش دل و جگر مرا درد اور بڑھا دیا

عبث آپ کو یہ خیال ہی کہ نظیر انبو محال ہی

کہین اور بھی یہ جمال ہی تمھین آئنہ تو دکھا دیا

کہین کیا جنون مین جو حال ہی کسی بیرہن کا خیال ہی

جو کسی نے لاکے بچھا دیا وہین پرزے پرزے اُڑا دیا

مجھے غیر رنج خوشی کہان کہ فلک ہوا ہی عدو جان

کبھی بھول کر جو ہنسا دیا تو ہنسی کے ساتھ رُلا دیا

جو دیا خدا نے کسی کو دی جو گدا ہین اُنکی دعا ئین لین
ترے کام آئیگا اے غنی یہی ایک روز لیا دیا
ہوے صفدر اتبودہ مہربان کہ سنے جو شعر کہا کہا ن
یہ زبان ہی سحر فسون بیان تری شاعری نے مزا دیا

کسی سے کہ نہین سکتے معاملہ دل کا
اکیلے بیٹھے کیا کرتے ہین گلہ دل کا

شب وصال ہی رہ جائیگا گلہ دل کا
نکالنے دو ذرا مجکو حوصلہ دل کا

یہ کیا ادا ہی لگاتے ہو تیغ رک رک کر
بڑھاتے جاتے ہو تم آپ ہی گلہ دل کا

گلے لگاتے ہین اُسکو نہ قتل کرتے ہین
کسی طرح نہین ہوتا ہی فیصلہ دل کا

کوئی یہ نشتر مژگان کو دے مبارکباد
اُبھر چلا ہی پھر ان روز دن آبلہ دل کا

گئی ہین الفت ابرو مین اپنی تاب و توان
لٹا ہی راہ مین کعبے کی قافلہ دل کا

خرام ناز سے اپنے اسے کرو پامال
چلو وہ چال کہ طی ہو یہ مرحلہ دل کا

کمال مجھپہ پریشانیون کا احسان ہی
ملا دیا ترے گیسو سے سلسلہ دل کا

وہ زلف لینے کو آئی ہی ہوش و صبر و قرار
اندھیری رات مین لٹتا ہی قافلہ دل کا

خدا کرے وہ دم نزع دیکھنے آجائین
کہ مرتے مرتے نکلجاے حوصلہ دل کا

بجاے اشک جو آنکھون سے خون آتا ہی
کوئی تو پھوٹ گیا آج آبلہ دل کا

کوئی حسین نظر آیا ہم اُسپہ لوٹ گئے
یہان تو جان کا کھونا ہی مشغلہ دل کا

گلے مین طوق نہ پاؤن مین بیڑیان صفدر

گیا بہار کے ہمراہ ولولہ دل کا

وصل کا آج اُسنے سے ہو کے سامان رہگیا
شرم تیرا ہو بُرا دونون کو ارمان رہگیا

اُٹھتے اُٹھتے ناز کی سے دست جانان رہگیا
مجکو حسرت رہگئی قاتل کو ارمان رہگیا

ایک میرے قتل نے دو بوجھ رکھے دو طرف
تیرے سر پر خون میرے سر پر احسان رہگیا

بڑھ چکا تھا دست وحشت ضعف آڑے آگیا
چاک ہونے آج اپنا گریبان رہگیا

ساری دنیا دیکھ آئے ہم نہین دل کا پتا
ہان مگر اک صوندھنے کو طاق نسیان رہگیا

شکر ہے اتنی تو لذت دشت گردی مین ملی
آبلے مین ٹوٹ کر خار مغیلان رہگیا

واہ کیا شوق شہادت تھا کہ ہر عضو بدن
اُسکا دم بھرتا تہ شمشیر بران رہگیا

اہل دنیا ہین مسافر وار دنیا ہر سرا
ایک شب ایک شب مین اسمین مہمان رہگیا

اِسقدر چھڑکا نمک سب بھر گئے زخمون کے مُنھ
ہاتھ مین جلاد کے خالی نمکدان رہگیا

اوج پر بدت سے وحشت ہے ہماری اے جنون
ماہ نو کا کسطرح ثابت گریبان رہگیا

درد و غم رنج و الم سے سب ہا خالی یہ دل
چار دن کو کوئی نہ کوئی اسمین مہمان رہگیا

وائے قسمت ہم نہ گلشن کے نہ صحرا کے ہوے
پھول کیا کانٹون سے بھی محروم دامان رہگیا

آدمی رہتا نہین دنیا مین رہتا ہے نشان
ذکر جم باقی رہا نام سلیمان رہگیا

اور تو سب حسرتین نکلین پہ شمشیر ناز
پر تڑپنے لوٹنے کا دل مین ارمان رہگیا

ہم رہے کنج قفس مین ہو چکی فصل بہار
حسرت گل رہگئی شوق گلستان رہگیا

سیر کی دنیا کی پر شہر خموشان رہگیا

وہ جوبن پر جوانی لطف اٹھے زندگانی کا — ابھی گھونگھٹ مین چہرہ ہی عروس نوجوانی کا
دکھادے دور ای ساقی شراب ارغوانی کا — کہ وقفہ چند روزہ ہی بہار زندگانی کا
نہین بے امتحان کچھ لطف دعوے زبانی کا — نزاکت آزمائے زور پہلے ناتوانی کا
ہلال بدر دونون ہین تری تصویر کے خاکے — وہ صورت ہی کرکین کی یہ نقشہ ہی جوانی کا
کرون مین تن کی بیخواری ذرا واعظ خدا سے ڈر — یہ فصل گل یہ جوش عشق یہ عالم جوانی کا
نگاہون مین ہماری قدر کیا ہو لعل و گوہر کی — شرارہ ہی وہ آتش کا یہ اک قطرہ ہی پانی کا
کلیجا منہ کو آجاتا ہی جو فریاد سنتا ہی — مرا ہر نالہ اک مصرع ہی دیوان فغانی کا
جسے برق تجلی جانکر موسی کو غش آیا — تجلی کیسی وہ بھی ناز تھا اک لنترانی کا
چمن مین جس نہال سبز کو بھولا پھلا دیکھا — نظر مین پھر گیا عالم تمھاری نوجوانی کا
کہا داغ جدائی عاشقون کے دل پہ کافی ہی — دم رخصت جو مین طالب ہوا اُنسے نشانی کا
بہار آئی ہی گل پھولے ہین سبزہ لہلہاتا ہی — پلا ساقی کوئی ساغر شراب ارغوانی کا
ہمارے عشق تیرے حسن کا چرچا ہوا ایسا — کہ دفتر مٹ گیا فرہاد و مجنون کی کہانی کا
سر گردون منجم کہکشان جسکو سمجھتا ہی — ہی اک موجہ مری بحر طبیعت کی روانی کا
پریرویون کے بھی ناز مجھ سے اٹھ نہین سکتے — بڑھا ہی رفتہ رفتہ زور ایسا ناتوانی کا
مرا اک جام مین کیا ہوگا دریا نوش میکش ہون — نگاہ مست سے ساقی خم شراب ارغوانی کا

نہ جا سکتا ہون مین صفدر نہ آسکتا ہی وہ یانتک

نزاکت کا ہی اُسکو عذر مجکو ناتوانی کا

وہ گیسو جو مجکو دکھاتا رہیگا
بڑے پیچ یہ دل اُٹھاتا رہیگا

جو ہنسکر وہ قاتل رُلاتا رہیگا
مرا زخم رو کر ہنساتا رہیگا

مصاحب بناؤ تو تم میرے دل کو
زمانے کے قصے سناتا رہیگا

ہوا شمع و پروانہ سے صاف روشن
جلیگا وہ خود جو جلاتا رہیگا

عدم کو چلین دیر ہوتی ہی ہم کو
جسے ہوگا آنا وہ آتا رہیگا

رہیگا وہی ملک عقبیٰ مین اچھا
جو دنیا مین کھاتا کھلاتا رہیگا

نہ جائیگا قاصد وہان جانا ہون
فقط جھوٹی باتین بناتا رہیگا

جو ناصح سے مجھ سے ملاقات ہوگی
مین اپنی وہ اپنی سی گاتا رہیگا

ملا ہی جو بیتاب دل مجکو خوش ہون
لحد مین یہ ہر دم جگاتا رہیگا

اگر ہنسکے بولیگا تو مجھ گدا سے
ترا بول بالا ہی داتا رہیگا

اگر رہ گیا بزم جانان مین چندے
بڑے رنگ صفدر جماتا رہیگا

اِن آنکھون نے دنیا مین کیا کیا نہ دیکھا
کسی مین مگر اُسکا جلوہ نہ دیکھا

سر راہ پریون کا غنچہ نہ دیکھا
کبھی ہم نے ایسا تماشا نہ دیکھا

جو بسمل کا تیرے تڑپنا نہ دیکھا
تو مقتل مین کچھ بھی تماشا نہ دیکھا

نگاہون سے اُنکے گرا اُنکو بھی
جو دیکھا تو دیکھا نہ دیکھا نہ دیکھا

تڑپتے رہے در پہ بسمل تمہارے
کبھی تمنے آکر تماشا نہ دیکھا

ہوئی ایسی یارون کو دنیا سے نفرت
کسی نے پھر آکر دوبارا نہ دیکھا

بہت ماہوش مہروش ہمنے دیکھے
مگر ایک مین اُسکا جلوا نہ دیکھا

دکھایا کیے آئنہ دل کا عاشق
پر اُس بیمروت نے اصلا نہ دیکھا

دم سیر کس راستے سے وہ گذرے
جہان فتنۂ حشر برپا نہ دیکھا

زمانہ ہی اُس زلف و عارض سے واقف
شب و روز کو کس نے اُجالا نہ دیکھا

بہت تیز قدمون کو ہمنے پکارا
کسی نے بھی پھر کر نہ دیکھا نہ دیکھا

وہ بیمثل ہی سب حسینون مین صفدر
بہت دیکھے محبوب ایسا نہ دیکھا

عدم مین ساتھ نہ ہستی سے جسم زار آیا
لباس عاریتی مین وہین اُتار آیا

حرم مین دیر مین مسجد مین بتکدے مین صنم
کہان کہان تجھے جا کے مین پکار آیا

ہمارے دل کی تڑپ بعد مرگ بھی نہ گئی
زمین مین گڑکے نہ کمبخت کو قرار آیا

ہوا مین حشر مین حاضر تو عفو نے یہ کہا
ہٹو ہٹو کہ ہمارا گنا ہگار آیا

کیا ہی تنگ گریبان نے اے جنون مجکو
بھونچ شتاب کہ پھر موسم بہار آیا

نہ اُنکی بزم مین پوچھا کسی نے کون ہو تم
ہزار بار گیا مین ہزار بار آیا

بس فنا یہ اثر جذب دل نے دکھلایا
جگر کو تھامے لحد پر وہ بیقرار آیا

ہوا سے آئی ہی وہ زلف روے رنگین پر
چمن مین جھوم کے یا ابر نوبہار آیا

برنگ آئنہ دیکھی کبھی نہ شکل ملال
مین اور صاف ہوا دلمین جب غبار آیا

مجھے بلایا تھا واعظ نے وعظ سننے کو
مین جاکے شیشۂ مے اُسکے سر پہ مار آیا

چھپاؤن راز محبت مین کس طرح صفدر
کہ جاکے نالہ مرا عرش تک پکار آیا

دیوان مین لکھے کے وصف دل داغدار کا
تختہ ورق ورق کو کیا لالہ زار کا

مشہور ہی جو روز قیامت جہان مین
پہلا پہر ہی میری شب انتظار کا

بھولے سے بھی کیا جو کبھی قصد فاتحہ
رستہ بہک گئے وہ ہمارے مزار کا

امسال دیکھنا مری وحشت کے ولولے
آیا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا

شوخی سے بولے وہ جو گیا مین بدلکے بھیس
پوچھو تو رہنے والا ہی یہ کس دیار کا

دشمن سے میرا دل نہ مکدر ہوا کبھی
اس آئنے نے مُنھ نہین دیکھا غبار کا

دانتون کا پیر اُسنے بھی شاید کیا تھا وصف
خالق نے موتیون سے بھرا مُنھ انار کا

مجنون نہ دشت مین ہی نہ فرہاد کوہ پر
باقی رہا نہ کوئی ہمارے دیار کا

پڑھتے ہین رکھکے دست حنائی وہ فاتحہ
روشن ہوا چراغ ہمارے مزار کا

تم ایک بات بھی مری سنتے نہین کبھی
گل کان رکھکے سنتے ہین نالہ ہزار کا

رو رو کے مرگئے ہین جو ہم ہجر یار مین
ہنستا نہین چراغ ہمارے مزار کا

راہ اُنکی تکتے تکتے یہ مدت گذر گئی
آنکھون کو حوصلہ نہ رہا انتظار کا

گستاخیون سے یار کو آزردہ کر دیا

صفدر بُرا ہو میرے دل بیقرار کا

ترے غم مین بدلا یہ نقشہ ہمارا
کہ کوئی نہین اب شناسا ہمارا

بڑھا رفتہ رفتہ یہ سودا ہمارا
کہ پریون مین ہوتا ہی چرچا ہمارا

پرانا ہوا ذکر لیلی و مجنون
نیا اب فسانہ ہی اُنکا ہمارا

نہ تیغ دو کچھ تڑپنے کی مہلت
اگر دیکھنا ہو تماشا ہمارا

گوارا نہین ہی جنھین بات کرنا
سنینگے وہ کاہیکو قصہ ہمارا

گئے گھر کو سب دفن کرکے لحد مین
دیا ساتھ یارون نے اچھا ہمارا

پیام اجل کیون نہو درد فرقت
کہ ہم سے خفا ہی مسیحا ہمارا

غضب ہی جواب بھی نہ ملنا ہو تم سے
کہ نزدیک ہی گھر تمھارا ہمارا

عیادت کو وہ ساتھ غیرون کے آئے
ہوا درد دل آج دونا ہمارا

کفن کیون ہٹاتے ہین روسیہ سے
کرین فاش ہمدم نہ پردا ہمارا

بُری بات یہ ہی کہ قاصد کسی نے
لکھا ہی ہمین خط مین شیدا ہمارا

بھلا دیکھین کسطرح رہتی ہی رنجش
ذرا سامنا تو ہو اُنکا ہمارا

رہی یون ہی الفت جو زلف سیہ کی
نہ جائیگا صفدر یہ سودا ہمارا

اُمنگ پر آکے محو زینت کبھی جو وہ گلعذار ہوگا
پسینگے مہندی پہ دل گلون کے چمن مین خونِ بہار ہوگا

دم فنا بھی یہی جو دل کو تصور زلف یار ہو گا
ہوا سے پھر کو بکو پریشان یقین ہی میرا غبار ہو گا
نہ مال و دولت نہ جاہ و حشمت نہ دور لیل و نہار ہو گا
فقط ہی یہ چار دن کی ہستی ہم اور کنج مزار ہو گا
ادھر ہی پہلو مین دل تڑپتا اُدھر جگر کو ہی بیقراری
یہ دونون لگجائینگے ٹھکانے ترا جو ناوک وسار ہو گا
چھپا چُرا کر کبھی جو پی لی تو اس سے کیا فائدہ ہی قاضی
نہ میکدے مین جگہ ملیگی نہ میکشون مین شمار ہو گا
فراق گذرا وصال آیا کہو کہ اب حسرتین ہون رخصت
کہ ایک پہلو مین ہو گا ساقی تو ایک پہلو مین یار ہو گا
یہی ہین چالین اگر تمھاری تو دیکھنا مر مٹینگے ہم بھی
جہان پڑیگا قدم تمھارا وہین ہمارا مزار ہو گا
اگر ہی منظور قتل کرنا تو خاک بھی مجھ پہ ڈالدینا
وگرنہ رسوائے خلق ہو گے یہ راز اگر آشکار ہو گا
طواف کرنے کو آئی مرمر مگر نہ لے خون مفت سر پر
مرینگے پروانے سر پٹک کر جو گل چراغ مزار ہو گا
کرو گے تم غیر کو نشانہ نہ چلیگا خنجر ہمارے دل پر

کہین پڑیگا تمھارا ناوک جگر ہمارا فگار ہوگا
جو قتل کرنا ہی آئے قاتل کرے نہ کھوٹی ہماری منزل
مسافران رہ عدم کو کمال ہی انتظار ہوگا
نہ کھینچو تلوار کیا ہی حاجت ہمارا دل ہی شہید ابرو
یہ آپ ہو جائیگا تصدق یہ آپ تم پر نثار ہوگا
بھلا ہوا یہ کہ مٹ گیا مین بر نگ نقش قدم جہان سے
نہ اب اٹھیگا مرا جنازہ نہ دوش یاران پہ بار ہوگا
یہ رات بھر کے ہین سارے جلسے جہان ہوئی صبح پھر تو صفدر
نہ شیشہ ہوگا نہ جام ہوگا نہ شمع ہوگی نہ یار ہوگا

تو اے دل عبث مبتلا ہی کسی کا — سمجھ تو کوئی بھی ہوا ہی کسی کا
گذر میرے دل مین ہوا ہی کسی کا — سوید انہین نقش پا ہی کسی کا
ذرا بزم سے اٹھ کے خلوت مین سن لو — خدا جانے کیا مدعا ہی کسی کا
پھونچ جلد جام و سبو لیکے ساقی — گھٹا اٹھی ہی دل بڑھا ہی کسی کا
عیان جلوۂ طور ہی صاف رخ سے — عجب حسن نام خدا ہی کسی کا
نگاہون سے شمس و قمر گر گئے ہین — تصور جو صبح و مسا ہی کسی کا
قیامت ہی برپا ذرا چلکے دیکھو — سنا ہی جنازہ اٹھا ہی کسی کا
نہین پوچھتا ہی جو کوئی نہ پوچھے — مقدر مرا کیا گلا ہی کسی کا

اگر دشمن جان ہو وہ بت بلا سے — نہین خوف کیا کچھ خدا ہی کسی کا
توجہ کہان دردمندون پہ تم کو — کبھی حال تم نے سنا ہی کسی کا
تبسم سے زندہ کیا ایک عالم — لب لعل معجز نما ہی کسی کا
دیا دل تو ہمنے کیا اپنا نقصان — اجارہ کہو اسمین کیا ہی کسی کا
غنیمت ہی جو دم ہی ٹھہرو نہ جاؤ — کہ دو روز مین فیصلا ہی کسی کا
فقط چار دن کا یہ جاہ و حشم ہی — زمانہ کہان آشنا ہی کسی کا

وہ مستی لبون پر جماتے ہین صفدر
مگر آج نقشہ جما ہی کسی کا

وہ مرہ ملا تیرے ہاتھ مین اگر اختیار ہوتا — تو تمام عمر دل کو نہ کبھی قرار ہوتا
جو مری طرح سے زاہد کبھی بادہ خوار ہوتا — تو کسی سے اسکے دلمین نہ ذرا غبار ہوتا
جو سکون دل کو ہوتا نہ یہ اضطرار ہوتا — جو اُسے قرار ہوتا تو مجھے قرار ہوتا
مجھے پاس اسلیے ہی کہ یہ بت ہین سخت بیدین — جو خدا سے بھی یہ ملتے مین امیدوار ہوتا
ترے وصل مین تو جیتا ترے ہجر مین نہ جیتا — مجھے مرگ و زندگی مین اگر اختیار ہوتا
جو ہین اس غل مین حوریں تو ہین اُس غل مین غلمان — ترے در پہ گر نہ گرتے تو نہ یہ وقار ہوتا
تمھین دیکھتی زلیخا تو عزیز مصر کیسا — نہ وہ ذوق شوق ہوتا نہ وہ چاہ پیار ہوتا
نہ اٹھی نقاب جانان رہی آبرو نظر کی — جو وہ بیحجاب ہوتے تو مین شرمسار ہوتا
کوئی عامل ایسا ملتا مجھے نقش لکھ کے دیتا — کہ مین پاس جب نہ ہوتا تو وہ بیقرار ہوتا

مرے پھولونمین آئے تو سبب ہی صاف ظاہر
کہ عدو کو خار ہوتا وہ گلے کا ہار ہوتا

پئے فاتحہ جو آتا وہ مسیح بھول کر بھی
ابھی زندہ پاکے آہٹ مین تہ مزار ہوتا

نہ کسیکا زہد رہتا جو وہ خلد لب دکھاتے
کوئی بنگ نوش ہوتا کوئی بادہ خوار ہوتا

مرو دست غیر پکڑے ہوے منکر آپ لیکن
جو زبان نہ لڑکھڑاتی مجھے اعتبار ہوتا

شب ہجر کو گھٹاتا شب وصل کو بڑھاتا
جو فلک کی گردشونمین مجھے اختیار ہوتا

جو بٹھا تھا دل تو دیتا وہ جگر کو داغ صفدر
کہ مسافر عدم کا یہی یادگار ہوتا

فراق یار مین جھیلین مصیبتین کیا کیسا
گذر گئین مرے سر پر قیامتین کیا کیا

نئی نئی نظر آتی ہین صورتین کیا کیا
دکھا رہا ہی وہ صناع صنعتین کیا کیا

لب آنکے لب پہ رہے سینہ آنکے سینہ پر
اٹھائین ہمنے شب وصل اذیتین کیا کیا

قفس سے چھوٹ کے جاؤن کہین گلستانکو
کہ باغبان سے ہین کہنی حکایتین کیا کیا

حضور یار کوئی بات ہم سے ہو نہ سکی
اگرچہ دلمین بھری تھین شکایتین کیا کیا

کہان کہان نہ گئے ہم کہان کہان نہ پھرے
تلاش یار مین پیش آئین آفتین کیا کیا

ہزارون سیم بدن زیر خاک سوتے ہین
لٹی ہین منزل ہستی مین دولتین کیا کیا

دل اک جہان کا جلاتے ہین گرمیون سے یہ بت
بھری ہین سنگدلونمین یہ شرارتین کیا کیا

رہا خزانۂ قارون نہ گنج کیخسرو
ملائین خاک مین گردون نے دولتین کیا کیا

لحد پہ فاتحہ خوانی کو بھی نہ آئے کبھی
جو لوگ رکھتے تھے ہم سے محبتین کیا کیا

نہین ہی گور غریبان سے کم دل یاروں کا
کہ اسمین دفن ہوئین مرکے حسرتین کیا کیا

اچھلتے ڈوبتے بہتے تمام عمر کٹی
محیط عشق مین کھینچین مشقتین کیا کیا

جو دیکھی گور مین تنہائی مکان صفدر
تو یاد آگئین یاروں کی صحبتین کیا کیا

ہم ہونگے نہ حسن رخ جانانہ رہیگا
عالم مین مگر عشق کا افسانہ رہیگا

میخوار رہینگے نہ یہ میخانہ رہیگا
ساقی کے کرم کا فقط افسانہ رہیگا

شب بھر فقط آرایش محفل ہی سحر کو
یہ شمع رہیگی نہ یہ پروانہ رہیگا

مسجد کیطرف جاتے ہین تو جائین نماری
بندہ تو مقیم در میخانہ رہیگا

رستے مین اگر کوئی پریرو نظر آیا
قابو مین نہ اپنا دل دیوانہ رہیگا

جب تک کہ نہ ہاتھ آئیگی وہ زلف مسلسل
صد چاک دل اپنا صفت شانہ رہیگا

آئینگے جو یون طالب دیدار تبون کے
محشر پس دیوار صنم خانہ رہیگا

بنو آئینگے خط وہ رخ رنگین کا مقرر
گلزار مین کیا سبزۂ بیگانہ رہیگا

اس دھوم سے آتی ہی اگر فصل بہاری
کب خانۂ زنجیر مین دیوانہ رہیگا

الفت جو یہی زیست مین ہی ہمکو تبون سے
منھ قبر مین بھی جانب بتخانہ رہیگا

سر خنجر قاتل سے جو کٹجائے تو کٹجائے
شہرہ ترا اے ہمت مردانہ رہیگا

دو روز فقط دور مے عیش ہی ساقی
یہ شیشہ رہیگا نہ یہ پیمانہ رہیگا

رندان مئے وحشی کو ترے قید کرینگے
منھ خواب مین بھی جانب ویرانہ رہیگا

اے پیر مغان یون ہی سہی بیٹھے ہین ہم بھی
معمور کہان تک در میخانہ رہیگا

موسی بھی جو دیکھینگے رخ یار کو صفدر
کچھ ہوش انھین وقت تماشا نہ رہیگا

مین جب تک مقیم دربار تھا
یہ بام فلک زیر دیوار تھا

کسی سے نہ جبتک سروکار تھا
بڑے چین سے یہ دل زار تھا

جو انو نہ حیرت سے دیکھو مجھے
کبھی مین بھی آئینہ رخسار تھا

وہ کاندھا جنازے کو دین کیا عجب
کہ مین بھی کبھی ناز بردار تھا

کیا ہی عبث دل نے نالونکو ضبط
کہ گرم اس سے الفت کا بازار تھا

حسینونکے خواہان ہمین کچھ نہین
کہ یوسف کا عالم خریدار تھا

گرہ کھلتے ہی زلف پر پیچ کی
جو آزاد تھا وہ گرفتار تھا

گئی بات نکلا نہ کچھ اس سے کام
گلہ بیوفاؤن سے بیکار تھا

کیا اسکی رحمت نے عصیان سے پاک
گنہگار تھا مین سیہ کار تھا

کبھی ہمنے صفدر کے دیکھے تھے رنگ
جو ان سیکڑون مین نمودار تھا

خال عارض کسے پیارا نہوا
کسکی آنکھون کا وہ تارا نہوا

ہوگیا دل بھی انھین کیجانب
یہ بھی کمبخت ہمارا نہوا

وصل کا ذکر تو کیا قاتل کو
قتل کرنا بھی گوارا نہ ہوا

یار آیا نہ اجل فرقت مین ایک بھی کام ہمارا نہوا
تھی قضا تو مرے سر پر موجود کیا کرے اُنکا اشارا نہوا
کچھ بھی آنسو نہ ٹپکے اپنے کلیم دور سے بھی تو نظارا نہوا
درد دل اُنکو سناتے شب وصل ہم کو اتنا بھی گوارا نہوا
ہاے وہ خال رخ ماہ جبین میری قسمت کا ستارا نہوا
غیر کا دل نہ دُکھایا ہم نے سنج دشمن بھی گوارا نہوا

ہو رہے تم تو اُسی کے صفدر
وہ نہ ہونا تھا تمہارا نہوا

یا بھول گیا وہ بت خود کام ہمارا یا شرم سے لیتا نہین اب نام ہمارا
بیدل ہمین کہتا ہے وہ خود کام ہمارا اس دل کی بدولت یہ ہوا نام ہمارا
ہم دیکھنے والے تھے کسی ایسے کی انکھین کچھ کر نہ سکی گردش ایام ہمارا
جی بھر کے نہ دیکھین کبھی آنکھین تری ساقی اس مے سے نہ لبریز ہوا جام ہمارا
یا رخ وگیسوے صنم ہے سحر و شام یہ کفر ہمارا ہے وہ اسلام ہمارا
کیون آنکھ چراتے ہو جو ہے مد نظر دل یہ شیشہ تمہارا ہے تو وہ جام ہمارا
قاتل جو کہا مینے تو شرما کے وہ بولے لیکن نہ بدنام کرو نام ہمارا
بوسہ ہے نہ دشنام وفا ہے نہ جفا ہے کچھ تم سے نکلتا نہین اب کام ہمارا
بو کاکل مشکین کی سنگھا دے کبھی آکر اس گل سے صبا کہدے یہ پیغام ہمارا

نفیس

تقتل مین جو وہ آئے تو بولے ملک الموت	ہم جاتے ہین اب کچھ نرہا کام ہمارا
یا تذکرۂ زلف ہی یا تذکرۂ رخ	ہی کام یہی صبح سے تا شام ہمارا
ہم بوسے لیے جائینگے تم وار لگاؤ	یہ کام تمھارا ہی تو وہ کام ہمارا
اب چین نہین سینے مین دلکو کسی پہلو	دزدیدہ نگہ لے گئی آرام ہمارا
پہونچا ہی یہ اب ضعف کا رتبہ کہ وہان تک	ہم کیا کہ پہونچتا نہین پیغام ہمارا

نواب بہادر ہی ہمین کہتے ہین صفدر
پورا کبھی لیتے نہین وہ نام ہمارا

ہوے دام و قفس مین اسیر جو ہم تو ذرا ہمین لطف چمن نرہا
کرین کس سے بیان کشاکش غم کہ سفر مین خیال وطن نرہا
خبر اپنی نہین ہی حضور کو کچھ گئے چاہنے والے عیان ہوا خط
کوئی بستۂ زلف دوتا نہ رہا کوئی قیدی چاہ ذقن نہ رہا
تھے جوان تو بدن مین تھی تاب تو وان جو شباب گیا تو وہ لطف کہان
وہ زبان نرہی وہ بیان نرہا وہ دہن نرہا وہ سخن نرہا
مرے گھر سے گیا ہی وہ جان جہان حواس ہی اب نہین تاب و توان
ہوئی جس سے کہ روح نکلکے روان کسی کام کا پھر وہ بدن نہ رہا
نہ وہ دانت گہر نہ عقیق وہ لب نہ وہ آئنہ رخ نہ وہ مشک سے مو
وہ عدن نرہا وہ یمن نرہا وہ حلب نرہا وہ حسنتن نرہا

نہ شراب مین ہر کوئی فائقہ اب نہ کباب مین ہر کوئی ذائقہ اب
وہ فضا نرہی وہ ہوا نرہی وہ مزہ نرہا وہ چمن نہ رہا
جو زبان سے دعوی عشق کیا رہے صفدر اب اسکا خیال ذرا
کوئی یہ نہ کہے کہ یہ مرنہ مٹا اسے پاس ولحاظ سخن نہ رہا

جلوہ گر آئینے مین پر تو ترا کیونکر ہوا
تو تو یکتا تھا یہ پیدا دوسرا کیونکر ہوا
آپ ہی بسمل کیا تیغ نگاہ ناز سے
آپ ہی کہتا ہو وہ یہ کیا ہوا کیونکر ہوا
ہنسنے قاتل سے نہ پوچھا یہ بھی فرط شوق مین
لائق تعزیر بندہ بیخطا کیونکر ہوا
آجتک آئینہ اسکی بزم مین پہونچا نہین
ہو تعجب خود بخود وہ خود نما کیونکر ہوا
کسطرح سیب ذقن کی یاد مین دل مست ہو
جب ثمر چکھا نہین حاصل مزا کیونکر ہوا
حال میرا دیکھکر آنسو ٹپک پڑے ہین اب
نرم دل اُس سنگدل کا ای خدا کیونکر ہوا
سیکھ آیا کس سے تو اے دل عمل تسخیر کا
آشنا ایسا بت نا آشنا کیونکر ہوا
نام تک آیا نہین لب پر محبت کا کبھی
پھر بن حیران ہون یہ چرچا جا بجا کیونکر ہوا
بھاگتا تھا اپنے سائے سے مین وہ محتاط تھا
اُنکی زلفون مین گرفتار بلا کیونکر ہوا
دلکو زندہ کر دیا اُسکے خیال خال نے
طفل زنگی عیسی معجز نما کیونکر ہوا
جب کشیدہ تیغ ہی خنجر ہے منہ موڑے ہوے
پھر سر و گردن کا قاتل فیصلہ کیونکر ہوا

کیسی ہی فرقت مین اُسکی چھوڑدین سب لذتین
کوئی کیا جانے کہ صفدر پارسا کیونکر ہوا

بیٹھکر مین نہ دریار پہ اصلا اُٹھا
ہان جو اُٹھا تو پس مرگ جنازہ اُٹھا

اُنکا اُٹھنا تھا کہ بیتاب ہوا دل میرا
حشر برپا ہوا لو اور یہ فتنا اُٹھا

کبھی رخ کے کبھی بوسے لب جانان کے لیے
کیا کہون مین کہ مزہ وصل مین کیا کیا اُٹھا

ہون وہ دیوانہ کہ زندان سے مین پیچھے نکلا
پہلے تعظیم کو صحرا مین بگولا اُٹھا

یہ تو کہیے کہ ملا وصل سے جب صاف جواب
کس سے پھر آپ کا یہ غمزہ بیجا اُٹھا

دور ساغر ہو کوئی چلکے چمن مین ساقی
دیکھ تو ابر دھوان دھار ہی کیسا اُٹھا

دھوم میخانے کی آخر یہ اڑی عالم مین
شیخ صاحب کا بھی مسجد سے مصلا اُٹھا

جمع خلقت تھی سر راہ تماشے کے لیے
دھوم سے آپکے مقتول کا لاشا اُٹھا

نہوا جب مرض عشق کا کچھ اُس سے علاج
تنگ آکر مرے بالین سے مسیحا اُٹھا

کشتہ تیغ تغافل تھے نہ آنکھ اپنی کھلی
نہین معلوم کہ کب حشر کا غوغا اُٹھا

آتے ہی گلشن ہستی سے چلے مثل نسیم
ایکدم کے لیے کیا لطف تماشا اُٹھا

ترے وحشی نے ندی قیس کو تعلیم جنون
جب تلک کان پکڑ کر نہ وہ بیٹھا اُٹھا

سنتے ہین کوچ زمانے سے کیا صفدر نے
ناتوان تھا نہ ترے بحر کا صدمہ اُٹھا

وارد بزم کسی شب جو وہ قاتل ہوتا
اک نگہ مین کوئی زخمی کوئی بسمل ہوتا

مہر عارض سے تمھارے جو مقابل ہوتا
ماہ نو چرخ پہ اک رات مین کامل ہوتا

اُسکی رسوائی نے کیا کیا نہ کیا مجکو خجل
عرصہ حشر مین مین یا مرا قاتل ہوتا

پردہ سو بار تماشے کو اُٹھاتی بسلے
ساتھ مجنون کے اگر مین پس محمل ہوتا

چہرہ پردے ہی سے وہ کاش مجھے دکھلاتے
دعوی صبر جو مجکو تھا وہ باطل ہوتا

پانون سے کھیل مین آنسے گل بازی جو ملا
آرزو مجکو ہوئی کاش مراد دل ہوتا

اُٹھ کے میخانے سے مسجد نہ گئے مست ترے
کسکو پروا تھی کہ واعظ سے مقابل ہوتا

دینے والا ہی زمانے مین خدا ہی سب کا
پھر بلا کیا مین کسی اور سے سائل ہوتا

بیخبر رہتے نہ گل بوے وفا آجاتی
مین جو گلشن مین ہم آواز عنادل ہوتا

توڑنا تھا اُسے بلبل سے چھپا کر گل کو
نام گلچین کا زمانے مین نہ قاتل ہوتا

شب کو پردے سے عارض سے اگر اُٹھ جاتا
شمع و پروانہ مین جھگڑا سر محفل ہوتا

خار پامال ہوا اسکی خلش ہی دل کو
کاش مین دشت مین پابند سلاسل ہوتا

زخمی ہونا تو کہان رسم ستم اُٹھ جاتی
بدلے پیکان کے جو ناوک مین مراد دل ہوتا

ہجو مین آئی اجل وصل مین آنا تھا اسے
روح کو تن سے نکلنا تو نہ مشکل ہوتا

کوچہ یار مین ملتی جو جگہ اے صفدر
مین گدا بھی کسی سلطان کے مقابل ہوتا

کیا جانے لاے اُن سے قاصد جواب کیا کیا
تڑپا رہا ہی ہمکو یان اضطراب کیا کیا

آئینگی جوش پر یہ چشم پر آب کیا کیا
خجلت سے پانی پانی ہوگا سحاب کیا کیا

نام خدا ادا نکا جوبن اُبھار پر ہی
جلوہ دکھا رہا ہی حسن شباب کیا کیا

کہتا ہی کوئی مفتون کہتا ہی کوئی مجنون
الفت تیری ہمنے پائے خطاب کیا کیا

جھگڑا چکا نہ اکدن یون ہی رہے ہمیشہ
اپنے سوال کیا کیا اُنکے جواب کیا کیا

رخصت تو اُنکو دی ہی صبح شب جدائی
تڑپا رہا ہی ہمکو پر اضطراب کیا کیا

وہ مست ہین کہ لڑکر ساقی سے ہمنے اکثر
لے لیکے پی لیے ہین جام شراب کیا کیا

وہ حوصلے وہ ہمت وہ ولولے وہ طاقت
ہمراہ لیگیا ہی عہد شباب کیا کیا

ڈر ہی تمام عالم ڈوبے نہ مثل یونان
طوفان اُٹھا رہی ہی چشم پر آب کیا کیا

خاطر کا اُنکے عقدہ ہم سے کھلا نہ ہرگز
ہر چند ہمنے کھولے بند نقاب کیسا کیا

جب شام سے بندھا ہی اُس زلف کا تصور
تا صبحدم پریشان دیکھے ہین خواب کیا کیا

جب گیسوون مین اُنکے کرتا ہی غیر شانہ
کھاتے ہین اپنے دلمین ہم پیچ و تاب کیا کیا

اُس چشم مست کا ہی یہ دور دورا تبو
پرہیزگار بھی ہین مست و خراب کیا کیا

ہی قلزم جہان مین پاے ثبات کسکو
بنکر بگڑ گئے ہین دم مین حباب کیا کیا

ہشیار تو بڑے ہین دیکھو مگر لڑکپن
بوسون کے دینے ہین وہ بھولے حساب کیا کیا

آغوش مین بھی کھینچا بوسے بھی ہم نے پائے
لوٹے مزے پلاکر اُنکو شراب کیسا کیا

ہی اعتبار دولت کیا اس جہان مین صفدر
مٹی مین ملگئے ہین عالی جناب کیا کیا

دکھلاؤ زلف مجکو سودا ہوا تو پھر کیا
وابستۂ محبت رسوا ہوا تو پھر کیا

مین جانتا ہون تم کو تم جانتے ہو مجکو
گلیون مین مجھلو نمین چرچا ہوا تو پھر کیا

جور و جفا کہان تک مہر و وفا ہی لازم
مین اور ہی کسی کا شیدا ہوا تو پھر کیا

نازو ادا سے چلیے لیکن ذرا سنبھلکر
ہنگامۂ قیامت برپا ہوا تو پھر کیا

اے دل تڑپنے اتنا لازم ہی ضبط نالہ
عالم مین راز الفت افشا ہوا تو پھر کیا

ایام نوجوانی مہمان ہی چند روزہ
اس حسن عارضی کا شہرا ہوا تو پھر کیا

مین نے کبھی جنون مین پھاڑا نہین گریبان
وحشت مین فاش اپنا پردا ہوا تو پھر کیا

بیجا ہی فکر شہرت یہ حسن ہی دو روزہ
بالفرض چار دن کو ایسا ہوا تو پھر کیا

ہر جا اگر شبیہین کھنچکر گئین تو حاصل
چارون طرف تمھارا شہرا ہوا تو پھر کیا

یہ عارضی صفا ہی نکلیگا خط مقرر
مسلم کے گھر مین کافر پیدا ہوا تو پھر کیا

آیا ہی دم لبون پر آنا جو ہو تو آؤ
سوے عدم ہمارا جانا ہوا تو پھر کیا

کیا آئے وہ جو آئے مرقد پہ فاتحے کو
بعد فنا مقدر سیدھا ہوا تو پھر کیا

کانون تک اُنکے پہونچے ایسا کہان مقدر
گردون سے پار اپنا نالا ہوا تو پھر کیا

یہ بیوفا ہی صفدر کیا اعتبار دل کا
میرا ہوا تو پھر کیا اُنکا ہوا تو پھر کیا

قہر ہی آفت ہی یہ آنکھین لڑانیکی ادا
خوب آتی ہی تمھین فتنے جگانیکی ادا

جب کسی غنچے کو گلشن مین کھلاتی ہی نسیم
یاد آتی ہی تمھارے مسکرانیکی ادا

لاتی ہی کس کسطرح شبخون دل عشاق پر
پان کھانے کی ادا مسی لگانیکی ادا

چلتے ہو مرقد پہ تم دامن اٹھاکر ناز سے
کس سے سیکھی خاک مین ہمکو ملانیکی ادا

ٹکڑے ہوئے ہین گریبان دیکھکر تیرا حجاب
فاش کردیتی ہی پردہ منھ چھپانیکی ادا

بزم مین لاکھون ہوے بسمل ہزارون نیمجان
قہر تھی شبکو تری محفل مین آنیکی ادا

گرمیان کرتے ہو غیرون سے ہمارے سامنے
یہ نئی سیکھی ہے تمنے دل جلانیکی ادا

خون ہوجائینگے لاکھون دیکھنے والون کے دل
رنگ لائیگی نیا مہندی لگانیکی ادا

دیکھیے کس کسکی گردن پر کرے خنجر رواں
قاتل عالم تری تیوری چڑھانیکی ادا

بیوفائی کج ادائی ہر گھڑی تازہ ستم
تم بھی کیا سیکھے ہو اس ظالم زمانیکی ادا

یاد ہے صفدر شب وصلت وہ اپنا چھیڑنا
اور وہ انکی شرم سے آنکھین جھکانیکی ادا

صفدر انکا خیال تھا کیا تھا
کل جو چہرہ بحال تھا کیا تھا

غم جو دل کو کمال تھا کیا تھا
ختم روز وصال تھا کیا تھا

وہ قضا مٹ گیا جو عہد شباب
وہم تھا یا خیال تھا کیا تھا

دل شگفتہ مرا کبھی نہ ہوا
سبزۂ پائمال تھا کیا تھا

چار ہی دن مین ہوگیا جو فراق
جان و تن مین ملال تھا کیا تھا

پوچھتے ہین وہ غیرمین دیدیکر
شب ترا غیر حال تھا کیا تھا

رات جوبن کو کیون چھپائے تھے
کیا یہ چوری کا مال تھا کیا تھا

اُنکے آتے ہی ہم جہان سے گئے
وصل تھا یا وصال تھا کیا تھا

ظلم لاکھون سہے زمانے کے
یہ دل پر ملال تھا کیا تھا

عرش فرسا ہوا جو نالۂ دل
شاعرون کا خیال تھا کیا تھا

مانگتے تھے جو دل کو وہ سستا — کسی مردے کا مال تھا کیا تھا
دہن یار کی ملی نہ مثال — یہ عدیم المثال تھا کیا تھا
تیرے وحشی کو خلق مان گئی — کوئی صاحب کمال تھا کیا تھا

کس سے بگڑی تھی سبح کو صفدر
کل جو بسمل کا حال تھا کیا تھا

مسجد نہ میکدہ نہ صنمخانہ دیکھنا — اے دل کسی کی نرگس مستانہ دیکھنا
مد نظر ہی جلوۂ جانانہ دیکھنا — منظور کب ہی ہمکو پریخانہ دیکھنا
دلچسپ ہی بہت مری الفت کی داستان — آئینگے وہ بھی سننے کو افسانہ دیکھنا
یوں دیکھ بار بار نہ اس چشم مست کو — ساقی گرے نہ ہاتھ سے پیمانہ دیکھنا
کوچے پہ پیر خان مین تو جاتا ہی شاد شاد — برباد ہوگا یہ دل دیوانہ دیکھنا
مستونکو ساقی آج چھکا دے شراب سے — کیا آئی ہی گھٹا سوے میخانہ دیکھنا
ساقی غرض کیسکی تجھے بیخودی سے کیا — ہم تجکو دیکھین تو سوے پیمانہ دیکھنا
افسون پڑھا ہی قلقل مینا نے کچھ ضرور — واعظ بھی میکدے مین ہی مستانہ دیکھنا
پھرتا ہی گرد شمع رخون کے دل حزین — جل جائیگا یہ صورت پروانہ دیکھنا
آنکھین ہین میری لائق دیدار حسن یار — کیا جانے آئنہ رخ جانانہ دیکھنا
دیکھا تھا اک نظر تو قیامت گذر گئی — اب دیکھین کیا دکھائے تمھارا نہ دیکھنا
چمکی ہزار بار مرے سر پہ تیغ ظلم — جھپکی نہ آنکھ ہمت مردانہ دیکھنا

عالم مین اِن تبون کا جو صفدر رہی ہو دور
کہیے کو ایک روز صنمخانہ دیکھنا

کبھی شب کو نہ آیا وہ رشک قمر کبھی جلوۂ نور سحر نہوا
کسی اشک نے دل کی نہ کھولی گرہ کسی آہ مین رنگ اثر نہوا
دم سرد سے پیری مین فائدہ کیا کہ فسردہ تو داغ جگر نہ ہوا
چلی تیز ہزار نسیم سحر کبھی گل یہ چراغ سحر نہ ہوا
رہون پانون سے اپنے مین کیون نہ خفا کہ کسیکی گلی مین ہو انہ روان
مجھے ہاتھ سے اپنے ہو کیون نہ گلا کہ کسی کا یہ طوق کمر نہ ہوا
نہ گیا کبھی ہجر کا غم نہ گیا کبھی وصل کا ہم کو مزہ نہ ملا
یہی لیل و نہار ہمیشہ رہی یہ زمانہ اِدھر سے اُدھر نہ ہوا
یہ جنون مین ترقی ولولہ ہے کہ زمین پہ چال سے زلزلہ ہے
قدم اپنا پڑا کہو کون سی جا کہ وہ مرحلہ زیر و زبر نہوا
کہو کام پھر آئینگے کون سے دن مرے سینے مین وہ کے قلب و جگر
جو یہ لسمل تیغ مژہ نہ ہوا وہ نشانۂ تیر نظر نہ ہوا
ہمین مشغلہ رونے کا کیون نہ ہے جو نہان ہے نظر سے وہ رشک قمر
بہے اشک مدام سحاب صفت کبھی خشک یہ دیدۂ تر نہوا
ہمین روز خوشی جو نصیب ہوئی تو غریز و رفیق بھی ساتھ رہے

رہ ملک عدم کیطرف جو چلے کوئی اپنا شریک سفر نہوا
یہ فقط مرے داغ کو رتبہ ملا یہ فقط مرے اشک کو اوج ہوا
کوئی ذرہ چمک کے نہ مہر بنا کوئی قطرہ ٹپک کے گہر نہ ہوا
کہین مشک کو مین نے تلاش کیا کہین سعی نمک مین خراب پھرا
جو مزہ ہی مجھے وہ کسے ہی مزا کوئی مجھ سا بھی خستہ جگر نہوا
کبھی ہمکو لطف وصال ملا کبھی ہجر کا رنج والم نہ گیا
کبھی گریۂ شب نے مزہ نہ دیا کبھی نالۂ دلمین اثر نہوا
جو ریاض جنان سے کرینگے فضا ہمین باد یہ آئیگی خاک فضا
جو نہال امید اُگے بھی تو کیا کہ نصیب کسی سے ثمر نہ ہوا
رہ وادی غم مین نہ چین ملا مجھے صفدر الم ہی ہمیشہ رہا
کہین زیر شجر جو ٹھہر بھی گیا کبھی سایہ فگن وہ شجر نہوا

جلوہ جو اپنے حسن کا اُسنے دکھا دیا
دم مین فروغ شمس و قمر کا مٹا دیا
ہمنے جو اپنے غم کا فسانہ سنا دیا
کچھ اور تو نہ منھ سے کہا مسکرا دیا
اُس مہر نے جو پردہ چمن مین اُٹھا دیا
جوبن گلون کا صورت شبنم اُڑا دیا
سرکا کے زلف اُسنے جو چہرہ دکھا دیا
مہتاب کو کلنگ کا ٹیکا لگا دیا
جلدی تھی کیا نہ صور سرافیل پھونکتے
سوتا تھا مین ابھی مجھے ناحق جگا دیا
جب جستجو مجھے دل گم گشتہ کی ہوئی
ملک عدم کا اُسکی کمر نے پتا دیا

ساقی بہار بادہ کشی کیا فراق مین
اُٹھکر گھٹانے دلکو ہمارے بٹھا دیا

تعظیم اغنیا سے ہی کیا فقر مین غرض
کھینچا جو ہاتھ پانون کو ہمنے بڑھا دیا

غیرون کو مے پلاکے رُلایا مجھے لہو
دیکر کباب اور کلیجا جلا دیا

میرے دل دونیم کا تم بھی کرو علاج
دو ٹکڑے کرکے چاند بنی نے ملا دیا

خط آتے ہی رہا نہ رخ یار کا وہ حسن
ابر سیہ نے چاند کو کیسا چھپا دیا

اے آتش فراق کیا تو نے کیا غضب
جنت تھا میرا گھر اُسے دوزخ بنا دیا

کچھ دے کسی فقیر کو منعم ثواب لے
کام آئیگا ترے یہ کسی دن لیا دیا

یارون نے بعد مرنیکے اچھا کیا سلوک
چھاتی پہ رکھکے سنگ زمین مین دبا دیا

بلبل کو نالہ کرکے جو مین نے کیا ذلیل
گل ہنسنے لگے تو غنچون نے بھی مسکرا دیا

تیغ جفاے یار بھی صفدر عجیب ہی
مانند زخم مجھ کو ہنسا کر رُلا دیا

جو دل مین ذرا آپکے گھر نہو گا
گذارہ مرا بندہ پرور نہو گا

کوئی گل ترے رخ سے ہمسر نہو گا
کوئی سرو قد کے برابر نہو گا

نزاکت بھی ہی تو اُس فتنہ گر سے
رواں میری گردن پہ خنجر نہو گا

سمجھ لینگے ہم بھی کرو ظلم ہمپر
بپا کیا کسی روز محشر نہو گا

نہ لکھینگے جبتک مجھے آپ نامہ
کبھی ختم شکوونکا دفتر نہو گا

کٹی فرقت یار مین عمر ساری
کسی کا بھی ایسا مقدر نہو گا

کہو گے تو کیا ضبط فریاد مشکل
کسی بات سے بندہ باہر نہو گا

نہو نگا مین قسمت سے جب ہو گا خنجر
ملونگا انھین مین تو خنجر نہو گا

نہ چھڑکو گے جبتک نمک زخم دلپر
مزہ زندگی کا میسر نہ ہو گا

لکھونگا جو احوال دل مین تو نامہ
رسالہ تو ہو گا جو دفتر نہو گا

وہ میکش ہون مینا ساغر نہین ہے
اگر ہو گا مینا تو ساغر نہو گا

کہان کوہکن اور کہان وصل شیرین
کرے مختین خاک پتھر نہو گا

اٹھاؤن سر سجدہ اس آستان سے
یہ مجھ سے کبھی بندہ پرور نہو گا

اگر کوے قاتل مین جانا نچھوٹا
بدن پر مرے ایکدن سر نہو گا

لیا خواب مین جسنے چوری سے بوسہ
کوئی اور ہو گا وہ صفدر نہو گا

جو گل تھا باغ مین ترا آئینہ دار تھا
پر تو ترے لباس کا رنگ بہار تھا

قابل ستم کے چرخ نہ مین خاکسار تھا
بیساعت مین آپ ہی مشت غبار تھا

کیا بد معاملہ ہو کہ تم پھیرتے نہین
ہمنے جو دل دیا تھا بڑا اعتبار تھا

ہر صبح راہ کوچۂ جانان تھی اور ہم
زندہ تھے جب تلک یہی اپنا شعار تھا

ہمکو بلا کے کیون نہ ملاقات تمنے کی
آنے نہ آنے مین تو تمھین اختیار تھا

دونون طرف سے شوق ملاقات تھا جو کل
عاشق کو تھا قرار نہ انکو قرار تھا

بے پردگی کے خوف سے وہ شب کو پھر گئے
روشن غضب ہوا کہ چراغ مزار تھا

صفدر

دوڑی جو ایسی پیچھے بگولے کے روح قیس
شاید کہ اسمین جلوۂ محمل سوار تھا

اب کیا کروں سوال کہ پایا جواب صاف
جبتک نہ یاس تھی مجھے امیدوار تھا

مایوس ہو کے موت کے اب ہم ہین منتظر
ابتک تو یار ہم کو ترا انتظار تھا

اللہ ری ضد کہ غیر نے وہ بھی مٹا دیا
اُس کوچے مین مرا جو نشان مزار تھا

اچھا ہوا کہ جلد مین تربت مین گر گیا
یارون کے دوش پر مرا تابوت بار تھا

گشتے کا تیرے اوج کل آیا ہمین نظر
پیدل تھا یا وہ چار کے کاندھے سوار تھا

مٹنے سے داغ کے یہ ہوا غم کہ ہم مٹے
دل جا چکا تھا سینے مین یہ یادگار تھا

اب دوست بھی عدو نظر آتے ہین ہر مین
صفدر گئے وہ روز کہ دشمن بھی یار تھا

یار تھا مقتل تھا شمشیر ادا تھی مین نہ تھا
قتل پر میرے کمر باندھے قضا تھی مین نہ تھا

مطرب و ساقی تھے خالی میری جا تھی مین نہ تھا
رات اُس محفل مین سب خلق خدا تھی مین نہ تھا

اُسنے جب پوچھا کہ تو نے قتل عاشق کو کیا
غمزہ بولا وہ نزاکت تھی ادا تھی مین نہ تھا

کیا ہوا مجھ سے جدا ہو کر جو دلبر تک گیا
دل مرا ساتھی نہ تھا کچھ دلربا ساتھی نہ تھا

کہتے ہین وہ رخ کے بوسے خواہمین کس لیے
مین یہ کہتا ہون تری زلف رسا تھی مین نہ تھا

جلوہ گاہ خاص تک اے گل گذر میرا کہان
زلف تیری جسنے برہم کی صبا تھی مین نہ تھا

یار نے منھ ہی لگائی مجمع عشاق مین
ساری محفل خواستگار خوبنما تھی مین نہ تھا

بیخطا ہون تجھ سے کیون ہم ہمنوای رشک گل
کی گلون سے جسنے سرگوشی صبا تھی مین نہ تھا

ڈھونڈھتی تھی رات مجکو بزم مین اُسکی نگاہ
کیا کرون تقدیر میری نارسا تھی مین نہ تھا

کہتے ہین وہ مجھ سے محرومی کا بیجا ہی گلہ
مانع دیدار تو میری حیا تھی مین نہ تھا

وہ کہینگے حشر مین قاتل کو پوچھونگا اگر
وہ قضا تیری تھی یا میری ادا تھی مین نہ تھا

عرض کرتا سنگدل اتنا نہ اُس بت کو بنا
عالم ایجاد کی جب ابتدا تھی مین نہ تھا

رات اُس محفل مین کیا موقع تھا صفدر کیا کہون
سرمہ تھا مستی تھی غازہ تھا حنا تھی مین نہ تھا

اندازہ نرالا ہی تری جلوہ گری کا
ہی چاند سا چہرہ تو چلن کبک دری کا

لائیگی نہ بو جامۂ محبوب کی جب تک
دامن مین نہ چھوڑونگا نسیم سحری کا

صد شکر کہ صیاد نے تکیہ تو بنایا
کچھ رنج نہین ہی مجھے بے بال و پری کا

ہر جنبش مژگان سے ہی مقتول زمانہ
کیا تیر ہی خنجر تری بیدادگری کا

اُٹھا ہی یہ کسکے رخ پر نور سے پردہ
خورشید مین عالم ہی چراغ سحری کا

اس عہد مین خاک اہل ہنر چھپان رہے ہین
چمکا ہوا اختر ہی فقط بے ہنری کا

گل پاس ہی کیا صدمہ ہی دل پر ترے بلبل
ہر رنگ ترانون مین ترے نوحہ گری کا

یاد آئی مجھے اپنے دم بازپسین کی
دم ٹوٹتے دیکھا جو چراغ سحری کا

عشاق کی محفل سے وہ اُٹھے تو یہ کہکر
انسان کی صحبت مین نہین کام پری کا

تربت پہ غریبون کے چراغان نہین اے گل
بھولا ہی چمن یہ تری بیدادگری کا

کون اُٹھ گیا ہی بزم سے یارب کہ سرِ شام
ہر شمع پہ عالم ہی چراغ سحری کا

محو پی اگر انجام پہ کچھ تجکو نظر ہی
زاہد سفر آسان ہو خشکی سے تری کا

اندر کا اکھاڑا ہی چمن موسم گل مین
ہر پھول پہ ہر شاخ پہ عالم ہی پری کا

ہی یاد مجھے وہ شب وصلت کا گذرنا
پروانون سے ملنا وہ چراغ سحری کا

پھر چاک ہوئی گل کی قبا باغ مین صفدر
پھر شوق ہوا دل کو مرے جامہ دری کا

کس سے کرون مین جا بجا نہ ملا
پر کہین دل کا مدعا نہ ملا

جسکو احمد سا رہنما نہ ملا
ڈھونڈھ ضحاہی رہا خدا نہ ملا

ربط اُس شوخ سے ہوا نہوا
کیا اجارہ ہی دل ملا نہ ملا

ایسے اہل جہان عدم کو گئے
کہ کسی کا کہین پتا نہ ملا

کھولتا جو گرہ مرے دل کی
کوئی ایسا گرہ کشا نہ ملا

ایک حسن و جمال مین تم ہو
تم سا عالم مین دوسرا نہ ملا

دلربا سیکڑون ملے لیکن
کوئی معشوق باوفا نہ ملا

تم نہ جسکو ملے خراب ہوا
کہنے مین بھی گیا خدا نہ ملا

دین و دنیا کی مل گئی دولت
تم جو مجکو ملے تو کیا نہ ملا

فقر مین عرش پر دماغ رہا
بادشاہون سے مین گدا نہ ملا

سارہستی مین سب تھے بیگانے
آجتک کوئی آشنا نہ ملا

دل جو سینے سے گم ہوا صفدر

لاکھ ڈھونڈھا کہین پتا نہ ملا

کیا کہون حال ہی جو کچھ دل کا — رقص دیکھا ہی تمنے بسمل کا
ہی عدم کتنی دور ہستی سے — فاصلہ کل ہی ایک منزل کا
شور محشر ہی جسکا نام جنون — شور ہی وہ مری سلاسل کا
اتفاقاً وہ آگئے ہین ادھر — خوب نکلیگا حوصلہ دل کا
ای صبا قیس دیکھے لیلے کو — کہین پردہ اُلٹ دے محمل کا
ہجر جانان مین مہر و ماہ نہین — داغ ہی وہ جگر کا یہ دل کا
بنکے بیٹھے ہین غیر پیر مغان — رنگ بگڑا ہی اُنکی محفل کا
کون آیا کہ باغ مین ہی خوشی — نغمہ تیون مین ہی جلاجل کا
وہ اُٹھایا ہی ہجر کا صدمہ — اب کی بچنا محال ہی دل کا
دام صیاد لے کے آیا ہی — اب نگہبان خدا عنادل کا
مرتے دم وہ مجھے کوئی بوسہ — ہی سوال آخری یہ سائل کا
ہوئین بسمل کی مشکلین آسان — دم غنیمت ہی تیغ قاتل کا

نزع کٹتے ہین جیکو ای صفدر
فی الحقیقت ہی وقت مشکل کا

[illegible] نے اُسکو آپ سے مگر بنا دیا — ابرو کو قتل کے لیے خنجر بنا دیا
[illegible] کھینچین دونون [illegible] لگ لگ — اُسکے قدم پہ کیون نہ مراسر بنا دیا

آنکھون نے میری وقت نظارہ بہائے اشک
تارِ نگہ کو رشتۂ گوہر بنا دیا

فرقت سے دیلمین خون ہزار آرزو ہوا
تمنے تو قتلگاہ مرا گھر بنا دیا

جکڑا اُسی نے مجکو سلاسل مین اے جنون
جسنے کہ اُسکو پھولون کا زیور بنا دیا

صدمے دیے یہ فرقت محبوب مین مجھے
مینائے دل کو چرخ نے پتھر بنا دیا

سرگشتگی مین عمر ہماری گذر گئی
دور فلک نے پانون مین چکر بنا دیا

لکھنا تھا ایک بند ہزارون کیے رقم
نامے کو فرط شوق نے دفتر بنا دیا

پردہ اُٹھاتے ہی رخ روشن سے یار نے
ذرون کو آفتاب منور بنا دیا

بخشا جو اُسکو حسن تو مجکو خدا نے عشق
قمری مجھے تو اُسکو صنوبر بنا دیا

پہلے تو ایسے عشوہ و ناز و ادا نہ تھے
معشوق ہمنے یار کو صفدر بنا دیا

سفر مین آکر کبھی ان آنکھون نے روے اہل وطن نہ دیکھا
قفس مین ایسے ہوے مقید کہ خواب مین بھی چمن نہ دیکھا
سواے رخسار و خال و گیسو کسی کا ہم نے دہن نہ دیکھا
طلب بھی دیکھا حبش بھی دیکھا ختن بھی دیکھا ختن نہ دیکھا
پھرے زمانے مین مدتون ہم رہی حسینون کی ہمکو صحبت
کسی کی ایسی ادا نہ پائی کسی مین یہ بانکپن نہ دیکھا
نگاہ ترچھی کلاہ ترچھی روش ہر ترچھی ادا ہر ترچھی

جو بانکپن ہمنے تم مین دیکھا کسی مین یہ بانکپن نہ دیکھا

دہن ہی غنچہ تو آنکھ نرگس جو زلف سنبل تو سرو قامت

تمھین تو دیکھا بلا سے ہمنے جو فصل گل مین چمن نہ دیکھا

کہین تمھین خوبیون کا مجمع تمھارے عشاق کیا سمجھکر

وفا و الفت کا ذکر کیا ہی کمسر نہ دیکھی دہن نہ دیکھا

چلا جو دل سوے زلف جانان پھنسا بلا مین گرا کنوین مین

بنا دیا شوق نے یہ اندھا کہ اِسنے چاہ ذقن نہ دیکھا

جو دیکھیں وہ خال زیر ابرو بڑھے نہ کیونکر تعجب اپنا

گئے ہین کعبے مین ہم تو اکثر وہان کوئی برہمن نہ دیکھا

عذاب سے میری لاغری نے مری لحد مین مجھے بچایا

فرشتے آئے جو بہر پرسش تو کچھ سوائے کفن نہ دیکھا

ہزار جادو زبان ہی سحبان ہزار معجز بیان ہین لقمان

مگر کسی روز اُسکے آگے کسی کو گرم سخن نہ دیکھا

دکھائی قسمت نے وصل کی شب اُٹھاؤ چہرے سے انبو گیسو

عجب کی جا ہی کہ شب کو ہم کیا کسی نے سورج گہن نہ دیکھا

کمال یارون سے ننگ دل تھے عبث گرفتار آب و گل تھے

چلے سفر کو کبھی جو صفدر تو پھر کے سوے وطن نہ دیکھا

کیا ہم سے پھر گئی نگہ یار دیکھنا
تقدیر جو دکھائے وہ ناچار دیکھنا

چہرے پہ اُسکے گیسوے خمدار دیکھنا
کیا باغ پر ہی ابر دھواندھار دیکھنا

گہ میری سمت گاہ سوے غیر ہی نگاہ
کشتی ہی دونون باگون یہ تلوار دیکھنا

صیاد دام لیکے تو آئے سوے چمن
ہم سب سے پہلے ہونگے گرفتار دیکھنا

آنکھیں تری کہین نہ نکلواے باغبان
گل کو سمجھ کے بلبل گلزار دیکھنا

ہم نالہ کرتے پہونچے تو بولے وہ غیر سے
کیسا یہ شور ہی پس دیوار دیکھنا

گھر چھوٹنا وہ عالم غربت مین یاد ہی
حسرت سے جانب در و دیوار دیکھنا

دیکھا جو مین نے پیار سے جھنجھلا کے یہ کہا
پھر یون مری طرف نہ خبردار دیکھنا

یوسف تو ہو مگر ہوا ابھی خرد سال تم
بارہ برس کے ہوگے تو بازار دیکھنا

دیکھا جو برق طور کو موسی نے غش کیا
آسان نہین ہی جلوۂ دلدار دیکھنا

گستاخ ہوکے مین نے جو بوسہ طلب کیا
ہنسکر کہا کہ آپ کی گفتار دیکھنا

مدت ہوئی کہ دام و قفس مین ہوے اسیر
یارب نصیب ہو ہمین گلزار دیکھنا

صفدر سخن مین بھی ہی اثر سوز عشق کا
کس درجہ گرم مین مرے اشعار دیکھنا

اب رہا کون آشنا میرا
دل ہی مجھ سے جدا ہوا میرا

ہر نگہ مین ہین سیکڑون ارمان
کوئی دیکھے تو دیکھنا میرا

مترو دہی دل کہون نہ کہون
پوچھتے ہین وہ مدعا میرا

چار ہی دن مین ہو کے تم سے جدا
دیکھو کیا حال ہو گیا میرا

اُس گلی مین گیا تو یہ چاہا
کوئی دیکھے نہ نقش پا میرا

دست رنگین سے اُسنے قتل کیا
مل گیا مجکو خونبہا میرا

صبح پیدا ہوئی جو وصل کی شب
رنگ چہرے سے اُڑ گیا میرا

اب مین ملکِ عدم کو جاتا ہون
بخشد و تم کہا سنا میرا

پوچھتے کیا ہو بیدلی کا سبب
لیگیا دل وہ دلربا میرا

گر خدا نے دکھائی وصل کی شب
خوب نکلیگا حوصلا میرا

لیے جاتے ہو تم کہان دل کو
ہی یہ مدت کا آشنا میرا

اُس ستمگر سے دل لگایا ہی
کوئی دیکھے تو حوصلا میرا

چھوڑ کر دل مرا نہ جا ای غم
ساتھ مدتسے ہی ترا میرا

پاس تمکو اگر نہین تو نہ ہو
امر تو کیا نہین خدا میرا

جب بہار آئی باغ مین صفدر
داغ دل ہو گیا ہرا میرا

روے تابان جسنے دیکھا صاف حیران ہوا
مبتلاے زلف پابند پریشانی ہوا

کیا تواضع سے مسخر عالم فانی ہوا
قد پر خم خاتم دست سلیمانی ہوا

استد رسجدے کیے سنگ در محبوب پر
کب قلم معدوم خط لوح پیشانی ہوا

خضر و یوسف دونون عاشق ہین ترے اتنا ہی فرق
کوئی زندانی ہوا کوئی بیابانی ہوا

ہون وہ بیکس آئنے سے صاف روشن ہو مجھے
شکل میری دیکھکر تیجھر کا دل پانی ہوا

عالم وحشت مین کیا پروا رفوگر کی رہے
کب پھٹا کب چاک اپنا رخت عریانی ہوا

کسکا غم آیا کہ مرہم خون بخت دل کباب
خانۂ تن مین مرے سامان مہمانی ہوا

دل نے باندھا دھیان جب آنسو گئے سو خسار کا
ایک شب مین ختم قرآن کیا آسانی ہوا

دو قدم چلکر کیا تمنے زمین کو آسمان
ذرہ ذرہ صورت خورشید نورانی ہوا

اُس حسین کے آئے جبدم باغ ہستی مین قدم
شور اُٹھا ہر سو کہ پیدا یوسف ثانی ہوا

گھٹتے گھٹتے تن کو کیا معراج معدومی ملی
رفتہ رفتہ سایۂ محبوب یزدانی ہوا

قامت آدم سے بالا قد احمد کیون نہو
مصرع اول سے بہتر مصرع ثانی ہوا

مین مسلمان جبتلک تھا صد سے وہ ہندو رہا
مین جو ہندو ہوگیا وہ شوخ نصرانی ہوا

زینت وحشت عجب کانٹون کے جمدنے سے بڑھی
پانون اپنا شانۂ زلف پریشانی ہوا

کھنچ گیا نقشہ مضامین سراپا کا ترے
خانۂ صفدر بھی گویا خانہ مانی ہوا

جبتک اپنے دلکو شغل آہ آتشناک تھا
اک نیا ہر روز ہنگامہ بہ افلاک تھا

وصل ہوتے ہی یہان ہستی کا قصہ پاک تھا
ربط حسن و عشق ربط شعلہ و خاشاک تھا

اُسکے جاتے ہی گلستان ہوگیا ماتم سرا
نخل ماتم ہر شجر ہر گل گریبان چاک تھا

سرخرو وہ بسملون مین تیرے تھا اے شہسوار
کٹتے سر جھکا بحمد سے بستہ فتراک تھا

غم کبھی میرے دل پرسوز مین ٹھہرا نہ تھا
پڑ گیا ہو آگ مین دم بھر مین جلکر خاک تھا

یا الٰہی عمر بھر پھرتا رہا کیون سر مرا
گرد باد دشت تھا یا کاسہ گر کا چاک تھا

کیون کمی قاتل نے کی تلوار رد کی کس لیے
گردن و سر کا تو اک ضربت مین قصہ پاک تھا

یکدم مین عرصۂ ہستی کو یہ طی کر گیا
تو سن عمر روان چالاک سا چالاک تھا

جب روان ہونا پہونچ جاتا فقط ہمت تھی شرط
دور کتنا آستان صاحب لولاک تھا

تھا بڑا مجرم مگر شرم گنہ کام آگئی
آنکھ سے آنسو کا گرنا تھا کہ دامن پاک تھا

پیش عاقل بود و نابود جہان ہو کیون نہ ایک
خاک سے پیدا ہوا جو عاقبت وہ خاک تھا

لوث کا کیا کام صفدر برطرف تر دامنی
بڑھکے حسن پاک سے بھی اپنا عشق پاک تھا

ہر پری پیکر کا مین عالم مین دیوانہ ہوا
شمع رو دیکھا جہانمین اُسکا پروانہ ہوا

دل جو عشق نرگس میگون مین یوانہ ہوا
رفتہ رفتہ عمر کا بسر نیز پیمانہ ہوا

ہو گیا کیا انقلاب دل تبون کے عشق مین
پیشتر اس سے جو کعبہ تھا وہ تبخانہ ہوا

وصل کی شب ملکے انکھین ہمنے کیا لوٹے مزے
پنجۂ مژگان کسی کی زلف کا شانہ ہوا

وہ مرے گھر سے گئے کیا دل بھی پہلو سے گیا
ہجر ہوتے ہی جو اپنا تھا وہ بیگانہ ہوا

ذکر مین ذکر آگیا اُن صاف دانتون کا اگر
دانۂ گوہر ہر اک تسبیح کا دانہ ہوا

آج مہمان ہو انکی کون شک آفتاب
منزل خورشید تابان میرا کاشانہ ہوا

کر گیا ملک عدم کو کوچ عامل حسن کا
خط رخ یار معزولی کا پروانہ ہوا

ہے یہ رنگ بے ثباتی بزم خالی ہو گئی
جبتلک ساقی لبالب مے سے پیمانہ ہوا

حال اُسکے حسن کا قصہ ہمارے عشق کا
رفتہ رفتہ لیلی و مجنون کا افسانہ ہوا

ہر مری وحشت بھی اے صفدر کوئی تازہ طلسم
چار دن بیٹھا جو میرے پاس دیوانہ ہوا

عزمِ عاشقی کارگر ہو چکا
جو ہونا تھا اے بیخبر ہو چکا

کرو غصہ موقوف برہم نہ ہو
زمانہ اِدھر سے اُدھر ہو چکا

نشانہ ہو جلد اے دلِ بیخبر
روانہ وہ تیرِ نظر ہو چکا

کسی بات پر وہ نہ راضی ہوئے
کٹی رات وقتِ سحر ہو چکا

نہ آیا کبھی رحم اُس شوخ کو
یہی آہ ہر تو اثر ہو چکا

کدورت یہی ہے اگر درمیان
دلِ یار مین اپنا گھر ہو چکا

صبا کا گذر اُس گلی مین نہین
گذارہ ترا نامہ بر ہو چکا

کسی کے وہ اب دلکو دیکھینگے کیون
کہ آئینہ مد نظر ہو چکا

پھرین کیا سوے دیر کعبے سے ہم
رخ اپنا اِدھر سے اُدھر ہو چکا

بہت سجدے اُس در پہ صفدر کیے
چلو بس اُٹھو درد سر ہو چکا

گریۂ بینائے مے یا خندۂ پیمانہ تھا
غور سے دیکھا تو اُسکا جلوۂ مستانہ تھا

قتلگاہ شوق مین معشوق تھا قاتل کہان
تیغ رکھدینا گلے پر ناز معشوقانہ تھا

پائے قاتل پر جو مین نے کاٹ کر سر رکھدیا
یہ بھی اک دنی سا جوش ہمت مردانہ تھا

حال واعظ ہمسے پرچھین اہل مسجد سے کہو
آج ہی منبر نشین کل ساکن میخانہ تھا

میرے مرنیکی خبر پائی تو اُسنے یہ کہا
جی بہلتا تھا مرا وہ بھی عجب دیوانہ تھا

کسطرح گلزار مین رہتے کہ قسمت پھر گئی
خانۂ صیاد مین اپنا تو آب و دانہ تھا

سنکے وہ حال دل صفدر یہ کہکر سو گئے
فی الحقیقت خوب ہی دلچسپ افسانہ تھا

کم ہوگی درد عشق کی شدت فغان سے کیا
صدمہ جو دل پہ ہو وہ کہون مین زبان سے کیا

راحت طلب ہو کون مجھے آسمان سے کیا
درکار ہی نہین ہو ترمع کی دکان سے کیا

آئے بہار جائے خزان تازہ ہون نہال
مین دام مین پھنسا ہون مجھے بوستان سے کیا

بوسے تو روئے گل کے لیے فرط شوق مین
حیران ہون اب کے غدر کرون باغبان سے کیا

خلقت ہماری نرکی ہو خلقت جہان مین
فرصت تمام عمر ملیگی فغان سے کیا

ڈرتا ہون کیا پیام کہون نامہ بر سے مین
کیا جانے اُسکے سامنے نکلے زبان سے کیا

روئے قمر ہو جسکی کف پا سے منفعل
تشبیہ اُسکی مانگ کو دون کہکشان سے کیا

تن مین نہین جو روح تو کس کام کا ہو تن
طائر جو اُڑ گیا تو غرض آشیان سے کیا

دنیا نظر مین خاک ہو عقبیٰ کی فکر مین
طالب ہون کیا کہین ہمین مطلب یہان سے کیا

بہتر نہین ہو دیر و حرم اس مقام سے
جاؤن کہین مین اُٹھکے ترے آستان سے کیا

بڑھتا نہین ہو ناقۂ لیلیٰ جو نجد سے
مجنون کو اتحاد ہو ساربان سے کیا

دل کھولکر ملونگا اکیلے تو وہ ملین
غائب دہن ہو اُنکا کہینگے زبان سے کیا

دیدار

دیدار دخت رز کا نہین آجتک نصیب — حاصل ہی مجکو خدمت پیر مغان سے کیا
ہر ہر قدم پہ ہین دل عشاق پائمال — سیکھی ہی تمنے ظلم کی چال آسمان سے کیا
باتین لڑائی کی ہین لب لعل یار پر — وصلت کی شب بان لیگی زبان سے کیا
راہ جہان مین مدنظر ہی رواروی — آنرون گا پشت تو سن عمر روان سے کیا

ہون سرفروش قتل کی صفدر ہی آرزو
سر کینگے پانون معرکۂ امتحان سے کیا

بیان کرتے ہو تم جو صفدر کہ شب آسے بے نقاب دیکھا
کہو تو پائی ہی جاگتے مین یہ تمنے دولت کہ خواب دیکھا
جہان فانی خراب پایا یہ بحر ہستی سراب دیکھا
تمام عالم کا کارخانہ برنگ چشم حباب دیکھا
سرائے فانی کے میکدے مین ہر اک بشر کو خراب دیکھا
کسی کو مست جمال پایا کسی کو مست شراب دیکھا
کہون شب غم کی کیا مصیبت سوائے ایذا ہوئی نہ راحت
نہ موت آئی نہ نیند آئی نہ آنکھ جھپکی نہ خواب دیکھا
اگرچہ کعبہ بھی خوب گھر ہی صنمکدہ بھی ہر اچھی محفل
مگر نہ دونون کو ہمنے اپنے مکان دل کا جواب دیکھا
کہین تو میخوار ہنس رہے تھے کہین تھے پرہیزگار گریان

عجیب ہنگامہ اُٹھ کے تربت سے ہمنے روز حساب دیکھا
خیال آیا کہ عشق قامت مین پھک رہا ہی جگر ہمارا
جلا بھنا سیخ پر کسی دن جو ہم نے کوئی کباب دیکھا
وہ گردش چشم مست ساقی لگی نظر مین ہماری پھرنے
شرابخانے مین جاکے ہم نے جو دور جام شراب دیکھا
ہوا جو آئینہ بھی مقابل تو عکس سے تم نے مُنہ چھپایا
تمھاری آنکھون نے بھی نہ تم کو کسی طرح بیحجاب دیکھا
ترقی داغ غم نہ پوچھو فراق جانان مین ہمنشینو
جو شام کو ماہ اُسکو پایا تو صبح کو آفتاب دیکھا
کلیم سے کوئی جاکے کہدے کہ تم نے کہنا مرا نہ مانا
رہا ذرا بھی نہ ہوش باقی نہ تاب آئی جناب دیکھا
جسے سمجھتے ہین سب محبت وہ ہی حقیقت مین عین ذلت
کسی کو شیدا کسی کو رسوا کسی کو خانہ خراب دیکھا
نہ چین صفدر تھا زندگی مین نہ بعد مرنیکے پائی راحت
یہان بھی ہمنے عذاب دیکھا وہان بھی ہمنے عذاب دیکھا

دل صد چاک اپنا جب کسی گیسو کا شانہ تھا
وہ دن کیا خوب تھے یارب کیا اچھا زمانہ تھا
مرا سر جبتلک تھا اور اُسکا آستانہ تھا
موافق دور گردون میرے پلے پر زمانہ تھا

اُٹھا تھا جب مین دنیا سے عبث گریان زمانہ تھا
کہ شور بلبل ماتم میرے حق مین شادیانہ تھا

اُسی کی شکل دیکھی ہر طرف جب سیر گلشن کی
ہر اک پتا تھا آئینہ چمن آئینہ خانہ تھا

نکالے بھی نہ تھے بال و پر اپنے طائر دل نے
کہ تیر ظلم چرخ ناوک افگن کا نشانہ تھا

عبث چین برجبین ہو تم ہمارا حال سنکر
نہ تھی آزردگی کی بات شکوہ دوستانہ تھا

صنمخانے کو پہلے کچھ نہ ہم اے شیخ سمجھے تھے
جو دیکھا کچھ عجب قدرت کا اُسکی کارخانہ تھا

نہ کیونکر شکر کرتے ہم کہ پہونچے اُسکے قدمون تک
مکرر سر جھکانا پائے جانان پر دگانہ تھا

رہا حسن جوانی جب تلک موقوف کیا ہمپر
وہ لیلی وش نہ تھا تو مجنون ترا سا راز مانہ تھا

لحد پر کے جب احباب نے برپا کیا ماتم
گھرا ایسا دھواں نالون کا گویا شامیانہ تھا

بُرا ہو دور گردون کا کہان سے اب کہان پھینکا
ہمارا سر تھا برسون اور اُسکا آستانہ تھا

کبھی گلشن مین رہتے تھے قفس مین اب قید ہین
خطا صیاد کی کیا ہے ہمارا آب و دانہ تھا

مقدر دیکھنا ہمپر ہوئی نیند اور بھی غالب
سحر کو قافلہ جسوقت منزل سے روانہ تھا

پریرو کسطرح گانے نہ خوش ہو کے اے صفدر
ہوا جو شعر موزون اس غزل مین عاشقانہ تھا

دیکھیے انجام کیا ہو بلبل ناشاد کا
رنگ کچھ بگڑا ہوا ہے صحبت صیاد کا

قصد تو روز قیامت تھا بت فریاد کا
پیار لیکن آگیا منھ دیکھکر جلاد کا

کچھ نہین کھلتا برا ہو چرخ کی بیداد کا
کس چمن مین آشیان تھا بلبل ناشاد کا

کسقدر شوق اسیری نے کیا ہے بیقرار
پوچھتے پھرتے ہین ہر کوچے مین گھر صیاد کا

دیکھ پایا ہی جو انداز خرام نازیار
کچھ چلن بگڑا ہوا ہی باغ مین شمشاد کا

سامنے میرے جو کھینچی اسکے مژگان کی شبیہ
تیر بنکر پڑ گیا دل پر قلم بزاد کا

ہر ابھی آنکھو نہین دم اٹو بھی جبر سے نقاب
رحم کا یہ وقت ہی موقع نہین بیداد کا

طرفہ مشت خاک کو اللہ نے بخشا شرف
دیکھنے آتی ہین پریان حسن آدم زاد کا

ذوق نظارے کا تھا ایسا نہ کچھ ایذا ہوئی
ذبح ہوتے وقت منھ دیکھا کیے جلاد کا

وادی وحشت مین سرگرداں ہون ابہون اسقدر
تھک گیا ہی پانون اٹھ سکتا نہین ہمزاد کا

ایک بھی بت تیری صورت کا نہین واں اے صنم
دیکھ آیا ہون مین بتخانہ الہ آباد کا

غیر پر بجلی گریگی یا پسیجے گا وہ بت
کچھ نہ کچھ آخر دکھائیگا اثر فریاد کا

یا علی مشکلکشائی کیجیے صفدر کی اب
دیر سے یہ منتظر ہی آپ کی امداد کا

راتون کو مری سنکر فریاد بہت رویا
دل تھام لیا اپنا صیاد بہت رویا

وہ عاشق پر غم ہون سنکر مرا افسانہ
مجنون نے کیے نالے فرہاد بہت رویا

پر درد وہ افسانے بلبل نے کہے شب بھر
گلچین کے بھی آنسو صیاد بہت رویا

میخانے سے مسجد مین آنے کو تو مین آیا
صحبت کے جلیس اکثر یاد بہت رویا

تھا کون جو غربت مین غمخوار مرا ہوتا
سائے نے کیا ماتم ہمزاد بہت رویا

دلمین یہ ترحم ہی ہو سب کا شریک غم
رویا مین جسے دیکھا برباد بہت رویا

دشمن کو خوشی میری کسطرح پسند آئی
جب زخم ہنسے میرے جلاد بہت رویا

وہ عاشق گریان ہون کھینچا جو مرا نقشہ
مانی کو ہوی رقت بہزاد بہت رویا

تھی طوق و سلاسل سے تڑپ کی جو بیجائی
زندان سے ہوا جب مین آزاد بہت رویا

سربہت مین مضمون تھا پر درد جواہی صفدر
دیکھی جو غزل میری استاد بہت رویا

پھر آج سامنا ہی کسی ماہ عید کا
تارا چمک گیا مرے بخت سعید کا

ارمان ہی رہ گیا رخ قاتل کی دید کا
ابکی ہمین سفر مین ہوا چاند عید کا

حد سے بڑھا ہی اس دل زخمی کا آبلہ
گنبد بنے گا کیا یہ مزار شہید کا

بیمثل ہی وہ روے کتابی ہزار مین
ممکن نہین جواب کلام مجید کا

قاتل سے کہدو دیکھ لے صراک نظر
دنیا سے آج کوچ ہی تیرے شہید کا

سنتے ہین سب کسی نے بھی دیکھا نہین کبھی
عنقا ہی نام اُس دہن ناپدید کا

ڈر ہی نہ آئے آمد جانان مین مجکو موت
انجام ہو بخیر شب روز عید کا

شب کو بنات نعش پہ جب پڑ گئی نظر
سمجھے یہ ہی جنازہ کسی کے شہید کا

انگشتری سے کچھ دہن یار کم نہین
خال سیہ ہی اُسمین نگینہ حمید کا

صفدر گمان مراد کا ملنا نصیب مین
ڈھونڈھین جو ہم مزار نہ پائین شہید کا

غنچون مین ہی چرچا تری نازکبدنی کا
پھولونمین ہی شہرہ تری گل پیرہنی کا

مکڑا ہی لب لعل عقیق یمنی کا
دانتون پہ گمان ہی مجھے ہیرے کی کنی کا

کانی ہر وہی ہم کو چراغ شب غربت
سینے مین جو ہر داغ غریب الوطنی کا

شاخ گل تر خامہ ہو کاغذ ورق گل
تو وصف لکھون مین تری نازکبدنی کا

انگڑائی اُدھر لی کسی مخمور نے بیشک
صدمہ جو اِدھر ہر مجھے اعضا شکنی کا

اک جلوے مین موسیٰ ہوے غش طور پہ کیسے
طاقت ہر کہون منھ سے مین کلمہ ارنی کا

دیکھے تو دہان و لب لعلین کا کوئی رنگ
خاتم مین نگینہ ہر عقیق یمنی کا

مشہور ختن مین ہر ترا گیسوے شکین
شہرہ ہر سمرقند مین شیرین دہنی کا

نظر دن مین سماتی ہر کہان دولت دنیا
صفدر مین گدا ہون در شاہ مدنی کا

مین گھر سے چلے بزم دلدار تک نہ پہونچا
بلبل قفس سے چھوٹ کر گلزار تک نہ پہونچا

الفت تھی دونون جانب تقدیر نے کمی کی
پہونچا نہ یار مجھ تک مین یار تک نہ پہونچا

دل چاک چاک ہو کر برسون ہا پریشان
لیکن کسی کی زلف خمدار تک نہ پہونچا

چرچا جنون کا پھیلا آفاق مین تو حاصل
قصہ ہمارا گوش دلدار تک نہ پہونچا

قاصد جہان سے گذرا سختی سے منزلون کی
قسمت کا یہ بھی لکھا خط یار تک نہ پہونچا

پردے مین جیب ہین وہ کس طرح کوئی دیکھے
کیا دھوم ہو کہ یوسف بازار تک نہ پہونچا

قصر فلک تو گرنا پر تھم گئے یہ آنسو
سیلاب خیر گذری دیوار تک نہ پہونچا

تھی فکر پر تجھی اونچی منبر پہ جاے واعظ
رندون کا ہاتھ اُسکی دستار تک نہ پہونچا

کچھ نجبت کی رسائی کچھ اپنی نارسائی
واعظ تلک تو پہونچا خمار تک نہ پہونچا

اِک بو سے سے زیادہ ہر گز دیا نہ اُسنے
دس کیا شمار اُنکا دو چار تک نہ پہونچا

طائر وہ ہون کہ جسکی قسمت نے کوتہی کی
چھوٹا اگر قفس سے گلزار تک نہ پہونچا

اللہ رے ضبط صفدر فرقت مین عمر گذری
افسانۂ محبت اغیار تک نہ پہونچا

دیکھنے کا ترے ارمان نکلنے نہ دیا
لاکھ سنبھلا دل مضطر نے سنبھلنے نہ دیا

سر کو ٹہرکے قدیار نے چلنے نہ دیا
مین نے قمری کو اطاعت سے نکلنے نہ دیا

شوق نظارۂ گلزار نے مجھ لاغر کو
دوش پر باد صبا کے بھی سنبھلنے نہ دیا

روح پہلے ہی نکل آئی مرے قالب سے
میان سے بھی ترے خنجر کو نکلنے نہ دیا

سب سے بڑھکر ہی یہین تیری نزاکت سے گلہ
دو قدم ساتھ جنازے کے بھی چلنے نہ دیا

کم جہنم سے نہ تھی آتش عصیان لیکن
آنسو دن نے مجھے اِس آگ مین جلنے نہ دیا

ہو گئی جان ہوا پر نہ چھٹے گیسو سے
مر کے بھی پیچ سے قسمت نے نکلنے نہ دیا

ای فلک سوزش دل معجزہ ہوتی آخر
دست موسیٰ کیطرح کیون اُسے جلنے نہ دیا

تیغ مقتل مین کھنچی ہی وہ بلاتے ہین تجھے
یہ پیام آکے کبھی پیک اجل نے نہ دیا

تاب رخ سے ترے آئینہ پگھلتا لیکن
ٹھنڈی سانسون نے مری اُسکو پگھلنے نہ دیا

ایک ہی وار مین صفدر کا ہوا کام تمام
حوصلہ خنجر قاتل نے نکلنے نہ دیا

دنیا مین کچھ سوائے رنج و محن نہ دیکھا
کنج قفس مین ہمنے رنگ چمن نہ دیکھا

یہ غیرت رگ گل غنچے سے وہ سوا ہی — ایسی کمر نہ دیکھی ایسا دہن نہ دیکھا
جو بات منہ سے نکلی گویا نبات تھی وہ — تجھ سا جہان مین ہمنے شیرین سخن نہ دیکھا
اُسکی صدا نہین کچھ آواز طور سے کم — باتین سنی کسی نے لیکن دہن نہ دیکھا
باغ جہان کا ہمنے برسون کیا تماشا — شاداب پھول تجھسا اے گلبدن نہ دیکھا
کی اختیار ہمنے ہر شے سے چشم پوشی — بہتر جہان مین اس سے جب پیرہن نہ دیکھا
پایا نہ تبکدون مین جز عالم تحیر — بت کوئی ہمنے گویا اے برہمن نہ دیکھا
رخسار گل نے پایا زلف اُسکی سی بنائی — قد سرو کو ملا پر سیب ذقن نہ دیکھا
جو داغ ہی بدن پر تصویر ہی پری کی — پیارا کسی نے ایسا دیوانہ پن نہ دیکھا
تقدیر کی بُرائی دیکھو رہے قفس مین — گذری بہار ہمنے روے چمن نہ دیکھا
اہل وطن جو چھوٹے ہمسے تو ایسے چھوٹے — غربت مین آکے ہمنے خواب وطن نہ دیکھا
قبرین کھدین ہزارون مردونکی پر کسی نے — عضو بدن نہ دیکھا تا رکفن نہ دیکھا

عالم مین سب سخندان کہتے ہین بیکدم صفدر
ہمنے کسی کا ایسا رنگین سخن نہ دیکھا

بجا ہی تڑپے جو طائر دل کہ شوق غربت مین ہی وطن کا
قفس مین تقدیر نے پھنسایا خیال بلبل کو ہی چمن کا
بیان ہو کیا وصف اُس بدن کا کہ صاف عالم ہی یاسمن کا
جو حلقہ ہی زلف پرشکن کا وہ مشک نافہ ہی اک ختن کا

وہ چہرہ گل ہی وہ قد صنوبر وہ زلف سنبل وہ چشم نرگس
نظارہ اُس شوخ گلبدن کا ہوا تماشا ہمین چمن کا

ہماری ہستی کا ہی یہ عالم عدم کی کرتے ہین سیر ہر دم
کبھی تصور ہی اُس کمر کا کبھی تصور ہی اُس دہن کا

اُنھین جو مد نظر ہی زینت بُری ہی زیور کی قدر و قیمت
چمک گئی دھگدگی کی قسمت بلند اختر ہی نور تن کا

زوال خوبی کا وقت آیا کرین نہ اب حسن کا وہ دعوی
نمود خط سیہ ہی رخ پر قمر کو دھبّا لگا گہن کا

نیا وہ جوبن ہی رنگ لایا کہ کفر و اسلام کو ملایا
نہین ہی خال سیاہ رخ پر گندر ہی کعبے مین برہمن کا

یہ خویش و احباب مہربان ہین کہو تو مجھ ناتوان پہ کیسے
کہ بعد مرنے کے بوجھ رکھا ہی میری چھاتی پہ لاکھ من کا

ذرا ترحم بھی دست وحشت کہان تلک تیزیان یہ تیری
کوئی تو رہنے دے تار ثابت ہمارے یوسیدہ پیرہن کا

اُداس شمعین ہین شیشے روتے ہین چپ ہی مطرب ملول ساقی
گئے وہ کیا انجمن سے اُٹھکر بدل گیا رنگ انجمن کا

تری نزاکت کا حال کچھ کچھ رقم کیا ہی جو ہنسے اے گل

ورق جو دیوان کا ہی ہمارے وہ ایک تختہ ہی یاسمن کا
اگرچہ مجرم بہت ہون صفدر نہین ہی کچھ مجکو خوفِ محشر
جلائیگا آفتاب کیونکر کہ سر پہ سایہ ہی نیجستن کا

جو گم ہوگا اُسی پرہ دہن اکدن عیان ہوگا
نشان بے نشان پائیگا جو خود بے نشان ہوگا

نگاہِ ناز سے دل زخمی نوک سنان ہوگا
چلیگا تیر جب ایسے ابرو کمان ہوگا

غریز مصر کی ہی حسن خوبی کا بہت شہرہ
تمھین سا وہ حسین بے شبہہ قرآن و میان ہوگا

خدا نے رنگ گل ہمکو بنایا بوے گل تجکو
جہان تیرا مکان ہوگا وہین اپنا مکان ہوگا

ترا دیوانہ ایسا گھل گیا ہی ناتوانی سے
کہ سر پر سایۂ بال پری کوہ گران ہوگا

مسی ملکر وہ لب پر پان کی سرخی جمائے مین
گریبان چاک سوسن کیطرح اب ارغوان ہوگا

ہنسی آئیگی بیدردون کو تدبیرون کیسی
بدن ہوگا جو اپنا زرد شاخ زعفران ہوگا

سنیگا کون طول گفتگو کو ای زبان چپ ہو
کمر بھی سخن نکلا جو مُنہ سے داستان ہوگا

خیال قامت جانان اگر یون ہی ہادلمین
اُٹھیگا نالہ جو سینے سے وہ سرو روان ہوگا

وہ نالان ہون قدم رکھونگا جب صحراے وحشت مین
وہان نقش پا سے جادہ سرگرم فغان ہوگا

برنگ مرغ بودہ بلبل نازک طبیعت ہون
کھلیگا پھول جو گلشن مین اپنا آشیان ہوگا

وہ وحشی ہون ویگا ساتھ میرا کوئی فرقت مین
نکلجائیگا پیراہن جو وقتِ امتحان ہوگا

مین وہ واماندہ ہون ہمراہیون کا ذکر کیا صفدر
مرا سایہ بھی مجکو چھوڑکر آگے روان ہوگا

کس کام کا ہے وہ دل جسمین ملال آیا
بیکار آئنہ ہے جب اُسمین بال آیا

اللہ مہربان ہے رحمت بہانہ جو ہے
مجرم رہا نہ بندہ جب انفعال آیا

محفل سے بیٹھے بیٹھے گھبرا کے اُٹھ چلا تو
سچ کہہ کہ دلمین تیرے کسکا خیال آیا

وہ خال یہ ابرو دیکھا تو ہم یہ سمجھے
کعبے مین یہ اذان کو شاید بلال آیا

آمد شد اُنکے گھر مین کیا کیا پھلی نہ مجکو
خوش خوش گیا چمن مین ہو کر نہال آیا

کیا کفر ہے رہا مین دو دن جو میکدے مین
ارمان بھرے تھے دلمین واعظ نکال آیا

بیداد سے تبون کی تنگ آگیا دل ایسا
بیساختہ زبان پر یا ذوالجلال آیا

اُسکے چہ ذقن مین دلکو عبث پھنسایا
جو کاکہ مین کنوین مین یوسف کو ڈال آیا

گھٹنے لگا جو بڑھکر مہتاب ہم یہ سمجھے
پہونچا کمال کو جو اُسپر زوال آیا

شکر خدا کہ صفدر ہر غم کی انتہا ہے
فرقت کی رات گذری روز وصال آیا

بگڑے جو بار بار ہو اُس سے نباہ کیا
ہر روز جو جھگڑا کے گئو مین اُسکی چاہ کیا

محشر مین پوچھے جائینگے جو مین بڑے بڑے
کیا ہم ضعیف اور ہمارے گناہ کیا

آنکھین جو قہ سیون کی جھپکتی ہین رعب سے
ہے عرش سے قریب تری جلوہ گاہ کیا

کیا بات ہے جو مجھپہ ہوے آپ مہربان
کرتے نہین گدا پہ کرم بادشاہ کیا

زاہد بھی تو نشہ نخوت سے مست ہین
تھوڑی سی مو جو ہمنے بھی پی لی گناہ کیا

نیرنگیان ہین قدرت پروردگار کی
اُس صاف چہرے پر ہے وہ زلف سیاہ کیا

کوچے مین اُنکے مین جو گیا ہنسکے یہ کہا
آئے کدھر کو بھول گئے آپ راہ کیسا

واعظ یہ کوئی بات خلاف ادب نہین
بوسہ لیا جو مصحف رخ کا گناہ کیا

الفت کا ہو بُرا ہمین برباد کر دیا
کیا جانتے تھے ہم کہ ہو ترچھی نگاہ کیا

دشمن ہو دین کا جو صنم اُسکے سامنے
آئے زبان پہ اشہدان لاالہ کیسا

ساقی خدا کیواسطے لاب شراب سرخ
گلشن مین گھر کے آیا ہو ابر سیاہ کیسا

لکھا ہو خط جو مین نے بڑے اضطراب مین
پھرتا ہو اُس گلی مین کبوتر تباہ کیسا

ہو گا اُسی کا داور محشر کو بھی لحاظ
صفدر مین اُسکا حشر مین ہون دادخواہ کیسا

ترا قد قیامت سے بڑھکر بنایا
بنایا جو کچھ اُسنے بہتر بنایا

خدا نے مرے تن پہ جب سر بنایا
جبین پر اُس ابرو کو خنجر بنایا

پسند ایسے آئے وہ ابرو وہ گیسو
کہ صانع نے اُنکو مکرر بنایا

عدو باغبان ہو تو گلچین ہو دشمن
کہان آشیان ہمنے اکثر بنایا

جنون مین ترنگ آگئی میکشی کی
سبو توڑ کر ہمنے ساغر بنایا

دکھایا کرشمہ نے اعجاز عیسی
جو پر اُسنے پھونکا کبوتر بنایا

نہ خندان نہ گریان ہوا تو نے آذر
بنایا جو بت خاک تجھ پر بنایا

وہ من اُسکا پنہان کر اُسکی غائب
وہ نقشہ مصور نے کیونکر بنایا

نہ مرتے جو ہم تمکو شہرت نہوتی
تمھین ہمنے ایجان بگڑکر بنایا

بیابان کو حق نے کیا پیچھے پیدا
مرے پانون مین پہلے چکر بنایا

نزاکت تمھاری جو خاطر تھی ایجاد
زر گل سے زرگر نے زیور بنایا

حسین دیکھکر خود نما ہو گئے سب
عبث آئنہ اسکندر بنایا

حسینان عالم کو کیا تمسے نسبت
تمھین چاند اورون کو اختر بنایا

بنے دین دنیا یہ مشکل ہو صفدر
جو یہ گھر بگاڑا تو وہ گھر بنایا

باغ مین جاکر مجھے وہ گلبدن یاد آگیا
سرو سادہ قد وہ غنچہ سا دہن یاد آگیا

وہ رخ گلگون دم سیر چمن یاد آگیا
چاہ گلشن دیکھکر چاہ ذقن یاد آگیا

سرو سے ہمکو بندھا اُس قد موزون کا خیال
دیکھکر غنچہ وہ چھوٹا سا دہن یاد آگیا

جب کیا نظارۂ اوراق نسرین و سمن
گورا گورا یار کا نازکبدن یاد آگیا

دیکھکر نرگس تعشق اُسکی آنکھون کا بندھا
سنبل تر سے وہ گیسو پرشکن یاد آگیا

باعث حیرت ہوا کیسا تماشاے چمن
اُس گل رعنا کا رنگ انجمن یاد آگیا

سیر صحرا کی تو رونے غربت مجنون پہ ہم
کوہ پر پہونچے تو ہم کو کوہکن یاد آگیا

کیسے کیسے یاد آئے ہمکو یاران وطن
پہونچے غربت مین جو ہم صفدر وطن یاد آگیا

پنجہ تو نے جون سے کاٹ کر سر رکھدیا
ہمنے انصاف اسکا اے قاتل خدا پر رکھدیا

گردن بسمل پہ جب قاتل نے خنجر رکھدیا
موت نے بڑھکر گلا اپنا برابر رکھدیا

خوبی تقدیر دیکھو آئی جب نوبت مری
رحم آیا ہاتھ سے قاتل نے خنجر رکھدیا

ناتوانی سے میان قبر ہم دب دب گئے
فاتحہ کو جسنے رکھا ہاتھ تیھر رکھدیا

حشر ہوتا وہ اگر اپنا مقابل دیکھتے
اُسنے اچھا ہوا منھے چھپا کر رکھدیا

کاتب اعمال نے کیا کام محشر مین کیا
غیر کے سر پر مرے عصیان کا دفتر رکھدیا

حشر مین نکلیگی جو پازیب جانان سے صدا
سب نے نام اُسکا ابھی سے شور محشر رکھدیا

لیگیا تھا مانگ کر مجھ سے فلک دو داغ دل
نام اُنکا اُسنے ماہ و مہر انور رکھدیا

وقت پیدایش تو کچھ جور و ستم ظاہر نہ تھے
باخبر تھا جسنے نام اُسکا ستمگر رکھدیا

جھوٹی قسمونمین مجھی کو کر لیا ہے زیر مشق
ہاتھ جب چاہا اُٹھا کر میرے سر پر رکھدیا

وہ تہی قسمت ہونمین جب آگئی نوبت مری
ہاتھ سے ساقی نے میخانہ مین ساغر رکھدیا

اُسنے یکتائی کا جب دعوی کیا میرے حضور
مین نے آئینہ فقط اُسکو دکھا کر رکھدیا

ہون وہ تیرہ بخت جب روشن ہوئی شمع مزار
شام ہی سے اُسکو صرصر نے بجھا کر رکھدیا

دوستون نے دفن کر کے دوستی کیا خوب کی
سیکڑون من کا مرے سینے پہ تیھر رکھدیا

لخت دل خون جگر حاضر ہے اے مہمان غم
ماحضر جو تھا وہ مین نے آگے لا کر رکھدیا

حق سے ہم شکوہ کرینگے کاتب اعمال کا
دل مین جو آیا وہ اُن دونون نے لکھکر رکھدیا

جب شراب ناب دینے مین کمی ساقی نے کی
میرے اشک سرخ نے چھلکا کے ساغر رکھدیا

کھینچدی ساقی نے اپنی چشم و بینی کی شبیہ
جام کو لاکر جو شیشے کے برابر رکھدیا

صفدر وارفتہ کو جب قتل وہ کرنے لگے

آرزوون نے گلے کو زیر خنجر رکھدیا

وہ پہلو سے جسدم روانہ ہوا | مین تیر قضا کا نشانہ ہوا
ندامت سے یان اپنے آنسو بہے | وہان مغفرت کا بہانہ ہوا
نہ آیا ذرا رحم بیدرد کو | مین تڑپا کیا وہ روانہ ہوا
کمان سے ابھی تیر چھوٹا نہ تھا | کہ دل اپنا جاکر نشانہ ہوا
محبت مین اسدرجہ شہرت ہوئی | کہ حال اپنا آخر فسانہ ہوا
دل بدگمان پیچھے پیچھے چلا | جو قاصد اُدھر کو روانہ ہوا
کہان ہمسے خانہ بدوشونکا گھر | جہان رہ گئے آشیانہ ہوا
ہوا ہوگئی وہ بہار شباب | گئے جوش کے دن زمانہ ہوا
ہمیشہ حسینون پہ مرتا رہا | ازل سے ادا کا نشانہ ہوا
وہ میخوار تھا مین کہ ابر بہار | لحد پر مری شامیانہ ہوا
جگہ برق کو وہ پسند آگئی | ہمارا جہان آشیانہ ہوا
طبیعت ہوئی جب سے وحدت پسند | جو بیگانہ تھا وہ یگانہ ہوا
جفا اُسنے چھوڑی نہ مین بے وفا | اِدھر سے اُدھر اک زمانہ ہوا
دم قتل چھوڑا مجھے نیم جان | نزاکت کا اُنکو بہانہ ہوا
نہ دیکھا ریاض جہان اک نظر | برنگ صبا مین روانہ ہوا
یہان ہم ہوے خوابمین ہم بغل | نزاکت سے وان درد شانہ ہوا

انھین قتل صفدر تھا مد نظر

فقط جرم الفت بہانہ ہوا

جو حسین دیکھا کہین مین اُسکا دیوانہ رہا
باغ مین بلبل رہا محفل مین پروانہ رہا

عمر بھر دلمین خیال روے جانانہ رہا
بادۂ گلرنگ سے لبریز پیمانہ رہا

کوئی نیت خوش نہ آئی خاکساری کے سوا
عیش و عشرت مین مزاج اپنا فقیرانہ رہا

یان دل مضطر رہا فرقت مین اُنکی چاک چاک
اور وہان زلف رسا مین رات بھر شانہ رہا

ابتدا مین بادہ کش تھا اب جنون پر میکدہ
مذہب و مشرب مرا ہر وقت رندانہ رہا

کوئی ہوگا اس خرابات جہان مین ہوشیار
عمر بھر مین تو مے وحدت سے مستانہ رہا

انقلاب دہر سے کوئی جگہ خالی نہین
ایک مدت دیکھو کعبہ صنم خانہ رہا

دلمین رہتے تھے جوانی تک حسینون کے خیال
یہ خرابہ ایک مدت تک پریخانہ رہا

ساتھ اُسکے ہو لیے ہم جو بلا وحشی مزاج
دشت مین سودا بنون سے اپنا یارانہ رہا

منزل آں فاق مین تنہا مین عجب وحشی مزاج
آشنا تو آشنا اپنون سے بیگانہ رہا

اب نہ ساقی ہے نہ مینا ہے نہ ساغر ہے نہ خم
میکشون کے دم تلک آباد میخانہ رہا

وہ غم فرقت کہ جسمین رات بھر سنتے رہے
عاشق و معشوق مین دلچسپ افسانہ رہا

رات بھر بزم حریفان مین عجب رونق رہی
سرنگون شیشہ رہا گردش مین پیمانہ رہا

خاک بھی اپنی پریشان کو بکو پھرتی رہی
بعد مردن بھی خیال زلف جانانہ رہا

جلوۂ رخسار سے اُس مہ طلعت کے مدام
منزل خورشید تابان میرا کاشانہ رہا

امتحان عشق مین صفدر رہے ثابت قدم
حوصلہ فضل خدا سے اپنا مردانہ رہا

پس فنا ہمین گردون ستائیگا پھر کیا
مٹے ہوون کو یہ ظالم مٹائیگا پھر کیا

ضعیف نالہ دل اُسکا ہلا نہین سکتا
یہ جاکے عرش کا پایہ ہلائیگا پھر کیا

شریک جو نہ ہوا ایکدم کو پھولون مین
وہ پھول آکے لحد پر چڑھائیگا پھر کیا

خدا کو مانو نہ بسمل کو اپنے ذبح کرو
تڑپ کی سیر یہ تمکو دکھائیگا پھر کیا

کہا سُنا جو یہ لوگون سے بخشوا کے چلا
گلی سے یار کی قاصد نہ آئیگا پھر کیا

کہو مصور تقدیر سے کہ خیر تو ہی
بگاڑ کر مرا چہرہ بنائیگا پھر کیا

ہلال بدر بھی ہوتا ہی ایک شب صفدر
گھٹا کے مجکو نہ گردون بڑھائیگا پھر کیا

ردیف بائے موحدہ

سیر چمن کو آئیگا وہ گلعذار کب
گھونگھٹ ترا اُٹھیگا عروس بہار کب

روندیگا میری خاک کو وہ شہسوار کب
آئیگا یارب اوج پہ میرا غبار کب

روز فراق و روز وصال ایک حال ہی
تیری تڑپ مٹیگی دل بیقرار کب

بیگانگی کا مین نے جو اُنسے گلہ کیا
بولے بگڑ کے ہمنے بنایا تھا یار کب

تا صبح شوق دید مین آنکھین کھلی رہین
ٹھنڈے ہوے چراغ شب انتظار کب

مدت سے بحر عشق مین کشتی تباہ ہی
بیڑا مرا لگائیگا ای خضر یار کب

مین اپنی وصف مین حشر کے دن بھی کہا کیا
اسد ہوگی صبح شب انتظار کب

مدت سے قتلگاہ مین ہین تو سر بکف
کرتی ہی التفات مگر تیغ یار کب

گھڑیان شب فراق کی کبتک گنا کرون
پروردگار آئیگا روز شمار کب

انکار صاف صاف وہ کرتے ہین وصل سے
مایوس ہوگا تو دل امیدوار کب

توبہ جو کی شراب سے آئی ندائے غیب
صفدر تمھاری بات کا ہی اعتبار کب

کوئی عالم مین نہین ہی اس ستمگر کا جواب
ذرہ جسکے در کا ہی خورشید محشر کا جواب

وہ رخ روشن ہی مہر و ماہ انور کا جواب
نکہت گیسو شمیم مشک و عنبر کا جواب

کسکے رخ کی ہی خجالت بال پرواز چمن
رنگ بھی اڑنے مین ہی بوے گل تر کا جواب

خط کیا تحریر جب اسکو ہوے شوق مین
بنگیا نامہ مرا بال کبوتر کا جواب

خط کو میرے دیکھکر قاصد سے وہ کہنے لگے
اتنی فرصت کسکو ہی لکھے جو دفتر کا جواب

وہ فلک پر جلوہ گر یہ آسمان حسن پر
عقد پروین ہو سکے کیا اسکے جھومر کا جواب

خدمت آئینہ داری جسکو دے وہ خوبرو
رتبہ پاے بخت چمکین ہو سکندر کا جواب

دیکھکر افشان جبین صاف پر ثابت ہوا
یار کو مد نظر ہی ماہ و اختر کا جواب

خضر کی حاجت نہین راہ مکان یار مین
نکہت اس زلف معنبر کی ہی رہبر کا جواب

داغ کھائے اسقدر اس گلبدن کی یاد مین
جسم لاغر ہوگیا طاؤس کے پر کا جواب

ذبح مین پائی ہی یہ لذت کہ کہتا ہی گلا
تیرے بازو کا ہی اے قاتل نہ خنجر کا جواب

ہون وہ میکش خانہ تن ہی مرا میخانہ ہی
دل مرا شیشہ ہی میری آنکھ ساغر کا جواب

نامہ بر کیسا تقاضا ہی یہی گر شوق کا
اپنے کانون سے سنینگے چلکے دلبر کا جواب

دخت رز میخانہ شیشہ جام ہی میرے حضور
حور کا فردوس کا طوبی کا کوثر کا جواب

پھر پسند آئی انھین پوشاک صہبائی اندون
پھر انھین مدنظر ہی چرخ اخضر کا جواب

سنکے احوال دل صد چاک خط پر زر کیا
اُسنے قاصد کو دیا صفدر برابر کا جواب

دل مین ہین رنج و حسرت و ارمان عجب عجب
گھر مین ہمارے آئے ہین مہمان عجب عجب

سمجھا مین حال موج و گل و صبح دیکھکر
ہین سب ترے غم مین چاک گریبان عجب عجب

مجمر مین و دباغ مین سنبل ختن مین مشک
ہین مبتلاے زلف پریشان عجب عجب

دلمین خیال روے حسینان ہی اندنون
پریان ہین جمع گرد سلیمان عجب عجب

سو سو طرح کی دل کو ہی وحشت بہار مین
لایا ہی رنگ ابکی گلستان عجب عجب

بھکا رہے ہین میری طرف اُسکے رقیب
انسان کی صورتون مین ہین شیطان عجب عجب

گردن مین طوق حلقہ زنجیر پاؤن مین
دیتی ہی پیچ زلف پریشان عجب عجب

کونین وقت بادیہ گردی ہین دو قدم
وحشت دکھا رہی ہی بیابان عجب عجب

ساقی ہی زہرہ مہر ہی ساغر سبو ہی چرخ
اپنی بھی میکشی کے ہین سامان عجب عجب

ہمسے کبھی کھنچا ہی کبھی ہی رکا ہوا
کرتا ہی بل وہ خنجر بران عجب عجب

رہتا ہی دلمین خال و خط و زلف کا خیال

صفدر ہمارے گھر مین ہین مہمان عجب عجب

حکم آنیکا جو اُس کو چمن مین پائے عندلیب
آشیان کو آتش گل سے جلائے عندلیب

باغبان نالے کرے گلچین کلیجا تھام لے
طرز اگر کچھ میرے نالون کی اڑائے عندلیب

قدر عاشق اک تمھاری ہی نگاہ مین نہین
دیکھ لو گل سے زیادہ ہی بہائے عندلیب

پھول بنجاتے ہین نقش پا خرام یار سے
ہر قدم خلخال پا مین ہی صدائے عندلیب

صفحہ دیوان پہ ہی اب تختہ گل کا گمان
ہی حریر کلک اپنی یا نوائے عندلیب

قید کرکے دام مین اتا نہین صیاد پاس
داستان کسکو گلستان کی سنائے عندلیب

مین تو کیا ہو جائین عاشق تجھپہ ہی گل جانور
سر سے پا تک گل ترے چھلون کے کھائے عندلیب

بدلے رشتون کے اگر تار رگ گل صرف ہون
دام مین خود آکر کے اہی صیاد آئے عندلیب

میکدے پر صاف ستونکو ہی گلشن کا گمان
قلقل مینا ہی ساقی یا صدائے عندلیب

ہی گلستان بھی قفس یا بندی عشاق کو
موج بوے گل ہوئی زنجیر پائے عندلیب

باغ مین دخل خزان ہی اڑ گئے سب ہمصفیر
سبزۂ بیگانہ ہی اب آشنائے عندلیب

باغبان بیدرد ہی گل بیوفا گلچین رقیب
کون سنتا ہی چمن مین نالہائے عندلیب

ہم بھی اک گل کے تصور مین ہین دم نالہ کش
کون ہی ہمدرد ای صفدر سوائے عندلیب

فرقت مین ہین یہ عیش کے سامان تمام شب
اندوہ و درد و رنج ہین مہمان تمام شب

تھی بسکہ یاد ناوک مژگان تمام شب
دل مین مرے چبھا کیے پیکان تمام شب

تیرے مریض ہجر کا غمخوار کون ہی
بالین پہ ایک شمع ہی گریان تمام شب

آگیسو کی یاد مین اگر آئی بھی مجکو نیند
دیکھا کیا مین خواب پریشان تمام شب

کھا کھا کے داغ الفت گیسو مین مرگیا
ہوگا مری لحد پہ چراغان تمام شب

جلتا ہی اسلیے کہ ہوئین کشتہ حسرتین
دل ہی چراغ گور غریبان تمام شب

پھرتے نظارہ پھرتے ہین اسکے مکان کے گرد
سورج تمام دن رہا تابان تمام شب

آئے وہ شام سے مگر ایسے خفا رہے
نکلا نہ دل سے ایک بھی ارمان تمام شب

صفدر شب وصال جو آئے تو دیکھنا
میرا ہی ہاتھ اسکا گریبان تمام شب

ردیف باے فارسی

آئینہ دیکھتے نہین جادو کے ڈر سے آپ
اسرا تو بچتے ہین اپنی نظر سے آپ

دنکو نکلتے ہین نہ کبھی شب کو گھر سے آپ
کیا شرم ہی کہ چھپتے ہین شمس و قمر سے آپ

سینے سے میرے ہاتھ اٹھاتے نہ عمر بھر
واقف نہین ہین لذت درد جگر سے آپ

صحن چمن مین نرگس حیران کو دیکھکر
بولی حیا کہ بچکے نکلیے ادھر سے آپ

رخصت کیوقت مجھ سے کہا ہنسکے یار نے
ابکی خدا کرے نہ پھرین اس سفر سے آپ

آنکھین ملائین دونون کا ہوجاے امتحان
ہم آفتاب حشر سے روے قمر سے آپ

خط کے نقاب پر آنکھین مین نے یہ لکھدیا
پردے مین خط شوق کو لین نامہبر سے آپ

میرا غریب خانہ تمھارے قدم کہان
آئے ہین اتفاق قضا و قدر سے آپ

آنسو کی طرح خاک مین ملجاؤنگا ابھی | بس بس حضور اب نہ گرائین نظر سے آپ
ہنگامہ دیکھتا ہی یہ ہر پا جہان کہین | کہتا ہی دل کہ گذرے ہین اس رہگذر سے آپ

محفل مین انکے سامنے سو بار ہم گئے
پوچھا نہ یہ بھی آئے ہین صفدر کدھر سے آپ

ردیف تاے قرشت

دوہان شانہ اور زلف معنبر تمام رات | یان سر ہی اور بلائین ہین سر پر تمام رات
کیا جانین کسکو آج وہ ظالم کریگا قتل | دیکھا ہی کھینچ کھینچ کے خنجر تمام رات
آنکھونمین نیند بکھری ہوئی زلف رنگ زرد | جاگر کہین رہے ہو مقرر تمام رات
پروانہ مین نہین ہون کہ دم بھر مین جل بجھون | گھلتا ہون مثل شمع برابر تمام رات
راضی ہوا نہ وصل پہ ہرگز وہ ماہرو | چمکا کسی طرح نہ مقدر تمام رات
ہی شام ہی سے موت کی ہچکی لگی ہوئی | زندہ رہونگا ہجر مین کیونکر تمام رات
سویا تھا چاندنی مین جو منہ کھولکر وہ مہر | تھا ماہتاب جامے سے باہر تمام رات
اپنی تو یون گذرتی ہی ساقی کی یاد مین | شیشہ بغل مین ہاتھ مین ساغر تمام رات
ایجان یہ بھی کوئی جلانے کا طور ہی | انگارون پر لٹاتے ہو دن بھر تمام رات
اس بت کے انتظار مین آغوش کی طرح | گھر کا مرے کشادہ رہا در تمام رات
قدرت خدا کی غیر سے خلوت ہے دوہان | ہم خاک پر پڑے رہین باہر تمام رات

فرقت مین حال گر یہ صفدر مین کیا کہون

بستر رہا ہی پانی کی چادر تمام رات

یہ شب بزم جانان مین تھی دلکی صورت
جلا صبح تک شمع محفل کی صورت

نہ آہون مین گرمی نہ نالون مین تیزی
آلہی یہ کیا ہوگئی دل کی صورت

ہلال و فلک دیکھکر کیون نہ تڑپون
وہ خنجر کی صورت یہ قاتل کی صورت

مین افسردہ ہون تو یہ پژمردہ غم سے
جو صورت ہی میری وہی دل کی صورت

رہی مرتے مرتے بھی بسمل کو حسرت
نہ دیکھی دم ذبح قاتل کی صورت

وہ ابرو ہی خمدار مثل مہ نو
وہ رخسار ہی ماہ کامل کی صورت

رہے دشت غربت مین آوارہ برسون
نہ دیکھی کبھی ہمنے منزل کی صورت

چمن سے چلا جب وہ رشک گلستان
پھڑکنے لگے گل عنادل کی صورت

نہ آرام عاشق نے الفت مین پایا
مسافر نے دیکھی نہ منزل کی صورت

چل ای تیغ دم لے کے گردن پہ میری
ذرا دیکھ لینے دے قاتل کی صورت

جو دیکھا مرقع حسینون کا صفدر
نظر آگئی اسکی محفل کی صورت

ہر چند جسم زار ہوا خاک کوے دوست
باقی ابھی ہی دلمین مرے آرزوے دوست

کیا صحن باغ بھی ہی کوئی جلوہ گاہ حسن
بھولونمین بو دوست ہی کانٹونمین خوے دوست

نظارہ حبیب تماشا ہی باغ کا
نرگس ہی چشم دوست تو سنبل ہی موے دوست

اللہ نے دیے شنوا ایسے ہمکو گوش
سبکی زبان سے سنتے ہین ہم گفتگوے دوست

کعبہ ہی وہ تو قبلہ نما ہم یہ ہی سبب
رہتا ہی منہ جو آٹھ پہر اپنا سوے دوست

روتا ہون مین تو اور چمکتا ہی رنگ حسن
بڑھتی ہی آنسو دن سے مرے آبروے دوست

ہمنے غضب کیا اُسے خود بین بنا دیا
رکھتا تھا آئنہ نہ کبھی روبروے دوست

خاک مزار بھی مری دیگ روان بنی
مرنیکے بعد بھی نہ گئی جستجوے دوست

عمر شب وصال زیادہ کرے خدا
صفدر ہمارے ہاتھ مین طوق گلوے دوست

دکھلائے اُسنے دست حنائی تمام رات
منجدھی سے دلمین آگ لگائی تمام رات

دلمین جگر مین سینے مین پہلو مین آپ نے
بجلی کہان کہان نہ گرائی تمام رات

اِک سلسلہ جو زلف مسلسل سے دلکو تھا
کیا کیا کڑی نہ ہمنے اُٹھائی تمام رات

کِسکو خبر ہی برق تجلی کی اے کلیم
آنکھین تھین اور وہ یدِ حنائی تمام رات

در پردہ یہ بھی تھا مری تقدیر کا بگاڑ
اُس نازنین نے زلف بنائی تمام رات

رویا کیا اِدھر مین اُدھر وہ ہنسا کیا
کیا آنسو دن نے سیر دکھائی تمام رات

ہم اور شمع جلتے ہین دونون فراق مین
اپنی بیان کرین کہ پرائی تمام رات

وہ خواب مین بھی آئے تو ہمراہ غیر کے
خوش ہون کہ مجکو نیند نہ آئی تمام رات

بیٹھے جو وہ نکھر کے شب ماہ بام پر
مہتاب نے نہ آنکھ ملائی تمام رات

آنکھ اُسکی آنکھ سے تو زبان سے زبان لڑی
صفدر رہی مزے کی لڑائی تمام رات

ذرا ٹھہرو نہو یارو ابھی تم اے جان من رخصت
سحر ہونے تو دو ہے انجمن کی انجمن رخصت

گریبان آستین دامن ہیں ہے دست جنون پرزے
یہی ہے تیری چالاکی تو ہے سب پیرہن رخصت

بجا ہے بسملوں کے زخم تن جو خون روتے ہیں
لیے جاتا ہے قاتل تیغ ہوتی ہے دلہن رخصت

پھنسے ہم دام میں صیاد کے جاتے ہیں گلشن سے
مقدر نے چھڑایا تم سے اے اہل چمن رخصت

سحر کیا آئی آفت کی قیامت کی گھڑی آئی
ہوئی رو رو کے پروانوں سے شمع انجمن رخصت

جدائی جان و تن کی ہجر ہے معشوق و عاشق کا
چھٹی مجنوں سے لیلیٰ یا ہوئی نل سے دمن رخصت

کرو نہیں قصد کعبے سے جو تنہا تم ہیں آنیکا
یقین ہے پہلے ہو جاتے بتوں سے برہمن رخصت

قضا سر پر کھڑی ہے ایک ساعت تھم نہیں سکتے
ضروری ہے سفر جاتے ہیں اے اہل وطن رخصت

کھنچا دل سے جو تیر اسکا کہا حسرت نے رو رو کر
ہوا یعقوب سے کیا یوسف گل پیرہن رخصت

حسینان جہاں ہیں کم سنی تک دید کے قابل
جہاں سبزہ نکل آیا ہوا سب سادہ پن رخصت

تڑپ کر مر گیا پانی نہ پایا تیغ قاتل سے
وہ بد قسمت ہو در یا سے ہوا تشنہ دہن رخصت

غریز احباب سب روتے ہیں وقت نزع بالیں پر
بدن سے روح جاتی ہے کہ ہوتی ہے دلہن رخصت

چلو صفدر پڑھو گے سامنے اب تسکے شعر اپنے
ہوئی برخاست صحبت ہو گئے اہل سخن رخصت

جنت سے بڑھکے تھی مری محفل تمام رات
بہلو تھا اور وہ حور شمائل تمام رات

اللہ رے اشتیاق شہادت کہ خواب میں
گردن تھی اور خنجر قاتل تمام رات

افسوس بیخودی میں جوانی گذر گئی
رکھا نصیب نے مجھے غافل تمام رات

آئینہ دیکھتے ہین سحر تک وہ شام سے
رہتے ہین آپنے مقابل تمام رات

واماندگی سے شام ہوئی مجکو راہ مین
تکتا رہا مین جانب منزل تمام رات

ہی بسکہ بال بال گرفتار عشق زلف
سر پر بلائین رہتی ہین نازل تمام رات

مست مے شباب ہی وہ شوخ اندنون
رقص و غنا کی رہتی ہی محفل تمام رات

قاتل نے لی نہ خنجر قاتل نے لی خبر
تڑپا تمام روز یہ بسمل تمام رات

مجکو تھا خوف آنکو حیا تھی شب وصال
پردہ رہا حجاب کا حائل تمام رات

پھولونکے ہار اتار کے بولا وہ گلبدن
سونے نہ دیگا شور عنادل تمام رات

صفدر وہ شوخ جب مرے پہلو سے اٹھ گیا
بیٹھا رہا مین تھامے ہوئے دل تمام رات

ردیف تائے تقیلہ

کچھ تو تڑپ کے اے دل اندوہگین الٹ
آئے نہ آسمان جو تجھ سے زمین الٹ

اے آہ دو جہان کو دکھا اپنی تیزیان
فرش زمین بساط سپہر برین الٹ

اتنا مٹا نہ اے اثر بخت دا ترگون
سیدھے ہون حرف نام کے نقش نگین الٹ

انسان تو کیا ملک ترے مشتاق دید ہین
رخ سے نقاب اے بت زہرہ جبین الٹ

آئے اندھیری شب مین نظر جو دھوین کا جانند
چہرے سے زلف بہر خدا اے حسین الٹ

نازک بہت ہی دل نہ الٹ جائے یار کا
چادر ہمارے منھ سے نہ اے ہمنشین الٹ

کب تک ہلا کے عرش کو زور آزمائیگی

صفدر کو پکار کے آہ حزین اُلٹ

ردیف ثاے مثلثہ

آنکھین چرائے ہمسے ہو وہ دلربا عبث
گوشے مین چھپکے بیٹھ رہی ہو حیا عبث

جو کچھ کہ ہمنے اُس سے کہا سب وہ تھا عبث
سُنتا نہین جو بات ہو اُس سے گلا عبث

آئینہ رکھکے دیکھ لو کیا چاہتا ہو دل
تم مجھ سے پوچھتے ہو مرا مدعا عبث

شب کو لحاظ ٹوٹ چکا شرم اُٹھ چکی
اب میری جان کرتے ہو مجھسے حیا عبث

جب ہم نہین تو کون تمھارا ہو قدردان
مسی عبث ہو سرمہ عبث ہو حنا عبث

خلوت مین کام غیر کا روز وصال کیا
آئی ہو آج ساتھ تمھارے حیا عبث

دکھلائینگے نہ دست حنائی وہ عمر بھر
اے دل ہو اُنسے حوصلہ خونبہا عبث

تکلیف ہوگی پھر نگہ خشمناک کو
مجکو جلاتے ہین لب معجز نما عبث

تیر نگہ نے کام مرا کر دیا تمام
اب کھینچتے ہو قتل کو تیغ ادا عبث

رکھتے نہین وہ پاؤن زمین پر غرور سے
آنکھین بچھاؤن کیون صفت نقش پا عبث

دل سینے مین ہو قاضی حاجات کا مکان
سوے فلک اُٹھاتے ہین دست دعا عبث

دل مین ہمارے مثل سویدا مکین ہو تو
آنکھون کو جستجو ہو تری جا بجا عبث

روز حساب چاہیے اے دل رضاے دوست
خوف سزا عبث ہو امید جزا عبث

آیا نہ زندگی مین ملاقات کو کوئی
گھیرے ہین اب جنازے کو سب آشنا عبث

لائی نہ زندگی مین کبھی بوے زلف یار
تربت پہ گل چڑھاتی ہو باد صبا عبث

اس بحر مین ہی ہستی موہوم نقش آب
مثل حباب سر مین بھری ہی ہوا عبث

مہمان تن ہی روح برنگ شمیم گل
شوق نظارۂ چمن دلکشا عبث

بوسے تو لیکے رخ کے مزے مین اٹھا چکا
منہ پھیرے اب وہ بیٹھے ہین مجھ سے خفا عبث

بستر پہ لاغری سے ملینگے نہ ہم کبھی
پھرتی ہی ڈھونڈھتی ہوئی ہمکو قضا عبث

نام وفا وہ غیر جفا جانتا نہین
صفدر ہی اس صنم سے امید وفا عبث

نظر آتا ہی پژمردہ گل رخسار کیا باعث
پریشان اندنون ہین گیسوے خمدار کیا باعث

نہ وہ منہ دیکھنا ہردم نہ وہ گیسو کی آرایش
خفا آئینے سے شانے سے ہو بیزار کیا باعث

نہ لب پر پان کی سرخی نہ مسی ہی نہ سرمہ ہی
ہوا کیون منعدی ملنے سے تمھین انکار کیا باعث

نہ وہ شوخی کی باتین ہین نہ وہ گرمی طبیعت کی
لبون پر دمبدم ہی آہ آشبار کیا باعث

رخ نازک جو رشک لالۂ احمر تھا سرخی مین
ہوا کیون زرد مثل نرگس بیمار کیا باعث

بیان کرتے ہو کچھ منہ سے زبان سے کچھ نکلتا ہی
ہوئی کیون بیخودانہ آپکی گفتار کیا باعث

نہ شوق ساغر مل ہی نہ ذوق لالہ وگل ہی
ہوئی پژمردگی ایسی گلے کا ہار کیا باعث

صدائے قلقل مینا سے کانونکو ہوئی نفرت
یہ اف اف ہی لب میگون پہ کیون ہر بار کیا باعث

مسیحا تم تو تھے ایجان جان سارے مریضون کے
نصیب دشمنان کیون ہو گئے بیمار کیا باعث

چھپاتے ہو عبث راز محبت جان شاہدون سے
نہین کرتے جو ہمسے حال دل اظہار کیا باعث

جہان سے اٹھ گیا صفدر سا کیا صاحب وفا کوئی

سیہ پہنے ہو کپڑے مثل ماتدار کیا باعث

مائل جور ہین یہ بت جان ندے دلا عبث
جنمین ذرا وفا نہین اُنسے ہو التجا عبث

کب دل و جان فدا نہین غدر کبھی کیا نہین
جرم نہین خطا نہین ہمسے ہین وہ خفا عبث

آئنے سے حصول کیا کون ہو مفت خود نما
سیر جہان سے فائدہ جام جہان نما عبث

جوش جنون اگر ہوا ٹھہرینگے ہم نہ قید مین
فائدہ روک ٹوک سے پہرے ہین جا بجا عبث

عشق کا نام ہی قضا در دیہی ہی لا دوا
اِس سے بچیگی جان کیا کرتے ہین سب دوا عبث

دولت اگر ہوئی تو کیا عمر بشر ہی بے بقا
چارہ نہین بجز فنا خواہش کیمیا عبث

کرتے ہی دفن گور مین جائینگے اپنے اپنے گھر
ساتھ ہے مرجنا یکے آئے ہین آشنا عبث

دیر مین بت ہین مست ناز شان خدا ہی بے نیاز
کِس سے کہون مین دل کس سے کرون گلا عبث

صفدر اگر یہی ہی دل چین نہوگا ایک دن
رکھتے ہو تھام تھام کر صبح عبث مسا عبث

ردیف جیم عربی

صد شکر بے حجاب ہوا مجھ سے یار آج
جی بھر کے پائی لذت بوس و کنار آج

ہونی ہی کل جو حشر مین سارے جہان پر
دکھلا رہی ہی وہ مجھے رفتار یار آج

پہلو مین تھام تھام کے رکھون نہ مین اگر
ٹھہرے نہ ایکدم بھی دل بیقرار آج

بے لطف ہوگے تم جو چمن سے چلے گئے
آزردہ ہی بہار سے باد بہار آج

مرنے سے میرے خوش ہی مقرر وہ شمع رو
شب بھر ہنسا کیا ہی چراغ مزار آج

کس کس خوشی سے روند رہا ہی وہ شہسوار — چمکا ہوا ہی اختر بخت غبار آج
پھولا سماؤن کیا کہ وہ رشک چمن ہی پاس — مہمان ہی میرے گھر مین عروس بہار آج
صیاد چھوڑتا نہین آئی ہی فصل گل — کرتی ہی ایک ایک کی منت ہزار آج
جل جلکے دل بھی سینے مین شاید کہ بجھ گیا — ہی کچھ اداس صورت شمع مزار آج
اسدری بیقراری دل شوق وصل مین — کاٹی تڑپ تڑپ کے شب انتظار آج
رخسار و زلف دونون مین آمادہ ظلم پر — یکرنگ ہی دو رنگی لیل و نہار آج
گنتا ہی پوچھ پوچھ کے قاتل مرے گناہ — ہوتی ہی مجھ سے پرسش روز شمار آج

صفدر جو بیقرار نہین ہو فراق مین
کیون کر دٹین بدلتے ہو تم بار بار آج

ابر آیا گھر کے ساقی پھر سوے میخانہ آج — پھر ہوئی توبہ شکستہ پھر چلے پیمانہ آج
پھر گرج بادل کی تڑپاتی ہی میخوارون کے دل — پھر فلک پر کوندتی ہی برق بیتابانہ آج
باغ مین جھولے پڑے ہین جھولتے ہین نازنین — ہر طرف گلزار مین ہی نازمعشوقانہ آج
بلبلون کے زمزمے کویل پپیہے کی صدا — ہر روش پر رقص طاؤسون کا ہی مستانہ آج
شاہد گل کیطرح باد صبا کس شوق سے — ہر قدم پر کر رہی ہی ناز معشوقانہ آج
ابر ہی ٹھنڈی ہوا ہی یار ہی گلزار ہی — بادہ گلگون سے چھلکے ساقیا پیمانہ آج
ہر طرف ہی شہر مین ہنگامہ محشر بپا — ای پری زندان سے چھوٹا کیا ترا دیوانہ آج
سنتے تھے مدت سے ہم افسانہ برق طور کا — دیکھ آئے مثل موسیٰ جلوہ جانانہ آج

خود نمائی پھر ہوئی اُس شوخ کو مدنظر — قابل نظارہ ہی پھر جلوۂ جانانہ آج
انبساط نو نہالان چمن کا ذکر کیا — لہلہاتا ہی خوشی سے سبزۂ بیگانہ آج
بیخودی مین ہوگئی اتو خطا کیجے معاف — لے لیے دو چار بوسے ہمنے گستاخانہ آج
بعد مدت خفتگان خاک کے جاگے نصیب — مرقد عشاق پر آئے وہ بیباکانہ آج
یہ دل سوزان مرا اک شمع رو کی یاد مین — صبح تک جلتا رہا ہی صورت پروانہ آج
عشق کہتا ہی نجانا کو ... جانا ان سے کہین — خواہش جوش جنون ہی چل سکے ویرانہ آج
کل تلک مشہور رکھے ہم نے پروردِ چمن — دام مین صیاد کے لایا ہی آب و دانہ آج
سب سے پہلے جاکے رکھدے تیغ قاتل پر گلا — حوصلہ دکھلادے اپنا ہمت مردانہ آج
اُسطرف ہمراہ غیرون کے وہ پیتے ہین شراب — ہی ادھر لبریز اپنی عمر کا پیمانہ آج
کیون پریشان ہو اگر افسانہ گو آیا نہین — حکم ہو تو مین کہون اپنا کوئی افسانہ آج
بعد مدت پھر ادھر اُس حور کے آئے قدم — بڑھکے باغ خلد سے ہی رونق کاشانہ آج
خانۂ زندان ہی ویران بیرمان ہین بے عدد — ای پریرو مر گیا شاید ترا دیوانہ آج
آئے ہین وہ کھینچکر تلوار بہر امتحان — جوہر اپنے تو بھی دکھلا ہمت مردانہ آج
کسکی آنکھین پھر گئین جو میکدہ ویران ہوا — چور ہر شیشہ شکستہ ہی ہر اک پیمانہ آج

کس بت کافر کی آنکھون نے دیا صفدر فریب
کعبہ کل تھا گھر مرا مسکن ہوا بتخانہ آج

مشہور زمانہ ہی تری جلوہ گری آج — دیوانہ ہو کوئی جو کرے فکر پری آج

آیا ہی جو دلمین رخ جانان کا تصور
کیا بند ہوئی ہی مرے شیشے مین پری آج

بیمار محبت کی بھی کچھ تم کو خبر ہی
کل سے بھی زیادہ ہی اُسے بیخبری آج

بیمار ہی صیاد نہین قصد گلستان
مرغان چمن کرتے ہین کیون نوحہ گری آج

اللہ کرے عزم سفر تم کو مبارک
ہو جائینگے ہم پہلے جہان سے سفری آج

آمد ہی مگر صحن گلستان مین خزان کی
ہی مضطرب الحال نسیم سحری آج

بیوجہ نہین درد زیادہ مرے سر مین
سنتا ہون کہ صندل سے ہی مانگ سنے بھری آج

کٹتی نظر آتی نہین صفدر شب فرقت
کچھ شام ہی سے ہم ہین چراغ سحری آج

بعد مدت کے ملاقات ہوئی یار سے آج
سامنا عید کا ہی طالع بیدار سے آج

جلوہ فرما ہی کسی یوسف ثانی کا خیال
کم نہین کشور دل مصر کے بازار سے آج

شکر احسان ہمین لازم ہی اسیران قفس
بوے گل لیکے صبا آئی ہی گلزار سے آج

تاک مین بیٹھے ہین قاضی کے سرہ جاسوس
ہم نکلنے کے نہین خانہ خمار سے آج

قطع امید ہوئی یار گیا غیر کے گھر
سر پٹکیے کبھی در سے کبھی دیوار سے آج

مرض عشق کی جب ہو نہ سکی کچھ تدبیر
ہاتھ اُٹھا بیٹھے مسیحا ترے بیمار سے آج

سر بازار رہ نکلے ہین کلہ کج رکھکر
غیر ممکن ہی کہ جھگڑا نہو دو چار سے آج

منتظر لوگ ہین فردائے قیامت کے عبث
حشر برپا ہی جہانمین تری رفتار سے آج

شاید اس بزم سے تا شام ہی رخصت صفدر

کیا سبب ہی جو وہ ملتے ہین بڑے پیار سے آج

ردیف حاے حطی

حال پر میرے تڑپتا ہی وہ بسمل کیطرح
درد بھی اب داغ دیتا ہی مجھے دل کیطرح

ہر نظر پر دل تڑپ جاتا ہی بسمل کی طرح
دیکھتی ہی چشم جانان مجکو قاتل کی طرح

ای پری حسن جوانی پر نہ کر اتنا غرور
رات بھر کا ہی یہ جلوہ ماہ کامل کیطرح

پھر تمھین بھی درد الفت کا مزہ حاصل ہو کچھ
میرے پہلو مین جو آ بیٹھو مرے دل کی طرح

کچھ مرے درد اسیری سے اگر آگاہ ہون
اُنکے گیسو غل کرین میری سلاسل کیطرح

خوب نا لے کیجیے وہ رد گلگون دیکھکر
کیجیے پھولون کا نظارہ عنا دل کیطرح

قیس کا دل بھی فروغ حسن سے خالی نہین
جلوہ لیلی سے ہی پر نور محمل کی طرح

قتلگہ مین آب خنجر بھی نہین مجکو نصیب
پاس ہی دریا مگر پیاسا ہون ساحل کیطرح

ای صنم اک بوسہ لب دے خدا کے نام پر
التجا کرنے کو مین آیا ہون سائل کیطرح

اہل محفل نے نہ لی مجھ سوختہ دلکی خبر
جلتے جلتے گھل گیا مین شمع محفل کیطرح

ضعف نے کی راہ مین کیسی مری مٹی خراب
جب اُٹھا ٹھوکر لگا دیا پھر گرد منزل کیطرح

لیگیا ہی نامہ ای صفدر کبوتر کی ہو خیر
دل پھڑکتا ہی مرے سینے مین بسمل کی طرح

مثل رقیب اُس سے صفائی ہو کس طرح
قسمت نصیب ہمکو برائی ہو کس طرح

بڑھتا ہی روز ہمسے دل یار کا غبار
ایسی کدورتون مین صفائی ہو کس طرح

دونون پیسے ہوے ہین تری چال و ڈھال پر
طاؤس و کبک مین نہ لڑائی ہو کس طرح

خالی نہین تصور جانان سے ایک دم
غیرون کی اپنے دل مین سمائی ہو کسطرح

لکھتا ہون نامہ یار کو رو رو کے اشک خون
قرطاس ہاتھ مین نہ خنائی ہو کس طرح

اُس تک خیال کا بھی تو جانا محال ہی
خلوت سرا مین اپنی رسائی ہو کس طرح

مغرب سے بار بار پلٹتا ہی آفتاب
یارب تمام روز جدائی ہو کس طرح

ہوتے ہین روز عشق کے بندے نئے نئے
باطل پھران تبونکی خدائی ہو کس طرح

دل سے مین خیر خواہ ہون سارے جہان کا
حق مین کسی کے مجھ سے برائی ہو کسطرح

صفدر ہین سب قبیلہ شناسا نہین کوئی
بزم پریر خان مین رسائی ہو کسطرح

اُلجھے ہین گیسو اُدھر بے طرح
اِدھر پیچ ہین پیچ پر بے طرح

قدم رکھ نہ اے فتنہ گر بے طرح
لچکتی ہی تیری کمر بے طرح

یہ بجلی گریگی الٰہی کہان
نظر آتی ہی وہ نظر بے طرح

لکھا خط تو رونے پر آنکھین تلین
برسنے لگا ابر تر بے طرح

نہ پامال ہوجاے سارا جہان
یہ چالین ہین بیداد گر بے طرح

نکلجاے تن سے نہ گھبرا کے روح
ستاتا ہی درد جگر بے طرح

ہوے جمع طالب تو بولا وہ شوخ
فقیرون نے گھیرا ہی گھر بے طرح

مزیض محبت کی یارب ہو خیر
اُڑی ہی کچھ اُسکی خبر بے طرح

فلک مجکو دیکھون دکھاتا ہی کیا
کہ صفدر ہی دور قمر بے طرح

ردلف خاے معجمہ

کیا تماشا تھا ہمین اُس ستم ایجاد کا رخ
ذبح کیوقت بھی دیکھا کیے جلاد کا رخ

خیر ہو خیر اسیران قفس کی یارب
آج بدلا ہوا پاتا ہون مین صیاد کا رخ

اے صنم چہرۂ زیبا کا ترے کیا کہنا
نہ سُنا حور کا ایسا نہ پریزاد کا رخ

آپ رکھدیتا گلا شوق سے زیر خنجر
کچھ بھی پاتا جو ادھر مین کبھی جلاد کا رخ

اور امید تو کیا پر یہ دعا ہی قاتل
نہ پھرے مجھ سے ترے خنجر بیداد کا رخ

ہی یقین شام تلک آج خوشی مین گذرے
دیکھکر صبح اُٹھے ایک پریزاد کا رخ

ہم وہ وحشی ہین جو تصویر ہماری کھینچی
رنگ اُڑا زرد ہوا خوف سے بہزاد کا رخ

دلمین اُس بُت کے مری آہ کرے کیا تاثیر
اُڑ گیا رنگ اثر دیکھ کے فریاد کا رخ

نہین معلوم خطا کیا ہوئی ایسی صفدر
پھر گیا ہمسے جو چرخ ستم ایجاد کا رخ

اِسطرح روے یار ہی پیکر شراب سرخ
ہوتا ہی جیسے وقت طلوع آفتاب سرخ

آب روان ہی سبزہ ہی ابر سیاہ ہی
ساقی مجھے خدا کے لیے دے شراب سرخ

مدنظر ہی قتل کسی کا اُسے ضرور
آیا ہی رخ پہ ڈالکے قاتل نقاب سرخ

موے مژہ پہ صاف ہین یون اپنے لخت دل
ہوتے ہین جیسے سیخ پہ بھنکر کباب سرخ

مضمون کسی کے دست حنائی کے جو لکھے
مثل بیاض گل ہوئی ساری کتاب سرخ

گلگون ہو سینہ یار کا پستان ہو لالہ فام
کیونکر نہ آب سرخ سے اٹھیں حباب سرخ

شنجرف سے خط اسنے لکھا مجھ کو خون سے
اچھا یہ مین نے سرخ کا بھیجا جواب سرخ

نازک گلے مین اسکے نہین بان کا یہ رنگ
مینائے سبز مین یہ بھری ہو شراب سرخ

تب میکدے مین لطف ہو صفدر شراب کا
زاہد کی ریش مین جو لگے یہ خضاب سرخ

ردیف دال مہملہ

دام الفت مین کوئی دل نہ پھنسا میرے بعد
مختصر ہو گئی وہ زلف رسا میرے بعد

حسن انداز و کرشمہ نہ رہا میرے بعد
نازنین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد

ہائے اس شوخ نے کی ترک جفا میرے بعد
امتحان غیر کا کچھ بھی نہوا میرے بعد

بلبلین نوحہ کرین گی مری تربت پہ مدام
برگ گل روز چڑھائیگی صبا میرے بعد

دور عالم مین نہ مجھ سا کوئی میخوار ہوا
ساغر مے مری مٹی سے بنا میرے بعد

میرے دم تک تھی فقط قلقل مینا کی صدا
ساقیا میکدہ ویران ہوا میرے بعد

دخل اغیار ہو اس شوخ چمن کے گھر مین
کیسی بدلی ہو گلستان کی ہوا میرے بعد

مجھ سا جانباز ملیگا نہ مرے قاتل کو
کند ہو جائیگی شمشیر ادا میرے بعد

میرے مرتے ہی مٹی گرمی ہنگامۂ عشق
باغ مین شور عنادل نہ رہا میرے بعد

بوے کاکل کے عوض جان صبا کو بخشی
ڈھونڈھتی پھرتی ہو اب کسکو فضا میرے بعد

غنیمت

خلش ای خار جنون کوئی نہ باقی رکھنا
پھر نہ آئیگا ادھر آبلہ پا میرے بعد
کشتگان رہ الفت کا مین تھا ماتمدار
بجھ گئی شمع مزار شہدا میرے بعد

دل پہ لالہ کے مراد اغ رہیگا صفدر
خون دل غم مین بہائیگی حنا میرے بعد

نہ پوچھ درد اسیری کی داستان صیاد
سُنی نہ جائیگی تجھ سے مری فغان صیاد
فغان کو سُنکے مری تو عبث بگڑتا ہے
مرا گلا ہی مرا منھ مری زبان صیاد
فسانۂ گل و بلبل تو مجکو یاد نہین
سُنے تو حال کچھ اپنا کرون بیان صیاد
قفس مین آکے مرے بال و پر گرے تو گرے
ہری بھری رہین پھولون کی ڈالیان صیاد
وہ آشنائے قفس ہون دعا مین کرتا ہون
خدا کرے کہ نہو مجھپہ مہربان صیاد
صدا سنا کے پھنسا تا ہون ہمصفیرونکو
ملیگا تجکو نہ مجھ سا مزاحدان صیاد
خوشی سے پھول کے بیٹھا ہون صحن گلشن مین
کہ مجکو چھوڑے سمجھکر نہ ناتوان صیاد
نہ جاؤ تم مجھے ای ہمصفیرو بتلادو
شکارگاہ ہین کتنے کہان کہان صیاد
فغان کا ضبط ہی اب اختیار سے باہر
کہے مین دل ہی نہ قابو مین ہی زبان صیاد
کبھی تو پوچھ لے کچھ حال ہم اسیرون کا
نہ منھ دکھیگا نہ تھک جائیگی زبان صیاد
چمن سے بڑھکے ملی تیرے گھر مین آسایش
قفس مین بھولگیا ہون مین آشیان صیاد

اسیر تازہ ہی صفدر خفا نہ ہو اتنا
ابھی نہین ہی وہ تیرا مزاحدان صیاد

کب بھولتی ہی چشم بت دلشکن کی یاد | شوخی رہیگی ہم کو غزال ختن کی یاد
بھولی نہ عندلیب قفس مین چمن کی یاد | غربت مین ہی غریب کو کتنی وطن کی یاد
پھندے سے نیستی کے نہ چھوٹا کسی طرح | بھولی کمر کی یاد تو آئی دہن کی یاد
مدت ہوئی ہی کعبے مین آئے ہوے مگر | ہین کاوشین ہنوز مجھے برہمن کی یاد
توبہ تو کی ہی مو سے مگر کیا ہی اعتبار | پھرتی ہی دلمین ساقی توبہ شکن کی یاد
صحن چمن مین سنبل پیچان کو دیکھکر | آئی کسی کی زلف شکن در شکن کی یاد
مرقد مین بھی خیال نہ احباب کا گیا | خلوت مین ہون مگر ہی مجھے انجمن کی یاد
پایا نیا مکان تو کیا گور کا خیال | پہنا نیا لباس تو آئی کفن کی یاد
مدت سے ہمصفیر و اسیر قفس ہین ہم | پھولون کی شکل ہی نہ شباہت چمن کی یاد

صفدر رہی وظیفہ رہے بعد ہر نماز | بھولے نہ پانچ وقت تمھین پنجتن کی یاد

نہ بیخبر ہو اسیرون سے اے صیاد | انھین کے دم سے ہی آباد تیرا گھر صیاد
نہ حال زار سے میرے ہو بے خبر صیاد | اسیر دام مصیبت ہون رحم کر صیاد
مزہ ملا مری فریاد مین کہانی کا | سنا کیا مرے نالون کو رات بھر صیاد
مین آشیانے سے صحن چمن مین کیا اترا | ادھر تو تاک مین ہی باغبان اُدھر صیاد
کہان ہی طاقت پرواز ہم اسیرون مین | کہ آب و دانہ کی لیتا نہین خبر صیاد
نظر جب آئیگا خالی قفس بھر آئیگا دل | ملیگا ہاتھ مجھے کھو کے عمر بھر صیاد
پھڑک پھڑک کے قفس ہی مین جان کھو دونگا | نہ جا چمن کی طرف مجکو چھوڑ کر صیاد

فغان سنا چکا پرواز بھی دکھاؤنگا | نکل تو آنے دے اچھی طرح سے پر صیاد
پھنسے ہین زلف مین دل زلف تیرے شانے پر | لچک نہ جائے کہین بوجھ سے کمر صیاد
قفس مین ہم ہین قفس دام مین ہے اسیر بھی | جکڑ کے باندھ رہا ہی ہمارے پر صیاد

یہ مجکو شوق اسیری چمن مین تھا صفدر
اُسی طرف کو گیا مین گیا جدھر صیاد

ردیف ذال معجمہ

نہ ملا پر نہ ملا درد جگر کا تعویذ | تیرے بیمار نے کس کس سے نہ مانگا تعویذ
اضطراب دل مضطر نہ گیا پر نہ گیا | اور بیتاب ہوا مین نے جو باندھا تعویذ
وائے قسمت کہ نظر اپنی نہ وانتک پہونچی | اور مرے لوٹے ترے سینے پہ کیا کیا تعویذ
جب کسی طرح کی تاثیر نہ دیکھی مین نے | غرق رو رو کے کیا جلکے جلایا تعویذ
نظر بد کا ہی کیا خوف کہ پہنے ہے وہ شوخ | ہیکلین نادعلی ڈھولنا گنڈا تعویذ
میری فرقت مین اُنھین چین نہ دم بھر آتا | نہ دیا لکھ کے کسی نے مجھے ایسا تعویذ
غم فرقت وہ مرض ہی کہ نجائے ہرگز | لکھ کے بھیجین جو فلک بھی مجھے عیسیٰ تعویذ
درد فرقت نہ کسی طرح سے موقوف ہوا | کبھی بازو پہ جبین پر کبھی باندھا تعویذ
کسی تدبیر سے یہ سوزش دل کم نہوئی | لاکھ احباب نے لکھ لکھ کے جلایا تعویذ
قیس و فرہاد جو اس عہد مین زندہ ہوتے | پیتے دھو دھو کے مرے سنگ لحد کا تعویذ
کبھی بازو پہ جگہ ہی تو کبھی سینے پر | لطف اُٹھاتا ہی ترے وصل کے کیا کیا تعویذ

لکھ کے عامل نے دیا تھا جو ترے وحشی کو | پھاڑ کر راہ مین دیوانے نے پھینکا تعویذ

مرض عشق کی تدبیر عبث ہے صفدر
فکر بے سود ہے بیکار ہے گنڈا تعویذ

سوز دل سے وہ لکھون جانب لبر کاغذ | خاک ہوجاے جو ہو بال سمندر کا غذ
جسمین تحریر تھا کچھ حال ہمارے دل کا | وہی ظالم نے کیا خارج دفتر کاغذ
روز و شب اس دل بیتاب کے بہلانے کو | اُنکی جانب سے لکھا کرتا ہون اکثر کاغذ
صفت خال مین لکھے ہین یہ دفتر ہمنے | کہ نہین اب کہین بازار مین تل بھر کاغذ
کوئی پرچہ تو مجھے آپ نے لکھا ہوتا | اسقدر کیا نہین آتا ہے میسر کاغذ
خط لکھا اُنکو مگر خط کا لفافہ نہ لکھا | قاصد آوارہ لیے پھرتا ہے گھر گھر کاغذ
یاد آئین جو وہ آنکھین دم تحریر ہمین | اسقدر روئے کہ اشکون سے ہوا تر کاغذ
نہین لیتے ہین وہ اخبار بھی اس وہم سے اب | اسمین بھیجا نہو عشاق نے رکھکر کاغذ
تیری خوشبوے بدن کی جو صفت لکھی ہے | شاخ صندل مراخامہ ہے معطر کاغذ

نامہ اُس قاتل عالم کو لکھون مین بھی صفدر
ہاتھ آئے جو حنائی مجھے صفدر کاغذ

ردیف راے مہملہ

خدا اے عالم رہ رضا مین وہ دل دہ ہمت مجھے عطا کر
چھری کے نیچے کردن مین سجدہ قلم کے مانند سر جھکا کر

کہا تھا بلبل سے حال مین نے ترے ستم کا بہت چھپا کر
یہ کس نے اُنکو خبر سنائی کہ ہنس پڑے پھول کھلکھلا کر
کبھی رکاوٹ کبھی کھنچاوٹ کبھی ہی جھڑکی کبھی ہی گالی
بُری بلاؤن مین مبتلا ہون مین اِن حسینون سے دل لگا کر
مگر وہ سمجھے ہین شمع مجکو کہ کشتہ کرتے ہین وصل کی شب
جلا جلا کر بجھا بجھا کر رُلا رُلا کر گھُلا گھُلا کر
بلند تیغ نگاہ قاتل ذرا جو ہو جاے قتلگہ مین
زمین پہ خورشید و ماہ لوٹین برنگ بسمل فلک سے آکر
مریض درد فراق ہون مین کمال مرنے کی ہی تمنا
ملے جو کوئی فقیر کامل کہون کہ حق مین مرے دعا کر
مرے جنازے کو اُنکے کوچے مین ناحق احباب لیکے آئے
نگاہ حسرت سے دیکھتے ہین وہ رخ سے پردہ اُٹھا اُٹھا کر
فغان بکا آہ نالہ زاری یہی رہے شغل روز و شب دل
یہ عاشقون کا ہی بیجگانہ قضا نہ کر اِسکو تو ادا کر
نماز مین بھی ہی فکر دنیا کدھر ہی تیرا خیال صفدر
خدا پرستی مین بت پرستی خدا خدا کر خدا خدا کر
کہا تھا کیا مجھ سے یاد ہی کچھ یہ کہکے پھرنا ذرا جیا کر

ضرور دل مین فساد ہی کچھ یہ ظلم ظالم خدا خدا کر

عجیب دنیا کا حال دیکھا کہ جسکا جاہ وجلال دیکھا
اُسی کو پھر خستہ حال دیکھا بگاڑتے ہین وہی بنا کر

ہمیشہ کی جنکی خیر خواہی وہی ہوئے درپے تباہی
مقام انصاف ہی الٰہی تو ن مین اور مجھ مین فیصلا کر

سحر ہی نزدیک شب ہی آخر سراسے چلتے ہین ہم مسافر
جنھین ہی ملنا وہ سب ہون حاضر جرس سے کہدے کوئی صدا کر

کیا تھا قاصد جو مین نے راہی گذر گئی اُسپہ کیا تباہی
پھرا نہ اب تک وہ یا الٰہی گلی مین اُس فتنہ گر کی جاکر

کرمی اُٹھاتا ہون بے تکلف نہین ہی صفدر مجھے تاسف
زبانسے مین کبھی کہون اُف یہ مجھ سے ہوگا خدا خدا کر

بعد فنا ہین داغ محبت بہار پر — لالہ کھلا ہوا ہی ہمارے مزار پر
جوبن عجب شباب مین ہی روے یار پر — فصل بہار مین یہ چمن ہی بہار پر
کھایا ہی زر سبزہ رخسار یار پر — چادر بھی سبز چاہیے میرے مزار پر
نوشاہ کی طرح سے چمن ہی سجا ہوا — کیا جوبن آجکل ہی عروس بہار پر
لاغر ہوئی تفس مین یہانتک تو عندلیب — دو چار استخوان رہے دو تین چار پر
کشتے نگاہ شوخ کے ہین کچھ عجب نہین — بجلی جلائے شمع ہمارے مزار پر

منظور تھا جو اُسکی سواری کا دیکھنا
مثل کلیم چڑھ گئے ہم کوہسار پر

ای چرخ یہ بھی ہے کوئی انصاف کی روش
یہ بارش بلا مری مشتِ غبار پر

مین نے کہا جو اُنسے کہ شب کو یہین رہو
آنکھین جھکا کے بولے کہ کس اعتبار پر

مین نا مور ہون نام کی کافی ہے روشنی
حاجت نہین چراغ کی اپنے مزار پر

صفدر گریگی خندۂ گل کی اُسی پہ برق
بلبل کا آشیانہ ہے جس شاخسار پر

حسینان جہان تے مرہین کیا کیا اُسکے جوبن پر
جیا پر حور قربان ہے پری صدقے ہے چتون پر

یہ کہتا ہے نظر ٹپرتی ہے جسکی اُسکی چتون پر
یہ بجلی کوندھ کر یارب گریگی کسکے خرمن پر

سراپا سے کسی کے قدرت خالق نمایان ہے
ازل سے لوٹ ہے برق تجلی روے روشن پر

رہی بیرحمی قاتل نہ خنجر دست قاتل مین
قیامت تک مگر احسان ہے بسمل کی گردن پر

مین ایسے صاحب عصمت پری پیکر کا عاشق ہون
نمازین پڑھتی ہین حوریں ہمیشہ جسکے دامن پر

ہجوم خلق ہے لازم جہان ہو حسن کا جلوہ
فدا ہوتے ہین پروانے ہزارون شمع روشن پر

جنون کے جوش مین افسوس اتنا بھی نہ سمجھا مین
کہ ہاتھ اپنے گریبان پر پڑا یا اُسکے دامن پر

الٰہی کون رشکِ ماہ آئیگا جلوہ فرما ہے
شعاع مہر تابان کا گمان ہے آج چلمن پر

ہجوم حسرت و یاس و تمنا ہر طرف دیکھا
بہت رو رے گئے جبتک ہم صفدر کے مدفن پر

ہوے دیوانے اہل نرم کیا کیا اُسکے جوبن پر
گریبان چاک تھا کوئی کسی کا ہاتھ دامن پر

گریبان چاک کیا گل ہو رخسار روشن پر
بسی رگ حنا کیطرح نرگس اُسکی چتون پر

تھی صورت شاخ شکستہ خشک ہو جائے
مزہ جو ہاتھ لوٹے بوجھ دے اُنکی گردن پر

قدم رکھتے ہی وہ بازار کو مقتل بناتا ہی
چھری چلتی ہین تیغین کھنچتی ہین کافر کی چتون پر

بیابان جنون مین تھا مین ایسا کشتۂ بیکس
بگولے بھی نہ آئے خاک اُڑانے میرے مدفن پر

نہ پوچھو کسطرح کاٹی ہی راہ الفت مرگان
اُٹھایا پانوں نشتر سے تو رکھا مین نے سوزن پر

پس مردن بھی پُر مردہ دلی کا ہی اثر اتنا
کہ مرجھا جاتے ہین گل رکھتے رکھتے میرے مدفن پر

صنمخانہ کی اگلی صحبتین دلکش جو یاد آئین
بہت رویا مین رات آواز ناقوس برہمن پر

پلو اے وحشیو صحرا سے اب سیر چمن دیکھو
بہار آمد گل مین عجب عالم ہی گلشن پر

تکلف سے نہین خالی ہی اُس زلف مشکین کی
کہ مسکن طائر بو کا ہی صفدر اِس نشیمن پر

رکھدیا سر کو تیغ قاتل پر
ہم گرے بھی تو جا کے منزل پر

آنکھ جب بسملون مین اونچی ہو
سر گرے کٹ کے پاے قاتل پر

کون واماندہ رہگیا پیچھے
کچھ اُداسی ہی آج منزل پر

ایک دم بھی تڑپ سے چین نہین
دیکھ لو ہاتھ رکھکے تم دل پر

اور اِک تیر تاک کر مارا
رحم آیا اُنھین جو بسمل پر

اِسقدر خاک اُڑا نہ اے مجنون
گرد اُڑ کر پڑے نہ محمل پر

اُنکی ترچھی نگاہین آفت ہین
برچھیان پڑتی ہین مرے دل پر

تجھپر اے گل نثار ہونے کو
تو لے بیٹھے ہین سب عنادل پر

ہم سے وحشی کہان مانے ہین
ہی گمان زلف کا سلاسل پر

پھول ہنستے ہین شمع روتی ہی
رات بھر حال اہل محفل پر

جب گذرتے ہین وہ ادھر صفدر
کیا کہون کیا گذرتی ہی دل پر

بس گیا دل انکی آرایش کا سامان دیکھکر
لب پہ بسی دیکھکر ہاتھ پہ افشان دیکھکر

ہم کہان پھر یہ تماشا باغ ہستی کا کہان
چار دن خوش ہو چلے سیر گلستان دیکھکر

سرو کو دیکھا تو آیا قد موزون کا خیال
روے جانان یاد آیا گل خندان دیکھکر

دیکھتا ہون جسطرف پاتا ہون عالم نور کا
آج اٹھا تھا مین کسی کا روے تابان دیکھکر

وصل مین اس دیدہ تر نے بڑا احسان کیا
ہنس پڑے بے ساختہ وہ مجکو گریان دیکھکر

سوز دل چھالا نہ ڈالے پاے نازک مین کہین
پانون رکھو میرے سینے پر مری جان دیکھکر

نیند آتی ہی جو گیسو کے تصور مین کبھی
چونک چونک اٹھتے ہین ہم خواب پریشان دیکھکر

اتفاقاً لیگئی عبرت جو تکیے کی طرف
خواہشین سب مٹ گئین گور غریبان دیکھکر

روز محشر کسکے کوچے کی فضا یاد آگئی
پھر پڑا مین دور ہی سے باغ رضوان دیکھکر

پوچھا اے واعظ نہ ہمسے عشق کی افتاد کو
پانون پھسلا گر پڑے چاہ زنخدان دیکھکر

کیا رفوگر پر ہمارا رعب وحشت چھا گیا
ہاتھ تھرانے لگے چاک گریبان دیکھکر

حوصلے سے حوصلے تھے ولولے سے ولولے
آج وہ سب مٹ گئے گور غریبان دیکھکر

دیر مین کعبے مین کچھ آیا نہ ای صفدر نظر
گھر مین پھر آ بیٹھے ہم یان دیکھکر وان دیکھکر

روز ہنستا ہی ہزنگ گل مری فریاد پر
ایک دن بجلی گریگی خانۂ صیاد پر

باغبان بیرحم گل بید رد گلچین بیوفا
پھٹ پڑا ہی آسمان مجھ خانمان برباد پر

ہنس جو روتا ہون تو ہنس ہنسکر یہ کہتا ہی وہ شوخ
قہقہے اڑتے ہین ایسی بے اثر فریاد پر

رنج دنیا خوف عقبیٰ جور بت فکر معاش
یہ مصیبت ایک مشت خاک بے بنیاد پر

باغ مین آکر قریب سرو یہ رفتار ناز
یہ جفائین ای سہی قد بندۂ آزاد پر

زیر خنجر کی نگاہ یاس ایسی دفعتہ قتل
تیغ گویا ہنسے رکھدی گردن جلاد پر

ہم تو جب جانین کہ ہو نالے مین تیرے کچھ اثر
باغبان کا دل دکھے بلبل تری فریاد پر

آب و دانہ روز دیتا ہی قفس مین بیطلب
ختم ہی مہمان نوازی بلبلو صیاد پر

یان جدا سر ہو گیا کھنچنے نہ پائی تیغ واں
چلدیے ہم رکھکے احسان گردن جلاد پر

باغبان سنتا نہین نالے تو کیا پرواہ تجھے
گل گریبان چاک ہین بلبل تری فریاد پر

تھک گئے ہین دست نازک تا کجا تیغ افگنی
اب ترحم بسملون کو چاہیے جلاد پر

سخت دل کی بعد مرنیکی بھی ہی ٹٹی خراب
کوئی رونے کو نہ آیا کشتۂ فولاد پر

شوق کہتے ہین اسے اڑ جائین وہ بھی سوے باغ
بھینکدے جو بلبلون کے کاٹ کر صیاد پر

موت کو ڈھونڈھا بہت لیکن نہ پایا کچھ پتا
جی مین آتا ہی کہ جا بیٹھون در جلاد پر

مرتے مرتے بھی وہی صفدر رہی نظارہ کا شوق

تیغ گردن پر نظر ہی چہرۂ جلاد پر

ہنستے ہین اکثر مری بیتابی دل دیکھکر
کیا خوشی ہوتی ہی اُنکو قص بسمل دیکھکر

دم پھڑک جاتا ہی خنجر کا مرا دل دیکھکر
لوٹ جاتا ہی اسے بسمل کو قاتل دیکھکر

شمع رو اُسکو بنایا جس سے روشن ہو جہان
ہمکو پروانہ کیا جلنے کے قابل دیکھکر

خاک جسکی راہ مین ہو وہ کرے مٹی عزیز
جان دینا چاہیے جلاد کا دل دیکھکر

وقت راحت جب قریب آیا مصیبت بڑھگئی
آگئی کشتی بھنور مین رو سے ساحل دیکھکر

بیچ مین وہ دلربا تھا دونون پہلو مین رقیب
ہم پھرائے دور ہی سے رنگ محفل دیکھکر

سوجھتی ہی مجکو اُنکی اشتیاق قتل مین
دیکھتا ہون ہاتھ مین شمشیر قاتل دیکھکر

رو دیا قاتل نے جب دیکھی مری دلکی تڑپ
جانے خنجر آہ کھینچی سوے بسمل دیکھکر

قصد چلنے کا ہی مقتل مین مبارک ہو مگر
اک ذرا اپنا پرایا تیغ قاتل دیکھکر

یہ دل ناکام اول ہی سے تھا وقف پسند
عشق اُسنے لے لیا مشکل سے مشکل دیکھکر

غیر وحدت عالم کثرت نہ تھا مجکو پسند
باغ سے بھاگا مین انبوہ عنادل دیکھکر

قاسم روز ازل بھی تھا بڑا مردم شناس
عشق صفدر کو دیا مشکل سے مشکل دیکھکر

نظر پڑے جاے سعدی کی جو اُسکے روے تابان پر
گلستان بوستان دونونکو رکھدین طاق نسیان پر

ہوا سے آگئے گیسو رخ رنگین جانان پر
گھٹائین کالی کالی چھا گئین کیسی گلستان پر

گدا ہے در ترے مغرور ہین یہ ای شہ خوبی
قدم رکھتے نہین بھولے سے بھی تخت سلیمان پر

دل گم گشتہ کا محکو اگر غم ہی تعجب کیا
گران تھی کسقدر یوسف کی فرقت پیر کنعان پر

زمانہ الحذر مانگے نہ کیونکر میرے رونے سے
تلاطم پر تلاطم ہی عجب طوفان ہی طوفان پر

ترے جانباز ای قاتل مشتاق شہادت تھے
کہ خود آکر گلے رکھ رکھدیے شمشیر بران پر

بہت دیوانے ہین لیکن جنون کو ربط ہی مجھ سے
اٹھا جبوقت ہاتھ اسکا پڑا میرے گریبان پر

حسینونکی شرارت ہو نہ کیونکر باعث نفرت
نہ دیکھا فاختہ کا آشیان سرو چراغان پر

لگائی آگ کس وحشی کے نادان نے یہ صحرا مین
گمان سرو چراغان کا ہی ہر نخل مغیلان پر

لے جب خاک مین مظلوم تب ظالم کو رحم آیا
چڑھائی چادر مہ جنج نے گور غریبان پر

بنایا ہی گلستان داغ کی کثرت نے سینے کو
گمان کو چہ گلزار ہی چاک گریبان پر

خبر آئی نہین مدت سے کچھ یاران رفتہ کی
ذرا ای ہمکسی لے چل مجھے گور غریبان پر

ملا لعل لب جانان کا بوسہ ہمکو ای صفدر
عمل تقدیر سے اپنا ہوا شہر بدخشان پر

ہجر مین عید آئے کیا ای ماہ پیکر رات بھر
تیری دوری سے گنا کرتا ہون اختر رات بھر

زلف و رخ کا یار سر دم جو رہتا ہی خیال
ٹوٹتا ہی دل مرے سینے مین دن بھر رات بھر

شام سے بھولی نہ اکدم صبح تک مژگان کی یاد
تھا گلا دل کا ہمارے اور خنجر رات بھر

وصل کی شب صبح تک سویا مین کس آرام سے
شکر ہی زانوے جانان پر رہا سر رات بھر

دل فغان کرتا تجھے فریاد ی تھی فرقت مین زبان
میرے گھر برپا رہا محشر سا محشر رات بھر

فرقت ساقی مین کیا بزم طرب برہم رہی
شیشے پر شیشے گرے ساغر پہ ساغر رات بھر

بیٹھنے دیتی تھی کب بیتابی دل ہجر مین
کوے جانان مین لگائے مینے چکر رات بھر

کیا کہون کسطرح گذری ہجر کی شب بزم مین
شمع کے ہمراہ مین رویا ہون صفدر رات بھر

عدم کو کیون نہ مین ہستی سے جاؤن سرخرو ہوکر
کہ دل یہونچا تر دست حنائی تک لہو ہوکر

مدد لازم ہی اے دست جنون اب جوش وحشت مین
گریبان تنگ کرتا ہی مجھے طوق گلو ہوکر

جو اس مہ کو شب مہتاب مین ہو شوق میخواری
قمر آئے قدح بنکر ذرا کہ آئے سبو ہوکر

پڑے احباب اکثر میرے اُنکے درمیان ہمدم
مگر مطلب نکلا رہ گئی کچھ گفتگو ہوکر

نقاب اُلٹو اگر رخ سے دم گلگشت گلشن مین
تو گل ہون ایسے شرمندہ کہ رنگ اُڑجائے بو ہوکر

کسیکی بات کب سنتے ہین میکش جوش مستی مین
نصیحت کو جو آنکلا گیا بے آبرو ہوکر

تری آنکھونکی شوخی صاف پھر جاتی ہی نظرون مین
نکلتا ہی کوئی آہو جو میرے روبرو ہوکر

کسی کے ابروے پرخم کا نظارہ میسر ہو
دعا مسجد مین کرتا ہون یہ اکثر قبلہ رو ہوکر

عبث تکلیف کرتا ہی زو گر جوش وحشت مین
گریبان جانتا سکتا نہین کیا پھر رفو ہوکر

جگہ حور جنان کو کیا تعجب ہی کہ ملجائے
مرے دل مین اگر آئے کسی کی آرزو ہوکر

ٹھکانا کیا نہین ملتا ہی غم کو دونون عالم مین
کہ میرے دل مین آتا ہی یہ صفدر جا بسو ہوکر

آنکھ کس چہرے کو آئی دیکھکر
روتی ہی جسکو خدائی دیکھکر

شاخ گل نے سر جھکایا شرم سے
آپ کی نازک کلائی دیکھکر

دوڑتی ہو خود سر تقش قضا — دست قاتل کی صفائی دیکھکر
کچھ رسا ہوتی چلی ہو اپنی فکر — تیری زلفون کی رسائی دیکھکر
بحر مین ہو دست مرجان آب ب — پنجہ دست حنائی دیکھکر
مین تو کیا آئینہ بھی سکتے مین ہو — اُسکے عارض کی صفائی دیکھکر
تم وہ ہو جسکو کہ موسیٰ کی طرح — غش ہوئی ساری خدائی دیکھکر
آئنے مین آپ کا ہمسر بھی ہو — کیجیے اب خود نمائی دیکھکر

کیا کرین صفدر تبون سے اتحاد
بیوفائی کج ادائی دیکھکر

قاتل مرکا جو حسرت بسمل کو دیکھکر — بسمل تڑپ گیا رخ قاتل کو دیکھکر
قاتل ہو میرے قتل سے غمناک وقت قتل — مین شاد شاد چہرۂ قاتل کو دیکھکر
رونق ہو مجھ سے بزم کی لیکن برنگ شمع — روتا ہون بے ثباتی محفل کو دیکھکر
رکھا تو پانون مین نے رہ عشق مین مگر — جی کانپتا ہو دوری منزل کو دیکھکر
گل کیطرف چمن مین بڑھایا تو مین نے ہاتھ — پر رک رہا قریب عنادل کو دیکھکر
زندانیمن میرے ہو جو گذر قیس کا کبھی — جی چھوٹ جائے طوق و سلاسل کو دیکھکر
قاتل نہ تیرے پانون مین پڑ جائین آبلے — سینے پہ رکھو قدم تپش دل کو دیکھکر
شک ہو گدا کے بھیس مین عاشق نہو کوئی — دیتے ہین وہ جواب بھی سائل کو دیکھکر
حسرت سے دونون عشق مین رہتے ہین زار زار — دل مجکو دیکھ دیکھ کے مین دل کو دیکھکر

منصور وقت کہتے ہین صفدر کو آپ کیون
انصاف کیجیے حق و باطل کو دیکھکر

صفدر تبون سے چاہ کو مانع نہین کوئی
دل و دگر کسی کے ذرا دل کو دیکھکر

ردیف راے تقیلہ

چل عندلیب دام مین صحن چمن کو چھوڑ
ہی عنقریب فصل خزان اب وطن کو چھوڑ

دنیا و دین حصول ہون دونون محال ہی
ای دل بگاڑ شیخ سے یا برہمن کو چھوڑ

الجھے ہوے ہین سیکڑون دل بال بال مین
آہستہ اپنی زلف شکن در شکن کو چھوڑ

اچھی نہین ہر ایک سخن مین نہین نہین
ہان ہان نہ کہہ بلا سے مگر اس سخن کو چھوڑ

کر رحم میرے ضعف پر ای پنجہ جنون
ٹکڑا کوئی لباس مین میرے کفن کو چھوڑ

گیسو سنوار مہندی لگا دیکھ آئنہ
مان ای پری خدا کے لیے سادہ پن کو چھوڑ

منعم کے حق مین دولت دنیا ہی سم مگر
وہ طفل فدا ہی کون کہے اس وطن کو چھوڑ

ہستی بہت خراب ہی غافل عدم ہی خوب
اس انجمن کا قصد کر اس انجمن کو چھوڑ

مومن وہی ہی جسمین ہی خلق محمدی
صفدر غرور خوب نہین ما و من کو چھوڑ

ردیف زاے معجمہ

یہ شیشہ یہ سبو ہی یہ پیمانہ چند روز
ہی مہمان رونق میخانہ چند روز

گل پر کبھی فدا ہون کبھی شمع پر نثار
بلبل ہون چند روز تو پروانہ چند روز

ای موسم بہار تو اتنا قیام کر — حسرت نکال لے کوئی دیوانہ چند روز
گیسو پہ تھا فدا کبھی رخسار پر یہ دل — آئینہ چند روز رہا شانہ چند روز
دورِ فلک رہیگا موافق نہ عمر بھر — ساقی کھُلا رہے درِ میخانہ چند روز
پھرکا نہ دم جہان مین مرکس حسین پر — کس شمع پر رہا نہ مین پروانہ چند روز
مہمان یہین رہو اگر آئے مزاج مین — سمجھو تم اپنا گھر مرا کاشانہ چند روز
یارب جنون وہ دے کہ رہے تا دمِ حیات — کیا لطف ہر رہا جو مین دیوانہ چند روز
معلوم برہمن ہر ہمین سب تبون کا حال — ہم بھی رہے ہین ساکن بتخانہ چند روز
پریون کے جھگڑے تھے مرے دل مین تا شباب — یہ گھر بھی رہ چکا ہر پریخانہ چند روز
شیشے کو ہر بقا نہ یہان جام کو ثبات — چلتا ہر بزمِ عیش مین پیمانہ چند روز
پھر ہم کہان یہ دیر کہان تو لے کہان — آبادِ ان تبون سے ہر تبخانہ چند روز
ہشیار پا کے ہمکو ستاتے ہین آشنا — ہر جی مین رہیے آپ سے بیگانہ چند روز

صفدر وہ شوخ کتنا ملون مزاج ہر
اپنا ہر چند روز تو بیگانہ چند روز

کیونکر اُٹھا سکے کوئی اُس دلربا کے ناز — آفت کے غمزے قہر کے عشوے بلا کے ناز
بلبل کی جان پر ہین ہزاردن مصیبتین — گل کے ستم سہے کہ اُٹھائے صبا کے ناز
سہ سہ کے ظلم اور انھین کر دیا شریر — پچتا رہے ہین بیٹھے ہوے ہم اُٹھا کے ناز
پہنچے کے رکتے ہی ہر وہ آتی نہین قریب — غمزے اُٹھاؤن تیغ کے مین یا قضا کے ناز

خون شہید ناز کا کیونکر اٹھائے بار
جس دست نازنین سے نہ اٹھین حنا کے ناز

ہر چند جان زار ملی اپنی خاک مین
اب تک وہی ہین ناز پہ اس دلربا کے ناز

بل کر رہا ہی سنبل پیچان جو باغ مین
سیکھے ہین اسنے بھی تری لٹ دوتا کے ناز

آگے ترے کرشمون کے اے کعبۂ جمال
بالائے طاق رہ گئے ہر دلربا کے ناز

کیا غم گلے پہ رکھ کے جو چلتی ہی تیغ یار
اس وفا اٹھاتے ہین اہل جفا کے ناز

خوش بھی یہی کریگا خفا ہی تو کیا ہوا
آنکھون پہ میری اس دل درد آشنا کے ناز

صفدر کہین وہ پھیر بھی لین مسکرا کے منہ
اٹھین مزے جو ساتھ ہون شرم و حیا کے ناز

یہ تمنا ہی تڑپیے مثل بسمل چند روز
دیکھیے ناز و ادائے تیغ قاتل چند روز

پھر بہار آئی جنون بحر سلسلہ جنبان ہوا
پھر رہیگا کوہکو شور سلاسل چند روز

مہوشونکو ہی عبث حسن دو روزہ پر غرور
ڈھلتی پر رہتا ہی اکثر ماہ کامل چند روز

اب نہ کچھ انکی خبر مجکو نہ کچھ میری انھین
آپنے مائل مین رہا وہ مجھپہ مائل چند روز

دون تبون سے مین بھی خاطر خواہ بدلا ظلم کا
یا خدا ارمان نکلا سا ہو جاے مرا دل چند روز

سر پہ ہی فصل خزان و چارون کی ہی بہار
پھیکے کرلین گلستان مین عنادل چند روز

صفحۂ ہستی غلط آخر فنا نقش وجود
ایک کا ہی دوسرا مد مقابل چند روز

چشم جوہر سے بہایا میرے ماتم مین لہو
قتل کرکے رو ئی مجکو تیغ قاتل چند روز

قصد ہی اب کوے جانان مین بجانا چاہیے
ہر مناسب تھا ن طبع دل چند روز

دور ہی ہر چند کوے یار پر ای شوق دل | اور چلنا چاہیے منزل بمنزل چند روز

آجکل صفدر بہت تیغ نگہ کی دھوم ہی
ہم بھی ہو کر دیکھ لین قاتل پہ مائل چند روز

کب تھے یہ کسی آئنہ رخسار کے انداز | سیکھے ہین حسینون نے مرے یار کے انداز
معشوقونمین بھی سب نہین رکھتے ہین سلیقہ | البتہ پسند آتے ہین دو چار کے انداز
گر آج قضا سے وہ بچا کل نہ بچیگا | بگڑے ہوے کچھ ہین ترے بیمار کے انداز
بہکی ہوئی باتین ہین جو ہر وقت زبان پر | کیا تمنے اڑائے کسی میخوار کے انداز
تھی کبک کی یہ چال نہ طاؤس کی یہ چال | دونون نے اڑائے تری رفتار کے انداز
اورون سے جو ہو گرم سخن ہمکو سنا کر | ہم خوب سمجھتے ہین یہ گفتار کے انداز

دل خاک لگے قاف وجان ہین مرا صفدر
پریون مین حورون مین مرے یار کے انداز

ردیف سین مہملہ

پہونچون کہین مین اُن بت غنچہ دہن کے پاس | لیجاے عندلیب کو قسمت چمن کے پاس
شکر خدا کہ سنتے ہین آواز ہمصفیر | صیاد کا مکان ہی صحن چمن کے پاس
آئینہ سامنے ہی ذرا خوب دیکھیے | ایک اور انجمن بھی ہی اس انجمن کے پاس
جسوقت دونون گالون پر اُسکے نظر پڑی | سمجھے یہ ہم شگفتہ چمن ہی چمن کے پاس
آئی بکھر کے زلف جو رخسار یار پر | ثابت ہوا ہمین کہ حلب ہی ختن کے پاس

نازک بہت ہی آپ کو اسکا ہے خیال
دل چھوڑتا ہون زلف شکن در شکن کے پاس

کیسی حیا کہان کا تکلف وصال مین
لب ہو قریب لب کے دہن ہو دہن کے پاس

ایسی ہی زیر خنجر قاتل مجھے خوشی
دو طفلہ ہو شاد جیسے سہو نیکر وطن کے پاس

دام بلا مین کیون نہ پھنسین عاشقون کے دل
تعویذ جب ہی زلف شکن در شکن کے پاس

صفدر یہی دعا ہی خدائے کریم سے
تربت ہو میری روضۂ شاہ زمن کے پاس

یارب ہی وصل یار پریزاد کی ہوس
نکلے کبھی تو اس دل ناشاد کی ہوس

اُس گل کے اشتیاق مین آئے عدم سے ہم
کب تھی بہار گلشن ایجاد کی ہوس

آرام سے تھے کیا ہمین مقتل سے کام تھا
لائی نظارۂ رخ جلاد کی ہوس

بلبل چمن سے اڑ گئی گل بھی ہوا ہوے
گلچین کی آرزو رہی صیاد کی ہوس

ہم کیا سمجھ کے کوکنی عشق مین کرین
نکلی کبھی نہ خاطر فرہاد کی ہوس

یاران رفتہ سے ہو ملاقات بعد مرگ
ہی اسلیے ہمین عدم آباد کی ہوس

دلکو ہی شوق قامت و رخسار یار کا
کب ہی نظارۂ گل و شمشاد کی ہوس

نشتر جنون مین خار ہی زنجیر پا ہی ضعف
فصاد کی ہوس ہی نہ جلاد کی ہوس

مشکل تو سانس لینی بھی ہی فرط ضعف سے
صفدر ہی ہم کو نالہ و فریاد کی ہوس

داغ وحشت میرے ہوتے ہین نمایان ہر برس
گل کھلاتی ہی نئے فصل بہاران ہر برس

بیڑیون پر بیڑیان پڑتی ہین اپنے پانون مین — طوق اک منت کا بڑھتا ہی اگر دان ہر برس
فصل گل مین جام مے بنتے ہین گل غنچے سبو — بادہ خواری کا مرے ہوتا ہی سامان ہر برس
سال جب گذرا مرے دلمین نئے چھالے پڑے — جیسے لاتے ہین ثمر نخل گلستان ہر برس
ہم مین اور نخل گلستان مین فقط اتنا ہی فرق — وہ خزان مین فصل گل مین ہم ہین عریان ہر برس
وہ پہنتے ہین نئی پوشاک ہر نوروز مین — قتل کا میرے بنا ہوتا ہی سامان ہر برس
عمر بڑھنے سے ہین خوش اتنا نہین دلمین خیال — ہوتے جاتے ہین مرے گ انسان ہر برس
کوچۂ قاتل مین یون اپنا گذر ہی گاہ گاہ — عید گہ مین جاتے ہین جیسے مسلمان ہر برس
سال بھر چلتی ہی تیغ ناز اس سفاک کی — سیکڑون بنجاتے ہین گنج شہیدان ہر برس
کل تلک بسر نرگل تھا آج یان اڑتی ہی خاک — رنگ نیرنگی دکھاتا ہی گلستان ہر برس

اس سے کیا بہتر اگر ہر بار تازہ ہو ثواب
چاہیے صفدر غم شاہ شہیدان ہر برس

ردیف شین معجمہ

کبھی تمھاری تو ہوتی نہ تھی زبان خاموش — یہ آج کیا ہی کہ بیٹھے ہو میری جان خاموش
ہی ابتدا ے محبت مجھے تمیز نہین — کہان کلام کرونمین ہون کہان خاموش
یہ بے سبب نہین سنسان خانۂ زندان — مین غش مین ہون مرے بانو ونکی بیڑیان خاموش
چمن سے رخصت فصل بہار ہی شاید — اداس بیٹھی ہی بلبل تو باغبان خاموش
قضا تو کیا ہی کہ دم مارے آگے قاتل کے — زبان تیغ بھی ہی وقت امتحان خاموش

صفدر

ہمین ہی شہر خموشان فراق مین عالم
زمین ساری ہی سنسان آسمان خاموش

گیا چمن سے الٰہی یہ کون سرو روان
کہ آج سر پہ بیٹھی ہین قمریان خاموش

کسی نے لی نہ خبر میری بزم جانان مین
تمام رات جلا ہون مین شمع سان خاموش

کیا جو قصد کہ قاتل سے کچھ کہے دم قتل
تڑپ کے دل نے صدا دی کہ اے زبان خاموش

یہ دیکھتا ہی وہ قاتل کہ سر فروش ہی کون
کھڑا ہی تیغ لیے بہر امتحان خاموش

شب وصال کی صحبت بھی بزم حیرت تھی
مین بیزبان تو چپ تھا وہ بیدہان خاموش

یہ اضطراب و تلق نالہ و فغان کب تک
ٹھہر بس اے دل بیتاب اے زبان خاموش

چمک کے چپ ہوا صفدر تو بولے روح الامین
مین سن رہا ہون نہ میرے خوش بیان خاموش

یار کو ہی شراب کی خواہش
مہ کو ہی آفتاب کی خواہش

ہی رخ بے نقاب کی خواہش
کیا کرون آفتاب کی خواہش

ایک دن خاک مین ملائیگی
دل خانہ خراب کی خواہش

وصل مین چھیڑتے ہین ہم انکو
لطف مین ہی عتاب کی خواہش

مجکو شوق نظارۂ رخسار
آپ کو ہی نقاب کی خواہش

آئے آغوش مین سمٹ کر بحر
ہی یہ ہر دم حباب کی خواہش

دختر رز کو تا نکت ہی شیخ
پیر کو ہی شباب کی خواہش

پردے پردے مین قتل ہو عالم
ہی یہ اُنکے نقاب کی خواہش

مجکو تڑپا کے مار ڈالے گی — دل پر اضطراب کی خواہش
پھیر بھی دیجیے دل بیتاب — دیکھ لی بس جناب کی خواہش
یہی دو خواہشین ملی ہین ہمین — مے کی خواہش کباب کی خواہش
نامہ اُس شوخ کو پہونچ جاے — نہین ہم کو جواب کی خواہش
دل سوزان مرا تو حاضر ہی — کیون ہی تم کو کباب کی خواہش
دیکھ سکتا ہی کون صورت مہر — کیون ہی اُنکو نقاب کی خواہش
مست ہون یا دو چشم ساقی مین — نہین جام شراب کی خواہش
بوسہ مانگا تو بولے وہ ہنسکر — بس یہی تھی جناب کی خواہش

لے اُڑیگی نجف کو ای صفدر
روضۂ بوتراب کی خواہش

ہوئی اک خلق تم کو دیکھکر غش — اِدھر مومن ہین غش کافر اُدھر غش
پس دیوار جانان مثل سایہ — پڑے رہتے ہین ہم دو دو پہر غش
تم آئے بلبل و گل کی بن آئی — اِدھر صیاد ہی گلچین اُدھر غش
جو برق چہرۂ جانان کو دیکھیں — ابھی موسی کرین بار دگر غش
تپ فرقت سے یان تک بڑھگیا ضعف — ہمین رہنے لگا آٹھون پہر غش
لب و دندان پہ عاشق لعل و گوہر — رخ و گیسو پہ ہین شام و سحر غش

جواب نامہ لائے کون صفدر

اُسے دیکھا ہوا خود نامہ برغش

ردیف صاد مہملہ

کِسطرح کہون وصل کی تدبیر ہی ناقص — قسمت مری برگشتہ ہی تقدیر ہی ناقص
کچھ کند ہی ایسی کہ گلا کٹ نہین سکتا — اے قاتل عالم تری شمشیر ہی ناقص
وحشی ترا توڑیگا فقط زور جنون سے — یہ طوق ہی کمزور یہ زنجیر ہی ناقص
دن وصل کا آتا نہین جاتی نہین فرقت — گردش تری کیا اے فلک پیر ہی ناقص
کیا شعر کہے سست جو ہو شاعر کامل — ہی نقص مصور کا جو تصویر ہی ناقص
اکثر مرے گھر آکے وہ پھر جاتے ہین اُلٹے — شاید کچھ ابھی آہ کی تاثیر ہی ناقص
رک رک کے کہا حال دل اُنسے تو وہ بولے — لکنت ہی زبان مین تری تقریر ہی ناقص
زاہد نہ عبادت پہ ابھی ناز کر اتنا — سجدہ ترا ناقص تری تکبیر ہی ناقص
نامے کو مرے دیکھ کے قاصد سے وہ بولے — کیا خاک پڑھون مین کہ یہ تحریر ہی ناقص
ہر روز ملاتا ہی جوان خاک مین کیا کیا — کس درجہ مزاج فلک پیر ہی ناقص
بلبل نہین پھنسنے کی کوئی دام مین تیرے — صیاد ترے خواب کی تعبیر ہی ناقص
نفرت ہی مرے اشک مری آہ سے تجکو — یہ آب و ہوا کیا بت بے پیر ہی ناقص

صفدر خط رخسارۂ جانان نہین اچھا
آئینے مین طوطی کی یہ تصویر ہی ناقص

کرتا ہی کام سارے جہان کا تمام رقص — رکھا ہی تنے حشر خرامی کا نام رقص

دیکھین ترا جو ای صنم لالہ فام رقص
ہرگز کہین نہ اہل شریعت حرام رقص

قاتل کے دلمین شوق تماشے کا ہی وہی
بسمل ہوا تمام رہا نا تمام رقص

کس مست بادہ نوش کے آنیسکی ہی خوشی
پھر پھر کے بزم مے مین جو کرتا ہی جام رقص

ایسی ہی آکے خانۂ صیاد مین خوشی
طاؤس وار کرتے ہین مرغان دام رقص

ٹھنڈی ہوا ہی لطف شب ماہتاب ہی
کچھ دیر چلکے کیجیے بالاے بام رقص

دیکھیگا کون تیرا تماشا فراق مین
اے دل تڑپ تڑپ کے نہ کر صبح و شام رقص

صفدر ہزار شکر کہ گاکر مری غزل
کرتا ہی ناز سے وہ بت خوشخرام رقص

ردیف ضاد معجمہ

مکین گوشۂ عزلت ہون کیا جہان سے غرض
زمین سے مجکو نہ مطلب نہ آسمان سے غرض

حرم سے دیر سے مسجد سے میکدے سے صنم
تری طلب مین اُٹھا دی کہان کہان سے غرض

سجود کعبہ و بتخانہ سے ہی کیا مطلب
ہمارے سر کو ہی اُس سنگ آستان سے غرض

فقط تفاوت شاہ و گدا ہی حاجت سے
سب ایک سے ہین جو اُٹھ جاے درمیان سے غرض

ہین اب تو خانۂ صیاد مین اسیر قفس
رہی نہ ہمکو چمن سے نہ آشیان سے غرض

مقیم کوچۂ جانان ہون کہد رضوان سے
یہین بہشت ہی کیا گلشن جنان سے غرض

شب فراق مین سنتا ہون داستان دلکی
فسانہ گو کی نہ حاجت نہ قصہ خوان سے غرض

کوئی خفا کوئی آزردہ ہو مگر دل کو
تڑپ سے آہ سے فریاد سے فغان سے غرض

کوئی یہ پوچھے کہ مقتل مین آئے کیون اغیار
فقط انھین تو ہی صفدر کے امتحان سے غرض

تم دوپٹے مین چھپاتے ہو جو ایجان عارض
صاف بنتے ہین چراغ تہ دامان عارض

دیکھے اُس بُت کا اگر مہر درخشان عارض
شکل آئینہ رہے دیکھ کے حیران عارض

حق یہ ہی آپ سے کس کسکی دوا چاہون مین
سو مرض ہین مجھے اے عیسیٰ دوران عارض

دو مہ نو ہین یہ دو ابروے خمدار نہین
کیون نہو چاند سے رتبے مین دو چندان عارض

دم الجھتا ہی مرا دیر سے تاریکی مین
چاند سا مجکو دکھا دو شب ہجران عارض

شمع کا نور بھی فانوس مین چھپتا ہی کہین
کیا چھپاتے ہو حیا سے تہ دامان عارض

چشم بد دور نہین باغ سے کم باغ جمال
سرو قد زلف ہی سنبل گل خندان عارض

ہی یقین سعدی شیراز بھی دیکھین تو کہین
بوستان ایک ہی اور ایک گلستان عارض

روز روشن ہی شب تار نظر مین صفدر
کس ستمگر نے کیا زلف مین پنہان عارض

ردیف طاے مہملہ

یہ کہکے پھیر دیتا ہی قاصد کو یار خط
لونگا جو ایک مین وہ لکھینگے ہزار خط

سمجھو نگا میرے خط کا جواب اُسنے اب لکھا
اعمال کا ملیگا جو روز شمار خط

مضمون لکھے ہین عارض گلرنگ یار کے
دکھلائے کس طرح نہ چمن کی بہار خط

مکتوب ایک ہو تو وہ نازک دا پڑھے
آتے ہین روز چار طرف سے ہزار خط

ٹکڑے ہین میرے نامے کے مین جانتا ہون خوب
قاصد نے مجکو لاکے دیے ہین جو چار خط

سر پر مین اپنے رکھون کہ آنکھون پہ دون جگہ
لایا ہی نامہ بر جو پس انتظار خط

جبریل بنکے آئے کہین اُسکا نامہ بر
نازل ہو مثل رحمت پروردگار خط

قاصد نے میرے خلق مین رسوا کیا مجھے
گھر گھر لیے پھرا صفت اشتہار خط

مضمون اشتیاق جو کچھ بھی رقم ہوا
دم بھر نہ لیگا ہاتھ مین میرے قرار خط

اِسواسطے کہ ایک تو پہونچیگا یار تک
ڈالے ہین لکھکے ڈاک مین مین نے ہزار خط

امید خط یار کی ہو کس طرح مجھے
لکھتا ہی کب گدا کو کوئی شہریار خط

صفدر رہی یہ بھی اک مری تقدیر کا لکھا
پڑھتے نہین وہ دیکھتے ہین بار بار خط

کیونکر بڑھاؤن اُس بت نامہربان سے ربط
مجھ سے بگاڑ اُسکو ہی سارے جہان سے ربط

مجھ زار کو ہی یار کے موے میان سے
ہو جیسے ناتوان کو کسی ناتوان سے ربط

گلشن مین عندلیب کا حافظ ہی اب خدا
صیاد کو زیادہ ہوا باغبان سے ربط

پائین کسی طرح تو جگہ کوے یار مین
دربان سے دوستی ہو بڑھے پاسبان سے ربط

دلکو ہی میرے رشتۂ جان اسلیے عزیز
ہی اسکو کچھ نہ کچھ ترے موے میان سے ربط

کیا پیر خانقاہ سے حاجت روا ہوئی
دل مین ہی اب بڑھائیے پیر مغان سے ربط

نفرت ہی اک ہمین سے ہمین ہین گناہگار
ملتے ہین سب سے انکو ہی سارے جہان سے ربط

گردن مین طوق بنکے وہ شمشیر رہ گئی
حیران ہو نہین یہ دونون مین آ یا کہان سے ربط

صفدر شب وصال مین کیا کیا مزے اُٹھے
لب کو تھا اُسکے لب سے زبان کو زبان سے ربط

ردیف ظا معجمہ

صحبت بادہ ہی اسوقت کہان یار لحاظ
مست ہم نشہ مین تم اتبو ہی دشوار لحاظ

شوق کہتا ہی شب وصل اُٹھا دو پردہ
ناز کہتا ہی کہ ٹوٹے نہ خبردار لحاظ

کونسی ہی وہ ادا جسمین نہین تمکو حجاب
دم رفتار حیا ہی دم گفتار لحاظ

ابر ہی باغ ہی سبزہ ہی مے گلگون ہی
آج رہتا نظر آتا نہین زنہار لحاظ

ہاتھ پھیلا کے لپٹتے تو لپٹ ہی جاتے
سہل سی بات کو کر دیتا ہی دشوار لحاظ

کیا عجب پیر مغان کا بھی ادب پھر نہ کرین
نئی صحبت ہی ابھی کرتے ہین میخوار لحاظ

آپ کی چال سے پامال ہوے جاتے ہین
اپنے کشتون کا بھی رکھیے دم رفتار لحاظ

بڑھکے مقتل مین گلے سے جو لپٹ جاتی ہی
کچھ قضا کا بھی نہین کرتی ہی تلوار لحاظ

پوچھ مجھ سے سر محفل نہ تمنا میری
شرم کی بات ہی آئیگا تجھے یار لحاظ

خوش جو پاتا اُسے سب حال مرا کہدینا
نامہ بر وقت پہ کرنا نہ خبردار لحاظ

آگے ہی عرش پلٹ پھونک چکی گردونکو
کچھ خدا کا بھی کر اے آہ شرر بار لحاظ

حال دل یار سے سب چلکے کہو اے صفدر
اپنے عیسی سے نہین کرتے ہین بیمار لحاظ

چلا جو مین نہ کسی نے کہا خدا حافظ
تڑپ مین بھول گئے آشنا خدا حافظ

ابھی تم آئے ابھی کہتے ہو کہ جاتے ہین — درست ٹھیک مناسب بجا خدا حافظ
چمن سے رخصت بلبل ہی گل ہین پژمردہ — چٹک کے دیتے ہین غنچے صدا خدا حافظ
دل اُسکے زلف کیجانب چلا تو ہمنے کہا — بلا کے منہ مین جو جاتا ہی جا خدا حافظ
جو آئے بھی مری بالین پہ وہ یہ کہکے گئے — بری بلا مین ہو تم مبتلا خدا حافظ
سوائے ترک ملاقات کیا مآل اِسکا — یہی جفا ہی تو اے بیوفا خدا حافظ
ہزار بار ہوئے ہونگے تم سے ہم رخصت — کبھی نہ بھولکے تمنے کہا خدا حافظ
یقین ہی چھوٹ کے ہم قافلہ سے زندہ جائین — قدم قدم پہ ہی بانگ درا خدا حافظ

مٹا ہوا ہی عبث خوش قدونکی جانون پر
یہی چلن ہی تو صفدر ترا خدا حافظ

ردیف عین مہملہ

وہی نظر وہی چتون وہی ہی ساری وضع — اوڑالی قاف مین پریون نے بھی تمھاری وضع
مین ٹھیک ٹھیک بتا اُسکا دون تجھے قاصد — جو بھولی بھولی ہین باتین تو پیاری پیاری وضع
مین تمکو دیکھکے یوسف کو آج دیکھ آیا — یہی ہی شکل یہی وضع یہی ہی ساری وضع
کہان ہی ہم سا وفادار کوئی دنیا مین — ہمین پہ ختم ہی جو کچھ کہ ہی ہماری وضع
بدن چرا کے نکلتے ہین اب لجائے ہوئے — ہزار شکر کہ کچھ آپ نے سنواری وضع
تمام فتنے اُٹھائے ہوئے ہین غیرون کے — نہ یہ روش ہی ہماری نہ یہ تمھاری وضع
شرابخانے مین مے پی کے شیخ مست ہوئے — گیا وہ زہد مٹا اتقا سدھاری وضع

شراب رات کو پی دنکو روزہ دار رہے
خدا کا شکر کہ اچھی نبھی ہماری وضع

شرابخوار ہو چاہے بنے نماز گذار
ہر ایک شخص کی صفدر ہی اختیاری وضع

رکھتی ہی شاید کہ عشق عارض جانانہ شمع
سوز غم سے جل رہی ہی صورت پروانہ شمع

داغ کھاتے ہین ترے سوز جگر جائے ہین جہان
جلتی ہی یکسان میان کعبہ و بتخانہ شمع

ہون وہ بیکس کچھ نہ سوجھا جوش مستی مین مجھے
جاکے مسجد سے اٹھا لایا سوے میخانہ شمع

ہی سحر نزدیک کرلے اتبو پروانون سے ربط
ہو چکا بر نیز تیری عمر کا پیمانہ شمع

پون بھی عاشق ہے کوئی معشوق کرتا ہی سلوک
مرگ پروانہ ہی تیرا ناز معشوقانہ شمع

خستہ جانون کا کہان رہا بیدست و پا کو خیال
کون لاتا ہی جلا کر جانب ویرانہ شمع

خط نکلنے سے کہان باقی رہا وہ فروغ
یاد آیا ہی کہ تھا وہ چہرہ بے پروانہ شمع

دل جلون کا ہی وہی ہمدرد جو ہی دل جلا
تو مراسن مین تراشب بھر سنون افسانہ شمع

یادگار رکھتا ہی کسی کو کون صفدر بعد مرگ
لائیگا اپنا نہ میری قبر پر بیگانہ شمع

ردیف غین معجمہ

سینے سے کیون نہ آئے صدا ہائے داغ
داغ آشنائے دل ہی تو درد آشنائے داغ

پہلو مین بعد وصل جو خالی ہی جائے داغ
دل تو تنہا ہی سینے مین کہ کیکے ہائے داغ

کیا بیکسون سے پوچھتے ہو ماجرائے داغ
اب کوئی دلنواز نہین ہی سوائے داغ

لالے سے جا کے باغ مین ہمنے ملائے داغ
کیا موسم بہار مین یان کام آئے داغ

سینے کو میرے حق نے بنایا برائے داغ
کہتے ہین دل جسے وہ ہے دولت سرائے داغ

دلکو مرے پسند ہے ایسی جفائے داغ
چھوٹا جو آبلہ ہوئی آواز ہائے داغ

اُٹھتی نہین ہے اب مرے دل سے جفائے داغ
انگارہ آگ کا کوئی رکھدے بجائے داغ

ای سوز عشق دے یہ مرے دل کو روشنی
مہتاب و آفتاب سے آنکھین بھلائے داغ

دل سے کبھی تبون کی محبت نہ جائیگی
تیغر کا نقش ہے کوئی کیونکر مٹائے داغ

شدت ہوئی جو پیاس کی خون جگر پیا
بھوکے ہوے تو فرقت جانانہ کھائے داغ

تسکین دل جو ہجر مین کچھ بھی اسی سے ہے
سینے سے میرے ہاتھ نہ یارب اُٹھائے داغ

دو چار داغ لالہ گلشن کو بھی ملے
باقی رہی نہ جب مرے سینے مین جائے داغ

دوڑائے گل سمجھ کے مرے دل پہ یار ہاتھ
چھوڑے نیا شگوفہ نیا گل کھلائے داغ

غمخوار جان زار جگر ہے نہ دل مرا
یہ آشنائے درد ہے وہ آشنائے داغ

بوسے ملے رقیب کو ہم جل کے رہگئے
پھول اُن سکو ہاتھ آئے ہمین ہاتھ آئے داغ

بعد فنا بھی حق رفاقت ادا کیا
صفدر ہمیشہ یاد رہے گی وفائے داغ

پروانہین جو عرش پہ ہے یار کا دماغ
ہے عرش سے بلند دل زار کا دماغ

ایسے ہین بیدماغ وہ سنکر سوال وصل
اقرار کا دماغ نہ انکار کا دماغ

یون تیز تیز چل نہ گلستانمین اے نسیم
نازک بہت ہے بلبل گلزار کا دماغ

اے منکر و نکیر ہٹو میری قبر سے
بخشو تم اُس سے جسکو ہو تکرار کا دماغ

مُنھ سے لگائے غیر کے جھوٹی شراب کو
ایسا نہین ہی آپ کے میخوار کا دماغ

پھولون کے ڈھیر گرد ہین مطلق نظر نہین
دیکھو قفس مین مرغ گرفتار کا دماغ

چپکے سے نبض دیکھ کے اُٹھ جائین چارہ گر
کہدو بہت ضعیف ہی بیمار کا دماغ

دربار مین نہ یاد کیا کیجیے مجھے
مین خاکسار عرش پہ سرکار کا دماغ

یوسف کو کھونے دامن بھی لیتا نہین ہی مول
پہونچا کہان تمھارے خریدار کا دماغ

صفدر مین مدح ساقی کوثر سے مست ہون
کس کو ہی وصف بادہ و خمار کا دماغ

حاصل ہی ہمکو کنج قفس مین فضاے باغ
دل باغ آہ سرد ہی اپنی ہواے باغ

مے بھی چلے جو سرد چلی ہی ہواے باغ
ساقی کلابیون مین دکھادے فضاے باغ

قسمت ملی ہی سبزۂ بیگانہ کی مجھے
باغ آشنا ہی مجھسے نہ ہین آشناے باغ

ہر روز کوے یار مین جاؤن نہ کس طرح
بلبل کا دل کہین نہین لگتا سواے باغ

مدت ہوئی کہ دام قفس مین پھنسے ہین ہم
اللہ ہی کہ پھر ہمین قسمت دکھاے باغ

لگتی ہی دل پہ تیر سی آواز عندلیب
مقتل ترے بغیر نظر کیون نہ آے باغ

آئے کبھی جو سیر چمن کو وہ رشک گل
ہو اسقدر خوشی کہ نہ پھولے سماے باغ

جو شیشہ ہی وہ سرد ہی جو جام ہی وہ گل
گلزار میکدہ ہی ہمین کو دے جاے باغ

آنکھون سے خون بہا کے کھلاتے ہین تازہ گل
ڈالی ہی قید خانہ مین ہمنے بناے باغ

ایک شب نہین سنتا ہی داستان بلبل بیان کس سے کرے ماجرائے باغ

پھونکا ہی باغبانون نے بلبل کا آشیان
صفدر کہین نہ آہ سے وہ بھی جلائے باغ

ردیف فا

ہم جان دیتے جاتے ہین یون بزم جانان کیطرف
پروانہ آئے جسطرح اڑکر چراغان کیطرف

تونے پھنسایا قید مین دیوانونکو ای بنجدی
جاتے تھے گلشن کیطرف آنکلے زندان کیطرف

بلبل ترے نالون مین ہو اتنا تو وحشت کا اثر
گلچین گریبان پھاڑکر جائے بیابان کیطرف

مجھ عشق مشرب کیطرف ای جان جانان کوئی نہین
گیسو ہی ہندو کیطرف عارض مسلمان کیطرف

آنکھین اشارے کرتی ہین ہم مارلین تو باندھلے
دلکو ہمارے دیکھکر اُس زلف پیچان کیطرف

ڈرتا ہون مین پر زمین مردے نہ سنکر ذبح کین
تکبیر جاکر کہتے ہو گورغریبان کیطرف

نظارہ خسارے رویا جو مین مجبور تھا
آنکھین بھرآئین دیکھکر خورشید تابان کیطرف

فریاد میری ایک تو سنتا نہین ای گلبدن
ورنہ گلون کے کان ہین مرغ خوش الحان کیطرف

آنکھونکی الفت نے مجھے روئے اجل دکھلادیا
آہو لگاکر لیگئے شیر نیستان کی طرف

فصل گل آئی گل کھلے سنکر قفس مین یہ خبر
ہوش اُڑگئے دل کھنچ گیا اپنا گلستان کیطرف

سوجائینگے صفدر خواب مین کوچہ نہ قاتل کا کبھی
جو مرد ہین سوتے ہین وہ منھ کرکے میدان کیطرف

ہونے دو باغبان ہی جو صیاد کیطرف
پھولون کے کان ہین مری فریاد کیطرف

پہونچی جو روح خلد مین کچھ دیکھ بھالکر
پھر آئی وان سے کوچۂ جلاد کیطرف

اُس گل کے دیکھنے کا نہوتا جو اشتیاق
آتا نہ کوئی گلشن ایجاد کی طرف

آنکھین تو سوے برق تجلی ہین طور پر
دل ہی تمھارے حسن خداداد کیطرف

مشکل یہ ہی کہ قمری و بلبل مین بحث ہی
گل کیطرف مین ہون کہ شمشاد کیطرف

عیسی کے اشتیاق مین نکلے تھے گھر سے ہم
تقدیر لائی کوچۂ جلاد کی طرف

مشتاق ہونمین قامت و رخسار یار کا
دیکھون نہ بھولکر گل و شمشاد کیطرف

مانع ہی ضبط ورنہ ارادہ اگر کرون
آجاے خود اثر مری فریاد کیطرف

غم ہو الم ہو درد ہو حسرت ہو یاس ہو
صفدر ہو کوئی اِس دل ناشاد کیطرف

حال سے میرے تم ہو کیا واقف
ای تبو خوب ہی خدا واقف

کوچۂ عشق شاہراہ نہین
کوئی واقف ہی کوئی ناواقف

حال گلشن چھپا نہین گلچین
تیرے پتے سے ہی صبا واقف

میرے درد دل و جگر سے ہی
تیرا غمزہ تری ادا واقف

یاد اُس زلف کی لگا لائی
میرے گھر سے نہ تھی بلا واقف

ایک مین رازدار الفت ہون
کچھ نہین اِس سے دوسرا واقف

دست وحشت ہی ضعف سے مجبور
چاک سے خاک ہو قبا واقف

تم نہین میرے بند بند تو مین
درد دل سے جدا جدا واقف

تھک گئی ہجر مین زبان صفدر
نہ اثر سے ہوئی دعا واقف

ردیف قاف

ہزار ہونگے اگر تم پہ جان جان عاشق
ملیگا ایک تجھ سا مزاحدان عاشق

تلاش حسن مین کس شہر مین گذر نہ کیا
کیا نہ دل نے ہمارے گہان گہان عاشق

بشر تو کیا ہی جہان دہم کا گذر مشکل
کیا ہی مجکو مرے بخت نے وہان عاشق

تمھارے ظلم وستم سے خیال آتا ہی
کہ تم پہ کیون نہ ہوے بعد امتحان عاشق

جو عاشقون پہ گذرتی ہی تمکو کیا معلوم
خدا کرے کہین تم بھی ہو مہربان عاشق

جو آدمی بات کا بھی اُنسے مین ہوا طالب
کہا کہ تم سے ہزارون ہین نیمجان عاشق

تمھارے سایے سے بھی تو شک گذرتا ہی
نہ دیکھے ہونگے کہین ہمسے بدگمان عاشق

قدم جنون مین نکلتا نہین جو زندان سے
ہمارے پاؤن کی شاہد ہین بیڑیان عاشق

تمھین سناتے ہو سب کچھ وہ کچھ نہین کہتا
نہ پاؤگے کہین صفدر سا بیزبان عاشق

وصل ہوتا نہین سوائے فراق
دیکھیے کب ہو انتہاے فراق

کہہ چکا لاکھ داستانین مین
ابھی باقی ہی ماجراے فراق

کبھی یہ بھی ہو انقلاب اے چرخ
میرے گھر وصل آئے جاے فراق

ہم کو اسسے ہی خواہش وصل
وہ کیا کرتے ہین دعاے فراق

اے موذن اذان دی شب وصل	کان مین آتی ہی صدائے فراق
بیقراری یہ اے دل بے صبر	ابھی نادان ہی ابتدائے فراق
خواب مین اُنکو دیکھ لیتا ہون	خوب سوجھی مجھے دوائے فراق
جس نے لکھا مرا خط تقدیر	وصل لکھا نہ کیون بجائے فراق
انجسم اے چرخ کیا دکھاتا ہی	اور چمگین گے داغہائے فراق

صبر بگڑیگا مجھ سے اے صفدر
مُنھ سے کیونکر کہون کہ ہائے فراق

ردیف کاف عربی

یہ شرمگین آنکھ میری دل سے حیا سے مُنھ پر نقاب کب تک
رہیگی دوطھا سے روز صحبت دُطعن کریگی حجاب کب تک
ہمارے دلمین ضرور آؤ نہ باتین ہر روز تم بناؤ
یہ بستی اجڑی ہوئی بساؤ رہے یہ کشور خراب کب تک
غرور ہر دم ستم پیاپے جفا کی آخر کچھ انتہا ہی
یہ ظلم کب تک یہ جور تا کے رہیگا ہم پر عتاب کب تک
خزان ہی آخر بہار دنیا بقا ہی اس مین ہوا کا جھونکا
غرور اتنا نہین ہی اچھا بھلا یہ حسن شباب کب تک
مین مرگیا اور غش سمجھکر یہ رو کے کہتا ہی ماہ پیکر

کہ اِنکی غفلت تو ہی برابر بھلا مین چھڑکون گلاب کب تک

وہ بت عنایت پہ جلد آئے خدا کرے مُنہ سے منہ ملائے
تکلف اُٹھے لحاظ جائے کریگا شرم و حجاب کب تک

کہین وہ خونریز مہربان ہو کہ تن سے بسمل کی جان واں ہو
کہان تلک خاک پر طپان ہو کرے غریب اضطراب کب تک

یہان ہی جینے کا کیا بھروسا کہ حادثون سے بھری ہی دنیا
یہی جو ہی موج کا تماچا تو پھر قیام حباب کب تک

ضرور آفاق سے سفر ہی سہ دریان قابل حذر ہی
مقام عبرت یہ خشک و تر ہی شراب کب تک کباب کب تک

چھپا جو لیتا ہی ابر گھر کر تو پھر نکلتا ہی مہر انور
حجاب سے تم بھی آؤ باہر رہیگی مُنہ پر نقاب کب تک

خفا نہ صفدر ہو مانو کہنا تغافل اتنا نہین ہی اچھا
سحر ہوئی آفتاب چمکا اب آنکھ کھولو یہ خواب کب تک

حوصلہ ہو جانیکا خاک بزم جانان تک
اسقدر ہی دلتنگی پس گئے ہین ارمان تک

ضعف مین چلون کیونکر ای جنون بیابان تک
اتبو جا نہین سکتا ہاتھ بھی گریبان تک

کسطرح رسائی ہو اپنی بزم جانان تک
اہل بزم ہین دشمن پھر گیا ہی دربان تک

ایک دل نہین قاتل کتنی ہی رگ جان تک
نوک بانکپن کی ہی اس نکیلی مژگان تک

فصل گل قریب آئی اے جنون مبارک ہو
ہاتھ پھر لگا جانے خود بخود گریبان تک

خاک مین ملایا ہے چرخ نے تو کیا پروا
گرد بن کے پہونچینگے ہم کسی کے دامان تک

یہ تو کہہ نہین سکتا چھوڑ دے مجھے صیاد
چل مرا قفس لیکر ایکدن گلستان تک

حال مو بمو کہنا میرے دم الجھنے کا
اے صبا اگر جانا اُسکی زلف پیچان تک

مجھ مین طاقت اُڑنیکی ضعف سے کہان صیاد
پر ہی میرے پہونچینگے اُڑکے اب گلستان تک

یاد وہ زور وحشت تھا توڑتے تھے زنجیرین
چاک ہو نہین سکتا ہمسے اب گریبان تک

حال گریہ صفدر کیا بیان کرون ہمدم
موجزن ہے اک دریا شہر سے بیابان تک

یا تو ہی نصیب ہمین کوے یار تک
دیکھین گذر ہوا نہو اُس گلعذار تک

توبہ تو موسے کی مگر آتا ہے یہ خیال
دیکھین کہ کس طرف ہو طبیعت بہار تک

سر سے گئی نہ بعد فنا بھی ہوائے زلف
ہم خاک ہین مگر ہے پریشان غبار تک

بوسے لیے زیادہ تو بولے وہ ناز سے
بس بس مضایقہ نہین دو تین چار تک

اتنے ہین میرے جرم فرشتے اگر لکھین
ہرگز نہ لکھ سکین اُنھین روز شمار تک

احسان یہ ہوگا بعد فنا ہم پہ اے صبا
پہونچانا مشت خاک کو اُس شہسوار تک

دامن پہ بوے گل کو سمجھتے ہین جو غبار
اے دل وہ خاک آئینگے مجھ خاکسار تک

بوسہ تو ایک اور ہی لینگے شب وصال
سرکار سے پر اذن رہے پانچ چار تک

صفدر غم فراق مین جینا محال ہے

اپنی تو زندگی ہی فقط وصل یار تک

ردیف کاف فارسی

چمک گیا یہ جوانی مین روے یار کا رنگ
کہ جسکو دیکھ کے صاف اُڑ گیا بہار کا رنگ

ہوا فراق سے دونا وصال یار کا رنگ
خزان نے اور بڑھایا مرے بہار کا رنگ

چمن مین گریۂ بلبل پہ پھول ہنستے ہین
بدل گیا ہی عجب باغ روزگار کا رنگ

مین کسکے دست حنائی کا کشتہ ہون یارب
کہ بعد مرگ ہی گلگون مرے غبار کا رنگ

نسیم لائی ہی اُس گلبدن کی بو شاید
چمن مین اور ہی کچھ آجکل بہار کا رنگ

ادائین جو رونکی جنت مین کیا خوش آئینگی
نظر مین اپنے سمایا ہی حسن یار کا رنگ

گلونکو ہنسنے دے بلبل کو نالے کرنے دے
کہ چند روز ہی اے باغبان بہار کا رنگ

ہمارا سینۂ پرداغ دیکھیے آکر
تہو گا اس سے کبھی بڑھکے لالہ زار کا رنگ

لکھے ہین وصف جو ابروے یار کے صفدر
ہر ایک شعر مین اپنے ہی ذوالفقار کا رنگ

رخسار یار پر ہین جو یہ تل الگ الگ
ہر ایک مانگتا ہی مرا دل الگ الگ

کس نے چمن مین آکے یہ ڈالا ہی تفرقہ
پھولون سے ہین جو آج عنادل الگ الگ

جاکر ہمارے سینے سے گیسوے یار مین
کیا کیا مزے اُڑاتا ہی یہ دل الگ الگ

کاکل کے دشمنونکو اُلجھنے نہ دیجیے
گتھ جائینگے تو ہونگے بہ مشکل الگ الگ

ہی اک نگاہ میری طرف ایک سوے غیر
دونون کے اب وہ دیکھتے ہین دل الگ الگ

اعضا کے ارتباط کا کیا اختیار ہی — سب ہونگے زیر خنجر قاتل الگ الگ
عقدے ہین کیون یہ آپکے گیسو مین جا بجا — باندھے ہین عاشقونکے مگر دل الگ الگ
غیرونکو مجکو ایک نظر سے نہ دیکھیے — ایجان چاہیے حق و باطل الگ الگ
کس بت کے انتظار مین ہین گرم جستجو — آنکھین جدا جدا جگر و دل الگ الگ
ہوتا جو تجھ مین زور کچھ اے نیچۂ جنون — کرتا نہ حلقہاے سلاسل الگ الگ
جب چاہتا ہون جاکے پھرون ہالۂ ارگرد — گنتا ہی مجھ سے وہ مہ کامل الگ الگ

منزل ہی ایک پہونچینگے صفدر یہ ہین ولے
ہلکر چلین کہ رہرو منزل الگ الگ

ردیف لام

پھرتا ہی مجکو جا بجا دل — مرا بیچین میرا چلبلا دل
وہ شوخ فتنہ گر جب لیچلا دل — بہت تڑپا بہت تڑپا مرا دل
نہ تھا منظور مجکو پھیرنا دل — فقط مین دیکھتا تھا آپکا دل
ملایا خاک مین کیون اسکو تونے — بہت نازون کا پالا تھا مرا دل
ہزارون حسرتون کا خون ہوگا — ارے ظالم نہ مٹی مین ملا دل
پھر آیا دیکھکر دیر و حرم کو — کہین پاتا نہین تیرا پتا دل
مرا دل لیکے مٹھی مین وہ بولے — بھلا تم لے تو مجھ سے مرا دل
ابھی تک یہ نہین معلوم ہمکو — ہوا کیا ہاے کسنے لے لیا دل

بنا پروانہ ہر شمع رو کا — جسے دیکھا اُسی پر مٹگیا دل
ذرا سیدھی نظر سے دیکھ لو تم — نہین کہنے کا پھر تمنے لیا دل
نظر ملتی ہی اُنسے انجمن مین — ہر اک کہتا تھا میرا کھو گیا دل
ملا روز ازل عالم کو سب کچھ — ہمین آفت رسیدہ اک ملا دل
اُٹھاتا کیون تمہونکے ناز بیجا — اگر ہوتا مرے بس مین مرا دل
ادا و ناز جانان کی دہائی — گیا دل ہاتھ سے میرے گیا دل
ہمارا بھی کبھی تو آشنا تھا — ارے او بیمروت بیوفا دل
گلی سے اُنکے گھر تک آتے جاتے — مچاکر سو جگہ رہ رہ گیا دل
اِسی نے مجکو آفت مین پھنسایا — عبث کرتا ہی اب مجھ سے گلا دل
تری فرقت کے صدمے سہتے سہتے — مری جان ہو گیا ہی آبلہ دل

خوشی ہو غم ہو کچھ ہو ہمنے صفدر
بس اتبوا ک صنم کو دیدیا دل

کیا پوچھتے ہو کتنا ہی عالی وقار دل — عرش خدا ہی کعبۂ پروردگار دل
ہی وجہ نزہت چمن روزگار دل — یارب ہی بوے گل کہ نسیم بہار دل
بجلی شرار شعلہ سمندر ہزار دل — المختصر ہی قدرت پروردگار دل
قاتل کی ہر طرح مجھے منظور ہی خوشی — سر پیشکش ہی جان فدا ہی نثار دل
ہوتا ہی بیقرار حسینون کو دیکھکر — ایسا دیا تھا کیون مجھے پروردگار دل

افلاک ہل کے تہ و بالا ہوا جہان — تا چند یہ تڑپ ٹھہرای بیقرار دل
جاتا نہین خیال کبھی چشم یار کا — ہی مبتلاے گردش لیل و نہار دل
الفت نے اسکو خاک مین آخر ملا دیا — تھا ورنہ یہ کبھی گہر آبدار دل
سودا ے زلف یار مین رکھتا ہی کیا دماغ — سونگھے نہ بوے نافۂ مشک تتار دل
ممکن نہین ہی فرقت جانان مین ضبط آہ — طاقت کہان کہ جبر کرے اختیار دل
وعدہ وفا ہو وصل کا ہرگز یقین نہین — کتنا تری طرف سے ہی بے اعتبار دل
اندوہ و یاس و حسرت و ارمان کا ہی ہجوم — آباد ہی انھین سے مرا اعتدار دل

صفدر مدار زیست تڑپنے پہ ہی مرا
مرجاون ایک دم جو نہو بیقرار دل

آبداری پر ہی پھر شمشیر برّان آجکل — پھر تڑپتے ہین پرے بسمل پہ بسمل آجکل
پھر بہار آئی چمکتے ہین عنادل آجکل — ہی فضاے باغ نظارے کے قابل آجکل
تیسرے دن انکی عادت ہی کہ ملجاتے ہین آپ — صبر کرنا چاہیے ہر طرح اے دل آجکل
پھر ہوا سودا کسی کے زلف پیچان کا ہمین — پھر ہمین درکار ہین طوق و سلاسل آجکل
خم کے خم الٹے پڑے ہین میکدہ مین چار سو — قابل نظارہ ہی مستون کی محفل آجکل
قیس نے پلکون سے اپنی صاف کی ہین منزلین — شاید آئیگا ادھر لیلی کا محمل آجکل
شوخ ایسا تو نہ تھا پہلے تری مہندی کا رنگ — ہوگیا ہی خون کس بسمل کا شامل آجکل
یا ذعارض مین جو قرآن کی تلاوت کا ہی شوق — روز پڑھ لیتا ہون مین اک آدھ منزل آجکل

باغبان گلشن مین ہر کس گل کے آنیکی خوشی
پھولے بیٹھے ہین گلستانین عنادل آجکل

دو گھڑی گلشن مین چلکر سیر سنبل دیکھیے
یا دگیسو مین پریشان ہر بت دل آجکل

گھنڈھی سانسین کیون ہین پیچ پر کچھ تو صفدر کو
کس پر پیچ پر ہوے ہین آپ مائل آجکل

بلبل نہو بہار مین تو آشنائے گل
انگارون پر نہ باغ مین تجکو لٹائے گل

پروا نہین جو قبر پہ کوئی نہ لائے گل
باد صبا نے لاکے چمن سے چڑھائے گل

سمجھے مجھے کہ وحشی نازک مزاج ہون
لڑکون نے جا بہ سنگ تن پر لگائے گل

جان اُسکی رخ پہ صدقے ہر قد پہ ہر دل نثار
ایک آشنائے سرو ہی ایک آشنائے گل

جو آپ کو پسند ہو کہیے وہی کہون
افسانہ عندلیب کا یا ماجرائے گل

مدت کے بعد آئی مری قبر پر جو شمع
وہ بھی ہوئی ہوا کی شرارت سے ہائے گل

یون فصل گل مین حق محبت ادا کیا
مرقد پہ عندلیب کے ہمنے چڑھائے گل

نیرنگیان دکھائے اگر عشق حسن کو
پانو دن مین عندلیب کے منھدی لگائے گل

صیاد عندلیب کا ملتا نہین دماغ
کیا آگئی قفس مین چمن سے ہوائے گل

کمھلاکے پھول خاکمین ملجائینگے ابھی
بلبل خدا کیواسطے کہنا نہ ہائے گل

انصاف ہاتھ سے ندیا کھیل مین کبھی
بلبل کے پر تراش کے ہمنے بنائے گل

باد خزان نے خاک مین آخر ملا دیا
اللہ کیا بہار پہ تھی ابتدائے گل

ماتم سرا ہی قمری و بلبل سے بوستان
اک سمت ہائے سرو ہی اک سمت ہائے گل

کاوش عدو کے ساتھ بھی مدنظر نہین | کانٹے نہین ہمارے چمن مین سوائے گل

صفدر وہ گل جو آئے چمن مین تو مثل بو
شادی سے پیرہن مین نہ پھولے سمائے گل

رقیبون مین منھدی لگانے سے حاصل | جلے دل کو میرے جلانے سے حاصل
یہ ہین فتنہ پرداز عالم ہی چتون | پھرا آنکھون مین سرمہ لگانے سے حاصل
جو چوری ہی مدنظر دل ہی حاضر | مری جان آنکھین چرانے سے حاصل
جو ہنستا ہی تم کو ہنسو بے تکلف | یہ منھ پھیر کر مسکرانے سے حاصل
جگہ دل مین تیرے کسی کی نہین ہی | بناوٹ کی باتین بنانے سے حاصل
جو چورنگ کرتا ہی تلوار کھینچو | غریبون پہ تیوری چڑھانے سے حاصل
ہر اک وعدہ ہوتا ہی سچا تمھارا | قسم تم کو اے جان کھانے سے حاصل
جنازے پہ میرے کہا اسنے ہنسکر | بس اٹھ بیٹھو اب دم چرانے سے حاصل
نہ میری سنو کچھ نہ اپنی کہو کچھ | پھرانے سے حاصل بلانے سے حاصل
نہ لو چٹکیان غیر کا ذکر کرکے | دکھے دل کو میرے دکھانے سے حاصل

نکلتے ہی گھر سے نہین ہین وہ صفدر
سر راہ آنکھین بچھانے سے حاصل

مرا گھر کہان اُنکے آنے کے قابل | بلاؤن اگر ہون بلانے کے قابل
غرض دیر سے ہی نہ کعبے سے ہمکو | یہ سر ہی ترے آستانے کے قابل

کبھی بوسہ مانگا دہن کا تو بولے
چلو تم نہین مُنہ لگانے کے قابل

ہنسا مین تو ہنسکر کہا اُسنے مجھ سے
ہوے آپ بھی مسکرانیکے قابل

مرے خون سے سرخ کر ہاتھ قاتل
یہ تازہ حنا ہی لگانے کے قابل

کیا بزم مین یاد غیرون کو اُسنے
ہمین کو نہ سمجھا بلانیکے قابل

در یار پر نقش پا بنکے بیٹھے
کہان ضعف سے ہم اُٹھانیکے قابل

جنازے پہ میرے کہا سب نے اُسنے
مسیحا ہو تم یہ جلانے کے قابل

کہا سوچکر اُسنے کچھ اپنے دلمین
یہ فتنہ نہین ہی جگانے کے قابل

کہا کچھ جو مین نے وہ بولے بگڑ کر
ہوے تم بھی باتین بنانیکے قابل

پڑھونگا دہان اِس غزل کو مین صفدر
جہان جمع ہونگے زمانے کے قابل

قفس پر پھول رکھنے سے ستم ایجاد کیا حاصل
گرفتاروں کے تڑپانے سے ہی صیاد کیا حاصل

مرے دلبر جفا سے اد ستم ایجاد کیا حاصل
کسی کا گھر اگر تو نے کیا برباد کیا حاصل

کرونمین آسمان سے شکوہ بیداد کیا حاصل
شکایت ظلم کی پیش ستم ایجاد کیا حاصل

شکایت دور رنجم کی بھلا کب رنج سنتا ہی
برہمن سے بتون کے ہم کرین فریاد کیا حاصل

خزان آئی چمن مین خاک ہی صیاد اُڑتی ہی
قفس سے اب جو کرتا ہی مجھے آزاد کیا حاصل

نہین ہون ذبح کے قابل مشت استخوان ہونمین
پھنساتا ہی جو محکوم دام مین صیاد کیا حاصل

تہ خنجر جو کہتا ہون اُٹھا خ سے فور اپردہ
تو کس اغماض سے کہتا ہی وہ جلاد کیا حاصل

جو کچھ بھی فہم رکھتا ہو در شیرین پہ سر پھوڑے
اُٹھاتا ہی جو سختی کوہ پر فرہاد کیا حاصل

جھکا لیتا ہی سرو قد کے آگے کچھ نہین چلتی
اکڑنے سے تجھے گلشن مین اے شمشاد کیا حاصل

رہی شب بھر تو صحبت عیش و عشرت کی رقیبونسے
ہوئی ہی صبح کرتے ہو مجھے اب یاد کیا حاصل

عبث ہی پیش زاہد ساغر لبریز لیجانا
کرونمین دخت رز کی آبرو برباد کیا حاصل

کوئی سنتا نہین ہمدرد ہین سب قافلے والے
کہے کوئی جرس سے بے اثر فریاد کیا حاصل

سناؤن جا ہلونکو معنی روشن مین کیا صفدر
جلانا شمع پیش کور مادرزاد کیا حاصل

کھینچکر تیغ جو آیا سوے بسمل قاتل
وہ ادا کی کہ قضا بول اُٹھی قاتل قاتل

جسطرف جاتا ہی سب کہتے ہین قاتل قاتل
قتل سے میرے ہوا یہ تجھے حاصل قاتل

کون ہی قابل رحمت کوئی پوچھیگا اگر
صاف محشر مین یہ کہدونگا کہ قاتل قاتل

ذبح کیوقت نہ اتنا دل بیتاب تڑپ
ایسے صدمونکا نہ ہوگا متحمل قاتل

دم رخصت ترے خنجر سے گلے ملتا ہون
کہ عدم کی مجھے درپیش ہی منزل قاتل

جسطرف دیکھ لیا لوٹ لیا مار لیا
آنکھ رہزن ہی تری آنکھ کا ہی تل قاتل

مرگیا رشک سے مین تیغ عدو پر جو پڑی
ہوگیا حق مین مرے آپ کا بسمل قاتل

آب خنجر نے ترے زندہ جاوید کیا
خضر کی عمر ہوئی اب مجھے حاصل قاتل

محفل عیش ہی یہ گنج شہیدان نہ سمجھ
رقص کرتے ہین خوشی سے ترے بسمل قاتل

مرغ بسمل کیطرح نجد مین بیتاب ہی قیس
ہوگئی کیا نگہ صاحب محمل قاتل

قید ہستی سے اگر مجکو رہا کرتا ہی
کاٹ دی الفت گیسو کی سلاسل قاتل

کیا تکلف ہی جو دم بھرتے ہین بسمل تیرا
بات جب ہی کہ مسیحا کہے قاتل قاتل

یون تو خونریز ہین عالم مین ہزاردن لیکن
کوئی بیدرد نہین تیرے مقابل قاتل

لوگ دیوانے ہین جو ڈھونڈھ رہے ہین صفدر
قتل کرکے مجھے پہونچا گئے منزل قاتل

کیا ترقی پر ہی حسن رشک جانان آجکل
جھیستا ہی چرخ پر مہر درخشان آجکل

کیا جنون انگیز ہی فصل بہاران آجکل
بڑھ چلا ہی میرے دامن سے گریبان آجکل

میرے گھر مین وہ پری پیکر ہی مہمان آجکل
خوب نکلینگے دل شیدا کے ارمان آجکل

لب ہین انکے غیرت لعل بدخشان آجکل
پنجۂ رنگین ہی رشک شاخ مرجان آجکل

دھوم یہ ڈالی ہی دیوانے نے تیرے ای پری
قاف سے اڑتے چلی آتی ہین پریان آجکل

کس قیامت کی بہار آئی ہی اب کی ای جنون
ہاتھ مین بلبل کے ہی گل کا گریبان آجکل

تیغ ابرو تیر مژگان دونون ہین مصروف قتل
کیا نکلتے ہین ترے بسمل کے ارمان آجکل

خاک اڑاؤن کھولکر جی چل اب ایسی جگہ
وحشت دل تنگ ہی مجھپر بیابان آجکل

کس خوشی سے کٹ رہے ہین گردنین عشاق کی
کیا مرے قاتل کے گھر ہی عید قربان آجکل

بسملون کے قتل مین کیا کیا کرشمے کرگئین
شوخیون سے ہین وہ آنکھون کے پشیمان آجکل

منہدی ملنے کا ہوا ہی شوق پھر اس شوخ کو
رنگ لایا ہی نیا خون شہیدان آجکل

دیکھیے کسکو جلائے کس کو پھونکے خیر ہو
گریبان دکھلا رہی ہی آہ سوزان آجکل

پان مسی سرمہ کاجل غازہ منھدی آئنہ
جمع وان کیا کیا ہین آرایش کے سامان آجکل

پھر کہان یہ فصل گل یہ جوش یہ دست جنون
رہ نہ جائے حسرت چاک گریبان آجکل

پانون مین اُنکے ملا جاتا ہی منھدی کے عوض
صرف ہوتا ہی بجا خون شہیدان آجکل

یان شب تاریک مین اختر شماری ہی ہمین
وان چنی جاتی ہی پیشانی پر افشان آجکل

اک صنم کے عشق نے دلمین ہمارے کی جگہ
بت ہوا ہی خانہ کعبہ مین مہمان آجکل

برق لرزان ہی تڑپ سے اس دل بیتاب کے
جھیپتا ہی چشم تر سے ابر نیسان آجکل

لہلہاتا سبزہ نہرین موجزن ٹھنڈی ہوا
قابل نظارہ ہی صحن گلستان آجکل

آگیا ہی پھر کسی کم سن کے زلفون کا خیال
پھر ہوا ہی دل نادان پریشان آجکل

کہدو شتاقون سے جلدی کیا ہی ملجائیگا جلد
لکھ گیا چھپنے کو ہی صفدر کا دیوان آجکل

ردیف میم

نسرین مین تم ہو بیلے مین تم یاسمن مین تم
گویا ہر رنگ بو ہو ہر اک پیرہن مین تم

طاقت دل و جگر مین زبان ہو دہن مین تم
مین ہون کہ بولتے ہو مرے پیرہن مین تم

مسجد مین میکدے مین کلیسا مین دیر مین
دیکھا تو تجھے چراغ ہر اک انجمن مین تم

گل مین شمیم نشہ مے لالہ فام مین
موتی مین آب رنگ عقیق یمن مین تم

موے میان نازک ہہ طلعتان مین بل
خم گلرخون کی زلف شکن در شکن مین تم

نیرنگی جمال مین سو رنگ حسن و عشق
شمشاد و فاختہ گل و بلبل چمن مین تم

ہم عیش ہر امیر کے بیت السرور مین ہمدرد ہر فقیر کے بیت الحزن مین تم
وجہ صفاے چہرۂ آئینۂ حلب خوشبو لباس نافۂ مشک ختن مین تم
بل کرگدن کی شاخ مین جتنے کے تن مین داغ جرأت مزاج شیر مین شوخی ہرن مین تم
زینت کے وقت زانوے شیرین پر آئنہ ہنگام جد تیشۂ کف کوہکن مین تم

کہتے تھے کیا زبان سے کیا کچھ نکل گیا
صفدر کمال آج تو بہکے سخن مین تم

جانے کو گھر اُسکے جائینگے ہم دل روز کہان سے لائینگے ہم
پہلو مین جو تم ہو حضرت دل اک دم بھی نہ چین پائینگے ہم
پرسش جو ہوئی تو حشر کے دن تصویر تری دکھائینگے ہم
بگڑیگا جو میکدے مین زاہد مسجد مین اُسے بنائینگے ہم
ہنستے ہوے آئے اس چمن مین روتے ہوے یانسے جائینگے ہم
کیون خاک مین ہو ہمین ملاتے دیکھو تمھین یاد آئینگے ہم
جی بھر کے کرینگے دل کا ماتم چھوٹی سی لحد بنائینگے ہم

صفدر اک روز وصل ہوگا
کب تک صدمے اُٹھائینگے ہم

کسی کو اُسکے دہن کا نشان نہین معلوم سوا خدا کے یہ راز نہان نہین معلوم
گلی مین یار کے یا وادی جنون کیطرف گیا ہے یہ دل وحشی کہان نہین معلوم

تمھارا دل جو کہین آئیگا تو سمجھوگے
ہماری قدر ابھی جان جان نہین معلوم

نہ پوچھ خانہ بدوشون کا کچھ پتہ صیاد
کدھر چمن تھا کدھر آشیان نہین معلوم

کبھی تو پیک صبا آئے بھول کر یارب
قفس مین کچھ خبر بوستان نہین معلوم

چلی جو ہجر مین آندھی ہمارے نالون کی
کدھر کو اُڑ کے گیا آسمان نہین معلوم

کبھی وہ میلون مین یا محفلون نہین ملتے ہین
اُنھین مرا مجھے اُنکا مکان نہین معلوم

عبث بہار دو روزہ پہ ناز کرتا ہی
خزان کا حال تجھے باغبان نہین معلوم

عدم کو لوگ چلے جاتے ہین جو ہستی سے
یہان سے کیا ہی زیادہ وہان نہین معلوم

رہے وہ گور غریبان مین یا گئے سوئے خلد
مسافران عدم کا نشان نہین معلوم

عبث بگڑتا ہی صیاد آہ صفدر سے
اسیر تازہ ہی طرز فغان نہین معلوم

دل دیکے تمھین تو چلے ہم
کیا مفت یہ مال کھو چلے ہم

اِس باغ مین مثل شبنم و گل
ہنستے ہوے آئے رو چلے ہم

کیا خاک اِس انجمن مین دیکھا
بس کھلتے ہی آنکھ سو چلے ہم

اب جلد لگا دے منھ سے ساغر
ساقی ہشیار ہو چلے ہم

اے عشق جو آبرو تھی باقی
اب اُس سے بھی ہاتھ دھو چلے ہم

اُس چاہ ذقن پہ دل کو لاکر
یوسف کی طرح ڈبو چلے ہم

تنگ آگئی جان سختیون سے
لو دیر سے اے تو چلے ہم

وہ بت نہ ملا یہان بھی اے شیخ — کعبے مین بھی آج ہو چلے ہم
اے دل تجھے دیکے ایک گل کو — کانٹے ترے حق مین بو چلے ہم
ہم دفن ہوے تو روح بولی — کشتی اپنی ڈبو چلے ہم

یان شمع کی طرح آکے صفدر
احوال پر اپنے رو چلے ہم

صفدر کمال تنگ ہین جور و جفا سے ہم — فریاد ان تبون کی کرینگے خدا سے ہم
دل کو خیال گیسوے پیچان نہین رہا — اچھا ہوا کہ چھوٹ گئے اس بلا سے ہم
چھلا چرا کے ایک تو دے دست یار کا — کہتے ہین ہاتھ جوڑ کے دزد حنا سے ہم
جس جا کبھی ہوا نہ فرشتے کا بھی گذر — پہونچے وہان رسائی بخت رسا سے ہم
دعوی کرینگے حشر مین کیا تجھ سے خون کا — قربان تجھپہ ہوتے ہین اپنی رضا سے ہم
ایسی دماغ کو ہی تمنائے بوے گل — گلشن مین روز جاتے ہین نیلے صبا سے ہم
سینہ فگار ہو کہ جگر چاک چاک ہو — موڑینگے منھ نہ یار کی تیغ جفا سے ہم
کی شوق نے جو راہ محبت مین ہمرہی — دو چار گام بڑھکے چلینگے ہوا سے ہم
پوچھا مزاج ہنسے تو بولے کہ شکر ہی — اچھے ہین آجتک تو تمھاری دعا سے ہم
نفرت ہی دلکو دولت دنیا سے اسقدر — چلتے ہین بچکے سایہ بال ہما سے ہم

صفدر ہمارا دل جو پریشان یون رہا
کھینچینگے ہاتھ الفت زلف دوتا سے ہم

وہ شیرین ہی پرویز دوران ہین ہم
وہ بلقیس ہی تو سلیمان ہین ہم

نشانہ پہ تیر ستمگران ہین ہم
وہ ابرو کمان ہی تو قربان ہین ہم

فقیری ہماری فقیری نہین
سکندر ہین قیصر ہین خاقان ہین ہم

بظاہر ہین کوچے مین اُسکے گدا
حقیقت مین دیکھو تو سلطان ہین ہم

نہ آئے نظر لاغری سے تجھے
اجل سخت تجھ سے پشیمان ہین ہم

دکھا دو کبھی پھول سا رخ ہمین
کہ مشتاق سیر گلستان ہین ہم

بنایا ہمین غنچہ کس فکر نے
کہ مدت سے سرور گریبان ہین ہم

اجل سر پہ ہی وقت رحلت قریب
خبر لو کہ دو دن کے مہمان ہین ہم

جو سر دخرامان ہی صفدر وہ گل
تو داغون سے سرو چراغان ہین ہم

نہ رہے اپنے اختیار مین ہم
اور کچھ ہو گئے بہار مین ہم

قید کر ہم کو یار ہا صیاد
اتو ہین تیرے اختیار مین ہم

گل کو کہنے لگے ترا عارض
ایسے اندھے ہوے بہار مین ہم

پی چکے ہین ہزار خُم لیکن
سا قیا ہین ابھی خمار مین ہم

اب خزان آئی ہوشیار رہو
مست تھے ساقیا بہار مین ہم

کوئی پہچانتا نہین ہم کو
یا خدا آئے کس دیار مین ہم

واعظو بس زبان بند کرو
ایسی سنتے نہین بہار مین ہم

شور محشر نے کیا قیامت کی	سو گئے تھے ابھی مزار مین ہم

نیند آئی نہ رات بھر صفدر
تھے کسی کے جو انتظار مین ہم

ردیف نون

کیف مے کہن ہون مین بوے گل و سمن ہون مین
لالہ ہر چمن ہون مین شمع ہر انجمن ہون مین
میکدے مین مین بادہ نوش مدرسی مین تمام ہوش
کعبے مین شیخ جبہ پوش دیر مین برہمن ہون مین
رنگ رخ خجل ہون مین حسرت منفعل ہون مین
گریۂ چشم و دل ہونمین خندۂ زخم تن ہون مین
سایۂ ہر شجر ہون مین لذت ہر ثمر ہون مین
آتش لعل تر ہونمین آب در عدن ہون مین
ساکن بے مکان ہون مین بسمل بے سنان ہونمین
نالۂ بے زبان ہون مین خندۂ بے دہن ہون مین
بلبل نالہ کش ہون مین پھولونکی بو یہ غنچ ہونمین
طوطی خضر وش ہون مین آئینۂ چمن ہون مین
گریۂ ابشار مین تازگی بہار مین

سبزی سبزہ زار مین زردی یاسمن ہون مین
صفدر اگر ہو سرعیان حشر مین بہر عاصیان
سایۂ رب دوجہان رحمت ذوالمنن ہون مین

کوئی کیا جانے مجکو مرکز عالم مین کیا ہون مین
خط نصف النہار آسمان اعتلا ہون مین

شہید دنکو وہ مطلوب ہو تو خونبہا ہو نمین
حسینونکو جو زینت کا خیال آئے حنا ہو نمین

اگر سرمہ بھی ہون تو سرمہ چشم بصیرت ہون
اگر شبنم بھی ہون تو شبنم باغ صفا ہو نمین

سبکدوشی سے سو سو رنگ عالم مین بدلتا ہون
سمن ہون یاسمن ہون نکہت گل ہون صبا ہو نمین

تعلی پر اگر آؤن فروغ تازہ دکھلاؤن
قمر ہون مشتری ہون مہر تابان ہون سہا ہو نمین

مری فریاد سے زندہ ہو عالم ہو اگر مردہ
صدائے صور ہون ہنگامۂ روز جزا ہو نمین

کوئی پھینکے کسی صحرا مین خضر راہ ہون اُسکا
کوئی کشتی ہے دریا مین اُسکا ناخدا ہو نمین

کیا ہر شہرہ آفاق مجکو گنج عزلت نے
مکین ہون اِکیجا عالم مین لیکن جابجا ہو نمین

بروز قحط تاثیر دعاے احمد مرسل
دم ہیکار زور بازوے مشکلکشا ہو نمین

کبھی برق تجلی ہون کبھی نور رخ یوسف
کہین بدرالدجی ہونمین کہین شمس الضحی ہو نمین

مداوا درد کے حق مین مرہم داغ کے حقمین
غریبون کا سہارا ہون مریضونکی شفا ہو نمین

نہ چھوٹے شل جو ہر خون میرا تیغ قاتل سے
بناے مہر الفت یاس ناموس وفا ہو نمین

عتاب لطف دونون ایکسے ہین ذات مین میری
دم آب بقا ہون جرعۂ زہر فنا ہو نمین

تماشا اس چمن کا کیا سمائے میری نظر مین
دل بے آرزو ہون تارک برگ و نوا ہو نمین

مقابل مجھ سے ہو کر کون بچ سکتا ہی اے صفدر
نشانہ سامنے آئے تو تیر بے خطا ہون مین

تہیدستونکو دولتمند کردون وہ گدا ہونمین
سیہ بختی مین مثل سایہ بال ہما ہونمین

پسند طبع عالم خاک ہو میری سیہ بختی
سیہ لیدہ لب ہون مین نہ چشم سرسان ہونمین

بسرنگ گل بسر کرتا ہون مین اوقات کانٹونمین
سراپا غرق خون ہون گرچہ لعل بے بہا ہونمین

پریشان خاک کی صورت شتابان آب کی صورت
حرارت مین ہون آتش تیز چلنے مین ہوا ہونمین

جدا ہی میری خلقت سب سے اس گلزار ہستی مین
نہ موج سبزہ مخمل نہ موج بوریا ہونمین

خجل رکھتی ہی مجکو خود مرے طالع کی کوتاہی
حجاب آستین مین مثل دست نارسا ہونمین

قدم ثابت ہی میرا غم مین جلکر خاک ہونے پر
سپند سوختہ کی طرح آتش زیر پا ہونمین

نہ طاقت مجکو جنبش کی نہ قدرت دفع دشمن کی
الٰہی کیا خوابیدہ کہ دست بے عصا ہونمین

کسی کا کام اس منزل مین مجھ سے کب نکلتا ہی
نہ نقش پا ہے رہبر ہون نہ آواز درا ہونمین

جو ظاہر مین ہین یہ دم تو مین کب انسے ملتا ہون
یہ جبتک سامنے ہین انسے صورت آشنا ہونمین

بہ شکل آئینہ وارفتہ چشم عنایت ہون
جو مجکو دیکھتا ہی بس اسی کو دیکھتا ہونمین

اسی کی سمت پھرتا ہون اسی جانب ہی رخ میرا
خبر ہی ذات رب صفدر ضمیر مبتدا ہون مین

کس شان سے گھر مین وہ مرے آئے ہوئے ہین
سہمے ہوے جھجکے ہوے شرمائے ہوے ہین

پھر ہاتھ نہ آئیگا جو لیتا ہی تو لے لو
ابتک دل بیتاب کو ٹھہرائے ہوے ہین

مقطع

ہو جبکہ شب وصل بھی کس لطف کی صحبت
ہم چھیڑ پر آمادہ وہ سرمائے ہوئے ہین

خلوت مین بھی اظہار تمنا نہین ممکن
انداز و ادا یار کے ساتھ آئے ہوئے ہین

خنجر کو نہ آتی تھی کفنجا دٹ نہ رکاوٹ
قاتل یہ چلن سب سے سکھلائے ہوئے ہین

کیا جانیے بیمار محبت کا ہو کیا حال
جو دیکھ کے آئے ہین وہ گھبرائے ہوئے ہین

آکر وہ مری لاش پہ کس ناز سے بولے
اب پاؤن نہ پھیلائیے ہم آئے ہوئے ہین

کہدی مرے مرنے کی خبر اُنسے کسی نے
کچھ سوچ مین بیٹھے ہین وہ گھبرائے ہوئے ہین

صرصر سے کہو جلد چراغ آکے بجھا دے
تربت پہ کئی پردہ نشین آئے ہوئے ہین

کرتا دل بیتاب قیامت مگر اب تک
روکے ہوئے تھامے ہوئے بہلائے ہوئے ہین

حوروں کو کبھی منہ نہ لگائینگے وہ صفدر
جو یار کے بوسون کا مزہ پائے ہوئے ہین

ہمیشہ مجکو حسرت سے ستمگر یاد کرتے ہین
تاسف خون ناحق کا مرے جلاد کرتے ہین

سحر ہم جو عاشق شکوۂ بیداد کرتے ہین
تمھین سے یہ تمھاری ظلم کی فریاد کرتے ہین

ٹھہر جا کوئی ساعت او رای تیغ قضا دم لے
ابھی بسمل تماشاے رخ جلاد کرتے ہین

ہوئی ہو ترک میخواری مگر کچھ ربط باقی ہو
صراحی ہچکیان لیتی ہو جب ہم یاد کرتے ہین

چمن پر آجکل جوبن ہو فصل گل کی آمد ہو
عنادل باغ مین شور ہزار کباد کرتے ہین

یہ الفت ہو جو اُٹھتے ہین بگولے خاک شیرین سے
وہ اب بھی طوف گرد تربت فرہاد کرتے ہین

چمکنا ہمصفیران چمن سب بھول جاتے ہین
تڑپکر جب اسیران قفس فریاد کرتے ہین

سوال وصل پر لازم نہین ہم گالیان دینی | ہماری عرض کیا ہی آپ ارشاد کرتے ہین

ابھی مشتاق ہی عالم نہو قصر سخن صفدر
غزل ایک اس زمین مین اور ہم ایجاد کرتے ہین

صنم کا ذکر کرتے ہین نہ حق کی یاد کرتے ہین | ہم اس عمر دو روزہ کو عبث برباد کرتے ہین
خدا سمجھے یہ بت طرفہ ستم ایجاد کرتے ہین | ستمہائے ظلم کرتے ہین نئی بیداد کرتے ہین
سحر کو طایران خوشنوا کس کس فصاحت سے | ثناے باغبان گلشن ایجاد کرتے ہین
نظر ہمسے چرا کر غیر سے آنکھین لڑاتے ہین | کسی کو رنج دیتے ہین کسی کو شاد کرتے ہین
نہین یہ نزع کی ہچکی ذرا دم لے قضا شاید | مین جنبر جان دیتا ہون وہ مجکو یاد کرتے ہین
تری تیغ نگہ سے حال ہی ایسا مرے دل کا | کہ توبہ توبہ جسکو دیکھکر جلاد کرتے ہین
تصدق کرکے اک محبوب کے فرق مبارک پر | قفس سے مرغ جان کو اپنے ہم آزاد کرتے ہین
تصور آجکل پھر دلمین آیا خوبرویون کا | پھر اس اجڑی ہوئی بستی کو ہم آباد کرتے ہین

یہ کس محبوب کی تصویر ہی آئینہ دل مین
کہ صفدر رشک حسن سے مانی و بہزاد کرتے ہین

صبا کیا چھو گئی ہی آپکے دامن شرماتے جاتے ہین | گل عارض نصیب دشمنان کملائے جاتے ہین
گیا ہی قافلہ صد شوق شہادت انکے لینے کو | اجل تنا تو قف کر کہ وہ بھی آئے جاتے ہین
ذرا مقتل مین چل کھینچ کھینچکے دم لیکے رک رکے | قیامت ہی یہ غمزے تیغ کو سکھائے جاتے ہین
بڑھا اے شوق دل دست ہوس بستان جانان پر | یہ پھل شمشاد قامت سے ابھی ہاتھ آئے جاتے ہین

جہانمین رہ بجائے نام الفت تاکہین باقی
نشانہائے مزار عاشقان مٹوائے جاتے ہین

کوئی کہدے کہ جلدی کیا ہی دم بھر تو ٹھہر جائین
فقط اکدم کا مین مہمان ہون کیون گھبرائے جاتے ہین

نظر آتی ہی شان کبریا اُس بت کی محفل مین
بٹھائے جاتے ہین اغیار ہم اُٹھوائے جاتے ہین

الٰہی خیر ہو اب دیکھیے کیا بیچ پڑتا ہی
اُلجھتا ہی مرا دل یار کی سلجھائے جاتے ہین

وہ مست حسن و نون مین کسی کی بھی نہین سنتا
عبث شیخ و برہمن اپنی اپنی گائے جاتے ہین

دکھا کر آب تیغ تیز وہ سفاک کہتا ہی
جو ہمپر مرتے ہین اُنکو تو وہ نہلائے جاتے ہین

بھلا صفدر مین انکو راہ پر کس طرح سے لاؤن
کہے جاتے ہین روٹے لگتے ہین شرمائے جاتے ہین

کبھی سبزہ لب نہر ہون کبھی اِس چمن مین نسیم ہون
کبھی رخت لالہ مین داغ ہون کبھی جیب گل مین شمیم ہون

ئے حال مین ہون مین ہر نفس کم و بیش پر مجھے دسترس
جو گھٹون تو تخت ثری بنون جو بڑھون تو عرش عظیم ہون

نہ نکل سکون نہ سنبھل سکون نہ ٹھہر سکون نہ تہ فلک
کوئی کشتی جیسے بھنور مین ہو انھین گرد شو مین مقیم ہون

جو ستائے مجکو کوئی ذرا وہ عذاب مین رہے مبتلا
نہین سہل کچھ مجھے چھیڑنا اثر سرشک یتیم ہون

مرے رنج کی نہ کچھ ابتدا نہ مرے خوشی کی ہی انتہا

جو جلون تو نار جحیم ہون جو ہنسون تو باغ نعیم ہون

نہ سفر مین کوئی رفیق ہی نہ وطن مین کوئی شفیق ہی

نہ غبار دامن راہرو نہ عبیر جیب مقیم ہون

نہ کرم سے ہی مجھے کچھ خبر نہ ستم سے ہی مجھے کچھ ضرر

نہ نگاہ چشم امید ہون نہ مین خار دامن بیم ہون

یہ لرز رہا ہی بلا سے دل جو کرون ثواب بھی ہون خجل

عرق خجالت بے خطا نم انفعال کریم ہون

نہ ہوا نصیب بجز الم نہ ملا سر ورسوائے غم

کہ ہمیشہ تلخی دہر سے مزہ دہان سقیم ہون

نہ حیات پر ہی نظر مجھے نہ ممات سے ہی خطر مجھے

زر و دولت دو جہان ملے تری تیغ سے جو دونیم ہون

نہین اِس جہان پہ نظر مجھے کہ مآل سے ہی خبر مجھے

نہ ہوائے لعل و گہر مجھے نہ مین طالب زر و سیم ہون

نہ مجھے کسی سے ہی التجا نہ کسی کا مجھ سے ہی مدعا

لب خشک کاسہ فقیر ہون نہ سحاب دست کریم ہون

جو جلا ہی آتش عشق کا وہی آگ ہو گی اُسے دوا

نہین احتیاج حکیم کی کہ مین آپ اپنا حکیم ہون

غم عشق تیری ترقیان ترے زیر حکم ہو سب جہان
مجھے بھی قدم سے نہ کر جدا مین ترا رفیق قدیم ہون
نہ کرون مین صفدر خستہ جان جو رجوع اُس سے یہ دل کہان
وہ طبیب ہی مین مریض ہون وہ حکیم ہی مین سقیم ہون

شہرہ ہی تیرے حسن کا جانان کہان کہان
ہی نور آفتاب درخشان کہان کہان
پہونچا نہ تیرے حسن کا فرمان کہان کہان
بندے ہوے نہ گبر و مسلمان کہان کہان
شمعو نمین اُسکا نور ہی پھولو نمین اُسکا رنگ
دیکھا ہی ہمنے جلوۂ جانان کہان کہان
جاتا ہی کوئی سوے حرم کوئی سوے دیر
پھرتے ہین ڈھونڈھتے تجھے انسان کہان کہان
مرغوب طبع ہی جو زمانے مین ہی حسین
اکدل ہی اُسکو کیجیے قربان کہان کہان
دل ناگہان جو گیسوے خمدار مین گیا
بولا یہ شانہ ہو کے پریشان کہان کہان
کرسی و عرش کیا کہ یہ دیکھ آئے لامکان
پہونچے مکان سے حضرت انسان کہان کہان
پاتا نہین ہون گھر مین کسی شب مین آپکو
سچ کہیے آپ جاتے ہین مہمان کہان کہان
وہ زلف و رخ یہ کہتے ہین تاراج کے لیے
ہندو کہان کہان ہین مسلمان کہان کہان
دریا مین موج باغ مین گل جادہ دشت مین
پھیلے ہین میرے چاک گریبان کہان کہان
پہلے یہ پوچھنا ہمنے گئے جس دیار مین
یارو یہان ہی مجمع خوبان کہان کہان

صفدر جواب نامہ نہ لایا جو نامہ بر
کیا جانے پھر رہا ہی پریشان کہان کہان

چمن مین کی ہی پھر پھر کر تمھاری جستجو برسون
کسی گل مین نہ پائی پر یہ بھینی بھینی بو برسون

جہان مین ہمنے رنگ جستجو برسون
گلی مین سرگ گل کے پھر مانند بو برسون

کسی کی یاد نے بخشا ہی ایسا ذوق خاموشی
کہ بت بنکر رہے ہین ہم خدا کے روبرو برسون

چمک دیکھی جو میرے درد کی انصاف سے دم بھر
تو بجلی کیطرح تڑپا کرے ای تیغ تو برسون

یہ کسکے خون کی منحوسی آئی ملک آئی تھی
کہ آئی تیغ قاتل سے دُعا لعن کی محکو بو برسون

نہ محراب بروحکم بتان ہی سجدے کا
جبھی تب تیغ سے جانباز کرتے ہین وضو برسون

ولا ہی حرص بیجا اکدم کی زندگانی مین
جہان مین رہنے آیا ہون نہ مین سون نہ تو برسون

لحد پر بھی وہ مجھنا شاد کے آیا نہ مدت تک
مرے پر بھی نہ میرے دلسے نکلی آرزو برسون

رہی کیا وضع اسیری مین بھی ساقی تیرے مستونکی
کہ حلقہ گردن خم کا رہا طوق گلو برسون

نہ کچھ عقدہ کھلا اُنپر مرے حال پریشان کا
کہا کی زلف بیچان حال میرا مو بمو برسون

زبان حال سے اظہار درد دل کیا صفدر
لب خاموش سے کرتے رہے ہم گفتگو برسون

عالم تباہ ہو جو مین آفت رسیدہ ہون
طوفان نوح آئے اگر آبدیدہ ہون

رفعت ہی ساتھ اگرچہ بخاک رسیدہ ہون
سایہ بھی ہون تو سایہ مرغ پریدہ ہون

شکوہ نہین جو یار رہا مجھ سے بیخبر
مین حرف مدعا ہے بلب نارسیدہ ہون

بھولا کبھی نہ غنچہ صفت تنگدل رہا
یارب مین کس چمن کا گل نو دمیدہ ہون

جاتا ہون جسطرف وہ چھپاتا ہی مجھسے آنکھ
آشوب گاہ دہر مین خاک پریدہ ہون

پائی ہی مین نے خاک مین ملنے سے آبرو
اِس غمکدے مین صورتِ اشکِ چکیدہ ہون

وہ اپنے گھر مین خوش رہین مین اپنے گھر مین خوش
مجھ سے جو وہ خفا ہین تو مین بھی کشیدہ ہون

ممکن نہین کہ چھوٹ سکون دام سے کبھی
باغ جہان مین طائرِ شہپر بریدہ ہون

مین کیا تباہ ہون کہ زمانہ تباہ ہی
بحرِ جہان مین کشتی طوفان رسیدہ ہون

کیونکر جھکین نہ آگے مرے اک جہان کے سر
محراب ہون ارمین ترے در پر خمیدہ ہون

ہوے ثمرہ یہ ہی ہے مرے اشک کا کلام
مین نخلِ عشق مین ثمر نو رسیدہ ہون

صیاد کا نہ خوف نہ ڈر مجھکو دام کا
مین اِس چمن مین طائرِ رنگِ پریدہ ہون

وحشت کی دیتی ہی مرے افتادگی خبر
صحرا مین نقشِ پاے غزال رمیدہ ہون

پروانہ مین نہین کہ جلون شمعِ بزم پر
بلبل نہین جو نکہتِ گل پر طپیدہ ہون

صفدر مین بوستانِ جہان مین بقولِ درد
جو کچھ کہ ہون سو ہون عبث فرآفتادہ ہون

ستاتے ہین یہ گیسو والے ہمین
خدا اِس بلا سے نکالے ہمین

چمن سے نہ گلچین نکالے ہمین
کہ رو رو کے بھرنے ہین تھالے ہمین

نہ دیوانے ہین ہم نہ وحشی ہین ہم
جو چاہین کہین کہنے والے ہمین

کسی کی ہمین یاد آئی ہی چال
کہو ہمنشین اب سنبھالے ہمین

نہ جائینگے ہم بزم دلدار سے
نہین مانگ جو وہ نکالے ہمین

سلامت یہ پیر مغان خم کی خیر
دیے مے سے بھر کر پیالے ہمین

تری زلف پیچاں سے ڈرتے ہین ہم
کہین پیچ مین پڑ نہ جائے ہمین

جدائی کے اب رنج اٹھتے نہین
اٹھی جہان سے اٹھائے ہمین

ستم گلرخون کی جدائی ہوئی
پڑے اپنے جینے کے لالے ہمین

نہ شکوہ کرینگے خدا کی قسم
وہ بت جتنا چاہے ستائے ہمین

لحد تک سب آکر گئے اپنے گھر
کیا ہی خدا کے حوالے ہمین

بہت مضطرب ہی دل بیقرار
کبھی تو گلے سے لگائے ہمین

گلے مین مرے ہاتھ وہ ڈال کر
یہ کہتے ہین صفدر منائے ہمین

رہی ہی کعبہ و بتخانہ مین قید مکان برسون
رہے ہم یہان برسون بسر کی ہی وہان برسون

نہین کچھ آج نالے مے مری تاثیر دکھلائی
رہے ہین بر ہم و در ہم زمین و آسمان برسون

شب وصلت کبھی لو سے جو اسکے لب کا پایا تھا
جدائی مین مزے کیا کیا اڑایا کی زبان برسون

گلا تانکو نہ اکر خانۂ صیاد مین بھولے
رہا ہمکو قفس مین بھی خیال آشیان برسون

نہین پایا ہی اس ظالم نے مجھ سا صابر مین کامل
مہینون آزمایا ہی کیا ہی امتحان برسون

کسی دن چہرۂ گل کو جو تانی سے دیکھا تھا
ہوئی سیدھی بلبل سے نگاہ باغبان برسون

نہین استاد مجھ سا کوئی علم خوش بیانی مین
پڑھی ہی بلبلون نے آکے مجھ سے بوستان برسون

کبھی ہنس نہ دیکھا روز وصلت جز شب فرقت
رہا برگشتہ بے تقصیر ہمسے آسمان برسون

وہ رہرو ہون ہرگز منزل مقصود کو پہونچا
رہا ریگ روان کیطرح صحرا مین دوان برسون

ہمارے دل کا کیا احوال کیفیت سے خالی ہے
کبھی سیری سو سینے اگر یہ داستان بھر

عجب اک عالم وحشت تھا آغاز محبت مین
رہا مین خانمان برباد بے نام و نشان برسون

اجازت دے مجھے صیاد تا بو ایک نالے کی
زبان و کی ہے مدت تک کیا ضبط فغان برسون

چھوا تھا اُسکے کو فقط اِس جرم پر صفدر
رہے زندانمین ہم محبوس نہین ہیں بیڑیان برسون

غم دل جو آپسے عیان نہین تو کچھ اُسکی وجہ نہان نہین
مرے لب پہ شور و فغان نہین مرے اشک چشم روان نہین

وہ شجر ہون جس مین ثمر نہین وہ صدف ہون جسمین گہر نہین
وہ سخن ہون جسمین اثر نہین وہ دہن ہون جسمین زبان نہین

تری مدح ہمسے ہو جانجان کبھی اپنے دل کو نہین گمان
وہ دہن کہان وہ زبان کہان وہ سخن نہین وہ بیان نہین

جسے ذوق الفت یار ہے اُسے سب طرح سے قرار ہے
عجب اِس چمن کی بہار ہے کبھی جسکو خوف خزان نہین

اُسی بت کے در پہ رہے جبین مری زندگی ہو بسر وہین
وہی باغ ہے وہی گلزمین ہو سس ریاض جنان نہین

شب وصل مرغ جو بول اُٹھا مجھے صبح سے سوا ہوا
کہو بے محل نہ کرے صدا مرے دلکو تاب فغان نہین

جنھین زندگی پہ غرور ہی اُنھین عقل ہی نہ شعور ہی
سفر اِس سرا سے ضرور ہی کہ قیام عمر روان نہین

جنھین ناز جاہ و حشم پہ تھا جنھین گھر گنج و درم پہ تھا
جنھین فخر طبل و علم پہ تھا کہین آج اُنکا نشان نہین

غزل اور صفدر خوش بیان کہو خوش ہو جس سے دل جہان
نہ رُکے قلم نہ تھمے زبان ابھی بند طبع روان نہین

یہ گل ہمیشہ بہار ہی مرے دل مین داغ عیان نہین
صفت گل چمن جنان کبھی اُسکو خوف خزان نہین

وہی سبزۂ لب نہر ہی وہی آبشارون کا شور ہی
وہی قمریون کا ہجوم ہی مگر اپنا سرو روان نہین

ابھی تیغ غمزہ کھنچی نہین ابھی تیر عشوہ چلا نہین
ابھی اُسمین ناز و ادا نہین ابھی طفل ہی وہ جوان نہین

مرے شور پر نہو خندہ زن ترا اور حال ہی فاختہ
ترا سرو تجھ سے خفا نہین ترا طوق اتنا گران نہین

مجھے ذوق لذت زخم ہی اُسے ناپسند ہی بانکپن
مجھے آرزو کہ ہدف ہو نہین اُسے شوق تیر و کمان نہین

وہی کعبہ ہی وہی دیر ہی وہی خانقہ وہی میکدہ

جو دوئی کا پردہ اُٹھا دیا تو خدا کا جلوہ کہان نہیں
کہا اُسنے صفدر نیمجان مگر اِس جہان سے گذر گیا
کہ ہمارے کوچے مین دیر سے وہ صدائے آہ و فغان نہیں

کچھ وصیان ہجر کا نہ رہا وصل یار مین
بھولا خزان کو مرغ خوش الحان بہار مین

کشمیر مین ختن مین حلب مین تتار مین
شہرہ تمھارے حسن کا ہی ہر دیار مین

جائین بہشت کو کہ چلین کوے یار مین
کیا کیا خیال آتے ہین ہمکو مزار مین

اِس درجہ ناتوان ہوا ہجر یار مین
بنتے ہین سو لباس مرے ایک تار مین

دیکھا نہ ایک مین نے عارض کا ہمنے رنگ
پھولے ہزار گل چمن روزگار مین

معشوق آپ کو مجھے عاشق بنا دیا
کیا دخل ہی مشیت پروردگار مین

گستاخیون سے میرے وہ آزردہ ہو گئے
سو جھا نہ خاک لذت بوس و کنار مین

کیونکر نہ بوسے لون لب میگون کے وصل مین
سچ ہی کہ لطف بادہ کشی ہی بہار مین

روز فراق ہو نہ شب وصل کے سوا
گردش فلک کی ہو جو مرے اختیار مین

جنت سے بھیج ابتو کوئی حور ای خدا
دی جان ہمنے حسرت بوس و کنار مین

پاس رقیب سے اِدھر آتا نہین وہ شوخ
اُلجھا ہوا ہی دامن گل نوک خار مین

مستونکو اُسنے وادی جنت دکھا دیا
انگڑائی لی جو ہاتھ اُٹھا کر خمار مین

پھر ہی کسی کے چشم فسونگر کا انتظار
پھر مبتلا ہون گردش لیل و نہار مین

صفدر ہی آنسو دمنین مرا جسم زار یون

رشتہ ہو جسطرح گہر ابدار مین

خاک دیکھی سیر ہمنے گلشن ایجاد مین — پر نہ نکلے تھے کہ آئے خانۂ صیاد مین
کیا اثر تھا بلبلون کے نالہ و فریاد مین — گر پڑی بجلی تڑپ کر خانۂ صیاد مین
عمر بھر نالان رہا اک شاخ گل کی یاد مین — پھل یہ پایا مین نے آکر گلشن ایجاد مین
لیلی و غدرا و شیرین مین ہین افسانے ترے — مذکرے میرے ہین قیس و واق و فرہاد مین
چاہتا ہون زیر خنجر حشر تک گردن رہے — کیا کہون قاتل جو لذت ہے تری بیداد مین
سرو کی الفت مین قمری شوق گل مین عندلیب — مین ترا مشتاق آیا گلشن ایجاد مین
ہون وہ سودائی ذرا چکھا جو میرا خون گرم — پڑ گئے چھالے زبان نشتر فصاد مین
کیا سمجھکر بلبلین کرتی ہین مجھ سے سامنا — انکے نالون مین اثر ہے یا مری فریاد مین
تھا فرشتونکو بڑا دعوی عبادت کا مگر — پھنس گئے آکر فریب حسن آدم زاد مین
ذبح ہوتے وقت کی وہ یاس کی ہمنے نگاہ — گر پڑا خنجر ہوا رعشہ تن جلاد مین
غیر سے آزردہ ہو کر میرے گھر آئے وہ بت — یا خدا ہو یہ اثر پیدا مری فریاد مین
ہمصفیرونکی جدائی کا نہ اٹھا مجھ سے غم — جان دی آخر تڑپ کر خانۂ صیاد مین
رہگئے مقتل مین مشتاق شہادت نیمجان — ہے نزاکت سے نزاکت بازوے جلاد مین
ہے سکندر کا نہ دارا کا نہ قیصر کا نشان — چار دن سب رہگئے اس قصر بے بنیاد مین
حسرت و یاس و غم و رنج و الم کا ہے ہجوم — آگئی وسعت کہان سے اس دل ناشاد مین
ٹھوکرین کھائین بہت ہمنے تبون کے عشق مین — زندگی باقی بسر ہو اب خدا کی یاد مین

دخل دیتے ہی نہین ہین کچھ بھی تحسین کے سوا
کیا غزل بھیجون ہین صفدر خدمت استاد مین

اب کہتے ہو کہ تم مری محفل مین آئے کیون
کہتا ہون صاف صاف کہ مرتا ہون آپ پر

مین نے جو آہ کی تو کہا ہنسکے یار نے
ایسے جو نا توان کے پھر ناز اٹھائے کیون

اے دل اگر کسی کی نہ تھی تجھکو جستجو
قلاب آسمان و زمین کے ملائے کیون

ہستی مین نیستی سے تو آنے کو آئے ہم
لیکن بہت ہین دلمین پشیمان کہ آئے کیون

سنکر جو میرا نام چڑھانا تھا تیوریان
دو پھول وہ مزار پہ لاکر چڑھائے کیون

اہل نظر کو طاقت دیدار جب نہ ہو
پردہ اٹھاکے رخسے وہ جلوہ دکھائے کیون

اُس شوخ بیوفا کا اشارہ نہ ہو اگر
دے چرخ مجکو رنج زمانہ ستائے کیون

فرماتے تھے کہ آہ مین تیرے اثر نہین
بیتاب ہوکے آپ مرے گھر پھر آئے کیون

جب اُسکو التفات نہو حال زار پر
پھر کوئی اپنے درد کا قصہ سنائے کیون

کافی تھی میرے داغ جگر ہی کی روشنی
لاکر چراغ میری لحد پر جلائے کیون

عبرت کا ہی مقام تماشا نہین ہی یہ
لاشے پہ میرے جمع ہین اپنے پرائے کیون

محراب بہر سجدہ ہو جب بروے بتان
صفدر وہیں سے کعبے کو جائے کیون

کہون کیا مین تمسے کہ کیا چاہتا ہون
جفا ہو چکی اب وفا چاہتا ہون

وصلت سے مطلب فرقت سے مطلب
فقط مین تمھاری رضا چاہتا ہون

دل آئینہ ہے اُس سے معلوم ہوگا
نہین چاہتا تمکو یا چاہتا ہون

بہت آشنا ہین زمانے مین لیکن
کوئی دوست درد آشنا چاہتا ہون

دم نزع تو آکے صورت دکھادو
نہین دیر رخصت ہوا چاہتا ہون

غم ہجر سے تنگ آیا ہون ایسا
کہ مرنے کی تمسے دعا چاہتا ہون

چمن مین تو آیا ہون ساقی کو لیکر
اُٹھے ابر گھنڈھی ہوا چاہتا ہون

کسی گل کی بو مجکو لاکر سنگھادے
یہی تجھ سے بادِ صبا چاہتا ہون

غرض کوئی مجکو نہوان تبون سے
دل بے غرض یا خدا چاہتا ہون

خدا دوست کو میرے مجھسے چھڑائے
جو دشمن کا بھی مین بُرا چاہتا ہون

وہ عیسیٰ ملے تو کہون اُس سے صفدر
کہ مین درد دل کی دوا چاہتا ہون

دل و جگر خون ہو چکے ہین حواس تک اُنے جا چکے ہین
وہی محبت کا حوصلہ ہے ہزار صدمے اُٹھا چکے ہین
یقین ہے اب جسم پر وہ آئین ستم کیے ہین کمال مجھ پر
ستا چکے ہین رولا چکے ہین دل و جگر کو جلا چکے ہین
کبھی ندمت نہوگی واعظ شراب گلگون کی میکشون سے
زیان سے اُسکو بُرا کہین کیا جسے کہ ہم مُنہ لگا چکے ہین

ستم سے دل اور شادمان ہو کبھی نہ سختی کوئی گران ہو
کسی کا اب اور امتحان ہو ہمین تو آپ آزما چکے ہین
لگا کے خنجر بجھائینگے کیا وہ پیاس میری سنا ہی مین نے
مری طرف سے رقیب انکو لگا چکے ہین بجھا چکے ہین
مقدر اپنا ہی خفتہ کب سے کہان ہی امید اب کہ جو نکے
تڑپ کے چلا کے شور کر کے بہت اسے ہم جگا چکے ہین
چمن سے گل توڑنا تو کیسا یہی ہی ہم کو بہت غنیمت
کہ دامن الجھا جو خار سے تھا بمشکل اسکو چھڑا کے ہین
مشاعرے کا ہی قصد صفدر کہ شعر اچھے ہین چلکے پڑھیے
مگر یہ ہوتا ہی یاد ہم کو کہ یہ غزل ہم سنا چکے ہین

ہوئے الفت کے جب بندے تو کب قاضی سے ڈرتے ہین
خدا کے سامنے کہدینگے ایسی بت بھی کرتے ہین
جہان دیکھا کسی کو بت خفا سر پہ مرتے ہین
حسینون سے نہین ڈرتے ہم اپنے دشمن سے ڈرتے ہین
طلب ہی آئینے کی گیسو و نمین شانہ کرتے ہین
الٰہی خیر ہو بگڑے نکھرتے ہین سنورتے ہین
کہا مجکو اجل نے دیکھکر مقتل مین قاتل سے
مین حاضر اسکو جلدی آپ کو بھی دیر کرتے ہین
زیادہ اس سے شوخی اور کیا ہوگی قیامت ہی
لیے بیٹھے ہین مٹھی مین مرا دل اور کہتے ہین
ادھر جوش جوانی ہی ادھر جوش جنون ہر دم
وہان جو بن ابھرتا ہی یہان چھالے ابھرتے ہین
اڑاتے ہین چمن سے بلبلونکو باغبان گلچین
بہار آئی عدو سن باغ کے صدقے اترتے ہین

رہا جاتا نہین ہر بے کسے دلمین جو حسرت ہی
نہین سنتے ہین وہ کچھ بھی مگر ہم کہ گذرتے ہین

یہ خود بینی کہانتک آئنے کو اب کرو رخصت
ادھر بھی اک نظر ہم بھی تو تمکو پیار کرتے ہین

کہین کیا زندگی کیونکر بسر ہوتی ہی فرقت مین
تڑپتے ہین سسکتے ہین جیتے ہین مرتے ہین

تری اس بیوفائی پر وفا داری کرتا ہی
نہین مرتے ہین تجھپر ہمتو اپنے دلپہ مرتے ہین

ہماری خاک دامنگیر ہو جائے نہ اے صفدر
اٹھا لیتے ہین دامن جس گلی سے وہ گذرتے ہین

تعلق سے رہا آزاد سیر دشت گلشن مین
نہ گل میرے گریبانمین نہ کانٹا میرے دامن مین

مین یکتا عشق مین ہون تو اگر ہی حسن مین کامل
نہ مجھ سا خار صحرا مین نہ تجھ سا پھول گلشن مین

نہ کوئی غیر کعبے مین نہ بتخانے مین بیگانہ
زبردستی کا جھگڑا پڑ گیا شیخ و برہمن مین

وہ میکش مین کہ اے زاہد ہمارے ہاتھ رہتے ہین
کبھی شیشے کی گردنمین کبھی ساقی کی گردنمین

نہ ہو وحشت سے خالی اے رفوگر چارہ سازی بھی
گریبان پھاڑ کر پیوند کرنا میرے دامن مین

دو شالے اوڑھکر کل بستر گل پر جو سوتے تھے
پڑے ہین منہ لپیٹے آج وہ چادر سے مدفن مین

کسی کے دیکھے دیکھنے پر ترس کھاتا نہین کوئی
گھٹائین ہو رہی ہین منس ہی ہر برس ساون مین

تمہارا ایک جلوہ ہر جگہ نیرنگ رکھتا ہی
صمد چشم مسلمانمین صنم چشم برہمن مین

مضامین منتخب میری غزلمین کیون نہون صفدر
مین کانٹون کو ہٹا کر پھول چن لیتا ہون دامن مین

پڑ گیا کیا زخم تیغ عشق کاری اندنون
مرغ بسمل کی تڑپ ہی بیقراری اندنون

واہ کیا جوبن پہ ہی حسن عروسان چمن
ناز کرتی پھرتی ہی باد بہاری اندنون

فصل گل پھر آئی پھر جوش جنون تازہ ہوا
رنگ لائی پھر نیا وحشت ہماری اندنون

لہلہاتا سبزہ نہرین موجزن محنڈھی ہوا
کیا گلستانین ہی لطف بادہ خواری اندنون

پائے خم پر غدر خواہی کو پڑے ہین اہل زہد
جاکے سر پھوڑے کہان پرہیزگاری اندنون

عندلیبو تم بھی اُسکے ساتھ گلشن سے چلو
بجلی ہی بوے گل باد بہاری اندنون

تھا یہ رند بادہ کش کوئی کہ جسکی خاک پر
ابر رحمت کر رہا ہی اشکباری اندنون

فرقت دلدارین رخصت ہوے ہوش و حواس
درد اک کرتا ہی دلکی غمگساری اندنون

فرقت جانان مین دل نے بھی ہمارے چھوڑدی
ہمنشینی غمگساری دوستداری اندنون

واہ کیا جوبن دکھاتی ہین تمھاری چھاتیان
اُبھری اُبھری گوری گوری پیاری پیاری اندنون

فصل گل مین توڑی توبہ رہا جاتا نہین
کیا کرین صفدر کہ ہی بے اختیاری اندنون

کم سن ہین آئنہ ابھی پیش نظر نہین
کیا لین مری خبر انھین اپنی خبر نہین

کچھ بات معتبر تری اے حیلہ گر نہین
تا نصف شب تھی ہان ہوئی پچھلے پہر نہین

ہمدم کہان رفیق کہان ہجر یار مین
پہلو نشین سوائے دل نوحہ گر نہین

لیتا ہون ایک گال کے بوسے جو چار پانچ
کہتے ہین بس اب ادھر نہین

اُٹھ اُٹھ کے میرے دلکو کرین آپ پائمال
مین دیکھون بیٹھے بیٹھے یہ میرا جگر نہین

کیا میکدہ بھی شہر خموشان ہی ساقیا
غافل ہین سب کسی کو کسی کی خبر نہین

سودے مین لف یار کے کہتا ہون رات بھر — یہ وہ شب فراق ہی جسکی سحر نہین
تسکین کو میرے دلسے بنائی ہی تونے بات — پیغام اُسکے مُنھ کا یہ اے نامہ بر نہین
ملتی نہین ہی آنکھ بھی بوسے کا ذکر کیا — اگلی سی وہ حضور کی ہمپر نظر نہین
میری تمھاری بات تو نمین نقصان ہین ایک سے — وہ معتبر نہین ہین تو انمین اثر نہین
آتا ہی اے مسیح تو جلد آکے دیکھ جا — تیرے مریض غم کو امید سحر نہین
پامال کوئی ہو کوئی ٹھوکر سے جی اُٹھے — مستانہ اُسکی چال ہی اُسکو خبر نہین

صفدر کہین چھپائے سے چھپتا ہی رُدل
بیتاب کیون ہین آپ محبت اگر نہین

ہم آئے تھے گھڑی بھر غم غلط کرنیکو یار و نمین — وہ سب ہمسے سوا نکلے تمھارے دوست دار و نمین
ہین توبہ کرکے آبیٹھا تو ہون پرہیزگار و نمین — کوئی کھینچے لیے جاتا ہی دلکو بادہ خوار و نمین
نہ میرا عشق ہین ثانی نہ تیرا حسن ہین ثانی — ہین ہون لاکھون نہین یکتا منتخب ہی تو ہزار و نمین
نہین آرام اِسکو ایکدم مثل دل عاشق — نگاہ ناز بھی ہی کیا تمھارے بیقرار و نمین
تمھاری چھاگلین آوازہ کستی ہین مسیحا پر — کہ جب چلتے ہو تم جی اُٹھتے ہین مرے مزار و نمین
نکالے رنگ اچھے خضر زاہد نے ان روزون — کہ دن بھر روزہ دار و نمین ہین شب بھر بادہ خوار و نمین
ہمین ہی جستجو ہر بزم مین معشوق کم سن کی — تمنا لالہ بیداغ کی ہی لالہ زار و نمین
نہ عاشق ہی کوئی مجھسا نہ ظالم ہی کوئی تجھسا — وفا میری جفا تیری چھپی ہی اشتہار و نمین
اُڑاتے ہین مزے پردہ سارے قاضی و مفتی — ملے راتونکو اکثر وقت روز پرہیزگار و نمین

انتخاب

چھکایا مے سے اک عالم کو ساقی تو نے محفل مین
اِدھر بھی کوئی ساغر ہم بھی ہین امید وار دنمین

کہو یہ برق سے لذت تڑپنے کی اگر چاہے
رہے دو چار دن آکر تمھارے بیقرار دنمین

شب فرقت مرا نالہ صدائے صور تھا شاید
زمین جنبش مین آئی مردے اٹھ بیٹھے مزار دنمین

بھلا رکھتے ہین صفدر اور شاعر مجھ سے کیا نسبت
مین ہون شاہ سخن یہ لوگ ہین جاگیر دار دنمین

کوئی بات مُنھ سے نکل گئی جو خلاف وصلت یار مین
تو یہ عذر اُس سے کرونگا مین کہ جنون ہی مجکو بہار مین

مرے دل کی کچھ ہی نئی فغان الم جدائی یار مین
نہ جرس کے نالہ مین درد یہ نہ اثر یہ صوت ہزار مین

نہ وہ ناز اُٹھانے کے حوصلے نہ وہ شوق ہی نہ وہ ولولے
نہین طاقت اب دل زار مین نہین تاب جان نزار مین

ترے رحم حد سے کہین سوا مرے جرم کی نہین انتہا
نہ وہ آسکینگے حساب مین نہ یہ آسکینگے شمار مین

وہ کھڑے ہوے ہین سر لحد مرے اقربا سے کہے کوئی
اُنھین اور دیکھ لون کوئی دم ابھی تختے دین مزار مین

دم وصل ایسا لحاظ تھا نہ زبان سے کچھ بھی نکل سکا
مگر آنکھین شرم سے بند کین نہ سجھی بوس و کنار مین

شب وصل غلبۂ شوق ہی یہ خیال بھی ہی مگر مجھے
کہ بگڑ نہ جاے وہ تند خو کہین مجھ سے چاہ مین پیار مین

عجب انقلاب زمانہ ہی وہ ہوے جوان ہوے پیر ہم
ہمین سیر باغ کا لطف کیا کہ خزان ہی اپنی بہار مین

مرا شہرہ سارے جہان مین ہی مرا ذکر کون و مکان مین ہی
نہین غم اگر نہین جانتا کوئی مجکو میرے دیار مین

چمن جہان مین مین پھر چکا نہین تم سا گل کوئی دوسرا
فقط ایک بلبل زار کیا جو کہو تو کہدون ہزار مین

دل تنگ کا تو الم نہین مجھے صفدر اتنا خیال ہی
مرے دلمین غم ہی جو یار کا وہ پڑا ہی طرفہ فشار مین

مذکور اُس دہن کا جسدم سُنا چمن مین
موتی بھر گی شبنم ہر غنچے کے دہن مین

بیگانہ مثل سبزہ اکثر رہے وطن مین
کیا لطف سیر ہمکو حاصل ہوا چمن مین

سمجھے چمن مین پہونچے آئے جو انجمن مین
کیا عطر کی مہک ہی اُس گل کے پیرہن مین

وحشت نئی ہماری ہی وادی سخن مین
کانٹے بھی ہین زبانپر چھالے بھی ہین دہن مین

لٹکے ہوے ہین کھون کی اسمین عاشقون کے
کنگھی کرو سمجھکر گیسوے پرشکن مین

نکلے صنمکدے سے ہوکر جو وہ مکدر
جھنجھلا کے خاک ڈالین بت چشم برہمن مین

ٹھوکر نہ یون لگاؤ فقیرون کو ناز سے تم
مرے اچھل پڑینگے بیساختہ کفن مین

اے باغبان پھرے ہم برسون نسیم آسا
آئی نہ ایک گل سے بوے وفا چمن مین

معشوق جس جگہ ہو عشاق بھی ہین ہین
ہمراہ شمع دیکھے پروانے انجمن مین

گم گشتہ دل ہمارا تم سے جدا نہ ہوگا
چاہ زنخدان مین ہوگا یا زلف پرشکن مین

گلگشت باغ کو وہ شاید ہین آنیوالے
پھرتی ہو کیسی مضطر باد صبا چمن مین

حیرت سے تیغ قاتل مقتول نے نہ دیکھی
پردہ یہ آنکھ ہی دو ملعون اور دلعن مین

یہ سرو قامتون سے ایذا اٹھائی ہم نے
گلگشت کو نجائین ہون سرو جس چمن مین

اسواسطے ہو خواہش ملک عدم کی صفدر
بچھڑے ہوے احبا ملجائینگے وطن مین

شرم آنکھ مین ہو آنکھ ہو نہان نقاب مین
رہتا ہو اب حجاب بھی انکا حجاب مین

پیدا ہوا ہو کچھ تو اثر اضطراب مین
شبکو کبھی کبھی جو وہ آتے ہین خواب مین

آنکھون سے میرے ہو رخ جانان حجاب مین
اے برق حسن آگ لگا دے نقاب مین

اللہ رے شوق پوچھتے ہین نامہ بر سے ہم
کچھ تو بتا دے کیا وہ لکھینگے جو انمین

ہم میکدے کی راہ سے ہو نچینگے یا رتک
واعظ پڑے رہینگے عذاب و ثواب مین

قاصد بھی اسکو دیکھ کے بیتاب ہوگیا
کیا جانے کیا زبان سے کہا اضطراب مین

گنتی کے بوسے لینے کی ٹھہری ہو انسے جب
دھوکا ہی مین نے ڈالدیا ہو حساب مین

کعبے کو مین گیا تو وہ بت ہوگیا خفا
چلکر رہ ثواب پڑا کس عذاب مین

یہ خوبی تحاب مجھے کہان بھی نصیب
مطلب کی بات کہہ نہ سکا انسے خواب مین

کم سن ہین وہ ابھی سے شرارت ہی استعداد
بجلی چمک دمک کے بنینگے شباب مین

رو رو کے مثل برق تڑپتا ہون بار بار
اللہ رے درد دل کی چمک اضطراب مین

وہ کچھ لکھا کہ دلکو مرے یاس ہوگئی
اس سے تو کاش کچھ وہ نہ لکھتے جواب مین

رنج فراق حضرت ناصح سے روز بحث
صفدر کی ایک جان ہر کس کس عذاب مین

گالیون پر بھی ترے حقمین دعا کرتے ہین
ہم وہ کرتے ہین جو ارباب وفا کرتے ہین

دل مرا پانون کے نیچے وہ ملا کرتے ہین
دھیان آتا نہین اتنا کہ یہ کیا کرتے ہین

تیری بو سمجھنے کو چاہیے اے یار دماغ
کیا سمجھکر گلہ باد صبا کرتے ہین

کوئی اتنا تو بتا دے کہ حسینان جہان
دل جو لیجاتے ہین عشاق کا کیا کرتے ہین

دھیان کب اسکی کمر کا نہین آتا ہم کو
سفر ملک عدم روز کیا کرتے ہین

گالیان دینے لگے کیسی وہ برہم ہوکر
ہمنے اتنا ہی کہا تھا کہ دعا کرتے ہین

بسملونکو جو ہوئی دولت دیدار نصیب
سجدۂ شکر بتیغ ادا کرتے ہین

صاف ہی بیدہنی اُنکی اسی سے ثابت
ہم جو کہتے ہین وہ خاموش سنا کرتے ہین

سرو کو دیکھیے کیا اُس قد موزون سے مثال
ایسے بندے تو وہ آزاد کیا کرتے ہین

بار شاہی نہ اُٹھیگا ترے درویشون سے
وہ بھلا کب طلب ظل ہما کرتے ہین

کی جو صفدر نے شکایت تو شکایت کیا ہے
دوستون ہی کا تو احباب گلہ کرتے ہین

رہتا ہون رات دن جو کسیکے خیال مین
باقی نہین تمیز فراق و وصال مین

کیا احتیاط ہو انھین مجھ سے وصال مین
آتے ہین ساتھ لیکے کسی کو خیال مین

اُٹھ اُٹھ کے درد دل ہی تجھے چھیڑنے سے کام
کیا جانے تو کہ بیٹھے ہین ہم کس خیال مین

اللہ کیا مقام ہی مید ان عشق بھی
قاتل جو وجد مین ہی تو بسمل ہی حال مین

دل بھاگتا ہی اتو تصور سے یار کے
کمبخت غیر آتا ہی پہلے خیال مین

کس گل کی سیر باغ کو آمد ہی اے صبا
پھولے نہین سماتے ہین کلیان نہال مین

سو بار جسنے خوش اہش اُدھر سے ملا جواب
ہم کچھ کسی کی سنتے ہین ذوق سوال مین

کیا مجکو قتل کرکے پشیمان ہوے ہین وہ
بیٹھے ہین سر جھکائے ہوے انفعال مین

وہ اور جواب میرے سوا لونکا نامہ بر
وہ بات کہ کہ آئے کسی کے خیال مین

صفدر غضب ہی جان پہ عاشق کے ہر طرح
گرمی جلال مین ہی تو شوخی جمال مین

مین اگرچہ زار و نزار ہون مگر اُسکا شکر گذار ہون
نہ کسی کی آنکھ مین خار ہون نہ کسی کے دل کا غبار ہون
نہ کسی کی چوٹی کا پھول ہون نہ کسی گلے کا مین ہار ہون
یہ ہجوم داغ ہی جسم پر کہ مین آپ باغ و بہار ہون
نہ کسی کے سینے کا داغ مین نہ کسی کا لالہ باغ مین
نہ کسی کے گھر کا چراغ مین نہ کسی کا شمع مزار ہون

نہ شمار مین نہ قطار مین نہ کرور مین نہ ہزار مین
عشم بیکسی سکے دیار مین فقط ایک مشت غبار ہون

مجھے میرا گوشۂ انزوا مرے حق مین ہی سبب بقا
جو ذرا جہان کی لگی ہوا تو فنا برنگ شرار ہون

مرا سر قدم سے اُٹھائیے مجھے اب گلے سے لگائیے
بہت آنکھین اب نہ دکھائیے کہ ہزار دل سے نثار ہون

یہ ہوس صفدر خستہ جان کہ سوے مدینہ ہو نمین روان
کرے خاک بھی جو یہ آسمان اُسی کوچے کا مین غبار ہون

خوابمین آنیکا اقرار ہی پر خواب کہان — خواب بھی آئے تو پھر دیکھنے کی تاب کہان
یار آزردہ محل غیر مخالف دربان — کھینچ لایا ہی مجھے یہ دل بیتاب کہان
دشت غربت مین وطن سے ہمین لائی قسمت — اب وہ ہم بزم وہ غمخوار وہ احباب کہان
خشک کانٹے ہین فقط باغ مین آئی ہی خزان — گل شاداب کہان لالۂ سیراب کہان
بیقراری سے مرے دل کی نہین ہو واقف — تمنے دیکھی طپش ماہی بے آب کہان
ابر دے یار مین ایدل ہوا واسجدۂ شکر — پھر نظر آئیگی ایسی مجھے محراب کہان
کشتی ٹوٹی ہوئی گرتا ہوا پُر جوش یہ بحر — کتنا غافل ہون کہ آیا ہی مجھے خواب کہان

عہد پیری مین گیا حسن جوانی صفدر
ہو گئی صبح عیان جلوۂ مہتاب کہان

سخت بیمار درد فرقت ہون — آیئے جلد ورنہ رخصت ہون
صاف باطن ہون پاک طینت ہون — شکل آئینہ بے کدورت ہون
رنج فرقت سے دے نجات مجھے — موت کا مین رہین منت ہون
کیون ہون افسردہ ہمنشین میرے — پاس ہون مین نہ کوئی حسرت ہون
دور ساغر ہی اسطرف بھی ضرور — ساقیا لائق عنایت ہون
زلف کہتی ہی اُنکی مین ہون بلا — قد کا ہی قول مین قیامت ہون
راز عالم ہی سب عیان مجھپر — لوح محفوظ و کلک قدرت ہون
سایۂ عاقبت کہان مجھ مین — شجر خشک دشت وحشت ہون
میرے اشکون سے سبز ہی یہ چمن — حق مین عالم کے ابر رحمت ہون
مین جدھر ہون اُدھر ہی اک عالم — اے جنون کیا مین کوئی دولت ہون
پیشرو سب کا ہو مرا پیرو — خضر سر منزل حقیقت ہون
اُنکے سر پر اُدھر ہی خون مرا — مین اِدھر زیر بار منت ہون
غم کے آثار رخسے روشن ہین — کیا کسی کا چراغ تربت ہون
مثل سبزہ ریاض عالم مین — پائمال ریاض غفلت ہون
قیس و فرہاد و نل جہانسے گئے — عشقبازی مین مین غنیمت ہون
کیا بنائی ہی نور کی صورت — مین تو قربان دست قدرت ہون
دل کا ارمان آج نکلے گا — اک پریوش سے گرم صحبت ہون

عشق مجھ پر تمام ہی صفدر
پیرو خاتم رسالت ہون

رونے مین ابر تر کے نقشے مٹا دیے ہین
ہم جب بل پڑے ہین دریا بہا دیے ہین

وہ تیغ جب چلی ہی جوہر دکھا دیے ہین
مقتل مین چار جانب تودے لگا دیے ہین

دانتونکی یاد مین جب آنسو گرا دیے ہین
فرش زمین پہ ہمنے موتی بچھا دیے ہین

نادونسے دل ملینگے کیونکر نہ ان تبون کے
عرش بریں کے پائے اکثر ہلا دیے ہین

حسن و جمال کا کب چار دانگ طرف تھا شہرہ
یہ چار چاند ہمنے تمکو لگا دیے ہین

کیا منہ ہمارے آگے کھولے زبان جو بلبل
دو نالے کرکے ہمنے چھکے چھڑا دیے ہین

اُس گلکے گیسو دن تک جاتا ہی بے تکلف
شانے کو کیا خدا نے نخت رسا دیے ہین

صحرا چمن بنا ہی کانٹے لہو سے گلگون
چھالون نے وحشیون کے کیا گل کھلا دیے ہین

ہو پیش دست رنگین کیا قدر لالہ و گل
رنگ اُنکے چٹکیون مین اُسنے اُڑا دیے ہین

ای میکشو بگاڑا کیا محتسب کا تم نے
کیون خم کے خم زمین پر ناحق لنڈھا دیے ہین

بیٹھے ہین اُسکے در پر عزت ہو یا ہو ذلت
یہ دو سو سے تو دو سے ہمنے اُٹھا دیے ہین

احسان سیم گلشن رکھتی ہی کیا لحد پر
کس دن چمن سے لاکر دو گل چڑھا دیے ہین

کچھ نقشبند امکان رکھتا نہین ہی پروا
کیا کیا بنا بنا کر نقشے مٹا دیے ہین

ای شوخ تیرے بسمل تڑپے ہین جب زمین پر
گردونکی قدسیون نے پر دے اُٹھا دیے ہین

رونے کی آنکھین خوگر جلنے کا شوق دلکو

الفت نے روگ کیا کیا صفدر لگا دیے ہین

رقیب ان نگاہون سے کم دیکھتے ہین
تمھین جس محبت سے ہم دیکھتے ہین

رہ عشق نے دل نے بھی ساتھ چھوڑا
وفادار دنیا مین کم دیکھتے ہین

شگفتہ ہو گلزار بسہ نیرنگیا غر
تری راہ ابر کرم دیکھتے ہین

وہ میکش ہین اک جام مے کے سائی
تماشا دو عالم کا ہم دیکھتے ہین

دم نزع ہو سامنے سے ہٹاؤ
تمھین اور ہم کوئی دم دیکھتے ہین

تری زلف پیچان کے سنبل مین اے گل
نہ بو دیکھتے ہین نہ خم دیکھتے ہین

تبون مین بھی جلوہ خدا کا ہو موسی
جو تم دیکھتے ہو وہ ہم دیکھتے ہین

بتا کر وہ مجھکو جلیسون سے بولے
مجھی کو یہ کیون دمبدم دیکھتے ہین

نگاہون سے ہو قصد قتل دو عالم
ارادے بڑے اُنکے ہم دیکھتے ہین

گلی مین ترے آکے گبر و مسلمان
تماشاے دیر و حرم دیکھتے ہین

بھلا اپنی ہستی بھی ہستی ہو کوئی
ادھر بھی اُدھر بھی عدم دیکھتے ہین

وہ صابر ہین خاموش بیٹھے ہین صفدر
جفا دیکھتے ہین ستم دیکھتے ہین

اُس کوچے مین ہم پہونچے تدبیر سے کتنے ہین
وہ گھر سے نکل آئے تقدیر سے کتنے ہین

سر اُسکے قدم پر ہو نام اُسکا زبان پر ہو
سجدہ اِسے کہتے ہین تکبیر اِسے کہتے ہین

گھبرا کے چلے آئے وہ آپ مرے گھر مین
اے نالہ دل تحسین تاثیر اِسے کہتے ہین

پیغام مرا سنکر خط پڑھکے کہا اُسنے
تقریر اِسے کہتے ہین تحریر اِسے کہتے ہین

وحشت مین تماشے کو کیا کیا نہ حسین آئے
پریون کو کیا تابع تسخیر اِسے کہتے ہین

دل لف مین جب بولا مین اُنکے کہان الجھا
شانے نے کہا نادان زنجیر اِسے کہتے ہین

نقشہ تری صورت کا آیا جو تصور مین
بیساختہ دل بولا تصویر اِسے کہتے ہین

محفل مین جو ہم پہونچے تعظیم کو وہ اُٹھے
عزت کے یہ معنی ہین توقیر اِسے کہتے ہین

خاک قدم جانان ہاتھ آئے ہمین صفدر
کیا خوب ملی دولت اکسیر اِسے کہتے ہین

ماتم کشتہ فراق آج ہی بزم یار مین
موت خزان مین آئی تھی پھولی ہوئی بہار مین

آئیے سیر کیجیے داغ ہین جسم زار مین
دیکھیے یہ نئی بہار پھول کھلے بہار مین

حسن مین ہو تم لاجواب عشق مین ہم ہین انتخاب
فرد ہو سیکڑون مین تم ایک ہین ہم ہزار مین

گیسوے دلدار کی ایسی ہی ہم کو جستجو
ایک قدم حلب مین ہی ایک قدم تتار مین

فکر لباس کی ہمین جوش جنون مین کچھ نہین
بیٹھے ہین ہم برنگ گل جامۂ تار تار مین

آتا ہون مبدم اگر پاس ترے خفا نہ ہو
غدر ہی قابل قبول دل نہین اختیار مین

واہ رے لطف میکشی میکدہ اور دخت رز
باغ جنان ہی روبرو حور مرے کنار مین

نور نگاہ اُڑ گیا صاف برنگ آئنہ
آنکھین سفید ہو گئین صدمۂ انتظار مین

قید مین بال بال مین سیکڑون بیکسونکے دل
شانہ سمجھ کے کیجیے گیسوے مشکبار مین

دلکے تڑپ کا ہو بُرا جسنے ہمین جگا دیا
سونے نہ پائے چین سے چار گھڑی مزار مین

مالک کوثر و جنان روز جزا مین مرتضی
ذکر یہی ہی صحبت صفدر بادہ خوار مین

جب سے مہمان ہوا ہی تو دل مین — نہ رہی کوئی آرزو دل مین
جب سے ساقی بسا ہی تو دل مین — جام آنکھو نمین ہی سبو دل مین
حسرت آنکھو نمین ڈھونڈھتی ہی اسے — درد کرتا ہی جستجو دل مین
جب اٹھا جان پر ہوا صدمہ — درد کی طرح سے ہی تو دل مین
نہین آتی ہی شرم سے باہر — یہ وطن ہی کہ آرزو دل مین
بیوفا یہ بھی ہو گیا کمبخت — آگئی ہی تمھاری خو دل مین
پھر نکلنے کا نام لو نہ کبھی — تم رہو مثل آرزو دل مین
اٹھ کے پہلو سے تم گئے باہر — ڈھونڈھتا ہون مین چار سو دل مین
بیوفا دلربا کو کہتے ہین — اور مجکو ہی گفتگو دل مین
بت خدا اس سے کچھ نہین باہر — کیجیے سب کی جستجو دل مین

وصل سو بار ہو چکا صفدر
آرزو سی ہی آرزو دل مین

مین کب جنس دل رایگان بیچتا ہون — خریدار تم ہو تو ہان بیچتا ہون
فقط ایک بوسے پہ دیتا ہون دل کو — نہ سمجھو کہ سودا گران بیچتا ہون
جو تلوار تم نے کوئی مول لی ہی — مین سر اپنا اے جان جان بیچتا ہون

تمھین جو پسند آئے حاضر ہے لو
دل و دین و نام و نشان بیچتا ہون

خریدار ہون اک بت نازنین کا
محبت مین دونون جہان بیچتا ہون

وہ مکتب مین جسدم گئے مین بھی پہونچا
کہ سعدی کی مین بوستان بیچتا ہون

ئی جوش مستی مین سوجھی ہے مجکو
کہ پیر مغان کی دکان بیچتا ہون

تبون کو جو دینا ہون مین کعبۂ دل
نہین دھیان کسکا مکان بیچتا ہون

ابھی دیکے دل مول لیتا ہون بوسہ
وہ اتنا تو کہدین کہان بیچتا ہون

گلی مول لیتا ہون اُس گل کی صفدر
تماشا ہے باغ جنان بیچتا ہون

لگائے زخمکاری سنے قاتل اسکو کہتے ہین
ہنسے کیا کیا نہ اپنے زخم بسمل اسکو کہتے ہین

نہین نادان بڑا ہوشیار ہے دل اسکو کہتے ہین
زمانے مین جو عاقل ہین وہ عاقل اسکو کہتے ہین

قدم رکھکر جو کوے یار مین مینے نشان پوچھا
صدائے غیب آئی کوے قاتل اسکو کہتے ہین

نہ اسکو تیغ کا ڈر ہے نہ اندیشہ ہے خنجر کا
تری الفت مین کھیلا جان پر دل اسکو کہتے ہین

بڑے جو چلنے والے تھے تمھی راہ محبت مین
کسی سے طے نہین ہوتی ہے منزل اسکو کہتے ہین

نہ چھوٹا پھنسگیا جو اسکے گیسوے مسلسل مین
بلا کی ہیں کڑیان ہین سلاسل اسکو کہتے ہین

وہ جسدم آنہ خانہ مین آئے یہ کہا ہنسکر
عجب جلسہ حسینونکا ہے محفل اسکو کہتے ہین

تری محفلمین ہمنے شمع جب فانوس مین دیکھی
گمان گذرا کہ یہ لیلی ہے محمل اسکو کہتے ہین

کوئی کہتا ہے غنچہ اُس دہن کو اور کوئی نقطہ
یہ عقدہ حل نہین ہوتا ہے مشکل اسکو کہتے ہین

انا الحق سے غرض منصور کی تھی عین ذات حق
بڑے نافہم ہین جو قول باطل اسکو کہتے ہین

نہ تڑپا زخم کھا کر زیر خنجر بھی جو مین صفدر
کہا قاتل نے ہنسکر واہ بسمل اسکو کہتے ہین

پھر نظر آگئے وہ گیسوے خمدار کہین
پھر گرفتار ہوا آج دل زار کہین

دل تڑپتا ہی بہت آج قفس مین صیاد
کوئی آزاد ہوا تازہ گرفتار کہین

آگئی آہ زبان تک تو کہان چرخ کی خیر
کھنچ گئی میان سے اب رکھتے ہین تلوار کہین

اتنی سی بات پہ ہوتے ہین عبث آپ خفا
ایک بوسے پہ یہ دیکھی نہین تکرار کہین

فرش پر اسکا نشان ہی نہ سر عرش پتا
ہاتھ آتا نہین نقش قدم یار کہین

وہ تصور مین بھی آتے ہین تو یہ ڈرتے ہین
پرچہ عفت کو لگا دین نہ خبردار کہین

باغبان دیکھ زیادہ نہ ستا بلبل کو
پھونکدے نالہ سوزان سے نہ گلزار کہین

وقفہ ہستی مین نہین عمر رواں کو ہرگز
راہ مین دم نہین لیتا ہی یہ رہوار کہین

سر بازار نہ یون ناز و ادا سے چلیے
آپکی چال پہ چلجاے نہ تلوار کہین

اس ادا سے نہ قدم وقت تماشا رکھیے
ہو نہ ہنگامہ محشر سر بازار کہین

صاف چہرے سے تمہارے یہ عیان ہی صفدر
دام الفت مین کسی کے ہو گرفتار کہین

طلب دین کی یا فکر دنیا کرین
حیات دو روزہ مین کیا کیا کرین

اطبا نہ میسر امداد اگر
اگر دستگیش ہون تو اچھا کرین

ستمگر نے چھوڑا ہمین نیم جان
یہ مدنظر ہی کہ تڑپا کرین

بہت دلکے ہاتھون سے مجبور ہین
نہ آئے ہمین صبر تو کیسا کرین

کہان تاب نظارہ ای شوق دل
کہن آنکھون سے اُسکا تماشا کرین

یہ چالین حسینون کی اچھی نہین
یقین ہی کوئی فتنہ برپا کرین

عجب منجدھین ہی دریا دلی
یہ چاہین تو قطرے کو دریا کرین

وہ دل لیکے پھیرین یہ ممکن نہین
کہان تک ہم اُنسے تقاضا کرین

زمانے مین رسم مروت نہین
کہان سننے والا کہ شکوا کرین

زمین مین بھی مردہ مرا گڑ چکا
قدم رنجہ اب کیا مسیحا کرین

بس اتبوا رادہ ہی صفدر یہی
محبت کسی سے نہ اصلا کرین

طور نرالا تم نے نکالا تم سا کوئی خود کام نہین
سب سے ہین راہین سب پہ نگاہین ہمسے سلام و پیام نہین

ظلم ہین لاکھون جور ہزارون مہر و وفا کا نام نہین
خیر یہی ہین طور تو بہتر تم سے ہمین کچھ کام نہین

منھ سے تمھارے ہان کبھی نکلے ایسی بھی کوئی ساعت ہو
دن کو نہین ہی شب کو نہین ہی صبح نہین ہی شام نہین

حال دل اپنا کیا کہون ہمدم کیسی گذرتی ہی شب غم

صبر نہین ہے تاب نہین ہے چین نہین آرام نہین
اپنا جہان سے عزم سفر ہے آنکھ نہ پھیرو رحم کرو

ہجر کا ہمسے وقت نہین ہے ترک کا یہ ہنگام نہین
تم نے جو خط کے پرزے اُڑائے نامہ رسانکو قتل کیا

تھا یہ مرا تقدیر کا لکھا تم پہ کوئی الزام نہین
وجہ نہین کچھ کھلتی اِسکے طائر دل کیون پھنستے ہین

آپ تو کچھ صیاد نہین ہین کاکل پیچان دام نہین
بادہ کشی سے ہوگئی نفرت جبسے جدا ہین یار سے ہم

دل مین ہین چھالے آنکھ ہے پر خون شیشہ نہین ہے جام نہین
کیسی تسلی کیسی تسکین دل کو ہے اپنے یاس وہی

لایا ہے ایسا نامہ قاصد جس مین کسی کا نام نہین
صبح جو اُسکے در پہ گئے ہم ہو کے خفا دربان نے کہا

ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کو سدھارو آجکی صحبت عام نہین
خوف خدا بھی چاہیے اے بت ہو کے مسلمان سجدہ بت

یہ تو نیا ہے کوئی طریقہ دین نہین اسلام نہین
ہے جو ہجوم اغیار کا ہر سو کوچے مین اُسکے خوف ہے کیا

اِنکی صفون کو مین جو نہ توڑون صفدر میرا نام نہین

یہ کون آتا ہی رکھکر پھول جعد عنبر افشا نمین
صبا اترانی پھرتی ہی جوان و زرد گلستانمین

وہ وحشی ہون کہ جب کھاتا قدم مین بے بیا نمین
سنا نمین تیز کین کانٹون نے ہر نخل مغیلانمین

جو تڑپاتا ہی تو اچھی طرح تڑپا مجھے قاتل
کوئی چٹکی نمک کی رہ گئی اب نمکدانمین

کہین اب جلد لیچل اے جنون مجھ آبلہ پا کو
ہوئی ہی دیر کانٹے راہ تکتے ہین بیابانمین

حیا کا رنگ چھایا جب شب وصل انکی آنکھون پر
تو شوخی خوف سے جاکر چھپی چشم غزالانمین

دکھا دو جلوہ زلفین کھولکر جورے تابان پر
کوئی جھگڑا نہ پھر باقی رہے گبر و مسلمانمین

خرام ناز تم گور غریبان پر جو فرماؤ
تو شور حشر برپا ہو ابھی شہر خموشانمین

روانی بڑھ گئی چلنے لگی اب سارے عالم پر
ہمارے قتل سے دم آگیا شمشیر بران مین

مگر فصل بہاری آگئی نزدیک اے صفدر
کہ پھر کچھ زلط باہم ہو چلا دست گریبانمین

محبت کا مزا ہی اور مین ہون
دل درد آشنا ہی اور مین ہون

مسیحا در ترا ہی اور مین ہون
یہی دار الشفا ہی اور مین ہون

تری زلف دوتا ہی اور مین ہون
یہی کالی بلا ہی اور مین ہون

وہ بت ہی اور اک عالم کا مجمع
یہان میرا خدا ہی اور مین ہون

شب وصلت میسر ہو الٰہی
سحر تک یہ دعا ہی اور مین ہون

نشانہ ہی نگاہ ناز کا دل
یہ تیر بے خطا ہی اور مین ہون

جوانی جا چکی پیری بھی آئی
بس اب آگے قضا ہی اور مین ہون

خط آتے ہی روانہ ہو گئے سب
بس اب وہ مہ لقا ہی اور مین ہون

اسی نے نقد دل میرا اچرایا
ترا دزد حنا ہی اور مین ہون

کبھی اُس گل کی بو مجھ تک نہ آئی
اب آئی تو صبا ہی اور مین ہون

خوشی ہی خرمی ہی اور ہین وہ
مصیبت ہی بلا ہی اور مین ہون

دم عیسی نہین در کار صفدر
وہ شمشیر ادا ہی اور مین ہون

آہی دے اثر ایسا مرے بیتابی دل مین
چلے آئین کلیجا تھام کر وہ میری محفل مین

طلب غیرون کی ہوتی ہی بلا کر مجکو محفل مین
خدا جانے ارادہ کیا ہی اُن عیار کے دل مین

خیال لب مین غمزے نے ترے عشاق کو مارا
مریضون کو لگایا مسیحا کوے قاتل مین

جدائی مین کسے خواہش سیر لالہ و گل کی
ہزارون داغ ہین سینے مین لاکھون زخم ہین دلمین

اٹھاتے سر بھی زانو سے نہین تم بولنا کیسا
حجاب و شرم کی کچھ حد بھی ہی یارونکی محفلمین

ہمین اور غیر کو وہ بیخبر یکسان سمجھتا ہی
ابھی تک فرق کچھ اُسکو نہین ہی حق و باطل مین

وہ مجنون ہون نہین ہی حسن سے خالی مری وحشت
یہ حلقے جتنے ہین پریون کے ہین سلاسل مین

تمھارے خال رخ کو دیکھنے یہ لوگ آئے ہین
کہ تل رکھنے کی جا باقی نہین کثرت سے محفل مین

مزہ یہ ہی کہ مقتل مین لگائی تیغ ہنس ہنسکر
نمک بھر بھر پیا قاتل نے ہر اک زخم بسمل مین

روگی ہین ٹیلیان منعد یکی قبر و نیز شہید و نکے
لہو انکا ہی ابتک حسرت پابوس قاتل مین

علی مرتضی سے ہو اعانت خواہ ای صفدر

وہی مشکلکشا ہین کام آجاتے ہین مشکل مین

ہوئی ایسی کشش پیدا کمند نالۂ دل مین
حسینان جہان کھنچ کھنچ کے آئے اپنی محفل مین

اُسے منظور میرا قتل مین آمادہ مرنے پر
وہی ہے میرے دل مین بھی جو کچھ ہے یار کے دل مین

بہار آئی ہے کب سے نذر انمین مین وحشی ٹھہرتا ہون
گلے مین طوق ڈالو یا مجھے جکڑو سلاسل مین

خود آیا سوے مقتل عذر سر دینے مین کیسکو ہے
کشیدہ ہے بعیت شمشیر مجھ سے دست قاتل مین

ترے چاہ زنخدان کا یہ ذقنی سا کرشمہ ہے
دیے غوطے فرشتونکو پھنسایا چاہ بابل مین

اثر نالے وہ دکھلائے گلون کے کان کھل جاتے
اگر ہوتا دل نالان بھی انبوہ عنادل مین

لب جانبخش و تیغ ابروے جانان کا دھیان آیا
مسیحا سے ملاقات اپنی ٹھہرے کوے قاتل مین

پوچھو کیون اُٹھا صفدر تمھاری بزم سے نالان
نہین معلوم کیا تھے دل کے کمبخت کے دل مین

لطف میخواری ہے پھولا ہے چمن برسات مین
اے دل مشتاق ہو توبہ شکن برسات مین

ہر پریوش آجکل اک نور کی تصویر ہے
ہے مرقع گلرخون کے انجمن برسات مین

واہ کیا جلسہ ہے کیا ٹھنڈی ہوا ہے کیا فضا
ہین خرامان سیکڑون گل پیرہن برسات مین

بلبلو دیکھو تماشا شاہد گل ہر طرف
نکلی ہین شاخون سے بن بنکر دلہن برسات مین

چار جانب چھائی ہے گلزار پر کالی گھٹا
ہو مقرر میکشی کی انجمن برسات مین

پی کہان باغونمین کہتا ہے پپیہا بار بار
بلبل شیدا کہین ہے نعرہ زن برسات مین

دلکو تڑپاتی ہے بادل مین کہین کوئل کی کوک
اور کہین قصان ہے طاوس چمن برسات مین

بقیہ

فصل گل سے بھی زیادہ آجکل ہی کچھ فضا
سر سے پا تک ہر شجر ہی گلبدن برسات مین

یہ شفق یہ برق یہ قوس قزح کیہکشان
رنگ لایا ہی نیا چرخ کہن برسات مین

ہر طرف گلزار مین شور مبارکباد ہی
سیر کو آتا ہی وہ رشک چمن برسات مین

سیر گلشن کو وہ جاتے ہین تو کہتی ہی نسیم
لطف ہی جھولے کا اے گل پیرہن برسات مین

ہر روش گلشن مین فرش گل بچھا اے باغبان
سیر کو آتا ہی وہ نازکبدن برسات مین

ہی شراب وساقی ومینا وساغر راتدن
کیا ہی بگڑا ہی ترا صفدر چلن برسات مین

سیر گلشن چاہیے اے گلبدن برسات مین
سنتے ہین سرسبز ہوتا ہی چمن برسات مین

آجکل یہ سادہ پن اے جانجان اچھا نہین
کچھ تکلف چاہیے کچھ بانکپن برسات مین

زعفرانی صندلی دھانی بسنتی شربتی
اک نیا ہر روز بدلو پیرہن برسات مین

ہاتھ مین رنگ حنا ماتھے پر افشان چاہیے
دوش پر لہرائے زلف پرشکن برسات مین

مغبچے نامہربان ساقی خفا میخانہ بند
کیا سمجھکر مین ہوا توبہ شکن برسات مین

ملکے مسی غنچہ سوسن کو شرمندہ کرو
کچھ ادا ہٹ چاہیے زیب دہن برسات مین

دل بھر آیا ہجر ساقی مین گھٹائین دیکھکر
ہوگیا دریائے الفت موجزن برسات مین

جب کہین غربت مین دیکھی محفل عیش ونشاط
یاد آئے ہمکو یاران وطن برسات مین

رونے مین یاد آئی یون شکل حنائی یار کی
جسطرح دولہا کے گھر آئے دلہن برسات مین

مجکو گریان دیکھکر بیساختہ وہ ہنس پڑے
کھل گئے یا غنچہ ہائے یاسمن برسات مین

مے پرستی کے سوا مذہب کوئی باقی نہین ہو گئے ہین ایک شیخ و برہمن برسات مین
لطف بے ہمدرد کے کچھ نالہ کرنے مین نہین کو بلین کو کین تو مین ہون نعرہ زن برسات مین
حکم دو ساقی کو سامان بیچلے اٹھی گھٹا میکشی کو چاہیے صحن چمن برسات مین
ہر طرف جھولے پڑے ہون جھولتے ہون نازنین طائفے حاضر ہون بہر انجمن برسات مین

غزل

آئی بہار تازہ گلستان ہی اندنون باغ جہان بھی روضۂ رضوان ہی اندنون
ہمسے جدا جو وہ گل خندان ہی اندنون اپنی نظر مین خار گلستان ہی اندنون
صحن چمن مین دور ہو جام شراب کا ساقی ہوائے سرد ہی باران ہی اندنون
فرش زمردین ہی زمین پر بچھا ہوا سبزی سے طرفہ سبز بیابان ہی اندنون
جز بوے گل نہین ہی زمین پر کہین غبار ہر گرد باد سرو خرامان ہی اندنون
بلبل ہی شاخ گل پہ صنوبر پہ فاختہ کیا مجمع طیور خوش الحان ہی اندنون
مستی مین آج حضرت واعظ کو مار لو مستوبہی ہی گو یہی میدان ہی اندنون
لطف و کرم سے مطرب و ساقی ہین سرفراز جو ہی وہ اپنا بندہ احسان ہی اندنون
ساقی کے ایک جام سے یہ مرتبہ ملا جمشید اپنا تابع فرمان ہی اندنون
دور شراب و گردش ساغر ہی اور ہم کسکو خیال گردش دوران ہی اندنون

جلسے پر یرخون کے ہین دور شراب ہی
صفدر بھی مرتبے مین سلیمان ہی اندنون

قتل کو خنجر ادا دور سے کیون دکھا کہ یون
کچھ مین لیٹ نہ جاؤنگا آکے مجھے بتا کہ یون

طفل تھا طور ذبح کی جانتا تھا وہ کیا کہ یون
صید پہ پھیر کر چھری غیر نے کہدیا کہ یون

آکے دوراہے مین پھنسے فکر ہی کس طرف چلین
رند بتاتے ہین کہ یون کہتے ہین پارسا کہ یون

شوق یہ دل کو جب ہوا شکل فنا کی دیکھیے
مشک حباب نے مجھے نقشہ دکھا دیا کہ یون

در پہ ترے گذر تو ہو پھر نہ اٹھونگا بیٹھکر
راہ بتائیگا مجھے خود مرا نقش پا کہ یون

چاک دل و جگر مین جب اس گل تر کو شک ہوا
غنچہ نوشگفتہ ایک ہنسنے دکھا دیا کہ یون

واہ ری برخلافیان ضد ہی بات بات مین
کہنے لگا وہ شوخ دون مینے اگر کہا کہ یون

فکر دل گرفتہ تھی ہوگا شگفتہ کس طرح
غنچہ نے ہنس کے صبحدم کان مین کہدیا کہ یون

مینے کہا کہ تمنے مرغیر کو دی تھی کس طرح
اسنے منگا کے جام زہر مجکو پلا دیا کہ یون

غیر نے پوچھا یار سے عشق مین کس طرح رہون
صفدر جان بلب کا حال اسنے سنا دیا کہ یون

دل کے ہمراہ پھنسی روح تن انسان مین
ساتھ دیوانے کے ہو قید پری زندان مین

کیا ہوا ذکر اگر غیر کا ہو دیوان مین
جا بجا نام ہو ابلیس کا بھی قرآن مین

ہمون مین وحشی مجھے نسرین و سمن سے کیا کام
ٹکڑے ہین میرے گریبان کے مرے دامان مین

وائے قسمت نہ مین جنت نہ جہنم کا ہوا
چشم مالک مین جگہ ہو نہ دل رضوان مین

قدر سلطان ہو وہی تیرے گدا کے آگے
آبرو ہو جو گدا کی نظر سلطان مین

ذبح کرتا ہو جو منظور سنبھالو پوشاک
جان من خون کے دھبے نہ لگین دامان مین

بڑھ گئی خط کے نکلنے سے بہار عارض
جیسے اعراب سے رونق ہو سوا قرآن مین

راہرو آئے گئے میری طرف سے کتنے
مین وہ کانٹا ہون جو الجھا نہ کسی دامان مین

حور کا حال ہی یہ بزم تپان مین صفدر
جسطرح کوئی طفیلی ہو صف مہمان مین

فصل گل آئی ہوا عشرت کا ساماں باغمین
نغمہ زن ہین بلبلین طاؤس رقصان باغمین

ہر روش پر ہے و مینا جام گل غنچے سبو
میکشی کا عیب سے کیا کیا ہی ساماں باغمین

نغمہ مطرب ہی کلیون کے چٹکنے کی صدا
چہچہے کرتے ہین خان خوش الحان باغمین

دل گرفتہ جتنے تھے سب ہو گئے اب باغ باغ
ایک بھی غنچہ نہین سر در گریبان باغمین

کیون نہ دریا نوش مستی مین چڑھین حم کے حم
ہر طرح کا جب ہو لطف برق و باران باغمین

جوش ہی ہر دل مین ایسا چاہتا ہی سر و باغ
کبک کے مانند ہون مین بھی خرامان باغمین

جھوم کر پڑھتے ہین گلبن طفل مکتب کیطرح
دفتر گل ہی کہ سعدی کی گلستان باغمین

باغبان ہی خواب مین جلدی جگا دے اے نسیم
پھول چنکر بھر لیا گلچین نے دامان باغمین

بزم مین پڑھکر غزل خاموش صفدر ہو گیا
پا چہک کر چپ ہوا مرغ خوش الحان باغمین

ہم تو ہزار بار تری جستجو کرین
پر دل نہین رہا ہو تو خاک آرزو کرین

جب پاکدامنی مین تری گفتگو کرین
کوثر سے چاہیے کہ فرشتے وضو کرین

اک دل تھا وہ بھی عشق مین برباد ہو گیا
لائین کہان سے دل کہ تری آرزو کرین

دامن

دامن ہی چاک چاک گریبان ہی تار تار
پیرزے ہی سب لباس کہانتک رفو کرین

کھلجاے انکو دعوی یکتائیے جمال
ہی دل مین آج آئنہ ہم روبرو کرین

مرغان دام پر ہو جو صیاد مہربان
ممکن نہین کہ باغ کی پھر آرزو کرین

محراب تیغ یارمین سجدے کا ہو جو قصد
واجب ہی پہلے آب بقا سے وضو کرین

کوے بتان مین شہر مین صحرا مین باغمین
دل کی کدھر تلاش کہان جستجو کرین

صفدر یہ آرزو ہی کہ تنہا جو وہ ملین
کچھ روئین کچھ گلہ کرین کچھ گفتگو کرین

اک قیامت ہی انکی چال نہین
کسکا دل ہی جو پائمال نہین

ہم تو ڈرے اس ادا کے ہین
جسکو اندیشۂ زوال نہین

ایک بوسے کا تمسے طالب ہون
اور کوئی مرا سوال نہین

نزع مین دیکھتا ہون جلوۂ یار
وصل کا روز ہی وصال نہین

رخ پر نور ہی کہ شعلۂ طور
قدرت حق ہی وہ جمال نہین

وعدۂ وصل ہو وفا انسے
یہ کسیطرح احتمال نہین

خون صفدر یہ رنگ لایا ہی
ہاتھ منہدی سے انکے لال نہین

ہستی مین ہم عدم کی منزل کو ڈھونڈھتے ہین
گردن پہ بار ہی سر قاتل کو ڈھونڈھتے ہین

یون سبز فروش کوے قاتل کو ڈھونڈھتے ہین
گم کردہ راہ جیسے منزل کو ڈھونڈھتے ہین

الفت مین تیرے دونون گم ہوگئے ہین ایسے
دل ہمکو ڈھونڈھتا ہی ہم دلکو ڈھونڈھتے ہین

صحرائے معرفت مین کیا راستہ بتائین
یان خضر آپ گم ہین منزل کو ڈھونڈھتے ہین

سیر چمن سے ہمکو کیون باغبان ہی مانع
غنچون سے کیا ہی مطلب ہم دلکو ڈھونڈھتے ہین

کہدو ابھی کھولے بابہشت رضوان
میدان حشر مین ہم قاتل کو ڈھونڈھتے ہین

دشت جنون مین ہوگا یا کوچۂ بتان مین
پہلو مین اپنے ناحق ہم دلکو ڈھونڈھتے ہین

آوارہ پھر رہے ہین ہم گرد باد آسا
مدت گذر گئی ہی منزل کو ڈھونڈھتے ہین

پھرتے ہین اُس گلی مین جب پوچھتا ہی دربان
کہتے ہین گر پڑا ہی ہم دلکو ڈھونڈھتے ہین

رہتا تھا ساتھ جنکا گذرے وہ سب جہان سے
صفدر عبث ہم اگلی محفل کو ڈھونڈھتے ہین

کیا کیا فضا دکھاتا ہی گلشن بہار مین
پھولون پہ کیسے کیسے ہین جوبن بہار مین

دکھلا رہے ہین رنگ سب اپنے جدا جدا
نسرین و لالہ و گل و سوسن بہار مین

لالہ ہی کی فقط نہین تیور نئے نئے
نرگس کی بھی کچھ اور ہی چتون بہار مین

مینوش باغ سے کبھی گھر کو نجائینگے
گذریگا جبتلک کہ نہ ساون بہار مین

اپنی تو ہی صلاح کہ گلشن مین آرہین
دیر و حرم سے شیخ و برہمن بہار مین

دست سبو ہی دست جنون کیطرح دراز
کیونکر بچیگا زہد کا دامن بہار مین

ہر شعر اس غزل مین ہی صفدر رنگ گل
گویا بھرا ہی پھولون سے دامن بہار مین

یہان ہمارے سوا اونکا کچھ حساب نہین
وہان جواب یہی ہی کہ کچھ جواب نہین

وہ ولولے نہین وہ عالم شباب نہین
چمک وہ درد کی وہ رنگ اضطراب نہین

دہن ہی غنچہ تو سنبل ہی زلف گل عارض
بہار باغ سے کم عالم شباب نہین

وہ ذبح کرتے ہین یان آنکھ اٹھ نہین سکتی
مجھے حجاب ہی اُلٹا انھین حجاب نہین

فراق یار مین گھبرانہ اسقدر اے دل
مقام صبر ہی کچھ جاے اضطراب نہین

شرابخانہ عرفان ہی میکدے سے جدا
رہے جو شیشہ وخم مین یہ وہ شراب نہین

نہ آئے نیند کبھی ہو جو فرش مخمل بھی
شب فراق مین ہمکو خیال خواب نہین

جہان حسینون سے خالی ہو غیر ممکن ہی
ہی ماہتاب فلک پر جو آفتاب نہین

وہ رخ نظر نہین آتا عجب تماشا ہی
کوئی حجاب نہین ہی کوئی نقاب نہین

تڑپ تڑپکے یہ موجین بیان کرتی ہین
کسی کا دیدہ پرآب ہی حباب نہین

وہ بیدہن ہین تو ہم بھی زبان نہین رکھتے
ادھر سوال نہین ہی اُدھر جواب نہین

بنا مزار پس مرگ کوے جانان مین
ہزار شکر کہ مٹی مری خراب نہین

شرف وہی ہی نہ پوچھے کوئی تو کیا صفدر
امام سبحہ ہون گو داخل حساب نہین

ردیف واو

بُرا ہو صیاد کا الٰہی نکال کر آشیان سے ہمکو
قفس مین پھینکا بلا مین ڈالا کہان لیا یا کہان سے ہمکو

تمھارے عاشق تمھین سے الفت تمھین کو جانین تمھین کو سمجھین
سوا تمھارے نہین ہی مطلب جہان واہل جہان سے ہمکو

نہ شکوہ منھ سے مرے نکلتا نہ رنگ اُس شوخ کا بدلتا
کیا ہی دونون کو سخت نادم گلہ ہی اپنی زبان سے ہمکو

یقین کامل ہی راستے مین ملینگے وہ اب ضرور ہم سے
کہ جذب دل نے کیا روانہ وہان سے اُنکو یہان سے ہمکو

چمن مین ہم سیر کو تو آئے مگر ہی کھٹکا سا ایک دل کو
نہ دوست اپنا یہان ہی گلچین نہ راہ ہی باغبان سے ہمکو

عجب ہی نیرنگہاے الفت خبر نہین بیخودی سے اب تک
ہمارے دردِ نہان سے تمکو تمھارے دردِ نہان سے ہمکو

ہوا ہی مدت مین وصل جانان عجیب راحت سے سوے ہین
ابھی تو ہی رات اے موذن جگا نہ شور اذان سے ہم کو

فضا کے مشتاق دیر سے ہین وبال گردن ہی سر ہمارا
ہزار شمشیر ناز چمکے نہین خطر امتحان سے ہم کو

پس فنا بھی نظر مین اب تک وہی ہین جھگڑے وہی ہین جھگڑے
اگرچہ اِس عمر بے بقا نے چھڑا دیا کاروان سے ہمکو

یہان تھے جلسے پر یرخون کے وہان ہین صحبت مین حور وغلمان

خدا نے داخل کیا جنان مین اگر نکالا جہان سے ہم کو
یہ شیخ وواعظ سے جاکے کہدو کہ آپ بھی تہنیت کو آئین
شراب خانے مین آج بیعت ہوئی ہر پیر مغان سے ہمکو
ہوا ے الفت مین ایک گل کے ہوے ہین ہم ایسے محو حیرت
کہ اب نہ حسرت بہار کی ہر نہ خوف فصل خزان سے ہمکو
وہ توڑ کر چوڑیون کو اپنے یہ بولے میرے کفن مین رکھکر
کہ صحن محشر مین ڈھونڈھ لینا کسی جگہ اس نشان سے ہمکو
کمال احسان ہو جوش وحشت اگر دکھائے تو اور عالم
غبار ہی اس زمین سے ہم کو ملال اس آسمان سے ہمکو
یہ صور محشر سے کہدو صفدر کہ خاکساروں سے کیا کدورت
لحد مین راحت سے سو رہے ہین جگا نہ شور فغان سے ہمکو

موسم گل ہو باغ ہو ہم ہون وہ گلعذار ہو
لطف اٹھے بہار مین اور نئی بہار ہو
صحن چمن مین ہر جگہ رنگ جمے نشاط کا
نہرین رواں ہون جا بجا جوش پر آبشار ہو
برق کی بیقراریان ابر کی اشکباریان
خندہ گل ہو ہر طرف زمزمہ ہزار ہو
ایک طرف ہو جام مے ایک طرف ہو بانگ نے
ایک بغل مین شیشہ ہو ایک بغل مین یار ہو
پاس اسے بٹھاؤن مین ساغر مے پلاؤن مین
دل مین سرور وصل ہو آنکھون مین کچھ خمار ہو
جوش مے نشاط مین اسکی کمر مین ایک ہاتھ
دوسرے ہاتھ مین مرے گیسوے مشکبار ہو

سینہ بہ سینہ لب بہ لب جسطرح دل کی نکلین سب
اُس سے مین ہمکنار ہون مجھ سے وہ ہمکنار ہو

اُسکے گلے مین میرے ہاتھ میرے گلے مین اُسکے ہاتھ
دونون طرف سے چاہ ہو دونون طرف سے پیار ہو

وہ کہے دم تو لو ذرا وصل کی تمام شب
مین کہون کہ کسکو تاب ہی دل پہ بھی اختیار ہو

صدقے مین گل پہ بلبلین سرو پہ قمریان فدا
دل مرا لاکہ جان سے تم پہ نہ کیون نثار ہو

میری وہ گرم جوشیان اُسکی وہ بیقراریان
آتش تیز نہو وصل اگر ہزار ہو

چہرہ بحال ہو اِدھر شرم سے سرنگون اُدھر
صبح کو چھیڑ چھاڑ ہو آنکھ اگر دوچار ہو

جان سے شوق کا سخن اُسکی ادا پہ ہو فدا
دلسے کلام آرزو ناز پہ تو نثار ہو

بسمل تیغ ناز ہو یا ہو اسیر دام زلف
طائر دل کہان کہان صید بنے شکار ہو

صفدر امیدوار ہی اِسکی بر آئے آرزو
ایسی بھی اے خدا کبھی گردش روزگار ہو

آجکل وصل مین یہ بندھی ہی تدبیر دیوانے کو
چلکے آباد کرون اب کسی ویرانے کو

وصل مین دور کرو آئنے کو شانے کو
اور راتین ہین بہت زلف کے سلجھانے کو

دیکھکر در پہ خفا ہوتے ہو کیون جاتا ہون
تھم گیا تھا دل بیتاب کے ٹھہرانے کو

فرقت یار مین کس کس کو بھلا دون دلسے
ناز کو غمزے کو انداز کو شرمانے کو

دل دکھے یا نہ دکھے رحم کرین یا نہ کرین
کاش اکبار وہ سن لین مرے افسانے کو

سخت حیران ہون کس کس کی سنون وحشت مین
غول یارون کے چلے آتے ہین سمجھانے کو

موت اُسکی ہی جو ہو تیغ ادا کا چور نگ
یون تو سب خلق مین مرجائے ہین مرجانے کو

ایسے آنے سے تو ہم کاش نہ آئے ہوتے
چار دن گلشن ہستی کی ہوا کھانے کو

وائے قسمت نہ کہین جلوۂ جانان دیکھا
کبھی کعبے کو گیا مین کبھی بتخانے کو

کوے جانان کے سوا مین کہین جاگیر نہون
شمع پر پھونک دون فردوس کے پروانے کو

اپنی آنکھونکو ذرا جان جہان سمجھا دے
چھیڑتی ہین یہی پریان ترے دیوانے کو

مین تو مسجد کیطرف جاتا ہون واعظ بخدا
دل مجھے کھینچے لیے جاتا ہی میخانے کو

باغبان مجکو ہی گلگشت چمن سے کیا کام
آگیا ہون دل بیمار کے بہلانے کو

پھر گئی صاف نگاہون مین وہ چشم میگون
آنکھ بھر آئی مری دیکھ کے پیمانے کو

کبھی منھدی کبھی افشان کبھی کنگھی چوٹی
خوب حیلے تمھین آتے ہین یہان آنے کو

دل جگر آنکھین مری ساتھ لیے جاتا صد
کچھ کھلونے رہین اُس طفل کے بہلانے کو

پاس خاطر سے کہے شعر یہ مین نے صفدر
اک پری مجھ سے غزل مانگتی تھی گانے کو

صفدر زبان سے راز محبت عیان نہو
دل آشنائے درد ہو لب پر فغان نہو

مجھ نالہ کش کے ساتھ جو گرم فغان نہو
فریاد عادت جرس کارروان نہو

تنگ آکے جور چرخ سے کہتا ہی مجھ سے دل
اُس سرزمین پہ چلیے جہان آسمان نہو

زنجیر کیا ہی نیچہ وحشت کے سامنے
ٹکڑے کرے قدم جو مراد میان نہو

باتین بھی چھیڑ چھاڑ کی کیجے شب وصال
بوسے کا لطف کیا جو دہن مین زبان نہو

شام وسحر دعا ہی یہی عندلیب کی
یارب کسی بہار چمن کو خزان نہو

کہلائین مست توبہ بھی ہم رند اگر کرین
قاضی پیین شراب تو اُنپر گمان نہو

تاثیر عشق ہوتی ہی دونون طرف ضرور
ممکن نہین کہ شوق یہان ہو وہان نہ ہو

کیا خوف برق کا تمھین گلچین و باغبان
تم پر تو جب گرے کہ مرا آشیان نہ ہو

وہ مہربان اگر ہو تو عالم ہو مہربان
وہ مہربان نہو تو کوئی مہربان نہ ہو

کھٹکا ہی بار بار یہی عندلیب کو
صیاد کا غریز کہین باغبان نہ ہو

جوہر دکھا رہے ہین وہ شمشیر ناز کے
مد نظر کسی کا انھین امتحان نہ ہو

لاغر ہوا ہون فرقت جانان مین اسقدر
دوش صبا پہ بھی مرا مردہ گران نہ ہو

ہم اس جہان سے درد و غم و یاس لیچلے
پروا نہین جو ساتھ کوئی کاروان نہ ہو

تن سے نکلکے روح پریشان ہی کس قدر
طائر کوئی زمانے مین بے آشیان نہ ہو

ہر چند ہی یہ جنس گران رشک جام جم
پر کیا کرین جو دل کا کوئی قدردان نہ ہو

صفدر کبھی مین نام محبت نہ لون اگر
یہ دل نہو یہ آنکھ نہ ہو یہ زبان نہ ہو

بیچین کر رہا ہی کیا کیا دل و جگر کو
ہر دم کسی کا کہنا جاتے ہین ہم تو گھر کو

کب تک یہ طول فرقت تاثیر دے الٰہی
اس آہ نارسا کو اس اشک بے اثر کو

ہر ایک ناز انکا بیچین کر رہا ہی
کیونکر کوئی سنبھالے اپنے دل و جگر کو

ہر بار کون مانگے ساقی سے ساغر مے
اپنی خبر نہین ہی مجھ مست بے خبر کو

راہ طلب مین مجھپر چھائی ہی ایسی غفلت
خود بھی نہین ہون واقف جاتا ہو کہان مدھر کو

عاشق ہون مین قفس کا مشتاق دام کا ہون
صیاد کا ہی کیون میرے بال و پر کو

آئے نہ آئے قاتل اب ہی یہی ارادہ
پھینک آؤن کاٹ کر مین اُسکے قدم پہ سر کو

بولے وہ وصل کی شب گیسو اُٹھا کے رخ سے
ہی صبح ٹھنڈھی ٹھنڈھی جاؤ سدھارو گھر کو

پھرتا ہون مثل سایہ ہمراہ اُسکے ہر دم
جاتا ہی وہ جدھر کو جاتا ہون مین اُدھر کو

ای باغبان وہ طائر ہون گلشن جہان مین
سیر چمن دکھاؤن جھاڑون جو بال و پر کو

بیتابیان نہ سمجھا کچھ بھی وہ ناوک افگن
پیکان کے ساتھ کھینچا میرے دل و جگر کو

زندان سے جب مین نکلا زنجیر نے کیا غل
آباد پھر بھی کرنا آکر اِس اُجڑے گھر کو

جب قافلہ چلیگا سوے دیار جانان
پہلے چلینگے سب سے ہم باندھکر کمر کو

ہر بات مین ہی رونا ہر گام پر ہی نالہ
مشکل ہی ساتھ میرا ہر ایک ہمسفر کو

اُس بت نے درد میرا صفدر کبھی نہ پوچھا
اِک دن نہین گیا مین تجھسے ہوے جگر کو

نظر آتا ہی گل آزردہ دشمن باغبان مجکو
بنا تا ہی نہ تھا ایسے چمن مین آشیان مجکو

دہن تیرا دکھاتا ہی فضاے لامکان مجکو
کمر تیری بتاتی ہی نشان بے نشان مجکو

فراہم اپنے بیگانے ہین ضبط آہ لازم ہی
خدا کے واسطے رسوا نکرنا ای زبان مجکو

مقیم محفل عشرت تھا اب صحرا مین پھرتا ہون
کہان تھا مین کہان لایا یہ دور آسمان مجکو

کیا ہی عہد دل سے کوے جانا نمین نہ جاؤنگا
کہ اپنے صبر کا مدنظر ہی امتحان مجکو

تصور جیسے دامنگیر ہی اک رشک یوسف کا
بیابانمین پھراتی ہی تلاش کاروان مجکو

نہ دکھلائے اثر جذب محبت غیر ممکن ہی
تڑپ جاے دل اُنکا ہو جو بیتابی بیان مجکو

بنایا ہی خدا نے شمع تمکو مجکو پروانہ
جہان جلوہ تمھارا ہی رسائی ہی وہان مجکو

اثر منبر سے ای واعظ کہین ہشیار میکش ہون
نہین ممکن کہ دھوکا دے تری اونچی دکان مجکو

بہ شکل نقش پا کر رہگیا ہین ناتوان پیچھے
کریگا یاد منزل پر پہونچکر کاروان مجکو

برنگ گل شگفتہ رہتے ہین داغ جگر ہردم
ملی ہی باغ الفت مین بہار بیخزان مجکو

جگہ دی تھی غم الفت کو دلمین آہ سمجھا تھا
کریگا قتل قابو پاکے میرا میہمان مجکو

مرا دل کوے قاتل مین پہونچکر مجھسے کہتا ہی
کہ یہ تو ہی شہادتگاہ تو لایا کہان مجکو

اگر فرصت ملی مسجد مین بھی آجاؤنگا زاہد
ابھی کرنے دے چندے خدمت پیر مغان مجکو

مین ای صفدر پڑھون اشعار کیا ناقدر دانونمین
بہار طبع دکھلاتا جو ملتا قدردان مجکو

شادی وصل مین آیا جو تبسم مجکو
غم فرقت نے کہا بھول گئے تم مجکو

خندہ گل ہی کسی گل کا تبسم مجکو
نغمہ بلبل شیدا ہی ترنم مجکو

حسن و انداز و ادا تمکو ملے روز ازل
درد و غم رنج و الم یاس و توہم مجکو

ہاے یاد آتی ہین کیا کیا وہ ادائین اسکی
آنکھ مین شرم تکلم مین تبسم مجکو

غیر جو رشک سے جلتے ہین جلین کیا پروا
مین تمھین چاہتا ہون چاہتے ہو تم مجکو

رونق گلشن الفت ہی مرے اشکون سے
صفت قطرۂ شبنم نہ کرو گم مجکو

وہ پری ناز و ادا سے ہو اگر گرم سخن
پھر سلیمان سے نہو ذوق تکلم مجکو

وہ موحد ہون ملے ہین مجھے گوش شنوا
خندہ گل بھی ہی بلبل کا ترنم مجکو

بار خاطر تھا شب وصل ہوا کا بھی گذر
بدگمانی انھین ہوتی تھی تو ہم مجکو

وان جواب ایک نہین اور یہان لاکھ سوال
خاموشی انکو پسند آئی تکلم مجکو

یاد ہی خواب مین صفدر وہ کسی کا کہنا
سچ کہو یاد بھی کرتے ہو کبھی تم مجکو

پیار سے دیکھ لو اکبار اگر تم مجکو
اپنی آنکھون نمین جگہ دین ابھی مردم مجکو

کیا کہون کسکے تصور مین زمانہ چھوٹا
کسکی تصویر خیالی نے کیا گم مجکو

جسکی تقدیر مین جو تھا وہ ملا روز ازل
لیلی مجنون کو ملی نل کو دمن تم مجکو

جب گلستان مین شگفتہ کوئی غنچہ دیکھا
آگیا یاد کسی گل کا تبسم مجکو

تو نے اے زہرہ جبین مانگ مین افشان چھڑکی
نظر آئے شب تاریک مین انجم مجکو

کوچہ یار مین بھیجا تو ہی قاصد لیکن
دل مین سو طرح کے آتے ہین توہم مجکو

پھر بہار آئی ہوئی پھر وہی مستی کی ترنگ
لیچلا پھر دل بیتاب سوے خم مجکو

راہ الفت مین کچھ ایسے ہوے دونون بیخود
دلکو گم مین نے کیا دل نے کیا گم مجکو

یاس سر پیٹتی ہی روتی ہی حسرت صفدر
بیکسی کہتی ہی کیون چھوڑ گئے تم مجکو

تب لطف زندگی ہی جب ابر ہو چمن ہو
پیش نظر ہو ساقی پہلو مین گلبدن ہو

برپا ہو بادہ شیشے دور شراب گلگون
معشوق نوجوان ہو جام مے کہن ہو

گلچین لگائے ڈالی پھولونکی پیش مسند
نرگس ہو یا سمن ہو نسرین ہو نسترن ہو

مجمع مصاحبون کا یاران بے تکلف — جنسے کہ ربط باطن مانند روح وتن ہو
مینا سے صاف تر ہو ہر ایک کی طبیعت — آئینے سے زیادہ ہر جبہہ بے شکن ہو
مذکور حسن لیلی تقریر ناز شیرین — گہ داستان مجنون گہ ذکر کوہکن ہو
بزم طرب مہیا جلسہ پر برخون کا — آغوش مین وہ دلبر جو زیب انجمن ہو
گہ رخ ہو اُسکے رخ پر گہ لب مون اُسکے لب پر — آب بقا نصیب کام ودہن ہو
زانو پر اُسکے زانو بازو پر اُسکے بازو — ہاتھون مین اُسکے گیسو لب پر مراد من ہو
طوق کمر کسی دم یہ دست شوق اپنا — طوق گلو کسی دم وہ زلف پر شکن ہو
ہنگام وصل جانان ایسا ہو ربط باہم — وہ روح مین بدن ہون مین روح وہ بدن ہو

صفدر یہ عیش مجکو ہر روز ہین میسر
کیونکر ادا سے شکر الطاف ذوالمنن ہو

وہ مزہ وصال کی رات کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی شرم تھی کبھی ناز تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ زمانہ جوش شباب کا وہ مزہ سرور شراب کا
کبھی گریہ تھا کبھی قہقہہ تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ ہمارا وصل مین چھیڑنا وہ تمھارا شرم سے جھینپنا
کبھی نقتین کبھی التجا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی گرمیان کبھی شوخیان کبھی ٹھنڈی سانسین کبھی فغان

کبھی نیچی نظرون سے دیکھنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی ہم سے تم سے وہ ربط تھا کہ ہمیشہ رہتے تھے ایکجا
کبھی خواب مین بھی نہ تھے جدا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
ہوے ایسے غیرون سے آشنا ہمین صاف دلسے بھلا دیا
کہو ہم سے تمنے کہا تھا کیا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
نہ یہ چھیڑ چھاڑ کا ڈھنگ تھا نہ یہ دیکھو بھال کا رنگ تھا
نہ یہ غمزہ تھا نہ کرشمہ تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
نہ لبون کو مسّی سے کام تھا نہ تھا سرمہ آنکھون سے آشنا
نہ حنا سے سرخ تھے دست و پا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ زمانہ یاد کرو ذرا کہ نہ ہوش تھا تمھین مہ لقا
ہمین اِک تمھارے تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
نہ یہ دلبری کا سلیقہ تھا نہ ستمگری کا طریقہ تھا
نہ یہ شوخیان تمھین نہ یہ جفا تمھین یاد کہ نہ یاد ہو
نہ یہ گیسو دن کا سنگار تھا نہ یہ جوبنون کا اُبھار تھا
نہ یہ آئنہ نہ یہ شانہ تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
یہ نئی ادائین یہ شوخیان تو اب آگئین تمھین جانجان
کبھی آئنے سے بھی تم حیا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

یہ لکھا تھا میرے نصیب کا کبھی عاشقون کو اگر گنا
مرا نام لکھ کے مٹا دیا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی تم بھی صفدر باوفا کسی بیوفا پہ تھے مبتلا
وہ کلیجہ ہاتھون سے تھامنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جہان کے اچھے برون سے خبر نہین ہمکو
کسی سے نفع کسی سے ضرر نہین ہمکو

کسی کے عشق مین ایسی ہوا تو بیخبری
کہ چند روز سے اپنی خبر نہین ہمکو

نصیب خفتہ زمانہ عدو فلک دشمن
کبھی دعا سے امید اثر نہین ہمکو

ہزار بار ریاض جنان پھلے پھولے
نہال عشق سے حاصل ثمر نہین ہمکو

بہار عارض جانان کی آئنہ ہوئے
کسی طرح سے یہ مد نظر نہین ہمکو

تبون سے رسم و رہ عاشقی نبھے کیونکر
اُدھر تو رسم نہین صبر اِدھر نہین ہمکو

ہجوم غم نے کیا دلکو اسقدر ویران
شب فراق امید سحر نہین ہمکو

ہر ایک ذرے سے پیدا ہے جلوۂ خورشید
نظارہ خاک ہو تاب نظر نہین ہمکو

وہ ہنس کے بولے سنگھایا جو عطر صندل کا
تمھارے سر کی قسم درد سر نہین ہمکو

یہ بار بار الجھتا ہے کیون دل مضطر
ہوائے زلف پریشان اگر نہین ہمکو

لحد مین بعد فنا بیکسون پہ کیا گذری
مسافران عدم کی خبر نہین ہمکو

وہ شاخ ہین کہ نہ ہرگز کبھی پھلے پھولے
وہ نخل ہین کہ امید ثمر نہین ہمکو

وہ سرفروش ہین میدان عشق مین صفدر

کسی سے خوف کسی سے خطر نہین ہمکو

جبسے ہی عشق رخ وزلف پریشان مجکو
کوئی کافسنہ کوئی کہتا ہی مسلمان مجکو

حاجی کعبہ اُس ابرو کے تصور مین ہوا
یاد عارض نے کیا حافظ قرآن مجکو

حور کی دلکو تمنا نہ پری کی خواہش
مل گئے تم تو رہا اب کوئی ارمان مجکو

مین کہان عشق کہان دعوی الفت کیسا
جان نثار و نہین سمجھتے مین تیرے قربان مجکو

جان ملیب ہون تری آنکھونکی قسم فرقت مین
پیار سے دیکھ لے اکبار مری جان مجکو

مین وہ آئینہ ہون اس انجمن ہستی مین
دیکھکر آئنہ رو ہو گئے حیران مجکو

صبح تک شام سے کیا کیا ہین عذاب فرقت
کم نہین روز جزا سے شب ہجران مجکو

جلد اے خضر جنون وسعت صحرا دکھلا
تنگ کرتا ہی بہت خانہ زندان مجکو

مین کہان اور ہوس کوچہ دلدار کہان
لیے جاتا ہی عبث یہ دل نادان مجکو

زلف شبگون کے تصور مین جو ستاتا ہون کبھی
خواب کیا کیا نظر آتے ہین پریشان مجکو

لطف صیاد سے وہ قید مین راحت پائی
ہوگیا گنج قفس صحن گلستان مجکو

تو سلامت مرے دشمن ہون قضا کے ممنون
مار ڈالیگی تری جنبش مژگان مجکو

کسکی تصویر خیالی نظر آئی صفدر
کر دیا حسن خداداد نے حیران مجکو

کیا آزاد قید زندگی سے اپنے بسمل کو
الٰہی زور بازو دے زیادہ میرے قاتل کو

ابھی قاتل نہین سمجھا مری بیتابی دلکو
ہمیشہ رقص کی تعلیم دی ہی اسنے بسمل کو

مین آوارہ وہ سودائی مین سرگردان و دیوانہ
نہ کچھ دل کی خبر مجکو نہ کچھ میری خبر دلکو

خدا جانے کہ کیا لذت ملی دونونکو مقتل مین
ادھر حیرت ہی بسمل کو اُدھر سکتا ہی قاتل کو

سبکدوشونکو اندیشہ نہین کچھ ظلم ظالم سے
کیا زندانمین کس نے قید آواز سلاسل کو

ہمارا انجمن سے کیا اُٹھانا ہم تو جب جانین
اُٹھادین آپ اگر آئینے سے اپنے مقابل کو

کسی کے روے روشن پر سحر تک تھی بلاگردان
جلایا رات پروانون نے کیا کیا شمع محفل کو

اگر عیسیٰ جلاتے ہین جلائین شوق سے ہمکو
مگر اتنا مناسب ہی بُلالین پہلے قاتل کو

وصال یار سے اے دل نہو مایوس فرقت مین
خدا آسان کردیتا ہی ہر مشکل کو

قریب کوے جانان جب ہین داماندہ پہونچتا ہو
رقابت سے فرشتے دور کردیتے ہین منزل کو

تمنا یاس حسرت درد کیا کیا اسمین رہتے ہین
عجب وسعت خدا نے دی ہی صفدر مرد دلکو

رہ سفر مین نہ جی رہروو چرائے چلو
عدم کی دور ہی منزل قدم اُٹھائے چلو

جو غم کو چہ قاتل ہی تم کو جانبازو
طلسم ہستی فانی یہین مٹائے چلو

مزار پر جو ہمارے گذر ہو اُنکا
کہا یہ نازنے دامن ذرا اُٹھائے چلو

خرام ناز کے ہم بھی ہین دیکھنے والے
حسینو ہم سے بھی آنکھین ذرا ملائے چلو

کہین سفر مین حاجت پڑے تو نوشو
کمر مین چاہیے بوتل کوئی لگائے چلو

ہم اُسکی بزم سے اُٹھے تو شوق نے یہ کہا
کسی کے زیر قدم چشم و دل بچھائے چلو

زبان خار مغیلان ہی خشک صحرا مین
کہو یہ چھالون سے آنسو ذرا بہائے چلو

اگر ہو مدنظر سیر منزل تسلیم
رہ رضاے الٰہی مین سر جھکائے چلو

عدم کا قصد جو ہم روسیاہ کرتے ہین
حیا یہ کہتی ہو چادر سے منھ چھپائے چلو

قریب کوچۂ قاتل یہ دل نے مجھ سے کہا
وہ آئی سامنے منزل قدم بڑھائے چلو

جو عزم کعبہ مصمم ہو دل مین اے صفدر
ضرور ہو کہ رہ تبسکدہ دبائے چلو

بہار آئی ہو دیوانو چلو صحراے گلشن کو
نگاہ شوق سے دیکھو عروس گلکے جوبن کو

بہار آکر الٰہی برق کردے سارے گلشن کو
بھڑک کر آتش گل پھونکدے گلچین کے دامن کو

وہ چلتے ہین ابھر کر جوش مستی مین تو کہتے ہین
نہین کچھ مال چوری کا چھپاؤ کیون مین جوبن کو

تمنا ہو بٹھا کر سامنے دیکھا کرون ہر دم
تری اس بھولی صورت کو تری اس بانکپن کو

بہار گل مین تو یہ کر کے کس حسرت سے تکتا ہون
کبھی ساقی کے چہرے کو کبھی شیشے کی گردن کو

ترے گھر سے اگر نکلے تو بیری پانو نہین اٹھتے
کرون نہین قطع ہاتھونکو جو چھوڑین تیرے دامن کو

ہمین کو پہلے تقتل مین دیا خلعت شہادت کا
خدا کا شکر وہ پہچانتے ہین دست دشمن کو

جہان مشتاق نظارہ ہو یہ شرم و حیا کب تک
اٹھاؤ زلف پیچانکو دکھاؤ روے روشن کو

جوانی کو حسینان جہان بھی پیار کرتے ہین
لگائے رکھتے ہین چھاتی سے اپنے اپنے جوبن کو

تکلف سے ہو نفرت عاشقونکو بعد مرنے بھی
اٹھاؤ چادر گل کو بجھاؤ شمع مدفن کو

وہ بلبل ہون کہ سیر باغ گھر بیٹھے میسر ہو
مرے داغون نے گلدستہ بنایا ہو نشیمن کو

نہان کبتک رہے وہ حسن عالم سوز پردے مین
جلادے شعلۂ برق تجلی اسکے چلمن کو

جھکے جو آپسے لازم ہی جھکنا اُس سے اے صفدر
نہ شمشیر قاتل مین جھکاؤن کیون نہ گردن کو

چمن مین مے کا مزہ ہی جو پاس یار بھی ہو
ہوا سے سرد بھی ہو نغمۂ بہار بھی ہو

نجاؤن اُسکی گلی مین مگر قرار بھی ہو
سنبھالون خاک جگر دل پہ اختیار بھی ہو

سوال وصل مین لازم ہی بیقراری دل
دعا قبول ہو شامل جو اضطرار بھی ہو

دیا تھا دل تمھین کس کس امید پر مین نے
نہ جانتا تھا کہ ایسے ستم شعار بھی ہو

شب وصال بسر ہو گی آج گلشن مین
صدائے جنگ بھی ہو نغمۂ ہزار بھی ہو

ہزار دعوی الفت پہ مین قسم کھاؤن
حضور جب مری قسمون کا اعتبار بھی ہو

نہ اُٹھین کوچۂ جانان مین بیٹھکر یارب
یہین ہمین اجل آئے یہین مزار بھی ہو

چمن مین بزم مین منظور ہو جہان چلیے
مگر یہ شرط ہی ہمراہ جان نثار بھی ہو

وہ لاکھ وعدے کرین ہمکو تاب صبر کہان
کچھ اختیار ہو دل پر تو اضطرار بھی ہو

سحر قریب ہی بیٹھو گے بزم مین کب تک
چلو پلنگ پہ عاشق سے ہمکنار بھی ہو

شب وصال کا جب لطف اُٹھے اے صفدر
چمن مین جام بھی مینا بھی مے بھی یار بھی ہو

فرقت مین ستاتی ہی شب تار کسی کو
دکھلا دو ذرا چاند سا رخسار کسی کو

شکوون پہ مرے ہاے یہ اُس شوخ کا کہنا
معشوق بھی ملتا ہی وفادار کسی کو

کہتے ہین وہ عشاق کے احوال کو سنکر
کیون مرتے ہین کیون کرتے ہین پیار کسی کو

کچھ دلسے جو کہتا ہون تو کہدیتا ہون یہ بھی
کرنا نہ خبر اُسکی خبردار کسی کو

بل کھاکے نزاکت سے یہ کہتی ہی کٹائی
زیور نہین پھولونکا سزاوار کسی کو

احباب نے کی میری سفارش تو وہ بولے
دشمن مے مرکیا کرنے لگے پیار کسی کو

تابوت مراد دھوم سے یارو نہ اُٹھاؤ
رسوا نہ کرو یون سر بازار کسی کو

کس منہ سے ہی پھر آپکو دعوے اسخاوت
کب آپ نے بوسے دیے دو چار کسی کو

سمجھا دل نادان کہ یہ عاشق ہی مقرر
دیکھا جو کہین جان سے بیزار کسی کو

آکر مری میت پہ وہ کس یاس سے بولے
دیکھا نہ زمانے مین وفادار کسی کو

بالین پہ مرے کہتے ہین گھبرا کے مسیحا
اس درد کا دیکھا نہین بیمار کسی کو

آغوش مین کھینچا تو کہا اُسنے بگڑکر
اسطرح بھی کرتا ہی کوئی پیار کسی کو

بیچین ہین بے صبر ہین بیتاب ہین صفدر
دیکھا ہی مقدر سر بازار کسی کو

بادۂ عشق گلرخان ہمنے پیا جو ہو سو ہو
صوم وصلوۃ واتقا چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

دل اُسے جوش عشق مین ہمنے دیا جو ہو سو ہو
لطف وکرم وفا ومہر جور وجفا جو ہو سو ہو

باغ مین کوئی مست ناز سویا ہی آج بیخبر
رخ سے نقاب اُٹھا بھی دی باد صبا جو ہو سو ہو

راحت وصل رنج ہجر رشک عدو جفاے چرخ
اک بت بیوفا کو دل ہم نے دیا جو ہو سو ہو

دل سے نہ ضبط ہو سکا بوسہ تو ہمنے لے لیا
اب تمھین اختیار ہی اسکی سزا جو ہو سو ہو

مین نے کہا کہ جان و دل ہجر مین بیقرار ہین
اُسنے ادا و ناز سے ہنسکے کہا جو ہو سو ہو

دیکھیے فتنہ کیا اُٹھے بے ادبی تو ہو گئی
بزم بتان مین جاکے مین بیٹھ گیا جو ہو سو ہو

داد و ستد مین عشق کے بحث عبث ہی ناصحا
دل اُسے دیکے درد و غم ہمنے لیا جو ہو سو ہو

دل ہو ہزار مضطرب جان ہو لاکھ بیقرار
عشق بتان کو چھوڑ دے بہر خدا جو ہو سو ہو

ایک ہی ہستی و عدم کیسی خوشی کہان کا غم
نقش خودی مٹا دیا اب ہمین کیا جو ہو سو ہو

اتبو شب وصال مین یار سے مین لپٹ گیا
شوخی و غمزہ و ادا شرم و حیا جو ہو سو ہو

عہد شباب فصل گل موسم نا و نوش ہی

کس کو ہی فکر عاقبت بعد فنا جو ہو سو ہو
صفدر خستہ جان کا دل پھر کہین مبتلا ہوا
تھا جو جنون ذرا ذرا پھر وہ بڑھا جو ہو سو ہو

دیتے دعائین حشر تلک کوے یار کو
تھوڑی زمین ہمین بھی جو ملتی مزار کو

تو فیق دے خدا یہ ہمارے غبار کو
دامن پکڑ کے روک لے اس شہسوار کو

آئی جو موج نکہت گیسوے یار کو
مٹی کیا تتار مین مشک تتار کو

دکھلا کے باغ مین گل رخسار یار کو
انگارون پر لٹائینگے اکدن ہزار کو

افسوس تم ہو غیر کے گھر اور ہم یہان
کاٹین تڑپ تڑپ کے شب انتظار کو

زائل نمود خط نے کیا روے حسن یار
آخر خزان نے کھو دیا لطف بہار کو

وہ چشم مست ساغر مے ہی تو کیا کرین
خوش بھی کبھی کیا ہی کسی بادہ خوار کو

جوش جنون مین بھی وہی باقی رہے تمیز
دیتا ہون آبلے مین جگہ نوک خار کو

دل نے تڑپ تڑپ کے کہدین ہزار بار
پھینکا ہی آسمان پہ سنگ مزار کو

کیا جایئے کہان کی کہ درت صبا کو تھی
برباد کر دیا مرے مشت غبار کو

کس کس کو یاد کیجیے صفدر فراق مین
مے کو چمن کو یار کو باد بہار کو

گلیا مین چھپکے اس محفل مین لاغر ہو تو ایسا ہو
نہ دیکھا مجکو دربان نے مقدر ہو تو ایسا ہو

ہمارے دل نے منہ پھیرا نہ اس شمشیر ابرو سے
بہادر ہو تو ایسا ہو دلاور ہو تو ایسا ہو

ہو عرفان سے دم بھر چشم و دل خالی نہین ہوتے
جو شیشہ ہو تو ایسا ہو جو ساغر ہو تو ایسا ہو

قضا بولی جو زیر تیغ قاتل سر جھکا میرا
نمازی مرتے دم اللہ اکبر ہو تو ایسا ہو

بچاؤنگا جو سب کو گرمی خورشید محشر سے
کہینگے اہل تقوی دامن تر ہو تو ایسا ہو

ہمیشہ خوابمین پھرتا ہون مثل روح سیارہ
جنون کے جوش مین جامے سے باہر ہو تو ایسا ہو

طلب جان بخش کی خواہش مین ہمکو خط نظر آیا
قریب آب حیوان خضر رہبر ہو تو ایسا ہو

ترشنے سے ہمارے کوہ پانی ہو گئے لاکھون
پسیجا دل نہ اُس قاتل کا پتھر ہو تو ایسا ہو

ہر اسمعیل حباب آسا جو گذرا بحر ہستی سے
قضا بولی کہ کیا کہنا شناور ہو تو ایسا ہو

خدا نے ہمکو صفدر دل دیا اور دلکو الفت دی
کرم کہتے ہین اسکو بندہ پرور ہو تو ایسا ہو

مین اک بت کی طلب مین چھوڑ بیٹھا دین و ایمانکو
وفور شوق دیوانہ بنا دیتا ہی انسان کو

بیابان چھوڑ کر کیون جاؤنمین سیر گلستان کو
خدا سرسبز رکھے ای جنون نخل مغیلان کو

کہانتک وحشت اب ہو اسکی دست جنون دم لے
بہت پرزے کیا دامن بہت پھاڑا گریبان کو

کیا نرگس کو حیران آپکی چشم خماری نے
پریشان کر دیا زلف دوتا نے سنبلستان کو

پریشان خاطرونکا حال سیرے کان مین کہدے
خدا توفیق دے اتنی تری زلف پریشان کو

چمن مین خاک اُڑتی ہی اسی کے آہ سوزان سے
جو سچ پوچھو تو بلبل نے اجاڑا ہی گلستان کو

مہ کامل نظر آتا ہی جب برقع اُٹھاتے ہین
چمک جاتے ہین تارے جب چھڑکتے ہین وہ افشان کو

حسین ہمسے تواضع کرتے ہین تو کیا تعجب ہی
کہ پریان بھی تو بحر اجھک کے کرتی ہین سلیمان کو

بجائے دل اسے پہلو مین لازم ہی چھپا رکھون
مقرر دو مونڈھے آئیگا قاتل اپنے پیکان کو

نئی تدبیر سے ایدل شب وصلت بڑھائینگے
کرینگے یاد زلفونکی طرح شبہائے ہجران کو

نہ گل توڑے کبھی گلچین نے باغبان شاخین
کبھی بلبل کی آنکھون سے اگر دیکھے گلستان کو

کسی محفل مین ہمکو کب ملی جمعیت خاطر
کہ ہر مجمع مین رکھا یاد اُس زلف پریشان کو

خزان مین ہوش کسکو ہی اُٹھائے ہاتھ کون اِسپر
بہار آئی تو صفدر دیکھ لینگے ہم گریبان کو

یون مرد لکو ہی اُس گل پیرہن کی آرزو
جسطرح دو وطھا کو ہوتی ہی وطن کی آرزو

ایسی بلبل کو قفس مین ہی چمن کی آرزو
جیسے غربت مین مسافر کو وطن کی آرزو

ہمکو اے صیاد اب بہر خدا آزاد کر
فصل گل آخر ہی اور دل مین چمن کی آرزو

آستین دامن گریبان اندون بیکار ہین
کسکو ہی جوش جنون مین پیرہن کی آرزو

دور گردون سے بیابان مرگ ہم وحشی ہوے
جب تلاش پیرہن تھی اب کفن کی آرزو

آگئی فصل خزان رخصت ہوئی فصل بہار
اب قفس مین کیا کرے بلبل چمن کی آرزو

وہ نہ آئے بھولکر بھی دیر و کعبہ مین کبھی
ایک بھی نکلی نہ شیخ و برہمن کی آرزو

آنکھین ہی کچھ طالب دیدار فرقت مین نہین
اپنے کانونکو بھی ہی اُسکے سخن کی آرزو

ہمکو غربت مین اجل آئی بڑا افسوس ہی
رہ گئی دیدار یاران وطن کی آرزو

شاخ گلبن مین کبھی صیاد ٹکادے نفس
بلبل نالان کو ہی سیر چمن کی آرزو

کاش صفدر اپنا جانا ہو مدینے کیطرف

ہی طواف روضۂ شاہِ زمن کی آرزو

دیوانہ بنایا ترے جلوے نے پری کو
رفتار نے پامال کیا کبک دری کو

مرتا ہون خبر تک نہین اُس شوخ پری کو
اے آہ مین کیا روؤن تری بے اثری کو

اُس شوخ نے سینے پہ مرے ہاتھ تو رکھا
اس جزو سے مرے دردِ جگری کو

وہ آنکھ کہان ہی جو رخِ عیش کو دیکھین
وہ کان کہان ہین جو سُنین خوشخبری کو

یارانِ عدم کا نہ پتا ہی نہ نشان ہے
بھیجون مین کہان پیک نسیم سحری کو

مرغانِ قفس کی کبھی سنتا نہین فریاد
صیاد لگے آگ تری بیخبری کو

یاد آتی ہی اُس ابروے خمدار کی محراب
جسوقت مین اُٹھتا ہون نماز سحری کو

وہ تیر کہان سینہ کہان یہ بھی مقدر
شیشے مین اُتارا ہی مرد نے پری کو

پیری مین گرایا مجھے محفل کی نظر سے
پوچھا نہ کسی نے بھی چراغ سحری کو

ہم مرتے تھے زندہ کیا پھر آپنے آکر
کیا روک لیا ملک عدم کی سفری کو

اُس زلف کی بولائی ہی جسطرح ہو صفدر
ٹھہرا لو کوئی دم تو نسیم سحری کو

ردیف ہاے ہوز

کہا دل نے جو دیکھی نرگس مخمور جانانہ
مے حسن جوانی سے لبالب ہی یہ پیمانہ

ہین دونون سے بڑھکر ہی زمین کوے جانانہ
مبارک شیخ کو کعبہ برہمن کو صنمخانہ

حسینونکے ہین خواہان نہین عالم ہی دیوانہ
فدا ہی گل پہ بلبل شمع پر قربان ہی پروانہ

ہمیشہ دلمین رہتا ہی خیال روے جانانہ
پری ہی میرے شیشے مین مین عاقل ہون کہ دیوانہ

کھینچا ہی خنجر قاتل تو اپنا سر بھی حاضر ہی
وہان تیغ آزمائی ہی یہان ہمت ہی مردانہ

انا لیلی کی ابتک ہر طرف آواز آتی ہی
مرقع عالم وحدت کا ہی مجنون کا ویرانہ

ہزار دون درد حسرت یاس ارمان دلمین مہمان ہین
کہان اٹھین کہان بیٹھین ذرا سا ہی یہ کاشانہ

دکھایا انقلاب دہر نے کیا عالم حسرت
جہان جمگھٹ تھے پریونکے وہان ہی آج ویرانہ

غنیمت ہی وہ سمجھا تو جو کچھ سمجھا بجا سمجھا
مین آوارہ ہین سودائی مین سرگردان مین دیوانہ

سر مو فرق کچھ اسمین نہین شبیہ کامل ہی
کسی زلف پریشان کا دل صد چاک ہی شانہ

تماشا ہی دل نادان کسی کے ساتھ جاتا ہی
قیامت ہی ہمارا آشنا ہونا ہی بیگانہ

غرض طوبی و کوثر سے نہ پروا حور و جنت کی
وہ مینا ہو وہ ساغر ہو وہ ساقی ہو وہ میخانہ

عیان ہی نور وحدت بزم عالم مین وہی کیسی
اسی کا ہر جگہ جلوہ ہی کعبہ ہو کہ بتخانہ

کبھی تو ماجرا عاشقان زار بھی سن لو
عجب دلچسپ قصہ ہی عجب دلسوز افسانہ

تمھاری شوخیون سے ہیاکیون سے تنگ آئے ہین
کرینگے اب کسی پردہ نشین کم سن سے یارانہ

ادائین انکی دیتی ہین خبر جوش جوانی کی
نگاہین شرم آگین شوخ چتون چال مستانہ

جہان سے اٹھتے ہی صفدر کے برہم ہوگئی صحبت
نہ شیشہ ہی نہ مطرب ہی نہ ساقی ہی نہ پیمانہ

پریرو آدمی کا دل نہو کسطرح دیوانہ
تری بہکی ہوئی باتین تری چالین مستانہ

خرابات جہان مین رہ گیا مستونکا افسانہ
نہ وہ ساقی نہ وہ مطرب نہ وہ شیشہ نہ پیمانہ

ترقی پر ہی ان روزون بہار حسن جانانہ
ہوے شوق مین اس گلکے اک عالم ہی دیوانہ

وہ دل کیا ہی نہو جسمین تصور اپنے دلبر کا
وہ سر کیا ہی نہو جسمین ہوے زلف جانانہ

غضب آیا کہ آیا محتسب میخانہ مین ساقی
فلک ٹوٹا سبو پر پھر چکا شیشہ کا پیمانہ

کبھی جس دل مین بستے تھے تصور مہ جبینون کے
وہی دل گردش افلاک سے ہی آج ویرانہ

چھپا تھا عشق کے پردے مین اُسکے حسن کا جلوہ
جسے سمجھے تھے داغ دل وہی تھا شمع کاشانہ

محبت نے کیا بیخود کہے جو جسکا جی چاہے
نہ آوارہ نہ سودائی نہ وحشی ہون نہ دیوانہ

ذرا فرصت نہین ملتی ہی انکو زیب زینت سے
کبھی سرمہ کبھی مسی کبھی غازہ کبھی شانہ

کسی کا آشنا مین ہون نہ کوئی آشنا میرا
جنون تیری بدولت ہو گیا عالم سے بیگانہ

جوانان چمن اپنا نہ سمجھے آجتک مجکو
رہا باغ جہانمین مثل سبزہ سب سے بیگانہ

خرابات جہان برباد ہو جاے تو ہو جاے
رہے ساقی سلامت خم کی خیر آباد میخانہ

بدلتا ہی مرا دل رنگ کیا کیا عشقبازی مین
کبھی بلبل ہی گلشن مین کبھی محفل مین پروانہ

ابھی اُٹھ جاؤ نگا مجھسے عبث اتنا بگڑتا ہی
بہت نزدیک ہی اے شیخ کعبے سے صنم خانہ

لکھون دفتر مین تیرے حسن اپنے عشق کا کوئی
پر انا ہو گیا ہی لیلی و مجنون کا افسانہ

مجھے مطلب نہین آئین ہفتادو دو ملت سے
مرا مذہب فقیرانہ مرا مشرب ہی رندانہ

دل اغیار کو صفدر ہمارے دلسے کیا نسبت
یہ مسجد ہی وہ میخانہ یہ کعبہ ہی وہ بتخانہ

سودا کرینگے دل کا کسی دلربا کے ہاتھ
امن و وفا کو بیچینگے اک بیوفا کے ہاتھ

کشتہ تمہاری زلف کا جنت مین جب گیا
حورین بلائین لینے کو دورین بڑھا کے ہاتھ

گھر گھر بھری تمام زمانے مین دخت رز
یارب نگر نہ آئی کسی پارسا کے ہاتھ

گھونگھٹ اُلٹ کے اُسنے شبِ وصل یہ کہا
کچھ بک نہین گئے مرے دشمن حیا کے ہاتھ

بجلی چمک کے رہگئی آنکھون کے سامنے
مُنھ پر کسی نے رکھ جو لیا مسکرا کے ہاتھ

آتا رہے لحاظ کہ رسوا نہ ہو کوئی
ہی عاشقونکی شرم تمھاری حیا کے ہاتھ

تیغ جفاے یار یہ چمکی ہی آجکل
تھرا رہے ہین اٹھ نہین سکتے قضا کے ہاتھ

صفدر ہمارے دلکی اُسے قدر خاک ہو
آیا ہی مال مفت یہ زلفِ رسا کے ہاتھ

لین مین نے وصل مین جو بلائین بڑھا کے ہاتھ
گردن مین اُسنے ڈالدیے مسکرا کے ہاتھ

اب کچھ خیال دولت دنیا نہین رہا
پھیلائے پاؤن ہمنے جہان سے اُٹھا کے ہاتھ

ہوگی دعاے وصل مین تاثیر اب ضرور
دامن اثر کا آگیا آہِ رسا کے ہاتھ

مے سے تمام بزم کو تونے چھکا دیا
ساقی اِدھر بھی دے کوئی ساغر بڑھا کے ہاتھ

قدرت خدا کی یار کے منھدی لگا غیر
ہون آشنا کے پاؤن پہ آشنا کے ہاتھ

مقتل مین آج جمع ہین سامان نئے نئے
شمشیر نازگردن بسمل قضا کے ہاتھ

دو دو قدم وہ رقص مین چلنا کسی کا ہاے
دامن پکڑ کے پاؤن بڑھا کر اُٹھا کے ہاتھ

سنتے ہی نام وصل وہ پہلو سے اُٹھ گئے
جھنجھلا کے طیش کھاکے بگڑ کے چھڑا کے ہاتھ

قاصد ہی تیز رو نہ کبوتر ہی تیز پر
اُس گل کو نامہ بھیجیے بیک صبا کے ہاتھ

صفدر ہی خوف کیا تجھے روز حساب کا
ہی شرم میری داور روز جزا کے ہاتھ

عشق خط بھی الفت زلف دوتا کے ساتھ
کیونکر بچیگی جان بلا ہر بلا کے ساتھ

جو آپکی ادا ہو وہ ہر اک ادا کے ساتھ
غمزہ جفا کے ساتھ ہو عشوہ حیا کے ساتھ

طرز نگہ نے چھین لیے قدسیون کے دل
آنکھین جو انکی اٹھ گئین دست دعا کے ساتھ

اک روز دیکھنا جو یہی اضطراب ہو
منھ سے نکل پڑیگا کلیجا صدا کے ساتھ

کہتے ہین ہوش اس کف رنگین کو دیکھکر
اڑ جائین ہم بھی طائر رنگ حنا کے ساتھ

تو مجکو قتل کرمین سمجھے مرحبا کہون
میری چلے زبان تری تیغ جفا کے ساتھ

روشن چراغ زیست ہے کیا جہان مین
وشت عدم سے آئے ہین جھونکے قضا کے ساتھ

کچھ انتہا ہو وہم کی اسری احتیاط
آتے ہین خواب مین بھی وہ ناز و ادا کے ساتھ

ہو کر شہید ناز پہ پایا ہو مرتبہ
خلق خدا ہو آج ترے مبتلا کے ساتھ

خوشبو سے آج صحن گلستان مہک گیا
بیشک ہو بوئے زلف رسا بھی صبا کے ساتھ

منھ پھیرنا کسی کا وہ شرما کے ناز سے
اور پھر سنبھالنا وہ دوپٹا ادا کے ساتھ

معلوم تمکو جب ہو ہماری وفا کا حال
الفت تمھین بھی ہو جو کسی بیوفا کے ساتھ

رخصت ہو دلکی روتی ہین مل ملکے حسرتین
جاتا ہو آشنا کسی نا آشنا کے ساتھ

حسرت دم اخیر نہ دیدار کی رہی
شکر خدا کہ آپ بھی آئے قضا کے ساتھ

صفدر نہین ہو تم کو محبت تو یہ کہو
کیون دلکو تھامے جاتے ہو اہن بیوفا کے ساتھ

وہ تیغ ناز ہو یارب آہستہ آہستہ
غمزے لیکے تڑپین نیمجان آہستہ آہستہ

جان

جہان سے چل بسے پیر و جوان آہستہ آہستہ
روانہ ہوگئے سب کاروان آہستہ آہستہ

خفا بھی وہ ہوے بگڑے بھی برہم بھی ہوے لیکن
سنا دی ہمنے ساری داستان آہستہ آہستہ

کہین بلبلونکے پین نجائین ساتھ پھولون کے
قدم رکھ باغ مین اے باغبان آہستہ آہستہ

نہ ایوان مین دون ہے نہ جام جم رہا باقی
مٹے شاہان عالم کے نشان آہستہ آہستہ

کہین گھبرا نہ جانا رعب سے اس شوخ کے قاصد
ہمارا حال سب کہنا بیان آہستہ آہستہ

نہ رکھا عشق نے عشاق کا نام و نشان باقی
کیے برباد لاکھون خانمان آہستہ آہستہ

خرام ناز کے مشتاق ہین جانباز برسون سے
چلو گلشن مین اے سرو روان آہستہ آہستہ

کسی کے ابرو و مژگان نے ہمکو نیمجان چھوڑا
چلی شمشیر رک رک کر سنان آہستہ آہستہ

لگا دی ایک ٹھوکر جب وہ آئے فاتحہ پڑھنے
سنا یا قبر عاشق کا نشان آہستہ آہستہ

ہمارے حال دل سے اور تو واقف نہین کوئی
صبا کچھ ہوگئی ہے رازدان آہستہ آہستہ

تری آواز دشتناک سنکر وہ نہ اٹھ جائین
شب وصل اے موذن دے اذان آہستہ آہستہ

کوئی رسوا نہو کچھ پاس بھی اسکا رہے صفدر
شب فرقت مین لازم ہے فغان آہستہ آہستہ

کیا صدمون نے ہم کو ناتوان آہستہ آہستہ
بہار باغ پر چھائی خزان آہستہ آہستہ

شب وصل صنم ہے صبح ہونے مین نکر جلدی
رواں ہو آج تو اے آسمان آہستہ آہستہ

پسینا آنہ جائے تیز چلنے مین کہین تم کو
کہ نازک ہو چلو اے جانجان آہستہ آہستہ

نہین پروا اگر منزل پہ پہونچے تیز رو پہلے
پہونچ جائینگے ہمسے ناتوان آہستہ آہستہ

ضعف سے اب بات کرنے مین تکلف ہی — دہن مین اپنے پھرتی ہی زبان آہستہ آہستہ
ٹھکانا بلبلونکو اب نہین ملتا ٹھہرنے کا — اُجاڑے باغبان نے آشیان آہستہ آہستہ
مکان تاریک مثل پردۂ ظلمات ہی سارا — ہوا یہ جمع تانونکا دھوان آہستہ آہستہ
نظارہ روے لیلی کا تو کرنے بعد مین مجنون — روان ناقے کو کرای سارباں آہستہ آہستہ
ابھی جلدی ہی کیا صیاد فصل گل تو آنے دے — سنا دونگا تجھے سب داستان آہستہ آہستہ
نہ پایا آجتک ظالم نے مجھ سا صبر مین کامل — ہوے سب عاشقون کے امتحان آہستہ آہستہ
جگہ ایسی ہی دلکی جانمن اور دلمین حسرت ہی — نکالو میرے پہلو سے سنان آہستہ آہستہ
گل عارض پر اُنکے رفتہ رفتہ خط نکل آیا — ہوا حرف خزان یہ بوستان آہستہ آہستہ

اُٹھے یہ دوست اپنے منزل ہستی سے اے صفدر
کہ خالی ہوگیا سارا جہان آہستہ آہستہ

خوش کرتی ہی دل دختر رز آکے ہمیشہ — رہتی ہی دُلھن پاس یہ دولھا کے ہمیشہ
قیدی ہین ہم اُس زلف چلیپا کے ہمیشہ — بیمار ہین اِک نرگس شہلا کے ہمیشہ
لب نے جو جلایا تو تری آنکھ نے مارا — قاتل بھی رہا ساتھ مسیحا کے ہمیشہ
پردہ نہ اُٹھایا کبھی چہرہ نہ دکھایا — مشتاق رہے ہم رخ زیبا کے ہمیشہ
غیرون کو دیے بوسہ لب پیارے نے اور سے — ہم رہ گئے مُنہ دیکھ کے للچا کے ہمیشہ
جمشید نہین اتو مراد اور ہی ساقی — تا حشر مزے ہین یہی دنیا کے ہمیشہ
معشوق ازل سامنے رکھتا ہی بصد شوق — آئینہ ترے حسن کا چمکا کے ہمیشہ

الہدی جیا وصل مین سوجاتے ہین بیوقت — وہ جھیپکے مُنہ پھیر کے شرما کے ہمیشہ
سودائی کبھی تھا کبھی عاشق کبھی مجنون — کیا جوش رہے اِس دل شیدا کے ہمیشہ
میخانے مین پھر رندون کے جلسے ہین ہر روز — پھر دور چلین ساغر صہبا کے ہمیشہ
واں غیرونکے ہمراہ وہ مے پیتے ہین ہر روز — یان کٹتی ہی شب خون جگر کھا کے ہمیشہ
کیا صاحب اقبال ہین جو وصل مین اُسکے — خوش ہوتے ہین بوسونکا مزا پا کے ہمیشہ
کس ناز سے اُٹھ جاتا ہی وہ برق تجلی — بجلی کی طرح سے مجھے تڑپا کے ہمیشہ
دن کو ہی اگر مہر تو شب کو وہ قمر ہی — جلوے ہین نئے اُس بت رعنا کے ہمیشہ

دو دن ہمین جینے کا بھروسا نہین صفدر
چرچے تو رہینگے یہی دنیا کے ہمیشہ

وہ عارض گلگون ہی گل تر سے زیادہ — وہ قامت موزون ہی صنوبر سے زیادہ
ہین زخم مرے دلکے گل تر سے زیادہ — ہر داغ جگر لالہ احمر سے زیادہ
ٹوٹا جو حباب لب جو آئی یہ آواز — وقفہ نہین اِس بحر مین دم بھر سے زیادہ
نکلیگا نہ اب کوچۂ گیسو سے مرا دل — آرام ملا اِسکو یہان گھر سے زیادہ
بیفائدہ سب سعی ہی بیکار ہی کوشش — ملتا نہین انسان کو مقدر سے زیادہ
اتنا بھی نہ سمجھے کہ اِسے کون پڑھیگا — خط ہمنے لکھا یار کو دفتر سے زیادہ
روشن ہی مکان پرتو رخسار سے کسکے — ہر ذرہ ہی خورشید منور سے زیادہ
کوچے مین ترے کون یہ فریاد کو آیا — ہنگامہ ہی ہنگامۂ محشر سے زیادہ

صدمہ اُنھین پہونچے نہ کہین دل کی تڑپ سے
سینے سے لگاتا نہین اِس ڈر سے زیادہ

میری طپش دل مین اگر کچھ نہین تاثیر
بیتاب ہو تم کیون دل مضطر سے زیادہ

جاکر حرم و دیر مین کیا سجدہ کرون مین
در کون ہی عالم مین ترے در سے زیادہ

پہلو مین کھٹکتا نہین کب خار کی صورت
دشمن ہی مرا دل مرے دلبر سے زیادہ

بے قدر نہ سمجھو اِسے بیقدر نہ سمجھو
پاؤگے وفادار نہ **صفدر** سے زیادہ

بدلتا ہی صفدر کچھ ایسا زمانہ
کہ ہی آج اِسکا کل اُسکا زمانہ

حباب لب جوئے ہم اُس چمن مین
کھلی آنکھ اپنی تو گذرا زمانہ

لڑکپن تھا جبتک نہ تھی فکر کوئی
بہت یاد آتا ہی بچپلا زمانہ

دیا دل جسے ہو گیا جی کا دشمن
حقیقت مین کتنا ہی اُلٹا زمانہ

بہت مہربان تھا وہ بیمہر مجھ پر
ہوا ہی ابھی اِسکو تھوڑا زمانہ

کٹین ہجر کے دن شب وصل آئے
الٰہی کبھی آئے ایسا زمانہ

کبھی دشت گلشن کبھی باغ صحرا
دکھاتا ہی نیرنگ کیا کیا زمانہ

وہ فرقت مین کی آہ پرسوز مین نے
جلا مین جلا مین پکارا زمانہ

جو ہی قتل مدنظر سر ہی حاضر
مگر یہ کہو کیا کہیگا زمانہ

جو وہ مہربان ہون تو کل مہربان ہو
پھرین وہ تو پھر جائے سارا زمانہ

کیا ذکر اگر اگلی صحبت کا اُنسے
کہا پھیر کر مُنھ وہ گذرا زمانہ

مری طرح تیرا ہی بیتاب یہ بھی ابھی کروٹین لیگا کیا کیا زمانہ

ہوا وصل اُس سے جدائی تھی جس سے
ہی ان روزون صفدر تمھارا زمانہ

ردیف یائے تحتانی

کیسے زندگی کی امید ہی کہ خبر ہی فرقت یار کی
یہی دن ہی اپنے وصال کا یہی شب ہی اپنے مزار کی

گئے تھے چمن سے گلی مین کیا کسی شوخ لالہ عذار کے
ترے پیرہن مین ہی ای صبا جو مہک عروس بہار کی

نہین چین دام مین ایک دم یہ تڑپ ہی بلبل زار کی
کوئی صحن باغ سے ہو نہو خبر آئی فصل بہار کی

مین وہ بادہ خوار ہون ساقیا کہ خدا سے ہی یہ مری دعا
جو قضا کرون تو مزار پر چڑھے چادر ابر بہار کی

کہون کیا مجھے جو ملال ہی شب ہجر نیند محال ہی
کہ اُچھل رہے ہین دل و جگر نہین شکل کوئی قرار کی

وہ چھپا کے چہرے کو زلف سے پے سیر آئین سر لحد
کوئی گردش ایسی ہوا ے فلک مرے بعد لیل و نہار کی

یہ دعا خدا سے ہی ہر زمان کہ ملے لحد مین مجھے امان

بدن نحیف ہی ناتوان نہین تاب مجکو فشار کی
رہے زندگی مین جو مجھسے پس مرگ سارے وہ طے ہوے
نہ طلب ہی دولت و زر کی اب نہ خبر ہی یار و دیار کی
جو عیان ہی چہرے پہ تیرے خط تو لکھونگا وصف مین نمط بر
مگر اب ضرور ہی کچھ نہ کچھ مجھے مشق خط غبار کی
پس مرگ پھر نہ رہی ہوس چمن جنان کی کسی طرح
ترے کوچے مین جو زمین ملی پے دفن مجکو مزار کی
ہمین پیرہن سے ہی کام کیا کہ جنون سے طبع ہی آشنا
جو قبا ہی تن پہ تو گرد ہی جو ردا ہی تو ہی غبار کی
نہین کوئی شاہ فقیر ہون مجھے بوریا ہی سریر ہی
نہ تلاش قصر و مکان کی ہی نہ ہوس ہی نقش و نگار کی
جو ہوا سے گرد کہین اڑی تو سفر مین مجکو گمان ہوا
نظر آئی شکل جوار کی خبر آئی اجڑے دیار کی
ہون وہ مردہ دل مرا حال بھی کبھی لکھے کوئی تو یون لکھے
کہ قلم ہو شمع مزار کا تو ہو لوح سنگ مزار کی
مین اخیر وقت مین صفدر اب کہون کس سے حال شباب کا
وہ سرور نشہ بادہ تھا یہ بلا ہی رنج خمار کی

دل رہے یا نہ رہے وہ ستم ایجاد رہے
سر رہے یا نہ رہے خنجر جلاد رہے

مشق غم ہجر مین یہ اے دل ناشاد رہے
سانس لینے مین بھی کیفیت فریاد رہے

آہ بلبل تھی کہ ہم نکہت گل تھے کیا تھے
کہ رہے جبتلک اس باغ مین برباد رہے

نہ کھنچا پر نہ کھنچا تیرے دہن کا نقشہ
مدتون فکر مین گم مانی و بہزاد رہے

جب کیا قصد فغان ضبط پکارا کہ خموش
دل ہی مین حوصلۂ نالہ و فریاد رہے

دیکھ تو لیجیے کاشانۂ دل کی صورت
کیسے آباد ہو فرمایئے برباد رہے

آہ حسرت مری بوتی ہی غضب تخم اثر
ڈر ہی اسکا کہ کہین کھیت نہ جلا دے رہے

کون ایوان ہی نہین جسکے لیے بربادی
خانۂ گور ہی جو حشر تک آباد رہے

کبھی فرقت مین بھی آنے نہ دیا رنج کو پاس
شادی وصل کی امید پہ ہم شاد رہے

شب فرقت مین ہمین بھول گئے سب اپنے
یار تو یار اجل کو بھی نہ ہم یاد رہے

الفت قید تھی مرغان قفس کو ایسی
چھوٹ جانے پہ بھی گرد سر صیاد رہے

تار مو سے کمر یار سے زنجیر بنے
پاس کچھ میرے نقاہت کا بھی حداد رہے

شانۂ زلفون مین جو کرنا تو سمجھکر کرنا
دل بھی الجھا ہی کسی کا یہ ذرا یاد رہے

دل وہ دل ہی جو رہے تیغ جفا کا جوہر
سر وہ سر ہی جو تہ خنجر بیداد رہے

جوش وحشت مین بھی صفدر نہ گئی یاد اتنی
خانۂ دل مین مرے جمع پریزاد رہے

آڑ یا ہی ستارون نے چمکنا انکی ہیکل سے
چمک کر منہ چھپانا برق نے سیکھا ہی بجلی سے

نہ بھولونگا شب وصلت مین بوسہ مانگنا اپنا
لجا کر مسکرا کر منہ چھپانا انکا آنچل سے

مجھے محروم رکھا وصل مین بھی تیرہ بختی نے
ملی فرصت نہ انکو رات بھر مسی سے کاجل سے

گرانی بوے گل سے آج کچھ تازہ نہین مجکو
خدا نے بخشی ہی نازکدماغی روز اول سے

بہار آئی ہی پھر مستی ہماری رنگ لائیگی
ہوا پھر عشق ساقی سے بڑھا پھر ربط بوتل سے

غضب ہی آپکا اس ناز اس انداز سے چلنا
ہزارون فتنے برپا ہر قدم ہوتے ہین جھاگل سے

برائے خواب ہمکو سونے کی کانٹون کے کافی ہی
نہ خواہش بستر گل کی نہ مطلب فرش مخمل سے

ہوا ہی چشم لیلی کا اثر ہی خاک مجنون مین
ابھی تک اک غبار سرمہ گون اٹھتا ہی جنگل سے

کیا تیغ ادا نے یاد کس مظلوم کو یارب
قضا آئی ہی گھبرائی ہوئی کچھ آج مقتل سے

یہ بدلا رنگ عالم آسمان کے ایک گردش نے
نہ وہ صحبت رہی باقی نہ وہ احباب کے جلسے

اگر ہو چشم روشن فرق کیا گبر و مسلمان مین
چراغ دیر و کعبہ مشتعل ہی ایک مشعل سے

پریشان ہونا بل کھانا بکھرنا پیچ مین لانا
یہ سیکھے کوئی تری زلف مسلسل سے

لطافت مین نزاکت مین صفا مین بو مین اے صفدر
وہ بہتر ہی صبا سے گل سے آئینے سے صندل سے

تمھاری سادگی پر دم فنا ہی روز اول سے
علاقہ ہی نہ منھدی سے نہ سرمے سے نہ کاجل سے

علاج درد سر ممکن نہین نازک دماغون کا
ہماری سرگرانی بڑھگئی خوشبوے صندل سے

صفاے دل ہوے مشق ریاضت کے سبب حاصل
کیا ہی دور ہمنے آئنے کا رنگ صیقل سے

کھلونے کھیلتا تھا لیلی و مجنو کی طفلی مین
بھری ہی اے جنون وحشت مری طینت مین اول سے

ہوا دیوانہ سرمست سایہ پڑ گیا جس پر
یہ دخت رز ہی ساقی یا پری نکلی ہی بوتل سے

جو میکش ہین نہین کچھ احتیاج انکو تکلف کی
بیاض گردن مینا کو ہی کیا کام جدول سے

بنانا دوستو تعویذ میری قبر کا اُسکو
کوئی تعویذ ملجائے جو تمکو اُسکی ہیکل سے

ابھی تک حسرت دیدار قاتل دلمین باقی ہی
صدا ہر دم شہید ناز کی آتی ہی مقتل سے

مین وہ ہون عاشق ابرو کہ جب ماہ صیام آیا
کیا افطار مینے روز روزہ تیغ کے پھل سے

بجھیگی پیاس وقت قتل مشتاق شہادت کی
کہ چھالا تیغ کا کچھ کم نہین پانی کی چھاگل سے

غنیمت جان اس دم کو کہان پھر صحبت ساقی
یہی آتی رہی شب بھر مجھے آواز بلبل سے

چمک کر آسمان پر ابر مین جب چھپ گئی بجلی
تمھارا اچھا کنایا دآگیا پردہ کی اوجھل سے

جنون کا جوش مین نازک طبیعت فصل گل سے
کہو فصاد سے نصد شاخ گل کی کونپل سے

جو کھولا آپنے جوڑا تو خورشید ابر مین آیا
اُٹھالی زلف چہرے سے تو نکلا چاند بادل سے

خدا جانے بنے گی آج کیونکر ہمسے اے صفدر
مزاج اُنکا نظر آتا ہی کچھ بگڑا ہوا کل سے

پری نے حور نے انسان نے کب یہ شکل پائی ہی
خدا نے ہاتھ سے اپنے تری صورت بنائی ہی

یہ فصل گل مین سب پر بیخودی گلشن مین چھائی ہی
صبا بھی جب چلی ہی سرو قد پر لڑکھڑائی ہی

بحمت گھبراتی ہے اے روح تو اس جسم خاکی مین
یہ زندان چند روزہ ہی قیامت تک ہمائی ہی

سیہ تل روے آتش رنگ پر دیکھا تو یہ سمجھے
پرستش کے لیے یہ آگ ہندو نے جلائی ہی

کوئی ناشاد کوئی شاد اپنی اپنی ہی قسمت
وہ بگڑے ہین جو ہمسے کسی غیر کی بن آئی ہی

ہوا جو کچھ ہوا قاتل سے کچھ شکوہ نہین ہمکو
جنازے پر ہمارے جمع کیون ساری خدائی ہی

یہ ہوجاتے ہین بیخود ہم کہ مطلق حس نہین رہتی
جدائی اُسکی ہمسے روح و قالب کی جدائی ہی

قفس مین کہونچ ای صیاد مرغان قفس ٹھہرین
خبر بیک صبانے موسم گل کی سنائی ہی

جدا ہم یار سے ہین غیر ہین ہر وقت و پاس اُسکے
خداوندِ جہان کیا تیری شان کبریائی ہی

دم رفتار ہر ٹھوکر سے اُسکے مردے جیتے ہین
کہو عیسیٰ سے دیکھین یہ نئی معجز نمائی ہی

یقین ہی اب دل بیتاب سینے مین نہ تڑپے گا
اُٹھا کر یار کی تصویر سینے سے لگائی ہی

بڑھا کر ہاتھ جھاڑی گرد اُنسے اگر منمے
مکدر رہین بھلا کیون آپ کیا اِسمین برائی ہی

غنیمت ہی دلا جو دم ہی امید بقا کیسی
عناصر مین بھی باہم چار دن کی آشنائی ہی

نفاست مہر و مہ کا صاف آتا ہی نظر ہمکو
تری تصویر جب تصویر یوسف سے ملائی ہی

ضیائے شمع ہو جیسے کسی فانوس سے ظاہر
نمایان آستین مین تری گوری کلائی ہی

جو کہتا ہون کہ کوئی جام مجکو بھی عنایت ہو
تو کہتے ہین فرنگستان سے مے ہمنے منگائی ہی

بنا ہون بلبل تصویر اِس گلزار مین صفدر
مرے نزدیک سب یکسان اسیری و رہائی ہی

جہان اِس گلشنِ عالم مین رنگ آشنائی ہی
وہان دیکھا تو اُسکے ساتھ تو بیوفائی ہی

یہ وقت نزع شوق دید نے صورت دکھائی ہی
سمٹ کر جان سارے جسم کی آنکھو نمین آئی ہی

لباس آبی نہین یہ جوش پر ہی حسن کا دریا
جواب پنجۂ مرجان ترا دست حنائی ہی

بھری جب آہ ہمنے بولی وہ رنگ اثر کیسا
نشانہ کیا اُڑائیگا کہ یہ تیر ہوائی ہی

فراق و وصل کی مین لوٹتا ہون لذتین کیا کیا
کبھی اُنسے صفائی ہی کبھی اُنسے لڑائی ہی

نہ دل ہی اپنے قابو مین نہ آنکھین اپنی کنبے مین
جسے کہتے ہین روز حشر وہ روز جدائی ہی

نہین شرمائی اے بت آنکھ تیری وصل کی شب مین
وطن نبکر ہماری جان لینے موت آئی ہی

رہا جو ریست بھر عریان حسینونکی محبت مین
لحد پر اسکے یارون نے عبث چادر چڑھائی ہی

نہ کنگھی ہی نہ چوٹی ہی نہ سرمہ ہی نہ مسی ہی
یہ وضع سادہ تمکو سچ بتاؤ کب سے بھائی ہی

کشش کرتا ہی دلکی بیٹھتا ہی جب یہ پہلو مین
تمھارے تیر کو کس رجہ ذوق دلربائی ہی

نہ تجھ مین یہ رکاوٹ تھی نہ تجھ مین یہ کھنچاوٹ تھی
تری شمشیر نے یہ چال کیا تجکو بتائی ہی

عبث ہوتے ہو برہم تم ذرا سیدھی طرح بولو
مجھی پر ختم کیا صاحب تمھاری کج ادائی ہی

ذرا اے آفتاب حشر برقع ڈال کر آنا
ارے ظالم خدا سے ڈر یہ روز خود نمائی ہی

نہ ہم واقف کسی سے ہین نہ کوئی ہمسے واقف ہی
فقط آئینہ سان لوگون سے صورت آشنائی ہی

مقابل سارے عالم سے کیا غربت نے اے صفدر
ادھر ہون مین تن تنہا ادھر ساری خدائی ہی

بسکہ ہی عشق قدبار مین شہرت میری
منتظر ہین ہون قیامت کا قیامت میری

کبھی ہون بلبل گلشن کبھی پروانہ بزم
بھیس بدلے ہوے پھرتی ہی محبت میری

اُس نظر سے جو گرا سب کی نگاہون سے گرا
آنکھ کیا اسکی پھری پھر گئی قسمت میری

دل حسینونکو دیا جان اجل کو بخشی
وہ سخی ہون کہین قاصر ہین ہمت میری

تم جسے چاہتے ہو اسکی قسم صاف کہو
ہی تمھین غیر سے الفت کہ محبت میری

نوحہ گر کوئی جو مرقد پہ نہین کیا پروا
بیکسی روئیگی سر پیٹیگی حسرت میری

پاس میرا نہ سہی اپنی طرف دھیان کرو
تمکو غیرون سے مناسب ہی شکایت میری

مجھ سے کہتی ہی جوانی کہ بسر عیش مین کر
چند روزہ ہی ملاقات غنیمت میری

گردش چرخ سے صفدر ہون حباب دریا
بن کے ہر لحظہ بگڑ جاتی ہی صورت میری

نہ ہوئی صبح کسی دن شب فرقت میری
آسمان نے نہ نکالی کبھی حسرت میری

سو رہے رات وہ سر رکھکے مرے زانو پر
بخت بیدار ہوے جاگ اٹھی قسمت میری

پھر دم حشر نہو گا کسی مجرم سے حساب
پہلے آئی جو گنہگارونمین نوبت میری

دل تڑپ کر مجھے لیجائیگا حوروننمین ضرور
بیقراری ہی کلید درجنت میری

ہون وہ برگشتہ مقدر کہ نہایت رویا
کی رقم کاتب قدرت نے جو قسمت میری

ہون رہا قید تعلق سے تو دیکھون اُسکو
پردہ چہرہ مقصود ہی غفلت میری

کس نے کس نے مرے مضمون نہ لیے اے صفدر
جب سے دیوان چھپا لٹ گئی دولت میری

کہو آکے ہم سے وہ پوچھ لے جسے شرب مرمین کلام ہی
جو وصال ہی تو حلال ہی جو فراق ہی تو حرام ہی

نہ ہوا نزہت باغ ہی نہ خیال گردش جام ہی
کسے اب نشاط سے کام ہی کہ حیات اپنی تمام ہی

نہ ملینگے ہم نہ ملینگے ہم کبھی آبرو کو نہ دین گے ہم

جو رقیب سے بھی پیام ہی تو یہین سے اُنکو سلام ہی
نہ وہ آتے ہین نہ بلاتے ہین ہمین باتون ہی مین لگاتے ہین
وہی ابتدا سے ہی آجکل وہی صبح ہی وہی شام ہی
وہ مے نشاط سے مست ہین شب و روز جام بدست ہین
اُنھین کیا خبر اُنھین کیا غرض جو کسی کا کام تمام ہی
جو شراب نوش تھے ہر سحر وہ لحد مین سوتے ہین بیخبر
نہ ہوا ہے سبزہ و باغ ہی نہ تلاش شیشہ و جام ہی
کبھی بزم مین جو کیا گذر تو وہ بولے تیغ کو کھینچکر
کہ جو بڑھکے سب سے کٹائے سر وہی صف مین پیش امام ہی
جو تمھارا عاشق زار تھا وہ تڑپ کے رات کو مرگیا
ہی یقین کہ تمنے بھی ہو سنا یہ خبر زمانے مین عام ہی
نہ کیا لحاظ ذرا صنم کہ کہا یہ بر حسن بھی
تجھے اب بڑھاؤن کہان تلک کہ خدا کا آگے تو نام ہی
جو نکھر کے آئے وہ سامنے تو اجل نگاہونمین پھر گئی
تن و پیرہن پہ گمان ہوا کہ یہ تیغ ہی وہ نیام ہی
جو گڑے زمین مین تو پھر کہان یہ جلیس اور یہ صحبتین
وہ جہان خلوت خاص ہی یہ جہان محفل عام ہی

کبھی لے گیا جو زمین سے سر چرخ نشہ شراب کا
تو یقین ہوا مجھے ساقیا یہ سمند برق خرام ہی
یہ غضب کے طرز بھی ہی نئی مجھے کچھ سرور ہی اسمین بھی
تری آنکھ مجھ سے جو پھر گئی یہی مجکو گردش جام ہی
دم حشر صفدر خستہ جان وہی دیگا ہمکو خط امان
جو ذبیح ہی جو قتیل ہی جو شہید ہی جو امام ہی

وحشت فزا ہوا ہی کچھ ایسی بہار کی
پھولا جو پھول اُسنے قبا تار تار کی
ایجاے کاش آکے ہوا کوے یار کی
مٹی خراب ہو نہ ہمارے غبار کی
بجلی سے کم نہین یہ تڑپ مین کسی طرح
پوچھو نہ مجھ سے میرے دل بیقرار کی
کھولی ہی کس نے کاکل مشکین یہ اے صبا
آتی ہی بو دماغ مین مشک تتار کی
اب ترک عشق وضع سے اپنے خلاف ہی
ناصح ہی دم کے ساتھ جو بات اختیار کی
اُس سنگدل کا دل نہ پسیجا کسی طرح
ہمنے تو اپنی جان تلک بھی نثار کی
آنکھین لڑا لڑا کے دکھاتے ہین جنگجو
شکل انجمن مین معرکہ کارزار کی
دن رات اُسکی نرگس بیگو نکو فکر ہی
توبہ شکستہ ہو کسی پرہیزگار کی
دُورے دکھا کے نشہ کے دلکو پھنسا لیا
صیاد چشم یار نے بلبل شکار کی
اللہ رے طول روز قیامت بھی ہو چکا
لیکن ہوئی نہ صبح شب انتظار کی
بارش یہ آنسو ونکی ہی یا بارش سحاب
بجلی ہی یا تڑپ ہی دل بیقرار کی

بے روے یار اگر رگ گل پر پڑی نظر
یہ غم ہوا کہ دلمین چبھی نوک خار کی

ہوتا خیال یار سے اس دل کا سامنا
مٹتی جو درمیان مین نہ ہوتی غبار کی

جل جل کے مرگیا ہون کسی گل کے ہجر مین
بہر جریدہ مین ہون شاخین چنار کی

قاصد تو کیا فرشتے کا اُسکو یقین نہین
صفدر دوا ہی کیا دل بے اعتبار کی

ہر وقت گریہ یاد جو دندان یار کی
اشکون مین ہی چمک گہر ابدار کی

حالت یہ ضعف سے ہی مرے جسم زار کی
بیڑی گران ہی پانو مین اشکونکے تار کی

تقلید کرکے میرے دل داغدار کی
طاؤس نے اڑائی ہی رنگت بہار کی

کیا تیرہ بختیان ہین دل بیقرار کی
دن ہجر کا گیا تو شب آئی بہار کی

کتنی چمک ہی ہستی ناپائدار کی
ہو آنکھ تو نمود ہی گویا شرار کی

آئے وہ خط نکال کے رخ پر ہمارے پاس
پنہان جو تھی کدورت دل آشکار کی

عشرت نصیب ہین جو مے عشق سے ہین مست
اس نشہ مین نہین ہی اذیت خمار کی

رنگین کمال تیز فگن کا مزاج ہے
منھدی پسند کیون نہو خون شکار کی

صحرا کو چھوڑتا ہون تو روتے ہین آبلے
لذت ملی ہی کیا خلش نوک خار کی

ہمسے کدورتین ہین رقیبون سے صحبتین
ہر طرفہ شان قدرت پروردگار کی

نرگس کی آنکھ کیون نہ چمن مین کھلی رہے
تصویر بن گئی ہی ترے انتظار کی

بجلی سے کم نہین یہ تڑپ مین کسی طرح
پوچھو نہ مجھ سے میرے دل بیقرار کی

دیکھو ہمارے سینۂ پر داغ کی طرف
گھبرائے جی تو سیر کرو لالہ زار کی

سونکڑے کس طرح نہ قفس مین ہو دل مرا
آواز آرہی ہی چمن سے ہزار کی

پہونچادے اسکو یار کے دامن تک اے صبا
مٹی خراب کر نہ ہمارے غبار کی

صفدر شراب پینے سے توبہ تو کی مگر
مجبور ہون کہ فصل بہار آئی بہار کی

سیر دیکھو بلبل اک گل کا وہ گلرخسار ہی
لالۂ شاداب جو تھا نرگس بیمار ہی

طرۂ طرار جسکا دام تھا سب کے لیے
دام اب اُسکو کسی کا طرۂ طرار ہی

جسکے جنس حسن کا ہی اک زمانہ مشتری
مشتری وہ اور یوسف کا سر بازار ہی

جس گل بیخار کی الفت کا ہی ہر دلمین خار
خار زار عشق مین اب وہ گل بیخار ہی

جو گل خندان تھا گریان ہی وہ شبنم کیطرح
عین فصل گل مین پامال خزان گلزار ہی

ہین خجل جسکے خرام ناز سے طاؤس و کبک
کیا تماشا ہی وہ خود دار رفتہ رفتار ہی

جسکی ہی شیرینی گفتار عالم کو پسند
خود وہ محو لذت شیرینی گفتار ہی

مثل موسیقار جسکے غم مین ہین سب نالہ کش
نالہ کش وہ آپ ہر دم مثل موسیقار ہی

طالب دیدار ہین سب جسکے موسی کیطرح
آپ وہ برق تجلی طالب دیدار ہی

گریۂ عشاق پر ہنستا تھا جو دریا کے حسن
ابر نیسان کیطرح اب خود وہ گوہر بار ہی

مہر طلعت غش مین جسکے سایۂ دیوار پر
اب وہ خود مانند سایہ غش پس دیوار ہی

کنگھی چوٹی سے نہ اب مطلب نہ آرائش سے کام
کس پریشانی مین مثل گیسوے خمدار ہی

سرمہ آنکھونمین نہ ہو تو نپردہ مسی کی دھری — کام شانے سے نہین کچھ آئنہ بیکار ہی
گرم و سرد عشق کا اب حال ظالم کو کھلا — اشک آنکھونمین ہین لب پر آہ آسبار ہی
اڑ گئی سرخی وہ سب کیا غم سے زردی چھا گئی — پیش ازین لالہ جو تھا صد برگ و رخسار ہی
خشک لب ہین وہ مسیحائی کا دعوی کیا ہوا — ہو کے عیسی اپنی آنکھونکی طرح بیمار ہی
جی مین آتا ہی جو ملجائے کروں جھک کر سلام — ہنس کے پوچھون کہیے کیا حال دل افگار ہی
درد دل عاشق کا اپنے تو سمجھے ہو گے کچھ — یاد ہی کبر جوانی ہی وہی پندار ہی
مہربان ہو جائے شاید رحم کی آجائے موج — ہی خدا مالک غریبونکا بھی بیڑا پار ہی
دیکھے سمجھا نکی یہ باتین ہین صفدر ورنہ وہ — ایسی باتونمین کب آتا ہی بڑا عیار ہی

تاب نظر ہی شرط رخ یار کے لیے — چشم کلیم چاہیے دیدار کے لیے
برسون نہ پوچھنا مجھے اغیار کے لیے — ظالم یہ جور و ظلم و وفادار کے لیے
گیسو سنوارتے ہین جو وہ میرے سامنے — بنتی ہین بیڑیان یہ گنہگار کے لیے
منظور شہرہ حسن کا ہی جانتا ہون مین — پازیب تمنے پہنی ہی جھنکار کے لیے
بہکانے سے رقیب کے توڑو نہ دل مرا — مسجد نہ ڈھاؤ خاطر خمار کے لیے
جی ڈوب ڈوب جاتا ہی دانتون کے عشق مین — غوطے پہ غوطے ہین در شہوار کے لیے
بیکار خون دل کو ہمارے نہ جانیے — غازہ بنائیے اسے رخسار کے لیے
بوسہ تو کیا بگڑتے ہین وہ بات بات پر — جیلے نئے نکالے ہین تکرار کے لیے
صحبت نصیب ہو جو گذر جائے جان سے — عیسی اجل ہی عشق کے بیمار کے لیے

شاید وہ آئین میرے جنازے پہ دوستو — آنکھین کھلی رہین مرے دیدار کے لیے
زندان سے نکلے ہین جو مقتل مین مجکو لوگ — شاید ہی حکم قتل گنہگار کے لیے
گریان ہون کیون نہ دیکھکے ہم روے یار کو — نہر روان ضرور ہی گلزار کے لیے
تمکو ہی ہمسے پردہ تو ہم بھی جاتے ہین — موسی کے ساتھ طور پہ دیدار کے لیے
کیا کیا نہ اٹھے شب وصل یار مین — بوسے کبھی جبین کبھی رخسار کے لیے
مدت گذر گئی نہین دیکھا جمال پاک — آنکھین ترس گئین ترے دیدار کے لیے

حل کر شتاب جتنے ہین صفدر کی مشکلین
رب کریم احمد مختار کے لیے

صدمہ جو ہجر کا ہی تو اغیار کے لیے — ہی یار میرے واسطے مین یار کے لیے
آرایشین جہان کی ہین کفار کے لیے — نقش و نگار ہین در و دیوار کے لیے
باغ جہان مین تو ہی وہ گل جسکی خاک پا — مہرمہ ہی چشم نرگس بیمار کے لیے
مدت ہوئی کہ آپکا عاشق مریض ہی — آؤ کبھی عیادت بیمار کے لیے
دل چاک چاک ہو کے جو سینے مین شانہ ہی — بھیجو نگا نہ زلف طرار کے لیے
عاشق کی تیرے در پہ نہ کیونکر رہے جبین — کعبہ بنا ہی سجدہ دیندار کے لیے
رونق فزا وہ ہوتے ہین کرے پہ انبوہ روز — چلمن اٹھا کے گرمی بازار کے لیے
کافی ہین درد و غم ہمین جائیں سر درد عیش — یار دن سے کیون لگاؤ ترے اغیار کے لیے
دامن سے اشک پونچھ رہا ہی وہ بحر حسن — کیا مرتبے ہین چشم گھر بار کے لیے

کُھلا نجاے صدمہ نہو اِس لحاظ سے
بوسے نہ اُنکے پھول سے رخسار کے لیے

دریا و دشت و گلشن و تبخانہ و حرم
کِس جا کہان کہان پھرے یار کے لیے

کچھ سر نہین پھرا ہی کہ عزلت نشین ہون ہم
اللہ نے قدم دیے رفتار کے لیے

تیرے کلام سننے کو پائے ہین گل نے گوش
نرگس کی آنکھین ہین ترے دیدار کے لیے

تازہ رہینگے پھول مضامین کے حشر تک
صفدر خزان نہین مرے گلزار کے لیے

جمال یار دیکھا ہمنے فیض چشم پرنم سے
نظر آیا ہمین خورشید عالمتاب شبنم سے

مرے داغ جگر کو فائدہ کیا ہوگا مرہم سے
کبھی چھوٹا نہ دھبا باغ مین لے لا کا شبنم سے

عجب ویرانہ ہی جسمین سے دل خالی ہوا غم سے
اِس اُجڑے گھر کی آبادی بھی من کہنت کے اسے دم

کبھی رنسے ہوئی وصلت کبھی اُسے ہوئی فرقت
جہنم مین گئے جنت سے جنت مین جہنم سے

عجب نیرنگ دکھلایا ہی ہمکو جوش وحشت نے
نئے عالم مین پہونچے ہین نکلکر دونون عالم سے

ہوے زرین چھوڑین دین کو ہون تابع دنیا
مسلمان ہوکے بت پوجین یہ کیونکر ہوسکے ہم سے

ہزارون زخم کھاکر تیغ ابرو کا لیا بوسہ
کیا وہ کام ہمنے جو کبھی ہوتا نہ رستم سے

بخوبی ہم مآل کار سے دونون کے واقف ہین
خوشی سے غم ہمین ہوتا ہی ہوتی ہی خوشی غم سے

وہ بیکس ہین ہمین دنیا نے چھوڑا ہم نے دنیا کو
نہ عالم ہمسے واقف ہی نہ ہم واقف ہین عالم سے

ترنگ آئی کسی دن جوش مستی مین تو سن لینا
خم افلاطون سے چھینا جام ہمنے لیا جم سے

غم الفت جو پایا ہی مزے کیسے اُٹھائے ہین
ہمارے دل سے پوچھے قدر اِسکی یا کوئی ہم سے

محبت ہو نہ کیونکر قید مین زنجیر سے ہمکو
کہ اِسکو سلسلہ ہی کچھ تری گیسوے پرخم سے

مقدر مین یہ لکھا تھا کہ لینے کے پڑے دینے
کرین وہ چاک خط انعام مانگے نامہ برہم سے

جسے تھی وصل سے نفرت اُسی نے میرے مرقد پر
چراغ آکر جلایا روغن بادام تو ام سے

ہوئی تقدیر اُلٹی جسقدر تدبیر کی صفدر
دوا سے درد دل چمکا اُٹھا یا داغ مرہم سے

قفس مین یا الٰہی ایسی ہو گویا زبان میری
کلیجا تھام لے صیاد سُنکر داستان میری

بہار آئی ہی مین یوانہ نازک طبیعت ہون
کہو گلچین رگ گل سے بنائے بیڑیان میری

لیا تھا خواب مین بوسہ کبھی لبہاے شیرین کا
مزہ اُس روز سے بھولی نہین اب تک زبان میری

گلون کو توڑتا ہی شاخ گل کو قطع کرتا ہی
خدا سمجھے نہین فریاد سنتا باغبان میری

یہ رویا ہون خیال چشم مین اُس بحر خوبی کے
کہ رشک مردم آبی بنی ہین پتلیان میری

نہ اُنکو ہوش اپنا ہی نہ مجکو ہی خبر اپنی
عجب حالت ہی فرقت مین ہون اُنکی یہان میری

شگفتہ داغ دل رہتے ہین آہ شعلہ افشان سے
مرے گلشن کو تازہ رکھتی ہی باد خزان میری

سلیمان ہون مین اپنے وقت کا اِس نرعا مین
پریرویونکے مُنہ مین ہتی ہی شب بھر زبان میری

اِس اندیشے سے رکھکر ہاتھ وہ سینے پہ سوتے ہین
شب مہتاب مین دیکھے نہ کوئی چھاتیان میری

یہ کہنا وصل مین اُس سرو قد وش کا باد ہی صفدر
بڑھا دطوق گردن کا اُتارو بجلیان میری

بجھیگی جام سے کیا پیاس اے پیر مغان میری
صراحی کے دہن مین کانکر رکھدے زبان میری

یہ بیطاقت ہوئی ہی غمسے جانکاہ توان میری
کہ میرے کان تک بھی اب نہین آتی فغان میری

کسی پر حال میرے غنچہ دل کا نہین افشا
صبا کچھ رفتہ رفتہ ہوگئی ہی رازدان میری

کڑی منزل ہی مقتل سامنا ہی تیغ قاتل کا
الٰہی آبرو رہجاے وقتِ امتحان میری

جو خط لائیگا بھی قاصد تو ہوگا غیر کا لکھا
تو شستہ انکا دیکھون ایسی قسمت ہی کہان میری

ہوا یون لب بلب تیرے کیا مزہ ہوتا اگر ہوتی
مرے منہ مین زبان تیری تیرے منہ مین زبان میری

غبار قیس سے آئی صدا ناقے کو ٹھہرالے
ٹھکانے خاک لگجاے ذرا ای ساربان میری

متاع دل لیے بیٹھا ہون بازار محبت مین
خریدار آکے ہو تم تو چمک جاے دکان میری

بیان کرتا ہون اکثر وصف گلرویان جو اے صفدر
ہوئی ہی برگ گل سے بھی سوا نازک زبان میری

وہ بت جلوہ آرا ہوا چاہتا ہی
خدا جانے اب کیا ہوا چاہتا ہی

تڑپ دل مین ہی دیدۂ شوق تر ہی
وہ بجلی یہ دریا ہوا چاہتا ہی

دکھا کر وہ تلوار کہتے ہین مجھ سے
خبر ہی تمھین کیا ہوا چاہتا ہی

وہ اٹکھیلی کی چال چلنے لگے ہین
کوئی فتنہ برپا ہوا چاہتا ہی

وہ رخسار پر ملنے والے ہین غازہ
یہ قسمت آن مطلا ہوا چاہتا ہی

مرے قتل کرنے کو آتا ہی قاتل
تمام آج قصہ ہوا چاہتا ہی

چھڑک دے نمک تو ہی ای شور بختی
مرا زخم اچھا ہوا چاہتا ہی

وہ بے پردہ کوٹھے پہ ہین آنیوالے
یہ خورشید ذرا ہوا چاہتا ہی

جنون تو سلامت مین کیون پانون تو دل
مرا گھر ہی صحرا ہوا چاہتا ہی

مرے دلکو الفت مین قطرہ نہ سمجھو
کہ یہ بڑھکے دریا ہوا چاہتا ہی

بہت تیز ہی آجکل تیر مژگان
کوئی دل نشانہ ہوا چاہتا ہی

چمک موتیون کی یہ کہتی ہی اُنسے
کہ جھمکا ثریا ہوا چاہتا ہی

بہت اِسکو اید اہی پہلو مین میرے
یہ دل اب کسی کا ہوا چاہتا ہی

سحاب آگیا ہونگے اب مور رقصان
چمن مین تماشا ہوا چاہتا ہی

پے سیر آتے ہین وہ بال کھولے
درختون کو سایہ ہوا چاہتا ہی

مرے گھر مین آمد ہی اُس رشک مہ کی
موافق ستارا ہوا چاہتا ہی

بلا مین جو لین زلف کی ہنسکے بولے
کہ صفدر کو سودا ہوا چاہتا ہی

اُنکی رخصت کے شب وصل جو سامان ہونگے
صبح کے ساتھ ہی ہم چاک گریبان ہونگے

دو قدم ناز سے جسدم وہ خرامان ہونگے
فتنے اُٹھینگے نئے حشر کے سامان ہونگے

بزم ہو باغ ہو مسجد ہو صنم خانہ ہو
تو جہان ہوگا وہین سب تیرے خواہان ہونگے

سونگھنے والے ہین جو لوگ تری زلفون کے
نکہت گل سے دماغ اُنکے پریشان ہونگے

تیغ و بازو کی صفت ایک جہان کرتا ہی
قتل کرکے مجھے وہ خاک پشیمان ہونگے

ایک ہم ہین کہ بجز غم نہین کچھ ہمکو نصیب
ایک وہ ہین کہ وہان عیش کے سامان ہونگے

سر پہ جینے کو لیا روز ازل عشق کا بوجھ
اور کوئی نہین وہ حضرت انسان ہونگے

اُنکی محفل مین گذر ہوگا جو اپنا صفدر
کبھی گریان کبھی خندان کبھی حیران ہونگے

اُٹھے لطف جبتک کہ طالع رسا تھے
ہم اُنپر تصدق وہ ہمپر فدا تھے

نہ تھا چین جبتک کہ اُنسے جدا تھے
وہ آزردہ ہم زندگی سے خفا تھے

نہ تھا عشق مین پاس اخفاے الفت
کہ نالے زبان پر مرے بے صدا تھے

یہ انداز یہ ناز کس دن تھے دلکش
یہ غمزے یہ عشوے کہان دلربا تھے

وہ بیگانے ہین اب وہ بیگانے ہین سب
جو وہ آشنا تھے تو سب آشنا تھے

جھکایا جو محراب شمشیر مین سر
ادا ہو گئے جتنے سجدے قضا تھے

نہ پوچھو جوانی مین پیری کا قصہ
وہ دن اور کچھ تھے وہ عالم جدا تھے

عدم مین کینگے یہ ہستی سے جاکر
کہین کیا کہ کس رنج مین مبتلا تھے

نہ خاک کی سیر ہمنے جو صفدر
وہی مہر طلعت وہی مہ لقا تھے

مصاحب ان روزون آئنہ ہی سنگار کا اُنکو مشغلا ہی
کبھی ہی سرمہ کبھی ہی مسی کبھی ہی غازہ کبھی حنا ہی
وہ طور ہی جلوہ گاہ تیری کہ جسکی تنویر جا بجا ہی
وہی ہی خورشید آسمان پر زمین پہ تیرا جو نقش پا ہی
بہار آئی چمن مین ساقی کہ باوہ خواری کا دور آیا

کھڑی ہی ہر ساغر بدست نرگس درخت جو ہی وہ جھومتا ہی
گیا جو آغوش مین لحد کی کیا قیام اُسنے تا قیامت
یہان سے جاتا نہین مسافر عجیب دلچسپ یہ سرا ہی
گلی ہی اُس سنگدل کی محشر ہجوم فریادیون کا ہر سو
ہزار روؤ ہزار پیٹو کسی کو وان کون پوچھتا ہی
کھلے اگر دیدۂ حقیقت وہی ہی دریا وہی ہی قطرہ
حباب کچھ موج سے الگ ہی نہ موج گرداب سے جدا ہی
عجب گل داغ ہی جگر کا کہ اِسکو مطلب نہین خزان سے
عجیب سبزہ ہی زخم دل کا ہمیشہ بے آب یہ سرا ہی
کٹی مصیبت جو نزع مین تھی کہ جان نکلی بدن سے لیکن
ابھی ہی خوف فشار تربت ابھی قیامت کا دغدغا ہی
لبون پر اُسنے جو ملکے مسی جمائی ہر پان کی بھی لالی
چمن مین گویا قریب سوسن یہ پھول لالے کا بھی کھلا ہی
نہین ہی کچھ ساتھیون کی پروا جو آگے جانا ہی اُنکو جانین
کبھی تو ہم بھی پہونچ رہینگے کہ ہم غریبون کا بھی خدا ہی
وہ ہین لب بام جلوہ فرما کہان ہین موسی جو آکے دیکھین
وہی تو ہی طور کی تجلی وہی تو چارون طرف صبا ہی

دیا جو قاصد نے میرا نامہ تو اپنے منشی سے وہ یہ بولے
لفافہ کرتا ہی چاک ناحق کہ خط کا مطلب کھلا کھلا ہی
کیا ہی تیغ نگہ سے زخمی جو تم نے دل کو تو عین احسان
ضرور اسوقت ہی تبسم نمک بھی چھڑکو تو پھر مزا ہی
کیا ہی مقتول خود سر رہ ہجوم لاشے پہ ہی ہمارے
زہے تجاہل جو پھر کے آئے تو پوچھتے ہین کہو یہ کیا ہی
ہماری طرز اطاعت ایسی عتاب ظالم کا ہم سے ایسا
قدم پہ سر کاٹ کر جو رکھا کہا ہٹاؤ لہو بھرا ہی
یہ اُسکے آگے سے کھینچتا ہی وہ اُسکے آگے سے انجمن مین
غرض کہ آئینے کا بھی طوطی عجب حسینون مین بولتا ہی
جو ہمسے دلکو لیا ہی تمنے تو اسکو رہنے دو پاس اپنے
غریب اچھا ہی یا بُرا ہی مطیع فرمان تو آپ کا ہی
ہوے یہ دل لیکے مجھ سے منکر اگر کبھی مانگنے گیا مین
کہا یہ سب سے ڈھٹائی دیکھو یہ تہمتین طرفہ ماجرا ہی
ہمارے عشق وجنون سے نفرت نہین ہی کچھ تمیز کو ہکن کو
جو اُنکی شورش کی انتہا ہی وہ اپنی وحشت کی ابتدا ہی
رہائی اِن بیڑیون سے ہرگز نصیب ہوتی نہین کسی کو

محبت اُن گیسو دن کی صفدر بری بلا ہی بُری بلا ہی

ظاہری کچھ لطف اُنکا چاہیے
دل لگانے کو سہارا چاہیے

خون میرا اور مرے دل کا کیا
خونبہا قاتل سے دوہرا چاہیے

چاہتا ہون مین تمھین تنہا تو کیا
تم مجھے چاہو تو پھر کیا چاہیے

جلوہ گاہ یار مین ہو پہنچے تو ہین
آنکھین کیا دکھلائین دیکھا چاہیے

پوچھتے ہو کیا ہمارا حال دل
یہ تو اپنے دل سے پوچھا چاہیے

تاب سوز عشق کچھ آسان نہین
غم مین جلنے کو کلیجا چاہیے

جان دین ہم کہ جانان بھی کہے
عاشق جانباز ایسا چاہیے

اسلیے زہاد مین بیٹھا مین رند
ان برون مین کوئی اچھا چاہیے

لطف بوسے کا اُٹھانا ہی اگر
ناز بھی اُسکے اُٹھانا چاہیے

کب تلک باندھے کوئی دھیان اُسکا
دھیان تم کو بھی کسی کا چاہیے

ملکے سو نازون نے مارا ہی مجھے
خون کا اب کس سے دعوا چاہیے

بیٹھے بیٹھے اُنکو یہ آیا خیال
بزم سے اُنکو اُٹھایا چاہیے

بزم مین بیٹھو ذرا غیرون سے دور
پاس کچھ تم کو ہمارا چاہیے

کل سے وہ صفدر ہین کچھ بگڑے ہوے
آج کیا ہوتا ہی دیکھا چاہیے

تعریف کیا ہو اُسکی رخ بے نقاب کی
خوشبو جو گل کی ہی تو چمک آفتاب کی

بجلی سے ہی یہ قول دل بیقرار کا
سیکھی ہی تو نے طرز مرے اضطراب کی

کب تک ہو صبر ظلم اٹھائین کہان تلک
کچھ حد نہین رہی ستم بیحساب کی

برپا کرونگا حشر مین مین ایک اور حشر
صورت یہی رہی جو مرے اضطراب کی

عصیان ہمارے ہو گئے باہر حساب سے
دہشت نہین رہی ہمین روز حساب کی

مجکو لحاظ انکو حیا تھی شب وصال
حسرت نہ نکلی اس دل خانہ خراب کی

مشہور ہی جہان مین جو چودھوین کا چاند
تصویر ہی وہ آپ کے حسن و شباب کی

سیماب گو سپند کو آتش پہ دیکھ لو
پوچھو نہ مجھ سے شرح مرے اضطراب کی

صفدر یہ کم نہین ہی شرف تیرے واسطے
امت مین ہون جناب رسالت مآب کی

اس تبسم کی یاد آئی ہی
جب کلی کوئی مسکرائی ہی

دل پہ پھر بیخودی سی چھائی ہی
پھر طبیعت کسی پہ آئی ہی

جب نظر یار نے اٹھائی ہی
مین نے برچھی جگر پہ کھائی ہی

ای تو حسن پر نہو نازان
چار دن کی یہ خود نمائی ہی

قصہ فرہاد کا سنا تو کہا
داستان یہ سنی سنائی ہی

سر پہ عاشق کے لائے ہین وہ بلا
مسی ہونٹھون پہ جب جمائی ہی

آفرین کیہے اس مصور کو
جس نے صورت تری بنائی ہی

جب کڑی کی ہی سخت جانون سے
تیغ نے کیا ہی منھ کی کھائی ہی

دونون آنکھون نے مجکو لوٹ لیا — ناز کے غمزے کی دہائی ہی
کیون نہو وحشیونکو جوش جنون — رنگ پر پھر بہار آئی ہی
ثمردہ صیاد مجکو دیتا ہی — کوئی دم مین تری رہائی ہی
ہم ادب سے وہ کہ نہین سکتے — بات جو اپنے دل مین آئی ہی
مجھ سے مجرم کو خلد مین بھیجا — واہ کیا شان کبریائی ہی
کچھ تو دل کو خوشی ہوا ہی صیاد — جھوٹ کہدے کہ اب رہائی ہی
سچ ہی کیون ہمسے وہ ملینگے اب — اور پر اب طبیعت آئی ہی
خط کا لکھنا ہی کب جواب وہ ترک — لاش قاصد کی وان سے آئی ہی
ہاتھ کھینچا وہ ناز سے بولے — دیکھو نازک مری کلائی ہی

کس ادا سے وہ کہتے ہین صفدر
اب نہ چھیڑو کہ نیند آئی ہی

مرغ قفس اسیری کے صدمے اُٹھا چکے — خوش ہون کہ دن بہار کے نزدیک آ چکے
گستاخ ہاتھ یار کے پردہ اُٹھا چکے — دامن پہ چاک میرے گریبان کے آ چکے
نالونکو میرے حشر جو لانا تھا لا چکے — قلابے آسمان و زمین کے ملا چکے
آتے ہین میرے گھر مین وہ اب کچھ نہین ہی دیر — کپڑے بدل چکے ہین سواری منگا چکے
لائینگے ملک دل پہ وہ شبخون یقین ہوا — ہاتھون مین مہندی آنکھون مین سرمہ لگا چکے
اب ہی یقین کہ ہم بھی ہون کشتونمین سرخرو — قاتل ہمارے قتل کا بیڑا اُٹھا چکے

کیا جانیے یہ دیدہ و دل لائین کیا بلا
سو سو مصیبتون مین تو ہم کو پھنسا چکے

بھیجا کبھی مرض مین خبر کو نہ آدمی
وہ بعد مرگ میرے جنازے پہ آ چکے

کٹوا دو میرے پانون کی بھی بیڑیان کہ تم
منت کے طوق اپنے گلے سے بڑھا چکے

حاصل ہوا نہ خاک ہمین مثل گرد باد
راہ طلب مین سیکڑون چکر لگا چکے

آئے نہ آئے رحم انھین اختیار کیا
ہم درد دل کا حال مفصل سنا چکے

کھائینگے لاکھ زخم نہ موڑینگے منھ کبھی
کیا آزما رہے ہو جسے آزما چکے

اے صرصر جفاے فلک اتبو کر کمی
جھونکے نشان تک بھی لحد کا مٹا چکے

اب تک وہی ہے حسن پرستی کا حوصلہ
دھوکا ہزار بار حسینون کا کھا چکے

کب تک تبون کے عشق مین مرمر کے ہم جئین
جھگڑا یہ زندگی کا کہین اے خدا چکے

کافر ہون اب جو ہم کو نہ وعدے کا ہو یقین
اقرار کر چکے ہین قسم بھی وہ کھا چکے

لائے ہین تیغ جس مین نہین آب نام کو
تسکین ہوئی وہ پیاس ہماری بجھا کے

ہو جاؤ صاف اتنی کدورت سے فائدہ
اب کیا ہے خاک مین تو مجھے تم ملا چکے

قسمت کی خوبی دیکھیے صفدر رکھی نہ آنکھ
ساتھی جو تھے سحر کو سر اسے وہ جا چکے

نارسا طالع ہمارے جب رسا ہو جائینگے
آج بیگانے جو ہین کل آشنا ہو جائینگے

بوسہ لیکر خال کا عاشق فدا ہو جائینگے
ایک دن حق نمک سے یہ ادا ہو جائینگے

سیر گلشن سے نہو مانع ہمین اے باغبان
خشک ہو کر پھول تیون سے سوا ہو جائینگے

چلکے صحرا جوش وحشت مین گریبان پھاڑ کے — ایک دن بیکار اپنے دست و پا ہو جائینگے
ہون وہ دیوانہ جو آیا اُسکے گیسو کا خیال — جادۂ صحرا مجھے زنجیر پا ہو جائینگے
قیدیون کے چھوڑنے کو جب کسی نے عرض کی — بولے کیا جلدی ہے مرنے دو رہا ہو جائینگے
ضبط کرتا ہون فقط نالون کو اپنے اسلیے — درہم و برہم ابھی ارض و سما ہو جائینگے
اس لب جان بخش کا آیا جو رونے مین خیال — دیدۂ تر چشمۂ آب بقا ہو جائینگے
دل مین آیا ہے کسی کے ابرو پر خم کا وصال — آج ظاہر جوہر تیغ قضا ہو جائینگے
دل حسینونکو دیا تھا کیا مجھے معلوم تھا — آشنا ہو کر وہ یون نا آشنا ہو جائینگے
فکر مضمون دہان یار اگر یون ہی رہی — ایک دن ہم را ہی ملک فنا ہو جائینگے
فرقت جانان مین مے پینا گوارا ہے کسے — کرکے توبہ ہم بھی آخر پارسا ہو جائینگے
باغبان نازان نہو اتنا بہار باغ پر — گل چمن سے دیکھنا اکدن جدا ہو جائینگے
پیچ و تاب اُن گیسو دن کا دلکو آیا تھا پسند — یہ نہ سمجھے تھے گرفتار بلا ہو جائینگے
ہجر کا احوال لکھونگا جو خط مین یار کو — حرف الفاظ مرکب سے جدا ہو جائینگے
آج وحشت اُنکی آنکھونکو جو ہمسے ہے تو ہو — رفتہ رفتہ یہ ہرن بھی آشنا ہو جائینگے

گر یونہی اُس شوخکے ہر روز نظارے رہے
حضرت صفدر بھی اکدن مبتلا ہو جائینگے

جو موج دریا مین دیکھتے ہین وہ رہنمائی رہ عدم ہے
فلک کی ظاہر ہے بے ثباتی حباب آنکھونمین جام جم ہے

رہیگا کب تک یہ خواب غفلت کہ پیری آئی گئی جوانی
ذرا ہو بیدار سونے والو سحر ہی نزدیک رات کم ہی
ثواب لینا ہی جو وہ لے لو کسی کو دینا ہو جو وہ دے لو
بہت غنیمت تم اسکو سمجھو حیات باقی جو کوئی دم ہی
عجب دورنگی جہان مین دیکھی کوئی مسلمان کوئی ہی کافر
حرم مین ذکر عمو صمد ہی صنمکدے مین صنم صنم ہی
ملے گا دل خاک مین جو میرا غم محبت کہان رہیگا
نہین ہی مرنے کا رنج مجکو اگر الم ہی تو یہ الم ہی
تمام عالم کا حال ظاہر اسی سے ہوتا ہی روز ہم کو
ہمارے پہلو مین دل نہین ہی یہی حقیقت مین جام جم ہی
بلا کے محفل مین پاس اپنے جو مجھ سے ناچیز کو بٹھایا
تری توجہ ترا تلطف تری عنایت ترا کرم ہی
غضب ہی بسمل کی سخت جانی وہ تیغ باز دسے کہہ رہی ہی
کہان ملک وار اتبو دم لے نہ تجھ مین طاقت نہ مجھ مین دم ہی
وہ کھینچکر تیغ آچکے ہین نہین ہی وقت اضطراب کا یہ
تڑپ نہ اے دل ذرا ٹھہر جا جو رحم آیا انھین ستم ہی
جو دل جلانے پر آگیا جی تمیز کیسے حسین ہو کوئی

بنے جو پروانے ہم تو یکسان چراغ تنخانہ وحسم ہی
گجر موذن خروس کیا کیا ستاتے ہین مجکو وصل کی شب
صدائین کانون مین آرہی ہین کہ صبح ہوتی ہی رات کم ہی
جبین مصفا ہی رخ مصفا ہی دل مین البتہ کچھ کدورت
زبان بھی سچی ہی تم بھی سچے اگر ہی جھوٹی تو یہ قسم ہی
کچھ ایسی الجھی ہوئی ہین زلفین کہ جنکا دشوار ہی سلجھنا
گرہ گرہ مین شکن شکن مین ہی پیچ مین پیچ خم مین خم ہی
نہ چین فکر معاش سے ہی نہ چین فکر معاد سے ہی
یہی ہین جھگڑے یہی بکھیڑے جہان کے جبتک کہ دم مین دم ہی
غنی ہی دل فقر مین بھی ایسا نہین ہین دنیا کو کچھ سمجھتا
نہ اسکے آنے کی مجکو شادی نہ اسکے جانیکا مجکو غم ہی
رسول اکرم کے مرتبے سے جہان مین واقف ہی کون صفدر
تمام عالم سے ہی زیادہ فقط جو کم ہی خدا سے کم ہی

سچ ہی کہ صنم قابل آزار نہین تھے
سب چاہنے والون مین گنہگار نہین تھے
غیرون کو جگہ گھر مین ملی لطف وکرم سے
پر رہنے کے لائق پس دیوار نہین تھے
گلشت چمن ساتھ رقیبون کے ہمیشہ
زندان مصیبت کے سزاوار نہین تھے
ملجائے وہ یوسف تو صبا اُس سے یہ کہنا
رسوائی کے قابل سر بازار نہین تھے

پہچاننے والا ہو عاشق کا تو تم سا
لائق تھے جفا کے کہ وفادار رہین تھے

اب ہم سے سوا غیر پہ ہے چشم عنایت
آگے تو نظر کردۂ سرکار رہین تھے

خلوت مین پہونچنے بھی نہ پاتا تھا کوئی اور
ہمدرد رہین محرم اسرار رہین تھے

لیلی تھے اگر تم تو ہین آپکے مجنون
تم رشک مسیحا تھے تو بیمار رہین تھے

خلوتکدہ طور مکان تھا جو تمھارا
تھا کون وہان طالب دیدار رہین تھے

آتا تھا نہ تم تک کوئی بے اذن ہمارے
سرکار کے دربار مین مختار رہین تھے

اللہ کی قدرت کہ پھر ایکسا زمانہ
یا غیر ہوے آپ کے یا یار رہین تھے

نزدیک مین سب آپکے ہم دور مہینون
کیا سبزۂ بیگانہ گلزار رہین تھے

رونا تو ہی اسکا کہ ہوا غیر کا حصہ
جس لطف عنایت کے سزاوار رہین تھے

اچھا نہ ملو ہم کو بھی پروا نہین صاحب
ہلکے ہوے خاطر پہ اگر بار رہین تھے

مقتل مین تمھارے تو بہت جمع تھے عاشق
پر شوق سے مرنے کو تیار رہین تھے

وقت آئیگا کوئی تو بہت یاد کروگے
جانباز رہین مونس و غمخوار رہین تھے

کیون سیر کو وہ جانب گلشن گئے صفدر
داغون کی یہ کثرت تھی کہ گلزار رہین تھے

کچھ اعتبار نہین تن مین جان رہے نہ رہے
روان چمن مین یہ آب روان رہے نہ رہے

بہار سبزہ و آب روان رہے نہ رہے
شراب پی لین کہ پھر یہ سمان رہے نہ رہے

ابھی بہار ہی دھومین مچالے اے بلبل
خزان مین طاقت شور و فغان رہے نہ رہے

ہو تم سے کام ہمیشہ رہو سلامت تم
غرض نہین ہمین سارا جہان رہے نہ رہے

وہ مست ہین کہ رہے اپنی میکشی باقی
سبوے خاک خم آسمان ہے نہ رہے

شتاب جا کے نشانہ کہین ہو طائر دل
پھر اُسکے ہاتھ مین تیر و کمان ہے نہ رہے

تمھاری یاد نہ جائیگی میرے دل سے کبھی
تمھین خیال مرا جانجان ہے نہ رہے

چمک چمک کے گلستان مین برق آتی ہے
لرز رہے ہین طیور آشیان ہے نہ رہے

شراب آج ہی جی بھر کے شام تک پی لین
کہ کل عنایت پیر مغان ہے نہ رہے

ستارہا ہے فلک دیکھیے کہ مرگ کے بعد
مزار کا بھی ہمارے نشان ہے نہ رہے

خبر خزان کی یہی ہے کہ میرے نہ ہو مانع
بہار پر یہ چمن باغبان ہے نہ رہے

حباب وار یہان زندگی ہے دم بھر کی
یہ دم رہے نہ رہے یہ مکان ہے نہ رہے

یہ میفروش ہے ڈاکا کہ میکشونکا ہجوم
مجھے یہ ڈر ہے کہ تیری دکان ہے نہ رہے

خدا کی حمد کرین نعت مصطفےٰ صفدر
دہن مین دیکھیے گویا زبان رہے نہ رہے

جسوقت تصور مین تمھارے کمر آئی
ہستی مین مجھے راہ عدم کی نظر آئی

جب چودھوین کو چاند کی صورت نظر آئی
تصویر کسی کی مرے دل مین اُتر آئی

تمنے نگہ گرم سے دیکھا ہے مقرر
یہ وجہ نہین آئنے کی آنکھ بھر آئی

اسوقت تو مے دینے مین ساقی نہ کمی کر
میخانے پہ کیسی ہے گھٹا جھوم کر آئی

دو پھول جو تربت پہ غریبون کے چڑھائے
کیا موج بجھے آج نسیم سحر آئی

وہ صبح شب وصل چلے گھر کو تو مین نے
باتون مین لگایا یہ آنکھین دو پہر آئی

مرغان قفس آج پھڑکتے ہین زیادہ
کیا فصل بہاری کی چمن سے خبر آئی

دل لیکے مکر جاے مجھی کو کہے جھوٹا
ممکن نہین ایسے سے کبھی عہدہ برآئی

اپنے دل افسردہ کو رویا مین چمن مین
یہ مردہ کلی جب کوئی مجکو نظر آئی

دل چھینے لیے جاتے ہین وہ بس نہین چلتا
کیا قہر ہی ہوتی ہی یہ چیز اپنی پرائی

شاید کہ پری ہی تری تصویر خیالی
جب قصد کیا شیشۂ دلمین اُتر آئی

شاخ گل تر کو جو لچکتے ہوے دیکھا
گلشن مین مجھے یاد وہ نازک کمر آئی

ساقی مین وہ میخوار ہون میخانے مین تیرے
خالی جو ہوا شیشہ مری آنکھ بھر آئی

کیا جانے کیا حال ہی یاران عدم کا
خط آیا کسی کا نہ کسی کی خبر آئی

حیرت سے خود آئینہ ہوے دیکھے کیا تم
صورت کہو آئینے مین کسکی نظر آئی

سنتا ہون وہ گھبرا کے نکل آئے ہین گھر سے
یہ سچ ہی تو فریاد مری کام کر آئی

جان آگئی جب ساغر مین نے چڑھایا
کیا ہاتھ مجھے تیغ اجل کی سپر آئی

قاصد نے دیا لاکے مجھے یار کا نامہ
یا نکہت گل لیکے نسیم سحر آئی

اک تو ہی کہ اے بت نہ پسیجا نہ پسیجا
بالین پہ مرے خلق خدا نوحہ گر آئی

صفدر مرے رونیکی حقیقت کو نہ پوچھ
دریا ہی طبیعت جدھر آئی اُدھر آئی

ب دلمین ظلم سہنے کی طاقت نہین رہی
وہ تم نہین رہے وہ محبت نہین رہی

اگلی سی آپ کی وہ محبت نہین رہی — کیسے قصور کیا کہ عنایت نہین رہی
چندے مین تم بدل گئے یا ہم بدل گئے — کیا وجہ آپ کی جو وہ الفت نہین رہی
دنیا وہی زمین وہی آسمان وہی — پھر کیون حضور کی وہ طبیعت نہین رہی
تمکو تو سب طرح کی لیاقت خدا نے دی — سچ ہی ہمین مین کوئی لیاقت نہین رہی
شکوہ نہین ہی آپ جواب پوچھتے نہین — وہ شکل مٹ گئی وہ شباہت نہین رہی
وہ دن گئے کہ لاکھون اُٹھاتے تھے جھڑکیان — اب ناز بھی اُٹھانے کی طاقت نہین رہی
کیسا مزہ کہ ہمسے شکر رنجیان ہوئین — اب زندگی کی کوئی حلاوت نہین رہی
بولے وہ اُنسے شکوہ نہ آینکا جب کیا — ہان سچ ہی اندنون ہمین فرصت نہین رہی
کی گفتگو جو یار نے ثابت ہوا دہن — یہ عقدہ بھی کھلا کوئی دقت نہین رہی
دل مجھ سے لے لیا ابھی شکر ہوے ابھی — اتنا بھی جھوٹ آپ کو غیرت نہین رہی
اندا اُٹھائی ایسی شب ہجر یار مین — کچھ طول روز حشر کی دہشت نہین رہی
توبہ تو وقت نزع مناسب تھی کیا کرین — منھ مین زبان ہلانیکی طاقت نہین رہی
راہین ہین بند میٹھے ہین پیرے گلی گلی — اب اُنسے وصل کی کوئی صورت نہین رہی

دل کیا کہ اُنکو جان بھی صفدر نے نذر کی
شکر خدا کہ کوئی شکایت نہین رہی

مانند سحر چاک گریبان نہ کرینگے — رسوا تجھے اے مہر درخشان نہ کرینگے
دیوانے ہین پر چاک گریبان نہ کرینگے — ہم سینے کے داغون کو نمایان نہ کرینگے

گل پھولین تو پھولین جو بہار آئے تو آئے
ہم ہجر مین رخ سے گلستان نہ کرینگے

ہے جوش جنون شوق سے لیچل سوے صحرا
چھالے گلۂ خار مغیلان نہ کرینگے

ہندو و مسلمان کو رخ و زلف دکھا کر
کس روز وہ حیران و پریشان نہ کرینگے

پریون سے کہو ڈرتی ہین کیون آئین مرے پاس
لکھونگا تو کچھ غدر سلیمان نہ کرینگے

اک بوسے کے طالب ہین عبث خوف ہے ہمکو
ہم اور کسی بات کا ارمان نہ کرینگے

صیاد وہ پایا ہے مزہ پھنسکے قفس مین
منھ خواب مین بھی سوے گلستان نہ کرینگے

بوسے کی طلب تجھ نہین کھوے کیون بات
سن سن کے کہینگے وہ نہین ہان نہ کرینگے

ہر وقت جھکاتا ہون مین سر تیغ کے نیچے
تا چند وہ مشکل مری آسان نہ کرینگے

دیکھو نہ رولاؤ مجھے آنسو ہین یہ میرے
کہتا ہون نہ سمجھو کہ یہ طوفان نہ کرینگے

کیون دل کی نہین کہتے ہو تمنے تو کہا تھا
ہم تم سے کسی بات کو پنہان نہ کرینگے

کہتا نہین اس در سے مین اوس کی بزرگی
سجدہ طرف کعبہ مسلمان نہ کرینگے

صفدر ہے سوے ملک عدم قافلہ راہی
پچھتائینگے چلنے کا جو سامان نہ کرینگے

صبح اٹھکر کوچۂ جانان مین جایا چاہیے
جلوۂ خورشید آنکھونکو دکھایا چاہیے

سرمہ کہتا ہے نیا نقشہ جمایا چاہیے
قصد منھدی کا ہے کوئی رنگ لایا چاہیے

کوچۂ جانان مین جاکر غل مچایا چاہیے
طالع خوابیدہ کو اپنے جگایا چاہیے

سرو پر قمری فدا ہے گل پہ بلبل باغمین
سرو گل اندام ہمکو بھی خدایا چاہیے

گر بھی خورشید اگر ہوگی قیامت مین نمود — دُر نہین سر پر ترے رحمت کا سایا چاہیے
صفحۂ ہستی پہ برسون بھی رہے تو کیا رہے — نام اپنا آپ لکھ لکھکر مٹایا چاہیے
صبر و طاقت کو بھی اے دل آزمانا ہے ضرور — ناز معشوقان عالم کے اُٹھایا چاہیے
خواب مین ہمکو نظر آیا ہے وہ لیلی جمال — چلکے چادر قبر مجنون پر چڑھایا چاہیے
دیکھکر محفل مین مجلو ہنسکے فرماتے ہین — شمع کے بدلے کسی کا دل جلایا چاہیے
مرتے دم تو دو دو پٹا تم کفن کے واسطے — آخری پوشاک بھی ہمکو نچھایا چاہیے
کاسہ گر بعد فنا بھی میکشی کا شوق ہے — خاک سے میرے کوئی ساغر بنایا چاہیے
آج کی شب بھی گدا کے گھر مین آیا ہے وہ مہر — بوریے پر ماہ کی چادر بچھایا چاہیے
نامرے گھر سے بجائے نیند آجائے اُسے — کوئی افسانہ کوئی قصہ سنایا چاہیے
سبزۂ خط دیکھکر نکلی ہے میرے تن سے جان — سبز چادر میری مرقد پر چڑھایا چاہیے
خوش خرامی کا چلن تجھ مین کہان کبکے دری — یار کی رفتار کا انداز اُڑایا چاہیے
نرگس میگون دکھا کر مست زاہد کو کرو — زہد کے دامن مین بھی دھبا لگایا چاہیے
یہ تقاضا کون اٹھائے جا رہینگے دیر مین — شیخ کہتا ہے کہ کعبے کا کرایا چاہیے
پھرتے پھرتے نہ ہمارے گھر مین بھی آئے کبھی — کوچہ گردی کے چلن اُسکو سکھایا چاہیے

شہر مین بدنام ہو جاؤ گے تم صفدر ابھی
کوچۂ محبوب سے بستر اُٹھایا چاہیے

مصیبت مین دلکو پھنسا کر چلے — ہم آئے نہ تھے کیا کرنے کیا کر چلے

چمن سے وہ یون مسکرا کر چلے
کہ پھولون پہ بجلی گرا کر چلے

جب آئے وہ محشر بپا کر چلے
کہ خوابیدہ فتنے جگا کر چلے

ہزارون گریبان ہوے چاک چاک
وہ اسطرح دامن اُٹھا کر چلے

نہ بھولیگا رنج اُنکا ہنگام نزع
یہ کہنا کہ ہم سے دغا کر چلے

وہ دشمن ہین ہمتو ہین اُنکے دوست
سنین گا یہان اور دغا کر چلے

ہوا جز خطا کون ہم سے ثواب
جہان مین ہم آئے تو کیا کر چلے

شگفتہ ہوے اُنکے آنے سے گل
چمن مین وہ کار صبا کر چلے

نکلتی ہی دلسے کدورت مین آہ
ہوا جسطرح خاک اُڑا کر چلے

مرے قبر پر وہ جو آئے کبھی
کدورت سے ٹھوکر لگا کر چلے

چلا قیس یون تیرے وحشی کے ساتھ
سواری مین جسطرح چاکر چلے

اگر آئے گورغریبان مین وہ
تو مدت کے مردے جلا کر چلے

رہی جنبش لب دم فاتحہ
کہ اعجاز عیسی دکھا کر چلے

دوا اور دل کی کہان چندروز
تماشاے دار الشفا کر چلے

نہ رحم آئے یا آئے صفدر نہین
جو کچھ حال تھا ہم سنا کر چلے

جو ملے تمھین کہین راہ مین تو کہو یہ بات نسیم سے
کہ دماغ تازہ کرے مرا کسی گلبدن کے شمیم سے

ہی ریاض الفت و ربط مین مرا اسکا ساتھ قدیم سے
جو وہ کم نہین ہین شمیم سے تو مین کم نہین ہون نسیم سے

کبھی وصل اُسکا نصیب ہو کبھی ہم ہون اور حبیب ہو
یہی آرزو یہی مدعا یہی التجا ہی کریم سے

ترے برق حسن جو طور پر کبھی چمکے رخسے نقاب اُٹھے
تو یقین ہی پھر نہ نکل سکے ارنی زبان کلیم سے

جو رضا تری ہی وہی رضا مجھے اختیار ہی اسمین کیا
نہ خطر ہی نار جحیم سے نہ غرض ہی باغ نعیم سے

ترے دیکھنے سے ہی مدعا لب جانفزا کا ہون مبتلا
نہ ہی بحث مجکو مسیح سے نہ کلام مجکو کلیم سے

مرے درد کی ہی دوا عبث مرے واسطے ہی دعا عبث
کہین موت کا بھی علاج ہی کوئی جا کے پوچھے حکیم سے

نظر آئے شیشے مین دخت رز تو قدح کشونکو یقین ہوا
کہ خدا نے دہر مین بھیجدی کوئی حور باغ نعیم سے

جو نجات کی ہو طلب تجھے تو غریب بندون پہ کر کرم
کہ گدا جو خوش ہی گریم سے تو خدا بھی خوش ہی کریم سے

رہی طائرون کی خبر کسے کہ پھنسا یا دانے نے دم مین

مری حرص تھی کہ چھڑا دیا مجھے ہمرہان قدیم سے
کہون کیا مین صفدر خستہ جان سر نفع ہی نہ غم زیان
نہ طلب ہی مجکو بہشت کی نہ خطر ہی مجکو جحیم سے

مین آوارہ جرس ہون فافلے مین دشت دل سے
ٹھہرتے سب ہین منزل پر مین بڑھجاتا ہون نرسے
نہ رکھ امید ضبط عشق کی عشاق کے دل سے
تڑپنے کا تحمل ہو نہین سکتا ہی بسمل سے
بزنگ شمع جب مہمان اہل بزم ہوتا ہون
جلاتے ہین بجھاتے ہین اٹھا دیتے ہین محفل سے
کدورت انکو ہی مجھ سے نہین ہی سامنا جبتک
ادھر آنکھین ملین انسے ادھر دل ملگیا دل سے
نبھا دینی ہی یہ زخمونکی بدھی جب لپٹتی ہی
گلے کا ہار ہونا کوئی سیکھے تیغ قاتل سے
پڑا ہی نقش پا کیطرح بیحس کیون پس محمل
غبار آسا لپٹ جا دور کرا ہی قیس محمل سے
مرے ہمراہ یہ بھی قید مین فریاد کرتی ہی
غم فرقت کی کڑیان اٹھ نہین سکتین سلاسل سے
تری فرقت مین میخانہ ہی یا مقتل ہی اے ساقی
نہین کم گردن مینا گلوے مرغ بسمل سے
تعجب ہی کہ غنچہ کھل گیا شبنم سے گلشن مین
گرہ جو بھیگ جاتی ہی ذرا کھلتی ہی مشکل سے
وہ بحر حسن بیٹھا تھا تماشے کو ذرا آکر
لپٹ جاتی ہین موجین جنبک آکے ساحل سے
شکست ایسی تری مستون کے ہاتھون سے اٹھائی ہی
کہ توبہ بھاگتی ہی دور میخوارونکی محفل سے
یہ سو سو بار کیون اٹھتا ہی یارب ماجرا کیا ہی
خفا ہی دلربا کیطرح شاید درد بھی دل سے
تری الفت مین دونون بت ہین دونونکو ہی حیرانی
نہ دل کہتا ہی کچھ ہمسے نہ ہم کہتے ہین کچھ دلسے
دم آخر ترا بسمل نہین قاتل تڑپتا ہی
یہ خصلت ہو رہی ہی بیقراری تیرے بسمل سے

اگر مشکلکشا ہون حضرت مشکلکشا صفدر
تو ہو آسان سے آسان جو مشکل ہو مشکل سے

رنگ بدلے ہوے وہ گلشن عالم مین رہے
خندۂ گل مین کبھی گریۂ شبنم مین رہے

سر ہوا آن سے جدا کب یہ خبر بھی نہوئی
ہم تماشاے رخ قاتل عالم مین رہے

مرض عشق کا تھا آب دم تیغ علاج
ہم تلاش نفس عیسی مریم مین رہے

قرب ہمجنس کا ہمجنس کو ہوتا ہی پسند
یاس کیون آکے نہ میرے دل پر غم مین رہے

نہ ہوئی جوش جنون مین کبھی اتنی بھی تمیز
دنکو ہم دھوپ مین یارب کو شبنم مین رہے

داغ وہ داغ ہی جو سینۂ یعقوب مین ہو
اشک وہ اشک ہی جو دیدۂ آدم مین رہے

کبھی بیہوش کبھی ہوش مین رہتا ہی یہ دل
اسی عالم مین رہے یا اسی عالم مین رہے

راتدن اٹھتے چلے جاتے ہین احباب عزیز
اے فلک روز کہان تک کوئی ماتم مین رہے

دل پرسوز کی قسمت کا ستارا چمکے
جنکے جگنو جو کسی شب نہ کسی محرم مین رہے

وہ بھی دن آئے کہ آئینۂ جانان ہو یہ دل
ہاتھ شانے کیطرح گیسوے پرخم مین رہے

تمسے مطلب ہی ہمین اور کسی سے کیا کام
رہین ہم تم نہ رہے یا کوئی عالم مین رہے

دخل پاؤن جو وہان حشر کو مین دامن
عالم آب یقین ہی کہ جہنم مین رہے

بیوفا مسا جہان مین نہ وفادار کوئی
آپ ہی قتل کیا آپ ہی ماتم مین رہے

دلکی الجھن مرے پہلو مین جو دیکھی تو کہا
بھیجدو آکے مرے گیسوے پرخم مین رہے

وہ روان ہر کراب نبض کی اے پیر مغان
گفتگو کی جگہ ہمت حاتم مین رہے

آپ مین بیخودی عشق سے آئے کب ہم | رہے عالم مین مگر اور ہی عالم مین رہے

غم عشق آئے تو رہنے کو مین دو گھر صفدر
دل پر غم مین رہے دیدۂ پرنم مین رہے

زمین مین آکے چھپے جنکے ہم ستائے ہوے | مزار پر ہین وہ اب فاتحے کو آئے ہوے
تمام شب تو رہے ہمسے ہم بغل دم صبح | حیا سے بیٹھے ہین دامن مین منھ چھپائے ہوے
وہ آتے ہین سر تربت تو ناز کہتا ہی | حضور خاک سے دامن ذرا اٹھائے ہوے
مقابلے مین مرے کیا رقیب ٹھہرینگے | ہزار بار یہ میرے ہین آزمائے ہوے
طلب جو آئنہ ہوتا ہی دیکھیے لیکن | حضور ہمسے بھی آنکھین ذرا ملائے ہوے
نہین ہی تو ہی جہان سے گذشتنی ای شمع | قضا کی ہم بھی تو بیٹھے ہین لو لگائے ہوے
ملے جو راہ مین کل ہمکو حضرت زاہد | بغل مین شیشۂ مے تجھے اک دبائے ہوے
چور و زخمی ہوے عاشقونپہ اُسکی نظر | کہا کہان سے یہ نکلے مٹے مٹائے ہوے
چمن مین پھول جو سب نے خمیون کی صورت ہین | یہ کسکی تیغ ادا کے ہین زخم کھائے ہوے
ستانہ گردش لیل و نہار سے ہم کو | ہم اپنے دلکے ہین ای آسمان ستائے ہوے
ہزار حیف کہ اب بھی نہ تو ہوا اپنا | جو اپنے تجھے ترے ملنے سے سب پرائے ہوے
جہان مجھے نظر آتا ہی اک پریخانہ | پری جمال جو آنکھونمین ہین سمائے ہوے
ڈرینگے تیرگی گور سے وہ کیا واعظ | شب فراق کے صدمے ہین جو اٹھائے ہوے
کہان یہ چال تھی طاؤس و کبک کی آگے | تری خرام کے انداز ہین اڑائے ہوے

کبھی تو جھانک کے غرفے سے دیکھو کوچے کو
غریب بیٹھے ہین کچھ چادرین بچھائے ہوے
وہ تیرہ روز ہون میرے سیاہ خانے مین
چراغ دونون ہین شمس و قمر بجھائے ہوے

کسی کے سنگ جفا سے ہے چور شیشۂ دل
نہ پوچھو حال کہ صفدر ہین چوٹ کھائے ہوے

رکے وہ نہ ہمکو بُرا کہتے کہتے
ہوا خشک مُنھ یان بجا کہتے کہتے
جواب ایک بھی اُنسے سیدھا نہ پایا
زبان تھک گئی مدعا کہتے کہتے
بہت چل چکی تیغ ناز اب ٹھہر جا
قضا تھک گئی مرحبا کہتے کہتے
نہ کانون کو مہلت نہ ہونٹھون کو فرصت
بُرا سُنتے سُنتے بھلا کہتے کہتے
جو تھا خوف ہمکو تمہونکی گلی مین
گئے یا خدا یا خدا کہتے کہتے
غضب ہے کہ وین گالیان آکے مُنھ پر
جو وہ بیٹھ پیچھے بُرا کہتے کہتے
رقیب آگیا ناحق اسوقت یارب
وہ چپ ہو رہے ماجرا کہتے کہتے
اثر دیکھنا پھنس گئے کس بلا مین
ہم اُن گیسونکو بلا کہتے کہتے
سنا کر انھین حال دل جو سہ مانگا
یہ بہکی زبان ماجرا کہتے کہتے
فسانہ مرے غم کا تھا طول ایسا
ہوا ختم روز جزا کہتے کہتے
دکھاؤ جو تم آنکھ ڈرسے برہمن
لگے پڑھنے قرآن کتھا کہتے کہتے
نہ سمجھا یہ دل درد وصاف زاہد
تھکے ہمتو خدا صفا کہتے کہتے
یہ کہیے کہ مجنون کہا کیا سمجھکر
فقط تم مجھے مبتلا کہتے کہتے

یہی آرزو اپنے دل مین ہی صفدر
کہ دم نکلے یا مصطفےٰ کہتے کہتے

صفدر کبھی رخ جانب دنیا نہ کرینگے
گلزار فسونگر کا تماشا نہ کرینگے

مرجائینگے پر شکوۂ بیجا نہ کرینگے
آزردگی یار گوارا نہ کرینگے

کس روز ثناے رخ زیبا نہ کرینگے
کس شب صفت زلف چلیپا نہ کرینگے

جو درد مین لذت ہی کہان ہی وہ دوا مین
منت کشی حضرت عیسیٰ نہ کرینگے

آب دم شمشیر کا مشتاق گلا ہی
ہم پیاس مین منھ جانب دریا نہ کرینگے

بھیجے گا اگر بہر طلب حور کو رضوان
اس کوچے سے جنت کا ارادا نہ کرینگے

عریان بدنی اپنی جتاتا ہی جو ہم کو
لکھنیکے خط انکو تو لفافا نہ کرینگے

سودائی ہین پر چاک گریبان سے ہی نفرت
ہم فاش جنون کا کبھی پردا نہ کرینگے

قبرون پہ جو تم آؤگے یون فاتحہ پڑھنے
مردے کبھی جینے کی تمنا نہ کرینگے

منھ دیکھین ہم اور غیرونکو دیدار ہی تم
یہ ننگ کسی طرح گوارا نہ کرینگے

دل شوق سے لو ہمسے یہ ہی مال تمھارا
کھاتے ہین قسم ہم کبھی دعوا نہ کرینگے

دشوار حفاظت ہی شرارت سے تبون کی
کیا کیا نہ کیے شر ابھی کیا کیا نہ کرینگے

غیرونکو جلانے کو مرے وہ مرے آگے
اچھا جو کہینگے تو کچھ اچھا نہ کرینگے

تن پر تھا جو سر ہمنے دیا تیغ کے نیچے
فارغ ہوے اب وہ تقاضا نہ کرینگے

جا بیٹھین گے اغیار کے پہلو مین وہ اٹھکر
کچھ پاس سر بزم ہمارا نہ کرینگے

بوجھ نہین بام پہ چڑھکر یہ اُترنا
کس کیلئے وہ دل کو تہ و بالا نہ کرینگے

ہم آپ ہی صحبت مین نہین آنیکے قابل
دربان سے ترے شکوۂ بیجا نہ کرینگے

مرجائینگے ہم درد کی لذت مین تڑپکر
ٹھانی ہی یہ دل مین کہ مداوا نہ کرینگے

رسوائی محبوب نہین شان محبت
ایسا نہ کرینگے کبھی ایسا نہ کرینگے

مستِ مے الفت ہین ہمین مے سے ہی کیا کام
صفدر طلب ساغر و مینا نہ کرینگے

آنکھون مین ادا پھرتی ہی ہر بار کسی کی
دل چھینے لیے جاتی ہی رفتار کسی کی

تڑپاتی ہی بجلی کو بھی رفتار کسی کی
چمکی ہوئی ان روزون ہی تلوار کسی کی

غنچہ بھی جو گلگشت چمن مین کوئی چٹکا
یاد آگئی وہ شوخیِ گفتار کسی کی

سوتون کو جگا دیتا ہی ٹھکرا کے وہ چلنا
مردونکو جلا دیتی ہی رفتار کسی کی

پھر باغ مین آتا ہی کوئی رشک مسیحا
مشتاق ہی پھر نرگس بیمار کسی کی

خون شہدا رنگ دکھائیگا مقرر
پوشاک رنگی جاتی ہی گلنار کسی کی

اُٹھونگا نہ مین شور قیامت سے بھی جبتک
سن لونگا نہ پازیب کی جھنکار کسی کی

قاضی ہو کہ زاہد ہو کہ واعظ ہو کوئی ہو
کچھ اصل سمجھتے نہین میخوار کسی کی

جلاد گزرتا ہی جو خنجر کو گلے پر
یاد آتی ہی رہ رہ کے وہ تکرار کسی کی

پھولون کی طرح ناز کرے بادبہاری
جائے جو سواری سوے گلزار کسی کی

کہدے کوئی قاتل سے کہ صفدر لے خبر لے
اِک لاش پڑی ہی پس دیوار کسی کی

واں غیر کے گھر عیش مین ہوگا کوئی مصروف
یاں کٹتی ہی حسرت مین شب تار کسی کی

کس ناز سے گلزار مین ہین آج خرامان
سیکھی ہی چکورون نے بھی رفتار کسی کی

حورون مین تو آیا ہون مگر یاد ہی صفدر
وہ ناز وہ انداز وہ گفتار کسی کی

ہاے یہ کیا طلسم ہی دید بھی ہی حجاب بھی
منھ بھی دکھا رہے ہین وہ چہرے پہ ہی نقاب بھی

نور و ضیا مین ہی مثل ماہ بھی آفتاب بھی
چہرہ صاف کا ترے پر ہی کہین جواب بھی

یاری بخت چاہیے بزم طرب مین کیا نہین
سیخ پہ ہی کباب بھی شیشے مین ہی شراب بھی

پانون پہ مین جو گر پڑا بزم مین ہنسکے یہ کہا
غیر ہی ہوش مین کدھر کچھ ہی مجھے حجاب بھی

وصل تو یار سے ہوا وجہ مگر ہی اسکی کیا
آنکھون مین اشک ہین وہی دل کو ہی اضطراب بھی

آنکو صبا یہ دے پیام آپ کا انتظار ہی
باغ بھی ہی شراب بھی سبزہ بھی ہی سحاب بھی

بحر جہان کی دیکھ لین سیر ذرا ہم اے فلک
وقفہ عمر اگر ملے کچھ صفت حباب بھی

پیتے ہی مے چمک گیا نام خدا یہ روے یار
ماہ بھی جس سے ہی خجل منفعل آفتاب بھی

دیکھ کے پیر مدرسہ تم کو یہ محو ہو گیا
ہاتھ سے گر پڑا قلم طاق پہ ہی کتاب بھی

ہاے گئی وہ کم سنی آئی تمیز کچھ انھین
اب نہین دیتے وہ کبھی بوسہ علی الحساب بھی

اہل وطن کا کب خیال طول سفر مین ہی ہمین
اب کبھی دیکھتے نہین انکو میان خواب بھی

گر کسی بات کا جواب مین نے دیا کہا کہ واہ
شکر خدا ے پاک کا اتنے ہوے جناب بھی

ہو کے خفا جو مین چلا بزم سے اسکے یون کہا
جایئے جلد جایئے یان سے کٹے عذاب بھی

وصل کی رات تو ہوئی اب یہ دعا ہی اے خدا | صبح عدم مین چھپ رہے نکلے نہ آفتاب بھی

صفدر اسے ہوا ذرا وقفہ نہ باغ دہر مین
موج نسیم صبح تھا کیا گذران شباب بھی

دل سے اُس گل کے آرزو نہ گئی | مرتے مرتے یہ خو یہ بو نہ گئی
کجی طبع ماہ رو نہ گئی | راستی نام کو بھی چھو نہ گئی
روح تن سے جدا ہوئی لیکن | حسرت وصل دل سے تو نہ گئی
رعب قاتل سے خون تھا جو سفید | حیف وہ تیغ سُرخرو نہ گئی
کب نہ اچھو بغیر یار رہوا | بوند بھر مے تہ گلو نہ گئی
باتین میٹھی ہمیشہ کین اُسنے | کج ادائی کی دلسے خو نہ گئی
کب نہ کی چار حد مین اُسکی تلاش | کب نظر اپنی چار سو نہ گئی
نیچی نظرین ہمیشہ اُنکی رہین | کبھی شرم وحیا کی خو نہ گئی
خم کے خم پی گئے مگر دل سے | خواہش ساغر و سبو نہ گئی
مُنھ مین آتا ہی جو وہ کہتے ہین | بدزبانی کی ہاے خو نہ گئی
شوق وحدت نے کی کمی کس دن | آہ کب تا مقام ہو نہ گئی
ہم بغل مین ہوا تھا کس گل سے | عطر کی پیرہن سے بو نہ گئی
مر کے غربت نشین رہا ہین فقیر | خاک اُڑ اُڑ کے کو بکو نہ گئی
ہر چمن مین پھرے بہ رنگ نسیم | لالہ رویون کی جستجو نہ گئی

داغ اُٹھایا کیے بیکس
نہ بجھی پیاس تیغ قاتل کی
واہ رے شوقِ تیغ قاتل تک
نزع مین وصل کا خیال رہا
تیری چوٹی سے ہار جو لپٹا
رہی اُجلی قبائے عریانی
میری آنکھون سے سامنا کرکے

ہہ جبینون کی آرزو نہ گئی
پی کے جب تک مرا لہو نہ گئی
کھینچ کے کس دن رگِ گلو نہ گئی
مرتے مرتے یہ آرزو نہ گئی
سالہا سال اُسکی بو نہ گئی
ایک دن بہر شست و شو نہ گئی
ابر تر کی کب آبرو نہ گئی

اور سب خواہشین گئین صفدر
نہ گئی اُسکی آرزو نہ گئی

مرتے رہے ہم لی نہ خبر آکے کسی نے
مارا دلِ مجروح کو تڑپا کے کسی نے
زیبا ہی پس مرگ جو ہو طور پہ مدفن
مارا مجھے دیدار سے ترسا کے کسی نے
دل مردہ ہی پہلو مین مرے کوئی نہ سمجھا
پرسا بھی کسی دن نہ دیا آکے کسی نے
یہ ضعف مرض ہی کہ اُسے صور مین سمجھا
بالین پہ کہی بات جو چلا کے کسی نے
افتادہ سرِ راہ رہی لاش ہماری
زندہ نہ کیا پانون سے ٹھکرا کے کسی نے
شیشہ دلِ نازک کا جو سو ٹکڑے ہوا ہی
پھینکا اِسے کیا سنگ پہ جھنجھلا کے کسی نے
صد شکر کہ اب دور ہوئی دل کی کدورت
پاس اپنے بٹھایا ہمین بلوا کے کسی نے
دیدار کی امید کسی دن نہ بر آئی
کیا کیا نہ تھکایا ہمین دوڑا کے کسی نے

لائینگے کسی روز وہ تشریف ادھر بھی
اتنا بھی تو مژدہ نہ دیا آکے کسی نے

ماہ ایک طرف مہر کو بھی دل سے اُتارا
غازی سے رنج صاف کو چمکا کے کسی نے

کیا صاحب غیرت تھے ترے کشتہ الفت
احسان اُٹھائے نہ مسیحا کے کسی نے

کیا کہیے کہ کس دام مصیبت مین پھنسایا
دل کاکل پیچ مین الجھا کے کسی نے

یاران عدم بھی تھے عجب بندہ فراموش
رکھا نہ ہمین یاد وہان جا کے کسی نے

آجائین جو اغیار تو کچھ مجھ سے نہ کہنا
چپکے سے کہا ان نے یہ سمجھا کے کسی نے

ہرگز نہ اُٹھائی نظر آئنہ ہر دیکھا
محفل مین رکھے سامنے بٹھلا کے کسی نے

دو روز بھی صفدر کسی صورت نہین نبتی
اس درجہ بگاڑا انھین سمجھا کے کسی نے

ہر دل مین ہر آرزو تمھاری
ہر لب پہ ہر گفتگو تمھاری

بلبل کو ہر آرزو تمھاری
ہر گل مین بسی ہر بو تمھاری

یون زیر قدم نہ دل کو پیسو
پس جاے نہ آرزو تمھاری

بجلی جو چمک کے چھپ گئی یار
یاد آگئی مجکو خو تمھاری

چلتی ہر زبان چھری کے مانند
کیا تیز ہر گفتگو تمھاری

کرتا ہو کسی سے کوئی باتین
سنتا ہون مین گفتگو تمھاری

ہر گل کو چمن مین جسنے سونگھا
پائی نہ کسی مین بو تمھاری

مٹی مجھے دینے تم جو آتے
مٹ جاتی نہ آبرو تمھاری

دیکھا نہین ایک نے بھی تم کو
کیون دھوم ہی چار سو تمھاری

سلجھاتے ہین دلکی گتھیونکو
الجھی ہوئی گفتگو تمھاری

اُس تیغ کو بسملو نہ دیکھو
پھڑکے نہ رگِ گلو تمھاری

پھولون کو صبا نے بھی نہ چھیا
پھیلی جو چمن مین بو تمھاری

اُن دانتون سے موتیو نہ بجھو
گر جاے گی آبرو تمھاری

بوسہ جو لیا وہ ہنسکے بولے
صفدر یہ بُری ہی خو تمھاری

شمع کیطرح جلین رشک سے جلنے والے
اُنکی محفل سے نہین ہمتو نکلنے والے

جگر و دل ہین ترے ساتھ ہی چلنے والے
او مجھے ناز کی ٹھوکر سے کچلنے والے

تیغ لیکر جو وہ گھر سے ہین نکلنے والے
ہم بھی بے سر دیے ہرگز نہین ٹلنے والے

تیری فرقت مین ہزار آنکھ سے آنسو نکلین
اپنے دلسے نہین ارمان نکلنے والے

قافلے والو عدم جانے مین جلدی کیا ہی
اک ذرا ٹھہرو کہ ہم بھی تو ہین چلنے والے

چاہیے مین بھی چلون دیدۂ پرخون ملکر
خبر آئی ہی کہ منھدی ہین وہ ملنے والے

حال دل لاکھ کہون اُس سے وہ کب سنتا ہی
ایسے فقرے نہین عیار سے چلنے والے

سر جو دینے کو کہا ہی تو مقرر دین گے
قول سے ہم نہین او ترک بدلنے والے

ساتھ پروانے کے خاموش ہوئی شمع ستی
اُف زبان سے نہین کہتے جو ہین جلنے والے

شمع رو رکھتے ہین پتھر کا کلیجا اے دل
تیرے نالون سے نہین ہین یہ پگھلنے والے

گھر سے قاتل کے نکلنے کو سنین تو عاشق
بہت آنکھون سے بہت سر سے ہین چلنے والے

چشم پوشی ہو دم نزع مروت سے بعید
دیکھتا جا ہمین او آنکھ بدلنے والے

صور پھونکا مرے نالون نے قیامت آئی
مردے قبرون سے ہین دم بھون نکلنے والے

تیغ پر تیغ پڑی تن پہ تو کیا ہوتا ہی
اپنے تیور نہین او ترک بدلنے والے

دفن عارض محبوب کے باندھون مضمون
وہ کہون شعر جو ہون پھولنے پھلنے والے

چارہ گر رو کے سے رکتے ہین کہین لخت جگر
اشک بن بنکے نکلتے ہین نکلنے والے

نظر آیا کوئی معشوق جہان لوٹ گئے
نہین دیکھے دل ناداں سے مچلنے والے

منزل دہر مین وقفہ ہی تو اتنا صفدر
بھیڑ مین جیسے ٹھہر جاتے ہین چلنے والے

مرے دل کو ایسی ہی الفت کسی کی
کہ آنکھون مین پھرتی ہی صورت کسی کی

حسین سیکڑون ہین زمانے مین لیکن
ترے سامنے کیا حقیقت کسی کی

دیا ایک بوسہ وہ کہنے ہین اسپر
کبھی ایسی دیکھی ہی ہمت کسی کی

پڑے آنکھ کیونکر نہ شمس و قمر پر
کہ ہی انمین کچھ کچھ شباہت کسی کی

مصیبت مین دیتا ہی کب ساتھ کوئی
نہ کام آئے صاحب سلامت کسی کی

وہ مجھ تک نہ آئے گئے غیر کے گھر
کسی کو لگی ہاتھ دولت کسی کی

اٹھائے جو کوہ غم ہجر تیرا
مری طرح کیا ہی یہ طاقت کسی کی

ابھی جان دیتا مین فرقت مین لیکن
کرون کیا نہین ہی اجازت کسی کی

ہمارا ہی پیر معان پیرو مرشد
کرین کس لیے جاکے بیعت کسی کی

زرد داغ سے کیون نہ خوش ہو طبیعت
کہ منعم ہین ہم بھی بدولت کسی کی

جسے وصل کہتے ہین وہ زندگی ہی
اجل ہی زمانے مین فرقت کسی کی

ہوے ہین وہ صبح شب وصل رخصت
خبر کیا جہان سے ہی رخصت کسی کی

جو دیکھا مجھے ہنسکے بولے کہ سچ ہی
ہوئی ہی نہ ہوگی یہ حالت کسی کی

وہ بولے یہ تھا کشتہ شوق میرا
جو دیکھی سر راہ تربت کسی کی

نہین دل تمھارا جو فا بو مین صفدر
مقرر ہی تم کو محبت کسی کی

روز وصال دل مین ہین ارمان نئے نئے
اس گھر مین آج جمع ہین مہمان نئے نئے

دیکھو جدھر ہین گنج شہیدان نئے نئے
مقتل مین کیا کھلے ہین گلستان نئے نئے

آئی بہار پھولون نے بدلے ہین پیرہن
دامن نئے نئے ہین گریبان نئے نئے

شب بھر رہی جو یاد مجھے زلف یار کی
دیکھا کیا مین خواب پریشان نئے نئے

مدت ہوئی ہی ناز اٹھاتے ہوے مجھے
غمزے کرو نہ مجھ سے مرے جان نئے نئے

گلشن سے لیچلا ہی یہ کہکر جنون مجھے
چل اب دکھائین تجکو بیابان نئے نئے

مسی لبون پہ آنکھون مین سرمہ ہی یار کے
برباد یون کے تیر ہین سامان نئے نئے

ہی اپنے نوکرون سے بھی وہ شوخ بدگمان
ہر روز بدلے جاتے ہین دربان نئے نئے

کانٹا کبھی جگر کبھی دل مین اتر گیا
چلتا ہی وار خنجر مژگان نئے نئے

ہی فصل گل ہر نہون کیون داغہاے دل
پھولے ہین باغ مین گل وریحان نئے نئے

حلقے نہین بناتے ہین اے دل وزلف مین
بنتے ہین تیرے واسطے زندان نئے نئے

ہی ایک دل ہزار طرح کے ہین داغ عشم
غنچے مین ہین شگفتہ گلستان نئے نئے

تلوون مین تازہ تازہ نکلآئے آبلے
پیدا ہوے جو خار مغیلان نئے نئے

ہی ابتداے عشق مین کیا سیر کا مزہ
وحشت نئی نئی ہی بیابان نئے نئے

دست جنون کا پاس ہی صفدر کو اسقدر
کرتا ہی روز نذر گریبان نئے نئے

جوانی مین بہار حسن صورت آہی جاتی ہی
ثمر جسوقت گدراتا ہی رنگت آئی ہی ہی

شباب آیا ترقی پر تو بوسونکی اجازت دی
خدا دولت جو دیتا ہی تو ہمت آہی جاتی ہی

غضب کی چیز ہی یہ حسن انسان لاکھ بچتا ہی
مگر دل کھینچ ہی جاتا ہی طبیعت آہی جاتی ہی

ہزار اندوہ فرقت کو مین دلمین ضبط کرتا ہون
مگر پھر کچھ نہ کچھ لب پر شکایت آہی جاتی ہی

ہراسان ہو نہ ایدل اسقدر دوری منزل سے
بشرطہمت جو کرتا ہی تو طاقت آہی جاتی ہی

سمجھے ہین کہ میرا عکس آئینہ دکھاتا ہی
مگر پھر انکے دلمین کچھ کدورت آہی جاتی ہی

تصور سے حسینون کے ہوا تن روح کی صورت
ریاضت سے طبیعت مین لطافت آہی جاتی ہی

یہ دیکھا ہی طبیعت کے حسین کتنے ہی ٹھنڈے ہون
ہوے دوچار جب عاشق شرارت آہی جاتی ہی

جب اسکی گرمیان صفدر نظر آتے ہین غیرون سے
بدن مین آگ لگتی ہی حرارت آہی جاتی ہی

آمد فصل گل ہوئی موسم نا دنوش ہی
رند ہین اور اندنون خدمت میفروش ہی

دل جو سیاہ ہی مرا فرط گنہ سے داغطو
طعن کی کچھ جگہ نہین کعبہ سیاہ پوش ہی

آبلے میرے پانون کے کانٹون سے ملکے دشت مین
روتے ہین پھوٹ پھوٹ کر طرفہ لہو کا جوش ہی

مد نظر جو قتل ہی دیر نہ کیجیے ذرا
روح بھی تن کو ہی گران سیر بھی بال دوش ہی

ہجر مین حشر ہی نیا حشر ہی کس حساب مین
صور بھی پھک چکا مگر دل کا وہی خروش ہی

مد نظر ہی ساقیا عالم بیخودی کی سیر
اور بھی کوئی جام دے کچھ بھی مجھ مین ہوش ہی

بہر نصیحت آئے ہین ناصح اگر تو یہ کہو
قصہ سینگے اور دن آج تو درد گوش ہی

اشے کے دور آنکھ مین مندھی ہی ہاتھ پانو نہین
دیکھیے کون قتل ہو آج وہ سرخ پوش ہی

مرگ پہ میرے نالہ کش کوئی نہین جہانمین
شمع بھی میری قبر پر آئی ہی پر خموش ہی

بادہ کشی کا کام کیا پیتے ہین ہم تو خون دل
کہتے ہین اب بھی بدگمان یہ کوئی بادہ نوش ہی

ایک ہی جام وصل سے دونو نطرف ہی بیخودی
اتنو نہ انکو ہوش ہی اور نہ مجکو ہوش ہی

نہر چمن پہ میکشی غیر کے ساتھ ہی روان
اشک ٹپک رہے ہین یان قلزم غم کا جوش ہی

صفدر خستہ جان کی قدر آپکو چاہیے ضرور
ایک ہی جان نثار ہی ایک ہی سرفروش ہی

لگایا ہی دل اُسکی زلف رسا سے
اگر جان جائے تو جائے بلا سے

یہ ظاہر ہی ہر دم جرس کی صدا سے
بہت جلد ہی کوچ دار فنا سے

مرا حال سُنکر کہا کس ادا سے
مرے یا جیے کوئی میری بلا سے

تڑپ وصل مین ہجر سے بھی ہی دونی
مراد دل بڑھگیا اِس دوا سے

رسائی اگر عرش تک میری ہوتی
اُسی بت کا سائل مین ہوتا خدا سے

کدورت نہین نام کو اپنے دل مین
بھرا ہی یہ ساغر شراب صفا سے

مگر آتی ہی اُسکے کوچے سے ہوکر
کچھ آج اور آتی ہی خوشبو صبا سے

لگاوٹ تری خوب مین جانتا ہون
مری جان لینگے یہ جھوٹے دلاسے

تماشا تھا وہ کو سنا اُسکا مجھ کو
شب وصل آنکھین چُرا کر حیا سے

ستم ہی حجاب اُنکا ہنگام بوسہ
نہین کہ کے مُنھ پھیر لینا ادا سے

غضب ہی یہ بیماری عشق صفدر
نہ صحت دوا سے نہ حاصل دعا سے

برہمی زلف یار دیکھیے کب تک رہے
کشمکش جان زار دیکھیے کب تک رہے

کاوش مژگان یار دیکھیے کبتک رہے
آبلہ دل مین خار دیکھیے کبتک رہے

ہجر مین یہ خار دیکھیے کب تک رہے
سینہ ہمارا فگار دیکھیے کبتک رہے

تیزی دست جنون اور ترقی پہ ہی
پیرہن تار تار دیکھیے کبتک رہے

طوق گلوگیر سے تنگ ہین ہم قید مین
اپنے گلے کا یہ ہار دیکھیے کبتک رہے

ہمتو پھنسے آگئے دام مین صیاد کے
باغ مین فصل بہار دیکھیے کبتک رہے

کرتے ہین ہر وقت وہ ہم پہ غضب کی نگاہ
تیر کلیجے کے پار دیکھیے کبتک رہے

غصہ اُترا نہین ایک گھڑی اے پری
جن ترے سر پہ سوار دیکھیے کبتک رہے

گلشنِ عالم مین ہر گاہ خوشی گاہ رنج
دور خزان و بہار دیکھیے کبتک رہے

تیغ وہ کھینچین کہین سر ہو کہ بال بدن
دوش پر اپنے یہ بار دیکھیے کبتک رہے

خاک مین مل ملگئے اُنکی کدورت سے ہم
یار کے دلمین غبار دیکھیے کبتک رہے

غیر سے ہو یار کو ربط بہت اندنون
پہلوے گل مین یہ خار دیکھیے کبتک رہے

سینے مین دم بھر قرار دلکو نہین ہجر مین
یہ قلق و اضطرار دیکھیے کبتک رہے

جیتے ہین پر تنگ ہین تنگی عالم سے ہم
گور کا ہمپر فشار دیکھیے کبتک رہے

قالب خاکی سے روح اپنی نکلتی نہین
گردمین یہ شہسوار دیکھیے کبتک رہے

تاب نظر تک نہین ہوگئین آنکھین سفید
روز کا یہ انتظار دیکھیے کبتک رہے

ڈوب چکا سب جہان پر ہو وہی جوش اشک
دیدۂ تر اشکبار دیکھیے کبتک رہے

انجمن یار تک اپنی رسائی نہین
غیر کا دان اختیار دیکھیے کبتک رہے

حسن پہ مغرور رہین اپنے وہ صفدر بہت
آئنہ اُنسے دوچار دیکھیے کبتک رہے

گل سے شبنم بنا دیا کس نے
ہنس رہا تھا رُلا دیا کس نے

داغ الفت لگا دیا کس نے
نقش ہستی مٹا دیا کس نے

ایک عالم ہو آج کیون بیہوش
رخ سے پردہ اُٹھا دیا کس نے

دربدر ہم تباہ پھرتے ہین
اپنے در سے اُٹھا دیا کس نے

چشم میگون دکھاکے ایک نظر
جام الفت پلا دیا کس نے

دل تو پہلو مین وقف خواب تھا — پھر تڑپ کر جگا دیا کس نے
عشق جو طاری ہی صورت موسیٰ — جلوہ اپنا دکھا دیا کس نے
رات جگنو کی طرح دلکو مرے — چٹکیون مین اڑا دیا کس نے
ماہ سے روے یار کہتا ہی — داغ تجکو لگا دیا کس نے
شمع کی طرح جلکے خاک ہوے — دل ہمارا بجھا دیا کس نے
صور سے کہتی ہی مری فریاد — تجھ کو سرمہ کھلا دیا کس نے
زلف تیری اگر نہین لیلی — مجکو مجنون بنا دیا کس نے
دل جو چھالے کیطرح پھوٹ بہا — کس نے چھیڑا رلا دیا کس نے

دل دکھا انکی آنکھ بھر آئی
حال صفدر سنا دیا کس نے

نہین پروا کسی کو ہین جو گہرے زخم بسمل کے — خوشا مد پیشہ اٹے چوتے ہین ہاتھ قاتل کے
گرین کٹ کٹکے سر عشاق کے قدمون پہ قاتل کے — نکلجائین آہی معرکے مین حوصلے دل کے
ہوئی ہی کیسے اٹھ جانے سے محفل مجلس ماتم — گلے سے شمع کے روتے ہین پروانے جو مل مل کے
ہوا بیہوش مجنون دیکھتی ہی جلوہ لیلی — پڑے غفلت کے پردے اٹھ گئے پردے جو محمل کے
حسینونمین اسے بیٹھے ہوے دیکھا جو شب ہمنے — نظر آئے ستارے گرد ہمکو ماہ کامل کے
غرور حسن سے اب رہی رنگ انکی صحبت کا — کھڑے رہنے لگے جو بیٹھنے والے تھے محفل کے
قیامت کی تمنا تون نے خدا نے خیر کی لیکن — تھما تھرا کے گردون عرش اعلیٰ رہگیا ہل کے

ہمارے خون کے قطروں نے کیسے گل کھلائے ہین
بھرے ہین پھول گلچین کیطرح دامن مین قاتل کے

نہایت تنگ ہین دل مسکون کے اس زمانے مین
جگہ پائین کہان اتنی کہ پھیلین ہاتھ سائل کے

ہوائے بے ثباتی چل رہی ہی کیا گلستان مین
ہزارون پھول مرجھا جاتے ہین ہر روز کھل کھل کے

اسی رستے پہ چلتے ہین جدھر دل راہ دیتا ہی
نہ بھٹکینگے کبھی پیر ہین کیسے خضر منزل کے

ذرا بھی قید کی مدت سے گھبرائے نہین ہم تو
خدا جانے کہ کیسے ہین یہ آوازے سلاسل کے

کوئی نقصان تھا ہر صبح نغمے مفت سنتا تھا
اجاڑے باغبان نے آشیانے کیون عنادل کے

خدا کے روبرو تا خون ناحق کی شہادت دے
اجل مقتول کی محشر مین آئی ساتھ قاتل کے

بہت نزدیک ہی ہم عاشقون سے کوچۂ جانان
تھکے ماندے مسافر آگئے ہین پاس منزل کے

فراق یار مین کیسی رفاقت دل نے کی صفدر
وہی ہی آشنا جو کام آئے وقت مشکل کے

مزے حاصل ہوئے کیا کیا پریرویون سے مل ملکے
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

دہان زخم سے بوسے لیے شمشیر قاتل کے
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

چمن مین سیر کی جا کر لگائے دشت مین چکر
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

فضائے دشت وحشت دہ مزے خار مغیلان کے
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

نہ پہونچے عقل بھی جسجا وہان پہونچا مین وحشت مین
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

کبھی مجنون سے صحبت تھی کبھی فرہاد سے ملت
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

بیابان کوہ صحرا شہر گلشن سب برابر تھے
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

گلے مین طوق بیڑی پانو مین ہاتھون مین ہتکڑیان — جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے
برنگ برق تڑپا ہون مثال رعد گرجا ہون — جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے
پڑے تلوؤن مین چھالے اور چھالون مین چبھے کانٹے — جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے
جو اپنے تھے وہ بیگانے جو بیگانے تھے وہ اپنے — جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے
تماشا دیکھتے تھے مہ جبین وحشت کے عالم مین — جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے
نہ سر کا ہوش تھا ہمکو نہ پانو کی خبر مطلق — جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے
عجب عالم تھا جسمین تھے زمین و آسمان یکسان — جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

ترنگین شورشین صفدر نے کین وحشت مین کیا کیا کچھ
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

بناوٹ کے ہین طور سارے تمہارے — بگڑ جائینگی اب ہمارے تمہارے
حسینو ہوا ہمکو افشان سے روشن — کہ چمکے ہوے ہین ستارے تمہارے
نہ ہی عشق ایسا نہ ہی حسن ایسا — جہان مین ہین شہرے ہمارے تمہارے
کہان لالہ و گل مین ہین رنگ ایسے — عجب گال ہین پیارے پیارے تمہارے
چلو زاہد و میکدے مین بھی اک دن — اگر راہ دین استخارے تمہارے
چڑھایا ہی اغیار کو تمنے سر پر — خدا انکو دلسے اتارے تمہارے
نہین کوئی واقف یہ ان جانتا ہی — کہ چھریان ہین اسکو اشارے تمہارے
بجا ہی رشک آنے سے ہو مجکو — میسر ہین اسکو نظارے تمہارے

تماشا ہی لین غیر بوسے لبون کے
شکر رنجیان ہون ہمارے تمھارے
بھلا غیر کیا ہمسے آنکھین ملاتے
نہوتے جو انکو اشارے تمھارے

ادا سے شب وصل بولے بگڑ کر
بنے گی نہ صفدر ہمارے تمھارے

محفل سے ترے ادبت ناآشنا چلے
آئے تھے درد و رنج اٹھانے اٹھا چلے
جس روز سوے ملک عدم قافلا چلے
چلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا چلے
کیونکر پیین نہ بادہ جو ٹھنڈی ہوا چلے
مستون کا ہو جو دور تو قاضی کی کیا چلے
اُس گل کو لائے آپ اُڑا کر ہوائے شوق
یارب چمن مین آج کچھ ایسی ہوا چلے
کہتا ہون جب مین چلتے ہو گلگشت باغ کو
کہتے ہین ہنسکے وہ کہ ہماری بلا چلے
آئی بہار اہل جنون پہنین بیڑیان
حداد کا بھی کام کہین یا خدا چلے
اے خضر میکدے مین بھی آب حیات ہے
ظلمات کیطرف کو کئی مینحوار کیا چلے
چالین ہزار آتی ہون جسکو فریب کی
یارب کسی کی اُس بت کافر سے کیا چلے
درکار ہمسفر نہین کچھ راہ عشق مین
سایہ سے کہدو ساتھ سے میرے جدا چلے
کس طرح عاشقونکی نہ مٹی خراب ہو
تو نے کیا نہ وعدہ دیدار بھی وفا
محرم تیرے در سے ہم اے بیوفا چلے
مارا گیا رقابت خسرو سے کوہکن
مفلس کا اہل زر سے بھلا زور کیا چلے
کیا کیا گلے کرون کہ مین دیوانہ جب گیا
پتھر تری گلی مین صنم بادہا چلے

چاہے جو خیر جان کی تو پیر خانقاہ
اب میکدے کو ساتھ ہمارے چلا چلے

تیوری چڑھا کے کہتے ہو تم جو نگاہ بھی
خنجر جدا کلیجے پہ ناوک جدا چلے

گو قیس پیچھے ناقۂ لیلی کے تھک چکا
اب بھی کرے جو پاؤنی طاقت فدا چلے

خرما ہے لب سیب ذقن کا جواب ہے
کیا تازہ تازہ میوے ہیں شکر خدا چلے

گل کیطرف سے پھر گئی بلبل کی آنکھ صاف
آئے جو وہ چمن میں نیا گل کھلا چلے

مثل حباب آئی ہے ہستی میں مٹ گئے
اس بحر بے ثبات میں کیا آئے کیا چلے

مذکور غیر محفل جانان میں ہے غضب
ہاں کچھ ہمارا ذکر چلے تو بجا چلے

نالوں سے پھونک دینگے ابھی تیرے راست باز
کہد و فلک سے چال نہ ٹیڑھی ذرا چلے

بسمل ہوا میں ابرو و مژگاں کے عشق میں
تیغ ستم چلے کبھی تیر جفا چلے

قد خمیدہ عالم پیری میں ہے کمان
بیٹھے ابھی ہدف پہ جو تیر دعا چلے

آکر تو خوش کیا تھا روانہ ہوئے تو یوں
پہرہ وہ ہم پہ درد و الم کا بٹھا چلے

ابکی بہار میں ہے عجب دورۂ شراب
مسجد سے میکدے کیطرف پا رسا چلے

صفدر تمہوں کے بزم میں آنا نہ تھا تمھیں
بیٹھے بٹھائے ظلم ہزاروں اٹھا چلے

لایا مکان سے طرف لامکان مجھے
پہونچا دیا ہے دل نے کہاں سے کہاں مجھے

رضوان بلا رہا ہے بعشت میہمان مجھے
اس خورد و کش کا کوچہ ہے باغ جنان مجھے

رہبر ہے تو تو ایسی جگہ لیچل اے جنون
ڈھونڈھے زمین تلاش کرے آسمان مجھے

مجمع ہی میرے گرد مین کچھ بولتا نہین
کہنے کو مثل شمع ملی ہی زبان مجھے

کعبے کو کون جائے ہی دور دور از راہ
کافی پئے سجود ہی وہ آستان مجھے

عیش جہان سے کام نہ رنج جہان سے کام
ہی مثل سرو ایک بہار و خزان مجھے

اب کی تو ہر طرح شب فرقت گذر گئی
آیندہ اس بلا سے خدا دے امان مجھے

سمجھے نالہ کش کو چاہیے چھوڑین نہ راہرو
سمجھین یہ راہ مین جرس کاروان مجھے

رنج خزان ہی اب نہ خوشی ہی بہار کی
کنج قفس مین بھول گیا آشیان مجھے

جوش جنون مین کوئی تماشا نہین ہمین
آتا ہی دیکھنے کو جو سارا جہان مجھے

دیکھیگا چشم کم سے کوئی کیا مری طرف
ضعف بدن نے میرے کیا ہی نہان مجھے

کیونکر خیال زلف سیہ سے نکل سکون
کیا کیا لپٹتا ہی یہ بیجان و دھوان مجھے

راتون کو تیرے کوچے مین آؤن تو خوف کیا
پہچانتا ہی خوب ترا پاسبان مجھے

مسجد سے چھپ کے آئے تھے کل میکدے مین شیخ
چھپنے بہت جو دیکھ لیا ناگہان مجھے

طالب کسی چمن کا کسی باغ کا نہین
دکھلائے اس گلی کی زمین آسمان مجھے

یہ ضعف ہی کہ طائر رنگ بریدہ ہون
درکار اس چمن مین نہین آشیان مجھے

کچھ اور چاہتا نہین اتنی ہی التجا
مین جانجان کہون وہ کہین خستہ جان مجھے

کہتا ہون جب مین اُنسے کبھی آؤ میرے گھر
منہ پھیر کر وہ کہتے ہین فرصت کہان مجھے

شاگردی امیر کا صفدر یہ فیض ہی
اُستاد جانتے ہین سب اہل زبان مجھے

لہ اشارہ ہست بکتاب نشتر امیر احمد صاحب امیر مینائی مکتوبی ہ

مرے مغز جان کو یہ تازگی ہوئی بوے گیسوے یار سے
کہ نہ سونگھون نکہت مشک بھی جو نسیم لائے تتار سے

جو شگفتہ گل ہین بہار سے وہی سوکھ جائینگے خار سے
نہین ایک بلبل زار سے یہ خبر سنی ہر ہزار سے

نہ کسی کو مجھ سے ہی ہمدمی نہ کسی سے مجھکو ہی آگہی
مین جدا ہون شہر و دیار سے مین الگ ہون اہل جوار سے

شب وصل طرفہ سمان بندھا نہ ادھر ادب نہ اُدھر حیا
مجھے دیکھتے تھے وہ ناز سے انھین دیکھتا تھا مین پیار سے

گل کاغذی ہون مین اسی عبا کہ ہمیشہ رنگ ہی ایک سا
نہ کبھی خزان سے فسردہ ہون نہ شگفتہ ہون مین بہار سے

مین وہ سیل ہون کہ حباب بھی مرے ساتھ ساتھ روانہ ہی
دم سیر کوئی ضرر نہین مجھے پاے آبلہ دار سے

رخ و زلف کیسے نہان ہوے دل دیدہ صرف فغان ہوے
جو گلے تھے کم وہ کہان ہوے مرے دو لیل و نہار سے

مری آہ کی یہ ہوا چلی کہ پڑے بلا مین سب آدمی
یہ اُڑی ہی خاک کہ راہ مین بدن اٹ گئے ہین غبار سے

جو ہزار نازون سے تھے پلے پس مرگ خاک مین ملگئے

نہ خبر ہی زینت و زیب کی نہ ہی کام نقش و نگار سے
تہ قبر خاک بدن ہوے جو لباس تھے وہ کفن ہوے
وہ شکار تیر محن ہوے تھا جنھین کہ شوق شکار سے
کہا اُسنے روکے کہ ہو نہو یہ وہی ہی صفدر مبتلا
پس مرگ بھی جلی آتی ہی جو صدا ے نالہ مزار سے

چارہ گر ہم بھی اُسی کے ناز بردار دنمین تھے
عیسی معجز نما بھی جسکے بیمار دنمین تھے
جبتلک تھا عشق کیسے شہر بازار دنمین تھے
ہمتو کیا یوسف بھی اک اُسکے خریدار دنمین تھے
یاد آیا ہی کہ ہم اُس شوخکے یار دنمین تھے
دیکھتا تھا جھانک کر در زن جو دیوار دنمین تھے
حشر مین اُن گیسو دنکو دیکھکر کیدینگے صاف
یہ جو ہن اُن جال ہم انکے گرفتار دنمین تھے
قتل ہنسی ہنسی کر کیا ہوگا اُنھین تو نے ضرور
بچھوان جن گشتو نکے کال تر ترک گلزار دنمین تھے
شام سے ہمکو رہی اُس ابرو و مژگان کی یاد
صبح تک شبکو گھرے تیر دنمین تلوار دنمین تھے
وے حسرت میری میت پر کوئی آتا نہین
پوچھتے ہین سب یہ ندو نمین کہ دنیدار دنمین تھے
اب خزان آئی تو مسجد مین بنے ہین شیخ امام
جبتلک تھی فصل گل شامل میخوار دنمین تھے
رشک کیا ہمکو اگر عاشق تمھارے ہین بہت
مصر مین لاکھون ہی یوسف کے خریدار دنمین تھے
آزمائی تھی کبھی غیرون پہ بھی تیغ ستم
کیا ہمین ای قاتل عالم گنہگار دنمین تھے
دیکھ تو گور غریبان کو پڑی ہی جن پہ خاک
جامہ زیبو نمین تھے یا آئینہ رخسار دنمین تھے
کیا فقط عاشق تھے قیس و وامق و فرہاد دل
بڑھکے اِنسے ہم مین ہین جو دان چار دنمین تھے

لڑکھڑاتے جب گئے ہم سامنے بولا وہ شوخ
آج کیون مست یہ ہین کل تک جو ہشیار دنمین تھے

پھر گئی تجھ سے نظر اُس گل کی کیون اے گلفروش
میرے تار اشک بھی شاید ترے ہار دنمین تھے

اب مہینون دخل بزم خاص مین ہوتا نہین
ایکدن ہم بھی تمھارے ناز بردار دنمین تھے

راہ دشت ناک الفت کی بڑی مشکل سے طے
سیکڑون کشتہ دم ہزارون اُن دہے غار دنمین تھے

جھوٹے وعدے جھوٹی قسمونکا یقین کرتے تھے کب
وہ جو تھا مکار صفدر ہم بھی عیار دنمین تھے

بیکل ہی کیون جہان مین کیسا یہ زلزلہ ہی
کیا بیقرار کوئی پہلو بدل رہا ہی

مستی مین حال عالم مجھ سے نہین چھپا ہی
جام شراب ساقی جام جہان نما ہی

دیوانگی مین حاجت مجکو مکان کی کیا ہی
ہر گرد باد صحرا اک قصر دلکشا ہی

پوچھو نہ حال میرا فرقت مین اُسکے کیا ہی
پہلو مین کوئی دلکو ہاتھون سے مل رہا ہی

دربار قرب حق مین عاشق پہونچ گئے ہین
میدان عشق سے جب گے قدم بڑھا ہی

تلوارین مین لگاؤن قاتل کا ہی ارادہ
ہان ڈر کر لپٹ جا دل تجھ سے کہہ رہا ہی

فرقت مین کس سے کہیے حال اضطراب دلکا
مُنھ تک مرے کلیجا آ آ کے پھر گیا ہی

کوچے کا اُسکے اب تک ملتا نہین ٹھکانا
مین دل سے پوچھتا ہون دل مجھ سے پوچھتا ہی

جاتی ہی کوئی دلسے زلف سیہ کی الفت
ٹلتی نہین جو سر سے ہرگز یہ وہ بلا ہی

بیہوش راہ رو سب بازار مین پڑے ہین
غرفے سے تو نے شاید چہرا دکھا دیا ہی

کہتا ہی کوئی مجھ سا آفاق مین نہین ہی
جب صبح کو وہ اُٹھکر آئینہ دیکھتا ہی

دامان کوہ و صحرا ہوتے ہین پرزے پرزے
دست جنون کا اپنے ادنی یہ مشغلا ہی

کچھ دل کی قدر سمجھو کلفت پہ تم نہ جاؤ
تیغ اصیل ہی یہ پر زنگ آگیا ہی

ہی خاک خون سے تر لاشے پڑے ہین ہر جا
کوچے کا اُسکے قاصد کافی یہی پتا ہی

شرم و حیا کے پہرے چار و نطرف ہین بیٹھے
پھر دلمین میرے کیونکر تیرا گذر ہوا ہی

تم ہو ہزار منکر مین خوب جانتا ہون
کل تمسے اور عدد سے عدہ وصال کا ہی

آتا ہوا ہی صفدر اِس شاعری سے حاصل
ہندوستانیمن شہرہ تیرا ابھی جا بجا ہی

سنی نہ تمنے الگ ہو کے گفتگو دل کی
تمام عمر برآئی نہ آرزو نہ دل کی

بجا ہی سیر چمن کو جو روز جاتا ہون
کہ کچھ تو آتی ہی غنچون سے مجکو بو دل کی

جگہ ملی اِسی مٹی مین اُسکو زانو پر
سوا ہوا آئینے سے کیون نہ آرزو دل کی

تڑپ رہا ہون مجھے کوے یار مین لیچل
ہمیشہ مجھ سے یہ رہتی ہی گفتگو دل کی

تمھین نے کرکے عنایت اِسے کیا گستاخ
تمھین یہ کہتے ہو مجھ سے بُری ہی خو دل کی

خدا کا گھر ہی یہ کعبے کیطرح سے اے بُت
اگرچہ قدر نہو تیرے روبرو دل کی

نہ آسمان نہ زمین مین نشان ملتا ہی
کہان کرے کوئی اب جاکے جستجو دل کی

کمال مین نے جو ظاہر کیا تو ہنسکے کہا
کرون سلام مین کہدے جو مجھ سے تو دل کی

بسان نشانہ جگر دین و چین گیسو مین
خدا کرے کہ برآئے یہ آرزو دل کی

بچھکا ہی صور جو نالے کا خلق نالان ہی
بپا ہی حشر شکایت ہی چار سو دل کی

شب وصال گلے ملکے مجھ سے کہتے ہین — کہو تو خوش ہوے اب نکلی آرزو دلکی
پڑے ہین الفت مژگان سے سیکڑون سوراخ — نہ جانتا تھا کہ یہ پھانس ہی عدو دلکی
جو ہاتھ آئے مجھے تیری تیغ کا پانی — تو زخم دھوؤن کرون اس سے شست و شو دلکی
کبھی یہ شرم سے رکھتے نہین قدم باہر — ہمارے دل ہی مین رہتی ہی آرزو دلکی
نہ نکلے گوشے سے جسطرح کوئی گوشہ نشین — اسی طرح سے رہے دل مین آرزو دلکی

اسی نے مجھکو کیا ہی تباہ ای صفدر
شکایتین کرون کس کسکی روبرو دلکی

جانا ہی جلد دہر سے سوے فنا مجھے — دو دن نہ رہنے دیگی یہ مہمانسرا مجھے
ای چرخ تنکے چننے کے قابل تو مین نہ تھا — کیون زرد رو کیا صفت کہربا مجھے
ٹکڑے ہوا جگر جو سنی آہ عندلیب — اللہ نے دیا دل درد آشنا مجھے
ہی شوق کوے یار مین تن مثل برگ کاہ — لیچل اڑا کے تو ہی ادھر ای ہوا مجھے
مستی مین گر حرم کو مین آیا تو غم نہین — ہشیار میکدے مین نہ لائے خدا مجھے
دم بھر ترے فراق مین جینا نہ ای صنم — مرنے پہ اختیار جو دیتا خدا مجھے
نفرت ہوئی شراب سے یہ ہجر یار مین — تھا رند لوگ کہنے لگے پارسا مجھے
اب میری لاغری ہی مری زیست کا سبب — پاتی نہین ہی ڈھونڈھ رہی ہی قضا مجھے
کاسے کو میرے تاج شہی کا دماغ ہو — سمجھے وہ شاہ حسن جو اپنا گدا مجھے
جلاد ایسے شوق سے کٹواؤن مین گلا — تو کیا زبان تیغ کہے مرحبا مجھے

تو مارا خوشی مین جامے سے باہر ہوا یجنون — جب سے برہنگی کی ملی ہی قبا مجھے

صفدر قریب قافلہ مین بھی پہونچ گیا
کچھ کچھ سنائی دیتی ہی بانگ درا مجھے

پھرے سر بکف برسون قاتل کے پیچھے — گئے جان سے ہمتو اس دلکے پیچھے
قضا تیغ دونون اسی کی طرف ہین — یہ بسمل کے آگے وہ بسمل کے پیچھے
ہوا تیز ناقہ تو گھبرائی لیلی — کہ مجنون کہین ہو نہ محمل کے پیچھے
خیال خزان خوف صیاد و گلچین — ہزارون ہین جھگڑے عنادل کے پیچھے
ترقی پہ ہی حسن یوسف سے تیرا — مہ نو ہی تو ماہ کامل کے پیچھے
خدا دے جو توفیق کسب سعادت — غنی دوڑ کر آئین سائل کے پیچھے
دکھائے اگر جذب تاثیر الفت — تو اڑتے پھرین گل عنادل کے پیچھے
نہ سمجھا ہی ناصح نہ سمجھے گا ای دل — پڑے کون اس مرد جاہل کے پیچھے
نمازون کے قصے ہین روزون کے جھگڑے — غضب کے بکھیڑے ہین عاقل کے پیچھے
بچے ہم جو ابرو سے بولے یہ گیسو — کہ ہین اور قاتل بھی قاتل کے پیچھے
کیا کفر منظور اسلام چھوڑا — نہ کیا کیا کیا مین نے اس دل کے پیچھے

ستم ہی جو تم کو گئے کوئی صفدر
فصاحت مین سحبان وائل کے پیچھے

دل اپنا ہر پری پیکر پہ بیتابانہ آتا ہی — جدھر آتا ہی آندھی کیطرح دیوانہ آتا ہی

ترا عاشق تری محفل مین بیتابانہ آتا ہی
کہ جیسے شمع کیجانب کوئی پروانہ آتا ہی

جہان محفل مین ذکر ساقی مستانہ آتا ہی
دہین دست سبو تھامے ہوئے پیمانہ آتا ہی

ہزارون حسرتین ہمراہ ہین لاکھون تمنائین
بڑے سامان سے تیر دل دیوانہ آتا ہی

مقرر ہی کوئی محبوب اس ہستی کے پردے مین
عدم سے جو ادھر آتا ہی بیتابانہ آتا ہی

نکلتا ہون سر بازار جب مین دھوم پڑتی ہی
پریرو یو تماشے کو چلو دیوانہ آتا ہی

ترا رخ انجمن مین دیکھنے آتا ہی آئینہ
بلائین لینے تیری گیسو ونکی شانہ آتا ہی

صراحی ہچکیان لیتی ہی شاید ہی خفا ساقی
بھرے آنکھو نمین آنسو بزم مین پیمانہ آتا ہی

رخ حیران دل صد چاک سے ہی اُنکی آرایش
بتون کی بزم مین یہ آئینہ یہ شانہ آتا ہی

جو وہ بیگانہ خو سیر چمن کو آنکلتا ہی
پسند طبع نازک سبزہ بیگانہ آتا ہی

شہید ناز پر احسان کیا ہی تونے اے قاتل
سر اپنا نذر دینے کو بے شکرانہ آتا ہی

بجھا دیتا ہی دلمین سو چکر کچھ شمع محفل کو
اگر اُس شمع رو کی بزم مین پروانہ آتا ہی

نظر آتی ہی جب گردون پہ ماہ و مہر کی گردش
تو ہمکو یاد دور شیشہ و پیمانہ آتا ہی

کیا کرتی ہی شکوہ بسملون سے سخت جانی کا
زبان تیغ قاتل کو بھی افسانہ آتا ہی

وہ میکش ہین نہین چھٹتے قدم ساقی کے مر کر بھی
ہمارا کاسۂ سر بنکے یان پیمانہ آتا ہی

ہمارے درد دل نے کچھ تو دکھلایا اثر صفدر
بہ رنگ اشک وہ بھی آج بیتابانہ آتا ہی

یہ اب دریافت ہوتا ہی مجھے لکی گواہی سے
زمانہ وصل کا نزدیک ہی فضل الٰہی سے

فقط زینت نہین شانے کو گیسو کی سیاہی سے
پریخانہ ہی آئینہ تمھاری خوش نگاہی سے

کیا تسخیر تمنے کشورِ دل خوش نگاہی سے
صف مژگان ہے بڑھکر لشکر جرار شاہی سے

چلے تھے جانب بتخانہ ہم کعبہ مین آ نکلے
کہانکا قصد تھا پہونچے کہان گم کردہ راہی سے

مطیع حسن ہین ہم ہو گدا زادہ کہ شہزادہ
فقیری سے نہ مطلب ہی نہ تقصد بادشاہی سے

جو لذت میکشونکو ہی وہ اہل زہد کیا جانین
نہین واقف مرے صاف و کباب مرغ وماہی سے

تمھارے بانکپن نے نوک رکھلی ہی کٹاری کی
کھلے ہین جوہر تیغ ہلالی کجکلاہی سے

ہمارے دلکو ہی معلوم رتبہ اُسکے ابرو کا
رہین پردے مین کیا تلوار کے جوہر سپاہی سے

کرز تا کا پتا خورشید نکلا صبح گردون پر
ڈرا اس درجہ فرقت مین مرے گھر کی سیاہی سے

الٰہی کیون نظر آتی نہین ہی منزل الفت
بہت نزدیک ہی سنتے ہین ہم اہل رہی سے

صفت خامے کو لکھنی ہی کسی بحر لطافت کی
خدا ہی کشتی دل ہو جو بچ جائے تباہی سے

پڑے پرتو جو اُس رخسا یہ دریا مین بہا آئی
کہ گل بھولین بر نگ شاخ گل ہر خار راہی سے

جلو مین فوج طفلان ہے یہ ہی داغ جنون افسر
مری دیوانگی کچھ کم نہین ہی بادشاہی سے

شب وصلت چھری میرے گلے پر کیون نہ چل جائے
کہ جاگ اُٹھے وہ آواز خرد مس صبحگاہی سے

چھپائے کسطرح دلمین ترا داغ الم صفدر
خبر مشہور ہی یہ ماہ تک عالم مین ماہی سے

ہزارون صدمے سہا کرین گے کبھی نہ آہ و بکا کرینگے
وہ لاکھ ہم پر جفا کرینگے ہم اُسکے بدلے وفا کرین گے

ابھی ہر عہد شباب باقی نہین ہین ہم ایسے شیخ فانی
رہین گے صحبت مین گلرخون کے شراب گلگون پیا کرینگے
رہین گے ایدل اسیطرح سے ہمیشہ عشق وجنون کے چرچے
سرائے فانی مین ہم نہونگے یہی تماشے ہوا کرین گے
کبھی ہمارا بھی مان کہنا نہین ہر لازم یہ ناز بیجا
نہ ایک بوسے پہ ہم کو ترسا خدا سے اے بت گلا کرینگے
جو جمع ہوتے ہین اہل مذہب تو مجکو حسرت سے کہتے ہین سب
جو یہ نہ ہوگا تو رند مشرب اسی کا چرچا کیا کرینگے
نماز وصوم وطواف کیسا اگر وہ کافر حرم مین آیا
تو شیخ صاحب کو دیکھ لینا کبھی نہ یاد خدا کرینگے
چمن مین بلبل چہک رہے ہین شگوفہ گل مہک رہے ہین
سرور مین ہم بہک رہے ہین نہ ہاتھ خم سے جدا کرینگے
بہت سی کی ہمنے سیر عالم بس اب ارادہ ہے یہ مصمم
گلی مین اُس بت کے بیٹھکر ہم ہمیشہ یاد خدا کرینگے
اُسے ہے کیا غم بروز محشر کہ جسکے صفدر علی ہون یار
یہان بھی حامی رہے ہین اکثر وہان بھی جنت عطا کرینگے

ناز سے جس راہ وہ دلبر چلے	آگے آگے فتنۂ محشر چلے

باغ مین ساقی ہی لطف میکشی — جب ہوا ٹھنڈی چلے ساغر چلے
ہجر مین آئی جو اُن پلکون کی یاد — کیسے کیسے حلق پر خنجر چلے
یہ طرح ہی ابرو کے قاتل پہ بل — دیکھیے تلوار یہ کس پر چلے
تیرا دیوانہ جو آیا شہر مین — بیڑیان لے لیکے آہنگر چلے
ناگن اُسکی زلف ہی اُڑتی ہوئی — کیا فسونگر کا یہان منتر چلے
ہو گیا مرہم خیال خط سبز — زخم دل آلے جو تھے سب بھر چلے
پھر یہ نہ افلاک کا خرمن کہان — جب ہماری آہ کی صرصر چلے
کون دیتا ہی کسی کام کے ساتھ — لوگ مٹی دیکے ہمکو گھر سے چلے
عشق خط مین جان دی عشاق نے — خضر کے ہاتھون یہ رہرو مر چلے
وصف ابرو سے نہ باز آئی زبان — لاکھ میرے حلق پر خنجر چلے
عمر بھر جلتے رہے ہم مثل شمع — نام اِس محفل مین روشن کر چلے

قبر صفدر پر چراغان ہو اگر
گردش تقدیر سے صرصر چلے

جب کہین پہلو سے وہ اُٹھکر چلے — دل یہ تڑپا سینے مین ہم مر چلے
لاش میری دفن بھی ہونے نہ دی — قبر تک آکر وہ اپنے گھر چلے
مے پیو جب تک نہ نکلے آفتاب — بادہ خوار و رات بھر ساغر چلے
دست و پا مین مست ساقی بے شراب — کام چل جائے اگر ساغر چلے

شہر مین گذرا مین وحشی جسطرف
مجمع طفلان ہوا ٹھہر چلے

آکے بیٹھے بزم کو جنت کیسا
جب اُٹھے برپا قیامت کر چلے

عزم پیری مین جوانی کی کہان
تھک کے بیٹھے صبح کو شب بھر چلے

راہ لی ہمنے مکان سے گور کی
رہ چکے اِس گھر مین اب اُس گھر چلے

وقت آخر تو اُٹھا لون کچھ مزہ
رک کے اے قاتل ذرا خنجر چلے

ہمکو ہستی و عدم کی کیا خبر
چار دن غربت مین رہکر مر چلے

پھر کیا قاتل نے زخمی جب سنا
زخم تن کچھ زخمیون کے بھر چلے

یاد رکھو مستی مین صفدر قول درد
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

تمھین اے تبو کوئی کیا جانتا ہی
بُرے سخت دل ہو خدا جانتا ہی

مرے درد کو کوئی کیا جانتا ہی
ہو صدمہ ہی دل پر خدا جانتا ہی

وہی رمز مہر و وفا جانتا ہی
جو گالی کو تیرے دعا جانتا ہی

مجھے کیا غرض کوئی جانے نجانے
مرے دل کا وہ مدعا جانتا ہی

تجھے مین سمجھتا ہون جان و عالم
خدا جانے تو مجکو کیا جانتا ہی

تمنا نہین وصل کی اُسکے دل کو
جو فرقت کا تیرے مزا جانتا ہی

ہوا ہون مین اسواسطے دلکا پیرو
کہ کوچے کا تیرے پتا جانتا ہی

مٹا ہی جو عشق دہان و کمر مین
وہی راہ ملک فنا جانتا ہی

خوشی ہی جو مجکو تو اتنی خوشی ہر — کہ وہ کچھ تجھے آشنا جانتا ہی
غنیمت سمجھ میرے دل کو فقط یہ — ترے ناز تیری ادا جانتا ہی
مین عاشق مین شیدا مین حیران تیرا — وہ جو جانتا ہی بجا جانتا ہی
مرے آگے باتین بنائے نہ واعظ — جو مین جانتا ہون وہ کیا جانتا ہی
محبت کا کچھ جسکے دل کو مزہ ہی — وہ تیری جفا کو وفا جانتا ہی
مین اُس قاتل حیلہ گر کا ہون کشتہ — لہو کو جو رنگ حنا جانتا ہی
وہی ہی حقیقت سے الفت کے واقف — ادا کو جو تیرے قضا جانتا ہی

وہ صفدر جو مدت سے شیدا ہی تیرا
خدا جانے تو اُسکو کیا جانتا ہی

بیوفا و بدگمان خط مین مرے القاب ہی — خط سے درگذر امین اِس القاب کو آداب ہی
ہون مین وہ بسمل تڑپکر سب کو مضطر کردیا — تیغ اُدھر بیتاب ہی قاتل اِدھر بیتاب ہی
عمر گذری طایع خفتہ کو چونکاتے ہوے — آنکھ کھلتی ہی نہین یارب کیسا خواب ہی
آنکھ سے جو اشک ٹپکا پھر وہ ہاتھ آتا نہین — اِس صدف مین جو گہر ہی گوہر نایاب ہی
راتدن پہلو مین اُسکو ایک سا ہی اضطراب — برق سے بڑھکر تڑپنے مین دل بیتاب ہی
دل غنی ہو تو نہین درکار کچھ سامان عیش — یان گلیم فقر فرش قاقم و سنجاب ہی
سیکڑون بسمل تڑپتے ہین نہین بجھتی ہی پیاس — آجکل شمشیر قاتل کسقدر بے آب ہی
موج ہی تیری کمر ابھرے ہوے پستان حباب — قلزم خوبی شکم ہی ناف اک گرداب ہی

کیون نہ سجدہ اسکے آگے فرض ہو ہنگام قتل
خم تری تلوار کا قاتل نہین محراب ہی

تا تواں ہون ایک آنسو بھی ڈبو دیگا مجھے
قطرۂ شبنم بھی حق مین مور کے سیلاب ہی

نقد دل لیکر جفا کرتے ہین خوبان جہان
حسن کے بازار مین جنس وفا نایاب ہی

ہوشیار ایدل کہ دنیا ہی طلسم بے ثبات
آج جو کچھ دیکھتا ہی کل یہ سب کچھ خواب ہی

کیون لگائی ہی کفن کی قید میت کے ساتھ
کیا عدم بھی مثل ہستی عالم اسباب ہی

شعر گوئی کی ہمین فرصت کہان صفدر مگر
دو گھڑی یہ مشغلہ بھی خاطر احباب ہی

عجب چال چلتے ہو عادت نئی ہی
یہ محشر نیا ہی قیامت نئی ہی

حسینو نمین اُنکی طبیعت نئی ہی
وفا پر جفا یہ محبت نئی ہی

تکلف بھی اک روز جاتا رہیگا
ابھی اُنسے صاحب سلامت نئی ہی

حرم سے سوے بتکدہ آکے دیکھا
وہان سے یہان کچھ تو صورت نئی ہی

کبھی یاد گیسو کبھی یاد قامت
وہ تازہ بلا یہ قیامت نئی ہی

زمانے کی آئے نظر خوبصورت
تری شکل تیری شباہت نئی ہی

جو کی عرض مین نے کہ تم بیدہن ہو
کہا بات یہ فی الحقیقت نئی ہی

مرے گھر پہ جا جاکے آئے پھر آئے
پھر الٹا تکدر کدورت نئی ہی

کبھی غیر دشنام بوسہ ندینا
سخی آپ ہین پر سخاوت نئی ہی

رروا ع سے تحزن دل بھرا ہی
یہ دولت تمھاری بدولت نئی ہی

سخن فہم دیکھین تو بہترین غزل کی
پرانی زمین پر عمارت نئی ہی

نہ گھبراؤن شہر خموشان مین کیونکر
کہ بیگانے ہین لوگ صحبت نئی ہی

ترے خط عارض کو پڑھکر یہ سمجھے
معانی نئے ہین عبارت نئی ہی

قیدی ہون مین قیدی دام گیسو
نہ سودا نیا ہی نہ وحشت نئی ہی

زمانے مین جیتے ہین سب دل لگاکر
تمھاری ہی صفدر محبت نئی ہی

پھولا نہ اگر گل تن افگار سے کوئی
پھل پائیگا پھر کیا تری تلوار سے کوئی

اچھی نہین یہ چال سر گور غریبان
فتنہ نہ ہو برپا تری رفتار سے کوئی

قاصد کا پتا ہی نہ کبوتر کا نشان ہی
پھرتا ہی نہین کوچہ دلدار سے کوئی

بجلی ہو کہ سیماب ہو صرصر ہو کہ طوفان
کیا بڑھکے چلیگا تری تلوار سے کوئی

قربان دل ابرو پہ فدا جان مژہ پر
بسمل ہی کوئی تیر سے تلوار سے کوئی

کیا حال دل زار ہو اُس چشم کو روشن
کہتا نہین بیمار کی بیمار سے کوئی

ہشیار ہوے مست اڑے زاہدون کے ہوش
بچکر نہ گیا خانۂ خمار سے کوئی

ہم دیکھتے ہین خواب مین وہ عارض سیمین
واقف نہین اس دولت بیدار سے کوئی

چلتی بھی ہی رکتی بھی ہی کھنچتی بھی ہی ہر دم
سیکھے نئی چالین تری تلوار سے کوئی

دل مجھ سے جھگڑتا ہی حسینونکی طرف سے
کیا بات کرے ایسے طرفدار سے کوئی

جو چاہیے صفدر علی امداد کرینگے

محرم نہین حیدر کرار سے کوئی

نہ شمعون مین جلوہ نہ پھولون مین بو ہی
جس مین یہی تو انجمن مین بھی تو ہی

دکھاؤ کبھی منہ تا بکجا ن ترانی
مین موسی نہین ہون یہ کیا گفتگو ہی

دیا ساتھ اسی ورد فرقت مین تو نے
برے وقت کا آشنا ایک تو ہی

ہوا یہ مرے دل مین خون تمنا
کہ ترک تمنا کی اب آرزو ہی

مرا دل تو یکتا تجھے جانتا ہی
مگر اس مین آئینے کو گفتگو ہی

نہ کھوا سکے دندان سے ہو کر مقابل
ذرا سی تری اے گہر آبرو ہی

کہا بیہمن مین نے انکو تو بولے
زبان رد کو صاحب یہ کیا گفتگو ہی

مین کیون شیخ و زاہد کے احسان اٹھاؤن
مری دستگیری کو کافی سبو ہی

نہین ہی مرصع شیشے مین زاہد
بھرا میری توبہ کا اس مین لہو ہی

نہ چھوٹے لہو حد کا خنجر سے تیرے
شہیدون مین تیرے وہی سرخروہی

وہ کہتے ہین دکھلا کے دست حنائی
یہ مہندی نہین عاشقون کا لہو ہی

نہ کر دل کو پامال اس طرح ظالم
کہ مدت سے اسمین تری آرزو ہی

عیان رنگ وحدت ہی عالم مین صفدر
وہی ہی وہی ہی نہ مین ہون نہ تو ہی

کرم سمجھے جو اس بت بے جفا کی
پھر اسپر ہم برے قدرت خدا کی

لکھی کیا مدح اس لعل رسا کی
طبیعت ہم بھی رکھتے ہین بلا کی

تری فرقت مین چھوڑا دل نے بھی ساتھ
کہان اس بیمروت نے دغا کی

نہ ملیے میرے غم مین بہت افسوس
کہ شوخی کم نہو رنگ حنا کی

کبھی اُس گلبدن کی بو نہ لائی
شکایت کیجیے کس سے صبا کی

نمک قاتل نے چھڑکا زخم پر
ہمارے درد کی اچھی دوا کی

دل صد چاک کو سینے مین دیکھو
یہان بھی ہی زیارت کربلا کی

کیا پریون کو دو باتون مین تسخیر
عجب فتنہ ہی یہ انسان خاکی

کیا احسان کب احسان کے بدلے
مزاج اُسنے اگر پوچھا دعا کی

خوشی سے بھاگتا ہی صورت غم
عجب خو ہی دل درد آشنا کی

غبار دل جو باقی تھا اِس مرگ
ہماری خاک سے آندھی اُٹھا کے

کب آیا دان سے خط لیکر کبوتر
خبر جھوٹی بہت ایسی اُڑا کی

کرون تعریف کیا مین اُسکی صفدر
وہ اک تصویر ہی ناز و ادا کی

تری آنکھ اے بت نازنین مو بیخودی سے بھری رہی
کوئی ہوشیار نہ چھوڑ بے اِسی تاک مین یہ پری رہی

نہ وہ اپنا جوش شباب ہی نہ وہ اُنکی عشوہ گری رہی
مگر آگ حسرت وصل کی جو بھری تھی دلمین بھری رہی

سر بزم نرگس یار سے کہین آنکھ اپنی جو مل گئی

تو نہ آیا ہوش مین دیر تک مجھے ایسی بیخبری رہی
یہ خیال چشم ہو یار کا کہ ہمیشہ دل کو سمرو رہی
وہ بنایا شیشۂ طلسم کا کہ شراب بنکے پری رہی
ترے بزم حسن مین شمع پر جو نگاہ کی تو سحر تلک
عجب آگ تھی کہ جلا تو کی مگر آنسو دنسے بجھی رہی
جو دھری تھی سامنے آرسی عجب ایک فرد خراب تھی
دم زیب حسن بھلا ہوا تری آنکھ مین نظر ی رہی
گئے باغ مین جو وہ سیر کو تو خواصین آئین نئی نئی
کبھی ساتھ حور نے گشت کی کبھی گرد اُنکے پری رہی
مگر اُنکو یہلی بیوفا کوئی طرز غمزہ سکھا گئی
نہ ملائی آنکھ بھی تیس سے عجب آہو دن کو چری رہی
رہے جب تلک کہ جہان مین ہم نہ کسی سے ہمنے رجوع کی
ترے سنگ در پہ دھری جبین تو وہ ساری عمر دھری رہی
نہ سمجھ تو صندل اسے صنم پس مرگ اوج ملا مجھے
مری خاک تھی مری خاک تھی تری مانگ مین جو بھری رہی
نہ ہمارے اب ہین وہ ولولے نہ وہ صفدر اُنکی ہین شوخیان
نہ وہ اپنا جوش جنون رہا نہ وہ اُنکی جلوی گری رہی

اٹھی نہ کبھی ہو تری ترچھی نظر ایسی — اب کی کہون ای غیرت شمس و قمر ایسی
لین دون کی اُس بت سے نہ شمس و قمر ایسی — پیدا کرین پہلے دہن ایسا کمر ایسی
کچھ آتے ہی قاصد نے سنائی خبر ایسی — سیدھی نہوئی جھک گئی اپنی کمر ایسی
برچھی سی لگی تمنے ادھر کی نظر ایسی — اب تک تو نہ تھی شدت درد جگر ایسی
نازک ہی یہ نازک کو کوئی دیتا ہی ایذا — کس کر نہ مرے قتل پہ باندھو کمر ایسی
قاصد کو نہ کہنا تھا کہ خط اُسنے کیا چاک — دل ٹکڑے ہوا اُسنے سنائی خبر ایسی
دیکھین جو کلیم آکے تجھے اُنسے یہ پوچھون — آئی تھی کبھی تم کو تجلی نظر ایسی
لیلی ہوئی یہ محو کہ ناقہ نہ بڑھایا — مجنون نے کہانی کہی دو دو پہر ایسی
بسمل کیطرح شب کو مین تڑپا سر بستر — فرقت مین ہوئی شدت درد جگر ایسی
وہ پوچھتے ہین آئینے مین عکس سے اپنے — تم لائے کہان سے دہن ایسا کمر ایسی
دو ٹکڑے ہوا پانی بھی بسمل نے نہ مانگا — قاتل تری تلوار ہوئی کارگر ایسی
حسرت ہی کہ پھر زخمی شمشیر نگہ ہون — حاصل ہوئی ہی لذت زخم جگر ایسی
بڑھکر سر مژگان سے گرین پانون پر اُسکے — ہمت کبھی کرتے نہین لخت جگر ایسی
چمکا دیا پرتو نے ترے حسن کے اِنکو — آگے تو نہ تھی صورت شمس و قمر ایسی
پھولون کے مٹانے کو تو آتا نہین وہ گل — گھبرائی ہوئی کیون ہی نسیم سحر ایسی
شرما گئی کیا میرے تن زار کے آگے — روپوش ہوئی ہی جو تمھاری کمر ایسی
گل سے نہ جدا ہوگی کبھی مثل رگ گل — دیکھا جو وہ رخ گر گئی اپنی نظر ایسی

مین زلف و رخ یار کی تعریف کرون کیا
شام ایسی نہ صفدر کبھی دیکھی سحر ایسی

مسیحا ہمین تیغ قاتل ہوئی — یہان زندگی مرکے حاصل ہوئی
خیال ایک لیلی کا جو آگیا — مری مردم چشم محمل ہوئی
ہوا ناتوان اب یہ تیرا مریض — کہ کروٹ بدلنی بھی مشکل ہوئی
جگہ دل مین تیرے تصور نے کی — پری اپنے شیشے مین داخل ہوئی
شفا کیسی بیماری عشق مین — دوا اور بھی زہر قاتل ہوئی
وہ لاغر ہون مانند نقش قدم — جہان گر پڑا مجکو منزل ہوئی
نمازی ہوے اُس نگہ سے یہ مست — کہ مسجد بھی مستونکی محفل ہوئی
پڑا آئنے مین ترا عکس رخ — پری یا پری سے مقابل ہوئی
مرے خون سے دست رنگین بھرے — غضب آگ مین آگ شامل ہوئی
چھوا غیر نے جب تری زلف کو — مین سمجھا بلا مجھپہ نازل ہوئی
ترے رخ پہ ایسی جمی چشم شوق — کہ پتلی مرے آنکھ کی تل ہوئی
دیا اُسنے بوسہ دہن کا مجھے — مراد آج منھ مانگی حاصل ہوئی
تری شکل پہچان پڑتی نہین — یہ دو دن مین کیا صورت ایدل ہوئی
ادا سے جو شمشیر قاتل کھینچی — قضا بھی شہید دنمین داخل ہوئی
ہوا میکدہ ہجر مین قتلگاہ — کہ مے کھینچ کے شمشیر قاتل ہوئی

مری عمر غفلت مین صفدر کٹی
مین سوتا رہا طے یہ منزل ہوئی

نازنینون کے بھی دلمین عشق رہے پاک ہی — دیکھیے جس گل کو گلشن مین گریبان چاک ہی
وہ شفیع المذنبین ذات شہ لولاک ہی — فیض سے جسکے حساب روز محشر پاک ہی
ہجر کی شب میرے غم سے یہ بھی کیا غمناک ہی — صبح تو پیدا ہوئی ہی پر گریبان چاک ہی
ہستی دنیاے فانی بھی ہی کتنی بے ثبات — جو ہوا ہی خاک سے پیدا وہ آخر خاک ہی
شاہد گل کے بدنمین جو معطر ہی لباس — فی الحقیقت وہ تری اُتری ہوئی پوشاک ہی
ہون وہ میکش رتبہ شاہی میسر ہی مجھے — چتر شاہی سے زیادہ دابست تاک ہی
خوب دیکھا ہمنے دنیا کو کہ ہی جاے فساد — روز ہنگامہ سا ہنگامہ تہ افلاک ہی
دیکھ لیتا ہون مین گھر بیٹھے تماشاے جہان — عرش پروازی مین یکتا طائر ادراک ہی
تیرے غمزے سے کسیکی جان بچنے کی نہین — ایک ہی خونریز ہی یہ ایک ہی سفاک ہی
زہد و تقوی زاہدان شہر کا ہی ظاہری — دیکھیے باطن تو اِنکو دخت رز کی تاک ہی
بھیجتا ہون لکھکے خط مین نامہ بر پر نامہ بر — کوچۂ محبوب تک بیٹھی ہوئی اک ڈاک ہی
عرصۂ ہستی کو طے کرتا ہی یہ کیسا شباب — توسن عمر رواں چالاک سا چالاک ہی
تن جو خاک و خون مین ہی کچھ غم نہین اے شہسوار — سر تو مجھ بسمل کا کٹ کر بستہ فتراک ہی
پھیلتا ہی بے شبہ تاریک کب نور چراغ — اور زلف نور مین فرق رخ آتشناک ہی
باغ مین بھاگر پڑی ہی برگ گل سب رہ روان — آمد فصل خزان رستم کی گویا دھاک ہی

قتل کرنیکو ہمارے اور سامان کیا ضرور | اِک ذرا سی جنبش ابرو مین قصہ پاک ہی

ذکر پر میرے وہ ہنسکر کہتے ہین یاد ش بخیر
صفدر رنگین بیان بھی ایک ہی بیباک ہی

ای بت فدا ہین تجھپر دیندار کیسے کیسے | کافر ہوے پہنکر زنار کیسے کیسے
مجبور ہو گئے ہین مختار کیسے کیسے | نادان بنگئے ہین ہشیار کیسے کیسے
گرچند گام یون ہی تم ناز سے چلوگے | برپا کریگی فتنے رفتار کیسے کیسے
کیونکر نہون پریشان اُس بیوفا کے گیسو | کرتے ہین پیچ ہمسے ہر بار کیسے کیسے
لازم ہی آبرو بھی کچھ میرے آنسوؤن کی | دیکھو تو موتیون کے ہین ہار کیسے کیسے
پُر ہے قضا ہی کب وہ ظالم ہم عاشقون کے نامے | ناخواندہ ہر طرف ہین انبار کیسے کیسے
اللہ رے رعب قاتل مقتل مین جسکے آگے | پانی سے بھی ہین پتلے خونخوار کیسے کیسے
وہ لعل جانفزا بھی ہی کیا حکیم حاذق | اچھے کیے ہین اُسنے بیمار کیسے کیسے
ریزے طلا کے کیونکر ذرے نہون زمین کے | مٹی مین مل گئے ہین زردار کیسے کیسے
ہی شرط کرکے نالہ گردونکو پھونکدو مین | اِسنے دیے ہین مجکو آزار کیسے کیسے
کیا گلشن جہان کا گردون نے رنگ بدلا | کمھلا گئے ہین گل سے رخسار کیسے کیسے
ہی زرد رنگ اُنکا برگ خزانکی صورت | تھے جنکے رخ خوشی سے گلنار کیسے کیسے
وہ سیر کو جو نکلے دامن کشان کسی دن | فتنے ہوے سر راہ بیدار کیسے کیسے
انسان کم نہین ہی کچھ ذکر اُس پری کا | بیہوش ہو گئے ہین ہشیار کیسے کیسے

کافور ہوگئی ہی وہ دخت رز کی گرمی
ہین سرد میکشون کے بازار کیسے کیسے

تربت پہ فاتحہ کو برسون کوئی نہ آیا
مونس تھے کیسے کیسے غمخوار کیسے کیسے

غیرون سے اب ہی الفت ہمکو بھلا دیا ہی
کچھ یاد ہی کیے تھے اقرار کیسے کیسے

دنیا سے ہی نرالا الفت کا کارخانہ
مجبور ہوگئے ہین مختار کیسے کیسے

گل جس جگہ اُگے تھے کانٹے وہان اُگے ہین
صرف خزان ہوے ہین گلزار کیسے کیسے

اب لطف زندگانی دنیا مین کیا ہی صفدر
اُٹھے جہان سے اپنے غمخوار کیسے کیسے

راز الفت کو کوئی کیا جانے
دل مرا جانے یا خدا جانے

مین نے پوچھا کہ جانتے ہو مجھے
ہنسکے بولے مری بلا جانے

دل بسمل کا حال مجھ سے نہ پوچھ
ناز تیرا تری ادا جانے

اِن اشارونکو ہم سمجھتے ہین
ایسی باتون کو کوئی کیا جانے

دل سے دلکو ہی راہ حق تو یہ ہی
آشنا حال آشنا جانے

لذت وصل جس نے پائی ہو
درد فرقت کا وہ مزا جانے

گل مین بلبل مین کیون کدورت ہی
باغبان جانے یا صبا جانے

جب مزہ آئے دل لگانے کا
دل کی کچھ قدر دلربا جانے

موت ہی اُسکی زیست سے بہتر
زندگانی کو جو فنا جانے

اُس ستمگر سے دل لگایا ہی
کیا ہوا انجام اب خدا جانے

ہی سزاوار آفرین وہ دل | جو جفا کو تری وفا جانے
ابھی اپنی خبر نہین اُسکو | کب کسی کا وہ مدعا جانے
رخ روشن کو دست نازک کو | آئنہ جانے یا حنا جانے
جس خوشی سے گلا کٹایا ہی | تیرا خنجر مری قضا جانے
عشق اپنا ہی مرشد کامل | رند یا کوئی پارسا جانے
خط تو دیتا ہون پر نہین منظور | قاصد اُس شوخ کا پتا جانے
نکہت زلف یار کی لذت | دل مرا جانے یا صبا جانے
ایسے قاتل سے دل لگایا ہی | خون عاشق کو جو حنا جانے

قدر انداز و ناز کو صفدر
جو کسی کا ہو مبتلا جانے

دل اپنا محبت مین رسوا ہوا ہی | خدا جانے کمبخت کو کیا ہوا ہی
نیا فتنہ پہلو مین برپا ہوا ہی | کسی پر دل زار شیدا ہوا ہی
گرے کشتے کشتون پہ بسمل پہ بسمل | جہان تیغ ابرو کا چرچا ہوا ہی
شب غم مین یون تو مضایقہ بہت تھے | مگر دل کا جانا تماشا ہوا ہی
شب و روز کٹتے ہین دیوانہ پن مین | رخ و زلف کا جیسے سودا ہوا ہی
طلب بزم جانا نمین عشاق کی ہی | مقرر کوئی فتنہ برپا ہوا ہی
تڑپتے رہے در پہ بسمل ہزارون | نہ پوچھا یہ اُسنے تمھین کیا ہوا ہی

تاسف

مناسب ہی تمکو بھی پاس محبت
زمانے مین الفت کا شہرا ہوا ہی

جسے تاب نظارہ ہو آکے دیکھے
لب بام وہ جلوہ آرا ہوا ہی

عجب جان کھوتا ہی الفت مین بیدل
سمجھ تو کوئی بھی کسی کا ہوا ہی

دل مضطرب جو تڑپتا ہی ہر دم
یہ تیرا ادا کا نشانا ہوا ہی

شب وصل آئے وہ افشان لگاکر
ستارا مرا آج چمکا ہوا ہی

غضب ہو گیا آئنے کا دکھانا
وہ خود اپنا محو تماشا ہوا ہی

ہوئی بلبل و گل مین پھر آج رنجش
گلستان کا کچھ رنگ بدلا ہوا ہی

چلے آج گلزار مین دور ساغر
ہوا جلتی ہی ابر چھایا ہوا ہی

سنا ہی یہ ہمنے صبا سے چمن مین
کوئی بہر گلگشت آیا ہوا ہی

طلب جنس الفت کی ناحق ہی بیدل
کہین بیوفاؤن سے سودا ہوا ہی

حقیقت مین ہون قیدی دام گیسو
نہ وحشت ہوئی ہی نہ سودا ہوا ہی

کبھی ہم گئے ہین جو دل بیچنے کو
تو بازار مین ایک میلا ہوا ہی

غم عاشقی سکہ عشق دل پر
اٹھایا ہوا ہی بٹھایا ہوا ہی

اذیت ہو کیا داغ فرقت سے دلکو
کہ سو بار کا یہ تو کھایا ہوا ہی

نہ تھا اُن کو مد نظر قتل صفدر
کسی کا یہ نقشہ جمایا ہوا ہی

کیا فصل طرب خیز ہی کیا سرد ہوا ہی
کیا چار طرف ابر و ہوا اندھا رہا اٹھا ہی

معشوقون کے جمگھٹ مین گلگون کا مزا ہی
گلزار پہ چھائی ہوئی گھنگھور گھٹا ہی

ہر فتنۂ عالم کا اک انداز جدا ہی
شوخی ہی شرارت ہی کرشمہ ہی ادا ہی

مرغان خوش آہنگ کے سن سن کے ترانے
مستی مین ہر اک نخل چمن جھوم رہا ہی

کویل کی کہین کوک ہی مورونکا کہین شور
دلکش کہین باغونمین پپیہے کی صدا ہی

کیا اندنون رونق ہی نہالان چمن پر
ہر غنچہ شگفتہ ہی ہر اک پھول کھلا ہی

نکھرا ہوا جوبن ہی عروسان چمن کا
گلشن مین عجب شان خدا جلوہ نما ہی

جھولونمین حسین جھولتے ہین ناز و ادا سے
کوئی مہ تابان ہی کوئی مہر لقا ہی

ساغر لیے حاضر ہی کہین ساقی گلفام
گردش مین کہین جام می ہوش ربا ہی

جی بھر کے ہمین بادۂ گلگون سے چھکایا
ساقی ترا احسان ہی عنایت ہی عطا ہی

بادل سے نکلتا نہین خورشید درخشان
شاید رخ پر نور ترا دیکھ لیا ہی

کیا کیا ہین تکلف ترے بیساختہ پن مین
یہ سادی ادا لاکھ بناوٹ سے سوا ہی

جائیگا کہان دست نگارین سے نکلکر
مٹھی مین ترے قید ترا وزد حنا ہی

بلبل سے خفا کر دیا ہو جہ گلون کو
ادنیٰ یہ شگوفہ ترا اے باد صبا ہی

صفدر کا کلام ایسا ہی مقبول خلائق
جنت مین بھی حوردن کی زبانون سے سنا ہی

حور فردوس کو کیا آپ سے نسبت ہوگی
نہ یہ شوخی نہ یہ چھل بل نہ یہ صورت ہوگی

لاکھ اچھی کسی محبوب کی صورت ہوگی
پیار آئیگا اُسی کو جسے الفت ہوگی

حاجب جلوہ جانان ہی حجاب ہستی
جب یہ اٹھ جائیگا پردہ تو زیارت ہوگی

تیغ ناز اُسکی یہ کہتی ہوئی مقتل مین چلی
آج پوری مرے مشتاقونکی حسرت ہوگی

جانمن ایک تغافل سے ترے ڈرتا ہون
اور جو ظلم کرے گا وہ عنایت ہوگی

جاے تو غیر کے گھر وصل کی رت آئے ادھر
گردش ایسی بھی کبھی ای شب فرقت ہوگی

ذبح ہونیکو تو سو جان سے مین حاضر ہون
دست نازک کو تمھارے جو اذیت ہوگی

وصل مین ای دل بیتاب بہت شاد نہو
دیکھ اک دن شب فرقت سے ندامت ہوگی

کیا کہون حسرت دل پاس ادب مانع ہی
خیر کچھ عرض کرونگا جو اجازت ہوگی

حضرت دل کے رہینگے یہی دو چار انیس
درد و غم ہونگے الم ہوگا مصیبت ہوگی

حشر مین شکوۂ بیداد کرونگا کیونکر
وان بھی اُس قاتل عالم کی مروت ہوگی

وصل کا ذکر تو کیا رسم محبت کیسی
غیر کا نام بھی لوگے تو شکایت ہوگی

جگمگٹے ہونگے قیامت مین پریزادون کے
ایک سے ایک سوا حسن مین صورت ہوگی

دیکھکر یہ دل نادان نہ مچلجاے کہین
یہ جو مچلا تو قیامت مین قیامت ہوگی

بس صفائی سے وہ دل لیکے مکر جاتے ہین
اِس سے کیا بڑھکے زمانے مین شرارت ہوگی

دار فانی مین رہا ہی نہ رہیگا کوئی
ایک تو ہوگا فقط اک تری قدرت ہوگی

جبین سے سو ہینگے آغوش لحد مین صفدر
نہ وہان یاس نہ امید نہ حسرت ہوگی

دردون سے آشکارا تاروں سے وہ عیان ہی
قدرت کا اُسکے جلوہ دیکھو کہان کہان ہی

اوراق برگ گل سے ظاہر ہی رنگ قدرت
وحدت کا اک رسالہ بلبل کی داستان ہی

ظاہر مین ذکر تیرا باطن مین یاد تیری
حرف دوئی کہان ہی جو دل ہو زبان ہی

پردہ اٹھاؤ رخ سے کبتک یہ لنترانی
دیدار کا تمھارے مشتاق اک جہان ہی

عاشق ہوے تو پھر کیا دیر و حرم سے مطلب
ہر صبح یہ جبین ہی وہ سنگ آستان ہی

خلق خدا کا مجمع برہم ہی آج قاتل
ہنگامۂ قیامت مقتل کے درمیان ہی

تیغ ادا کے بوسے لینا تڑپ تڑپ کر
ایدل کمی نہ کرنا یہ وقت امتحان ہی

اس شوخ دلربا سے جب دل چھپا ہوا ن دلکو
کہتا ہی مسکرا کر کس نے لیا کہان ہی

مرقد پہ چار جانب چھائی ہی یاس حسرت
عشاق بے نشان کا دنیا مین یہ نشان ہی

کیونکر خوشی ہو سیر گلشن سے فصل گل مین
شاخ نہال غم پر اس دل کا آشیان ہی

ملک عدم مین جاکر آرام کچھ نہ پایا
جو درد سر یہان تھا ہمکو وہی وہان ہی

راز نہان سے اپنے واقف نہین ہی کوئی
اک درد دل ہمارا مدت کا رازدان ہی

ای آفتاب محشر خلق خدا ہی مضطر
یہ روز خود نمائی یہ وقت امتحان ہی

درد و غم و الم سے خالی نہین کبھی دل
ہر دم نیا مسافر اس گھر مین میہمان ہی

فرقت مین فوج غم کا دیکھو حشم ہی کیا کیا
نالہ رقیب لشکر آہ رسا نشان ہی

لاکھون ہین یاس حسرت اک دل ہی نیم بسمل
صد مے ہزار ہا ہین اک جان ناتوان ہی

ہر دم صدائے نالہ آتی ہی قافلے سے
دل ہی کسی کا نالان یا رنگ کارواں ہی

تاب و توان سب صفدر اب کیا رہا ہی تن مین
اک دل ہی یاس پرور اک جان ناتوان ہی

قاصد سے حال نہان باد صبا سے مخفی
صفدر رہان مین کوئی تیرا بھی رازدان ہی

جفا مین منہ نہ پھیرینگے ستائے جسکا جی چاہے
وفا مین ہم ہین کامل آزمائے جسکا جی چاہے

خفا بیٹھا ہون مین بھی آزمائے جسکا جی چاہے
محبت ہی تو روٹھے کو منائے جسکا جی چاہے

حسینون کے برابر رکھدیا ہی نقد دل ہمنے
نہین کچھ کام اب ہمکو اٹھائے جسکا جی چاہے

زبان کسطرح کھولین یار کی محفل مین بیٹھے ہین
بلا سے منہ مین جو آئے سنائے جسکا جی چاہے

بٹینگے پان غیرونکو تو کاہے کو جینگے ہم
ہمارے قتل کا بیڑا اٹھائے جسکا جی چاہے

مزاج ایسا نہین بگڑا ابھی اغاز وحشت ہی
بلا کر مجکو باتونمین لگائے جسکا جی چاہے

وہ بسمل ہون کہ زخم تن سے ہین رنگ الفت سے
ہمارا خون منھدی مین ملائے جسکا جی چاہے

دیے ہین عشق نے داغ اتنے میرے سینہ و دلکو
کہ ان پھولون سے گلدستہ بنائے جسکا جی چاہے

گداز عشق سے پایا ہی دل نے شمع کا رتبہ
بلا کر اسکو محفل مین جلائے جسکا جی چاہے

بھی بن ٹھن کے یہ کہتے ہوے آوے مرے آگے
پری اب ہم ہین سینے سے لگائے جسکا جی چاہے

اکیلے گھر مین سوتے ہین خبر اتنی نہین انکو
کہ اس دم چھپکے منہ سے منہ ملائے جسکا جی چاہے

بوقت نزع مجکو دیکھکر وہ بدگمان ہو لا
یقین کرتا ہی کسکو دم جرائے جسکا جی چاہے

لب شیرین کا بوسہ مانگتا ہو مین تو کہتے ہین
نہ دینگے ہم بلا سے زہر کھائے جسکا جی چاہے

وہ چیلے سے گئے گھر اب مجھے پیغام بھیجا ہی
نہ آؤنگا مین اورونکو بلائے جسکا جی چاہے

بگڑکر کہتے ہین اظہار الفت مین جو کرتا ہون
سراسر جھوٹ ہی باتین بنائے جسکا جی چاہے

نہین کچھ عذر مجکو حکم مین ہون تابع فرمان — اُٹھالے جسکا جی چاہے بٹھالے جسکا جی چاہے
نہین لکھی ہو کوئی نامناسب بات نامے مین — پڑھے خود خواہ اوروں سے پڑھالے جسکا جی چاہے
مرے قابو مین اگر کس مزے سے وہ یہ کہتے ہین — ہنسالے جسکا جی چاہے رُلالے جسکا جی چاہے
خدا کی راہ مین دیکر زکات حسن کا بوسہ — ہمیشہ ہم فقیرونکی دعالے جسکا جی چاہے
مین دلکو ہاتھ مین لیکر حسینون سے یہ کہتا ہون — یہ طوطی بولتا لایا ہون پالے جسکا جی چاہے

کبھی مانند گوہر آبرو صفدر نہ جائیگی
بظاہر خاک مین مجکو ملالے جسکا جی چاہے

کسی گل کو نہین نسبت تمہارے رُوئے گلگون سے — کہان ہمسر کوئی سرو گلستان قدموزون سے
قدموزونکو نسبت دیجیے کیا سرو موزون سے — نیا مضمون ہو اس مصرع مین وہ خالی ہو مضمون سے
ہوا اب بھی جو آتی ہو پریشان کوہ و ہامون سے — خبر دیتی ہو مجکو حالت فرہاد و مجنون سے
ہوے مشہور عالم مین ثنائے زلف شبگون سے — بندھا کیا رنگ مخلص بھی حزیں کے مضمون سے
جو خم مین مے نہین ہے ہوا مان بیدادگر دون سے — یہ نسخہ ہاتھ آیا ہے ہمین ساقی فلاطون سے
مقرر ہے وصل عاشق و معشوق ہوتا ہے — انا لیلی کی آواز آرہی ہے گور مجنون سے
قیامت کو تو آنے دے کریگا بحث اے قاتل — ہمارے خون کا محضر ترے دامان پر خون سے
خداوند جہان دے خیر کی توفیق لیلی کو — کہ محمل مین وہ باندھے لیکے پردہ چشم مجنون سے
ترا بیمار الفت ہو دواؤن پر اگر راضی — اطبا کیا اُتر آئین مسیحا اوج گردون سے
ترنگ آئی اگر مستی مین مجکو دیکھنا ساقی — لیا جمشید سے پیمانہ خم ہمنے فلاطون سے

نشان

نشان نام آور و نکایہ مٹا یا دور گردون نے
سنی آواز کو کو قمری قصر فریدون سے

خزانے اہل دولت جو زمین مین دفن کرتے ہین
مرے نزدیک وہ کچھ کم نہین خشت مین قارون سے

بہار عیش سے کیونکر نمود دل باغ باغ اپنا
دماغ جان معطر ہی شمیم روے گلگون سے

ابھی دن تھا ابھی عالم شب تاریک کا دیکھا
اندھیرا چھا گیا آنکھو مین یاد زلف شبگون سے

مبارک لیلی و شیرین کا جلوہ اور لوگو نکو
ہمین فرصت کہان ہی ماتم فرہاد و مجنون سے

کہن سالی مین کیا ہمکو ترقی ہو گئی حاصل
ہوئی دلکو محبت اُسکے حسن روز افزون سے

بحمد اللہ سگ جانان نے آکر استخوان کھائے
ہوا مرنے پہ اپنا سامنا بخت ہمایون سے

یہ وہ ہی ذکر جو پریونکو بھی دیوانہ کرتا ہی
تری آنکھونکا افسانہ کہین بڑھکر ہی افسون سے

ملے اُس سہی قد سے کسی دن ہو کے یہ سیدھا
کہان امید ہی ہمکو یہ اپنے بخت وارون سے

زہے رفعت طبیعت کی بلندی اِسکو کہتے ہین
بڑھایا اِس زمین کا مرتبہ صفدر نے گردون سے

کس شمعرو سے لو ہی برابر لگی ہوئی
اِک آگ سی ہی سینے کے اندر لگی ہوئی

کوچے مین تیرے لاش ہی یہ کس غریب کی
قاتل جو بیٹھی ہی ترے در پر لگی ہوئی

قاتل اُسی سے کر مری گردن سے سر جدا
ہی سان پر جو تیغ دو پیکر لگی ہوئی

اِک وار مین گلے کی رگین سب کی سب کٹین
اے تیغ رکھ نہ بال برابر لگی ہوئی

احسان ترا کہ آب دم تیغ سے بجھی
شدت سے تھی جو پیاس ستمگر لگی ہوئی

دنیا مین ظلم کر کے وہ ہوتے تو مطمئن
لیکن ہی قید پرسش محشر لگی ہوئی

ساقی بغیر تو رسکین مست کیا مجال
ہے ہر تو تلونکے جو منھ پر لگی ہوئی

اپنے مریض ہجر کی تم کو ہی کچھ خبر
ہچکی ہی چار دن سے برابر لگی ہوئی

عالم مین کسکے دل مین نہین ہی ترے جگہ
یہ وہ سرنگ ہی جو ہی گھر گھر لگی ہوئی

مردہ یہ کسکا گاڑ کے آئے ہو خیر ہی
گیسو کھلے ہین خاک ہین منھ پر لگی ہوئی

جیسے کڑی سنائی ہی اُس بت نے بے سبب
کیا کہیے کیسی چوٹ ہی دل پر لگی ہوئی

اب آتے ہین اب آتے ہین وہ گرم ہی خبر
کیونکر رہے نہ آنکھ سوے در لگی ہوئی

قاصد کو کیا روانہ مین برسات مین کرون
منھ کی جھڑی نو رہتی ہی دن بھر لگی ہوئی

جو دل ہی جل رہا ہی تمھارے فراق مین
اِک آگ دیکھتا ہون نہین گھر گھر لگی ہوئی

مین جان ابھی نثار کرون تیری تیغ پر
رہ جاے یہ گلے سے جو دم بھر لگی ہوئی

مین کون ہون کہان ہون یہ مطلق خبر نہین
اِک ٹکٹکی ہی جانب دلبر لگی ہوئی

بیٹھے ہین پاس آنکھ ہی ہر وقت سوے در
شاید سواری اُنکی ہی باہر لگی ہوئی

دشوار ہجر یار مین تھی اپنی زندگی
لیکن امید وصل ہی صفدر لگی ہوئی

کہین وہ ذرون مے آشکارا کہین ستارونسے وہ عیان ہی
وہی تو ہی ایک نور مطلق کہ جسکا جلوہ کہان کہان ہی
اُسی کے چہرے کے نور سے ہین سہا و خورشید و ماہ روشن
اُسی کے ابرو کا ہی یہ پرتو جو اوج گردون پہ کہکشان ہی

شمیم نسرین مین رنگ لالے مین تاب سنبل مین آب گل مین
اسی کے نیرنگ حسن ہین یہ عجب تماشا یہ بوستان ہی
عجیب نرگس عجیب سوسن عجیب سبزہ عجیب لالہ
چمن جو پھولا ہوا ہی ایسا چمن کا کوئی تو باغبان ہی
چلی ہی یہ تیغ ناز کسکی کہ صحن گلشن ہوا ہی مقتل
لباس لالے کا ہی جو گلگون تو خونچکان رخت ارغوان ہی
عبث نہ کر بحث ہمسے بلبل کہ غل ہی برعکس مرضی گل
ترا ہی جس باغ مین نشیمن وہین ہمارا بھی آشیان ہی
غرور ناحق ہی باغبان کا کہو کہ دے سیر کی اجازت
گلون مین رنگ ثبات کب ہی بہار ہی آج کل خزان ہی
سوے عدم سب ہین جانے والے قرار دم بھر نہین کسی کو
یہ وہ مکان ہی کہ اس مکان مین جو میزبان ہی وہ میہمان ہی
مکان بنائے تو اس سے حاصل کیا جو زر جمع محض باطل
یہ جتنی کوشش ہی سب عبث ہی یہ جتنی محنت ہی رائگان ہی
سرا یہ دنیا ہی ہم مسافر جو آج آئے ہین جائینگے کل
جو دیکھو بس ایک شب کا وقفہ اس آنے جانیکے درمیان ہی
تلف ہوا نقد جان جو دم مین تو مال و دولت سے کیا ہی حاصل

ہما کا سایہ تھا جسکے سر پر وہ گھل کے اک مشت استخوان ہی
اُٹھا ہی یارب جنازہ کس کا کہ ایک عالم ہی پیچھے پیچھے
روان جو مین بھی ہون ساتھ نالان جرس یہ ہمراہ کاروان ہی
نگاہ رحمت تھی جسکی سب پر وہ بند آنکھین کیے ہوے ہی
جو سب کی کرتا تھا دستگیری وہ پاے اغیار سے روان ہی
قدم بڑھایا ہی ساتھیون نے یہان ہی زنجیر یا نقاہت
ٹھہر ٹھہر کر ذرا چلین سب کہ ایک واماندہ ناتوان ہی
پھرے ہین اہل جہان جو مجھ سے تو اُسکی پروا ہی کسکو صفدر
تبون سے مطلب نہین ہی مجکو خدا مرا مجھیہ مہربان ہی

خط نکلنے پر نہ عاشق کوے جانا نہین رہے
جبتلک تجھی فصل گل بلبل گلستانہین رہے
ناتوان و زار ہوکر کوے جانا نہین رہے
مور کے مانند ہم ملک سلیمان مین رہے
ایک عالم کشتۂ تیغ ادا ے یار تھا
روز ہنگامے نئے شہر خموشان مین رہے
دیکھ اے دست جنون تا چند یہ چالاکیان
تا رداماں مین نہ اب میرے گریبان مین رہے
اُس لب جان بخش کا بوسہ نہ پایا ایک شب
مثل اسکندر تلاش آب حیوان مین رہے
شوق لعل لب کہان سے لے گیا ہمکو کہان
مدتون آوارہ ہم شہر بدخشان مین رہے
یا خدا قسمت سے ہو اس دل صد چاک کی
شانہ بنکر یار کی زلف پریشان مین رہے
تمنے آنکھین بند کرلین گر جیا سے وصل مین
کہدو شوخی جاکے اب چشم غزالان مین رہے

محفل جانا نمین پہونچا دل کا حافظ ہی خدا
بے جلے کسطرح پروانہ چراغان مین رہے

اہی جنون تکلیف سے گذری اپنی کوئی رات
چین سے ہم سایۂ نخل مغیلان مین رہے

اُنکی محفل سے نکلکر کیون نہ آئی اپنی موت
زندگی بلبل کی ہی جبتک گلستان مین رہے

دل الٰہی ہو نہ اُس زلف مسلسل سے جدا
چاہیے مہرہ دہان مار پیچان مین رہے

پستی تقدیر سے گھبرا نہ اے دل اسقدر
حضرت یوسف مقید چاہ زندان مین رہے

عمر بھر اُس سے کبھی فرقت کبھی وصلت ہوئی
ہم کبھی دوزخ کبھی گلزار رضوان مین رہے

حال مذہب آپکا صفدر نہ کچھ ظاہر ہوا
ایک مدت صحبت گبر و مسلمان مین رہے

اوقات عیش و غم مین یونہین بسر کرینگے
کاٹینگے رات رو کر ہنسکر سحر کرینگے

یہ انتظار تیرا رشک قمر کرینگے
راتون کو جاگ کر ہم برسون سحر کرینگے

دنیا کی چار حد مین قبلہ نما کی صورت
ہوگا جدھر وہ ابرو ہم رخ اُدھر کرینگے

مہمان سرا ہی دنیا ہم لوگ ہین مسافر
دو چار روز رہ کر آخر سفر کرینگے

فرقت مین زندگانی ہی سخت ہمکو مشکل
سردی کی اس مہم کو لاک روز سر کرینگے

کیونکر چھپائین عصیان ہمراہ دو ملک ہین
جاسوس ہین یہ اُسکے اُسکو خبر کرینگے

کاہیکو یہ رہیگی مجھ سے کجی فلک کی
جسدن وہ میری جانب سیدھی نظر کرینگے

آنکھون کا نور آنسو کھوئینگے رفتہ رفتہ
یہ طفل ناخلف ہین برباد گھر کرینگے

آنکھون کی گردشین وہ سب کو دکھا رہے ہین
روشن ہوا ادھر کی دنیا اُدھر کرینگے

یہ شام کو ہی غائب وہ صبح کو ہی غائب
اُس رخ سے سامنا کیا شمس و قمر کرینگے

لکھا ہی حال خط مین کچھ داغہائے دل کا
طاؤس بوستانکو ہم نامہ بر کرینگے

اُسکی کمر کے مضمون ہمنے رقم کیے ہین
لیجا کے خط کبوتر کیا کیا کمر کرینگے

بے آگ ہونگی روشن سب وقت شام شمعین
جس بزم مین بیان سوز جگر کرینگے

مکتوب کیا لکھینگے اُس ہجر حسن کو ہم
رو کر جو دیدۂ تر کاغذ کو تر کرینگے

کرتے ہوے عبادت کٹھے مین عمر گذری
اب تبکدے مین چلکر چندے بسر کرینگے

در پے جو اہل شر ہین پروا نہین ہی ہمکو
صفدر مدد ہماری خیر البشر کرینگے

تمین آگاہ آنکھون وہ کہان ہی
نظر مین ہی نظر سے پر نہان ہی

خیال خام نیرنگ جہان ہی
زمین فرضی ہی وہمی آسمان ہی

گل و بلبل کا افسانہ کہان ہی
ہماری اور تمھاری داستان ہی

ثنائے خنجر قاتل ہو کیونکر
دہان زخم بسمل بیزبان ہی

چمن مین طائر رنگ چمن ہین
کہ ہر غنچہ ہمارا آشیان ہی

بچینگے گور مین کیا ظلم سے ہم
یہی زیر زمین بھی آسمان ہی

موحد کو ہی یکسان دیر و مسجد
صدا ناقوس کی بانگ اذان ہی

نزاکت مین ہین وہ ایسے یگانہ
کہ اُنپر نازکی اپنی گران ہی

نہ کیونکر ذبح ہون صبح شب وصل
چھری مجکو مؤذن کی اذان ہی

یہ رنگ بے ثباتی ہی جہان مین — کہ ہر گلزار پامال خزان ہی
چلے جاتے ہین لیکن سب ہین خاموش — عدم والونکا بھی کیا کاروان ہی
گل اسمین داغ ہین نالے ہین بلبل — ہمارا جس چمن مین آشیان ہی

کرون سجدے نہ کیونکر جھک کے صفدر
مرا کعبہ وہ سنگ آستان ہی

محل عبرت کا ای غافل تماشا گاہ ہستی ہی — دہن ہو ٹکڑے ہوتا ہی کلی جسوقت ہنستی ہی
وہ رند بادہ کش تھا مین کہ میری خاک پر ساقی — گھٹا مستانہ آتی ہی مرے گلگون برستی ہی
نہین بادفنا بھی حسرت دیدار سے راحت — لحد مین لاش میری روح جنت مین ترستی ہی
چٹکتی ہین جو کلیان جانتے ہین تیرے دیوانے — کہ اس پردے مین ہر فصل گل آواز کستی ہی
جو شیشہ ہو تو پہچانے جو ساغر ہو تو کچھ جانے — خبر کیا محتسب تجکو مجھے کس مے کی مستی ہی
جو ارباب تواضع ہین انکی شان شرط ہی — خمیدہ جھانین ہوتا تو کب تلوار کستی ہی
دل صد چاک کا یہ رنگ ہی آغاز الفت مین — کہ جیسے صبحدم کوئی کلی گلشن مین ہنستی ہی
کہان انسان کہان عرش بریں کی سیر ساقی — کرم تیرا ہی رند دنیر سیاری انکی مستی ہی
پر اپنی خوابگاہ یار مین پریان بچھاتی ہین — پلنگ اسکا جنان سے حور اکر روز کستی ہی
نہ برہم ہو اگر مے پی کے بوسہ لے لیا ہمنے — کہ عالم نوجوانی کا ہی ساقی جوش مستی ہی
عدم کو چل تو آنکھین بند کرلے کچھ نہین کھٹکا — بہت ہموار رستا ہی بلندی ہی نہ پستی ہی
متاع حسن کی قیمت ہی دل لیکن لوگون یار — خرد کہتی ہی سنگی عشق کہتا ہی کہ سستی ہی

شراب تند پی ہی مین نے اُسکا ہی اثر باقی
ہر اک تنخالہ ہو نٹھو نپر کف سر جوش مستی ہی

شب وعدہ سہی ایدل مگر وہ بت نہ آئیگا
مرے گھر کے جراغو نپر اُداسی سی برستی ہی

تصور سے نجا باہر دل صفدر نہ کر دیرا ن
ارے او بیوفا ظالم یہ ارمانو نکی بستی ہی

کب کیے ہمنے نظارے گلشن ایجاد کے
پر نہ نکلے تھے کہ آئے دام مین صیاد کے

سیکھے ہین افلاک نے رنگ اُس ستم ایجاد کے
ہین یہ نو سفاک شاگرد ایک ہی اُستاد کے

دھیان آیا ہمکو اُسکی چشم و مژگان دیکھکر
صف گنہگارونکی ہی یہ سامنے جلاد کے

ساتھ اُسکے چیخ اُٹھے قافلے کا قافلہ
دھنگ سکھلا دو جرس کو مین اگر فریاد کے

کھینچتی ہی تصویر لکھتا ہی حسینون کے صفت
رنگ اُڑے ہین قلم نے خامۂ بہزاد کے

روے گل کب ہمنے دیکھا کب چمن کی سیر کی
پر نکلتے ہی تو آئے دام مین صیاد کے

عشق قہار مین ایسے ہوے ہم ناتوان
دب گئے بیٹھے جو دم بھر سایے مین شمشاد کے

جو تماشا دیکھنے آئے تھے میرے قتل کا
یہ ترس کھایا کہ دامنگیر ہین جلاد کے

ہمنے عبرت سے کہا ایوان کسریٰ دیکھکر
رہنے والے کیا ہوے اِس خانۂ برباد کے

کیا محبت تھی اسیری سے کہ چھٹکر دام سے
مر گئے طائر پھڑک کر سامنے صیاد کے

روح کو وقت شہادت کیا مزہ حاصل ہوا
گرد پھرتی ہی جو تیغ و بازوے جلاد کے

ہون وہ نالان میرے نالون سے بنے گا خلد زار
اہل محشر ہونگے فریادی مری فریاد کے

قدر جانان کی نہ الفت جائیگی مرنیکے بعد
قبر بھی اپنی بنیگی سایے مین شمشاد کے

آمد انکی ہی ہمارے گھر مگر آتے نہین
غلغلے مدت سے سنتے ہین مبارکباد کے

کوہ پر فرہاد بیجان دشت مین مجنون خراب
کارخانے ہین یہ عشق خانمان برباد کے

سر جدا مجھ سخت جانکے تن سے دم بھر مین کیا
آج جوہر سب نے دیکھے خنجر جلاد کے

اُسکے دیوانے کی ہلکی کیون بنائین ٹیر یان
اُس خطا پر ہاتھ کٹوائے گئے حداد کے

دام سے چھوٹا بھی تو جاتا ہون کب سوئے چمن
پانون مین میرے ہین پھندے الفت صیاد کے

عالم وحشت مین جا نکلون اگر مین سوئے کوہ
گر پڑے تیشہ یہ کانپین ہاتھ ابھی فرہاد کے

کیون دل پر داغ سے ناخوش ہی وہ بالا بلند
بیشتر طاؤس دیکھے سایے مین شمشاد کے

مطمئن ہون کس طرح مین آج اگر تو کل نہین
جسقدر مین رہنے والے اس خراب آباد کے

مشکلین آسان ہون سب یا علی مرتضیٰ
آسرے صفدر کو ہین بس آپکی امداد کے

نہین پروا کشیدہ ہی اگر شمشیر گردن سے
مرے قاتل نے مجکو مار ڈالا تر چھی چتون سے

نہ بتخانہ کا بندہ رہنے والا ہی نہ کعبے کا
شناسائی ہی جیسی شیخ سے ویسی برہمن سے

بحمد اللہ نفس صیاد نے پھولون سے چھایا ہی
مبارکباد کو اب بلبلین آئینگی گلشن سے

ہوا مین جان بلبونکے لب مسی ریگ سکے یاد
یہ گل پھولا نیا نظارہ گلہائے سوسن سے

جہان جائگے تم ہوگا وہین عشاق کا مجمع
نہین ممکن کہ پروانے جدا ہون شمع روشن سے

شب وصلت جھکین تنہا نہ انکی شرمگین آنکھین
چھپایا تپلیون نے منھ صف مژگانکی چلمن سے

چلون مثل صبا ہین باغمین بو دفا کب ہی
گریبان سے نہ گل لپٹے نہ کانٹے میرے دامن سے

اسیران قفس کو چین ای صیاد کیا آئے
صدا مین ہمصفیرون کی چلی آتی ہی گلشن سے

نہ آنے دے جو ہمکو باغبان آنے نہین دیتا
تماشا باغ کا کرلین گے دیوارون کے روزن سے

کدورت کب کسی سے رکھتے ہین دل صاف ہین جنکے
نگاہ چشم آئینہ ہی یکسان دوست دشمن سے

دیا خط یار کا لاکر جو مجکو میرے قاصد نے
مین سمجھا بوے گل باد صبا لائی ہی گلشن سے

چمن مین اُس مسی مایدہ لب کی مین ثنا کرتا
دہن ملتا جو غنچے سے زبان ملتی جو سوسن سے

خدا جانے جہان سے حسرتین کیا لیگیا صفدر
صدائے نالہ وزاری چلی آتی ہین مدفن سے

داغ ہاتھ آئے عشق خوبان سے
پھول چن لائے ہم گلستان سے

مین کہان جاؤن کوے جانان سے
عشق بلبل کو ہی گلستان سے

وحشیو چلتے ہو جو جانب دشت
باندھو دامن ہمارے دامن سے

مین تو زخمی ہون تیر مژگان کا
زخم دھلواؤن آب پیکان سے

کام کیا آئے دیدۂ گریان
جل گیا جسم سوز ہجران سے

باغبان مجھ سے تو خفا ہی عبث
لیگیا کیا ترے گلستان سے

زلف جانان کے دیکھنے والے
کیا مدین طول شام ہجران سے

تیرے دل جدا نہین ہوتا
کتنی الفت ہی تیرے پیکان سے

ہو اگر تم کو سیر مد نظر
داغ دل کم نہین گلستان سے

خاک ہونے پہ بھی بسان غبار
جا لپٹتا ہون اُسکے دامان سے

لاش احباب سے نہین اُٹھتی | یہ گران ہو نہین بار عصیان سے
مدد ای زور پنجۂ وحشت | تنگ آئے ہین ہم گریبان سے
واہ اُن تپلیون کا کیا کہنا | حورین آئی ہین باغ رضوان سے
لب جانان کو دیکھتے ہی خضر | ہاتھ دھو بیٹھے آب حیوان سے
قرۃ العین ابر جاکے ہوے | اشک نکلے جو چشم گریان سے

ہاے صفدر کی ناتوانی ہاے | کچھ نہ بس چل سکا گریبان سے

زندگی دو روزہ کب قابل اعتبار ہی | پیرہن اپنی عمر کا جامۂ مستعار ہی
پھول سے روے یار پر طرۂ تابدار ہی | سنبل تر کی باغ مین واہ عجب بہار ہی
سیر چمن کو جائین کیا روز فراق یار ہی | شاخ نہال گل ہمین خنجر آبدار ہی
ظاہر و باطن ای جنون حال سب آشکار ہی | سینہ بھی چاک چاک ہی جیب بھی تار تار ہی
حاجت روشنی نہین لالہ رخون کا کشتہ ہون | گل جو اُگا ہی خاک پر شمع سر مزار ہی
شب کو جو خشک گل ہوے اُسنے سحر دیے نچھے | اُسکے گلے کا ہار اب میرے گلے کا ہار ہی
دل کو تو مجھ سے لیلیا پر رہو دیکھتے ذرا | تم اِسے جانتے ہو کیا فتنہ روزگار ہی
کوے بتا نہین دشت مین باغ نہین کو ہسار مین | تجکو کہین قرار بھی ای دل بیقرار ہی
بدمزگی یہ تا کجا پی لو شراب پھر ذرا | آنکھین ہین پھر چڑھی ہوئی نشے کا پھر تار ہی
فرقت یار مین ہوا میکدہ وادی جنون | آبلہ شیشہ شراب موج شراب خار ہی
آئی تو ہجر مین قضا دور ہی پردہ فنا | آنکھون مین دم اٹک گیا یار کا انتظار ہی

ارض سے تا سما نہین عشق کا دل جلے کہان
لالہ بھی داغدار ہی ماہ بھی داغدار ہی

بھیجا تھا ہمنے نامہ برُ اسکا کہین پتا نہین
دیکھو تو کوے یار مین تازہ کوئی مزار ہی

جلوۂ یار ہی عیان آئنہ خانہ ہی جہان
ہو یہ نظر جدھر روان شکل وہی دو چار ہی

مرگ کے بعد بھی وہی چاہ ذقن کا ہی خیال
مین ہون لحد مین اور مرا دیدۂ اشکبار ہی

وحشی زلف فتنہ زا دشت سے شاید آگیا
شہر مین لوٹ مار ہی چار طرف پکار ہی

لطف جو عشق نے کیا دلکو مرے مٹا دیا
آب و شکر کی چاہ ہی تیغ و گلو کا پیار ہی

نامہ لکھا ہی یار نے دل سے مگر نہین ہی صاف
ہی یہ دلیل نامہ بر خط مین خط غبار ہی

اتبو رہا کرو ہمین دام کشو قفس سے تم
پھول کھلے ہین باغمین جوش پہ کیا بہار ہی

صفدر خستہ حال کا ظاہر و باطن ایک ہی
سینہ بھی چاک چاک ہی جیب بھی تار تار ہی

کبھی ہاتھون مین مہندی ہی کبھی زلفون مین شانا ہی
یہ سب اُنکے بہانے ہین نہ آنا ہی نہ جانا ہی

معطل ہو بیٹھے ہین کہین آنا نہ جانا ہی
اُسی کے آستان پہ ہم غریبون کا ٹھکانا ہی

پھنسایا کس قفس مین ہمکو لاکر دور گردون نے
تغافل پیشہ ہی صیاد پانی ہی نہ دانا ہی

خدا کا خوف کر پیاسون پہ کیا احسان رکھتا ہی
ثواب اے ترک کب تلوار کا پانی پلانا ہی

قفس صیاد لایا بوستان مین کھول گیا مجھپر
دکھا کر آتش گل اور میرا دل جلانا ہی

خدا کیواسطے اے ضعف اتنا تو نہ کر لاغر
ابھی تو ناز اُسکے مدتون مجکو اُٹھانا ہی

وہ رخ پر ملکے غازہ دیکھتے ہین آج آئینہ
ہوا رشک اُنکو آگ پانی مین لگانا ہی

نصیحت کے لیے آیا ہی کیا اس محط مین ناصح
مگر بجو کا ہوا ہی مغز میرا اُسکو کھانا ہی

عجب صحرا مین جاکر ربط حسن و عشق کا دیکھا
غبار قیس لیلیٰ کی لحد پر شامیانا ہی

توکل پیشگی مین خواہش اسباب ہی کسکو
دل خرسند سے بہتر کہان کوئی خزانا ہی

نہ سُنیے ماجرائے قیس سُنیے درد دل میرا
نئی یہ داستان ہی اور وہ قصہ پُرانا ہی

کہا جب حال دل مینے جلیسون سے وہ یہ بولے
کہ دیوانہ سا ہی کیا اسکی باتون کا ٹھکانا ہی

سحر جو کان تک پہونچا ہی میرے نالۂ بلبل
سمند شوق کو میرے وہی تو تازیانا ہی

عزیز احباب یہ سب گور تک جاکر پھر آئینگے
مرے تابوت کے ہمراہ کیون سارا زمانا ہی

وفور سیل بجلی مار رہزن دزد غارتگر
یہ ساری آفتین ہین جسطرف قاصد روانا ہی

کدھر جاؤن کہان ڈھونڈھون قاتلی نہین صفدر
جفا کا عہد ہی یہ ظلم و بدعت کا زمانا ہی

آمد ہمارے گھر مین کسی مہ لقا کی ہی
یہ شان کردگار یہ قدرت خدا کی ہی

ہر شعر مین ثنا کسی زلف رسا کی ہی
کیونکر نہو کہ اپنی طبیعت بلا کی ہی

کچھ شکر کی جگہ نہ شکایت کا ہی مقام
عادت مجھے وفا کی اُنھین خو جفا کی ہی

دیکھا ہی ماہ چار دہم کو سپہر پر
تصویر صاف صاف کسی مہ لقا کی ہی

رستے مین مل رہیگا کسی دن مجھے وہ ترک
ثابت نہین کہ کونسی ساعت قضا کی ہی

کشور مین ان حسینون کے کوئی رہے تو کیا
کونسہ ہی راہ و رسم یہان کب وفا کی ہی

ہوتا ہی روز کوچے مین تیرے جو قتل عام
معلوم ہوگیا یہ زمین کربلا کی ہی

تیرے مکان ہین میکدہ یا خانقاہ ہو — جو راہ رند کی ہو وہی پارسا کی ہو
ہر روز ہین جو حسن کو تیرے ترقیان — تاثیر ماہ دش یہ ہماری دعا کی ہو
انجام کیا ہو مہر و محبت کا دیکھیے — تکلیف ابتدا مین ہمین انتہا کی ہو
کیا ہاتھ لال لال ہین کیا کالی کالی آنکھ — سرمے کی احتیاج نہ انکو حنا کی ہو
نادان ہو جو تمیز کرے خوب و زشت مین — اچھے برے ہین ایک یہ خلقت خدا کی ہو
آنکھون مین دیکے سرمہ دنبالہ دار وہ — کہتے ہین ناتوانون کو حاجت عصا کی ہو
اس گلبدن کی کیا یے آتی ہو بوے تن — آمد کچھ آج اور ہو باد صبا کی ہو
شاید کہ قافلے سے وہ یوسف ہوا ہو گم — آواز دلخراش نہایت درا کی ہو
جو دیکھتا ہو تیری تجلی کو اے صنم — بیساختہ یہ کہتا ہو قدرت خدا کی ہو
ثابت ہوا کہ چشمۂ حیوان ہو وہ دہن — لذت ہر ایک بات مین آب بقا کی ہو

شافع ہین مجرمون کے جو محشر مین مصطفےٰ
صفدر کو فکر کچھ نہین روز جزا کی ہو

دل خانقہ مین صحبت زاہد سے تنگ ہو — پیر مغان سے جاکے ملین یہ ترنگ ہو
آغوش مین مرے وہ بت خانہ جنگ ہو — برچھی نگاہ جسکی ہو مژگان خدنگ ہو
کسکے خیال رخ مین یہ کھایا ہو دل پہ داغ — خوشبو ہو اسمین پھول کی لالہ کا رنگ ہو
نازکدلون کو سخت دلون سے ہو ربط کیا — شیشے کے حق مین موت ملاقات سنگ ہو
کوچے مین تم جگہ مجھے دیتے نہین تو خیر — ملک خدا ہو تنگ نہ یان پانون لنگ ہو

فرقت مین کاٹے کھاتا ہی میرا مکان مجھے
یارب وہان مار کہ کام نہنگ ہی

مریخ کیا ملائیگا غمزے تیرے آنکھ
اِسکا خطاب رستمِ شمشیر جنگ ہی

یارب کہان پھنسے ہین کہ ہی آب و دانہ بند
کنج قفس سے بھی دل صیاد تنگ ہی

کھینچی ہی مین نے جیسی تصور مین شکل یار
تصویر چین نہ ایسی شبیہ فرنگ ہی

شامل ہوا اگر کسی عاشق کا خون دل
کیا شوخ اُسکے ہاتھونکی منھدی کا رنگ ہی

بیٹھے ہین ہمتو شام سے آمادۂ سفر
ہو صبح طبل کوچ بجے یہ درنگ ہی

گل نے بزنگ غنچہ سمیٹا ہی پیرہن
اِس درجہ میرے پنجۂ وحشت سے تنگ ہی

خطِ سیہ نہین یہ رخ صاف پر ترے
شہر حلب مین داخلۂ فوج زنگ ہی

دل دیکے مین حسینون سے کرتا نہین طلب
اِسدرجہ مانگنے سے مجھے عار و ننگ ہی

گلزار ہجر یار مین صحرا سے کم نہین
شمشیر شاخ گل ہی تو غنچہ تفنگ ہی

غیرون کا ہی جو دخل تو ہمسے بنیگی کیا
بگڑا ہوا کچھ آپ کی صحبت کا رنگ ہی

صفدر دعا بھی کرتے ہوے شرم آتی ہی
قانع ہون مانگنا مرے نزدیک ننگ ہی

دل ہمارا مست عشق نرگس مستانہ ہی
کیا غرض ساقی سے ہی کیا حاجت پیمانہ ہی

خاک ہو جلکر کوئی وان ناز معشوقانہ ہی
شمع کو کب اعتنائے سوز شِ پروانہ ہی

ہم رہینگے امتحان عشق مین ثابت قدم
ہار جانا جی کا ننگ ہمت مردانہ ہی

پیچلون اپنے دل صد چاک کو مین پیش پا
موے زلف اُلجھے ہین اُنکو احتیاج شانہ ہی

بزمگاہِ حسن مین دل بھی ہمارا ہی رقیب
آشنا مدت کا تھا جو آج وہ بیگانہ ہی

قمریان عاشق ہین تیری سرو بندہ ہی ترا
بلبلین قربان ہین تجھپر گل ترا دیوانہ ہی

آمد آمد آج ہی کس شاہدِ مینوش کی
صورت آغوش ساقی وا در میخانہ ہی

گوہر دندان و لعل لب کے لکھے ہین جو وصف
جو غزل میری ہی وہ گویا جواہر خانہ ہی

عاشقِ جانسوز تیرے کیون آئین تیرے پاس
شمع ہی جس بزم مین روشن وہان پروانہ ہی

واہ کس سامان سے ہین وہ بزم مین مسند نشین
خاصدان ہی عطردان ہی آئنہ ہی شانہ ہی

باغ پر احسان کیا آیا جو بہر سیر یار
شاخ کا جھکنا زمین پر سجدۂ شکرانہ ہی

ذکر سنکر عشق کا میرے تمہارے حسن کا
کہتے ہین سب لیلی و مجنون کا یہ افسانہ ہی

کیجیے ارام آکر شوق سے دلمین مرے
خوب گھر ہی جائے آسایش یہ خلوتخانہ ہی

جلوہ گر وہ دلمین مشتاق تماشا چشم شوق
شمع محفل مین ہی باہر بزم سے پروانہ ہی

حال جو میرا ہی کیا جانین یہ خوبِ حسین
گوش زد پھولونکو بلبل کا کہان افسانہ ہی

ہو طرفداری مبارک شمع کی تم ہو حسین
ہم ہین عاشق اسطرف ہین جسطرف پروانہ ہی

جبسے آئے ہین یہان اس عزو طلعت کے قدم
گلشن فردوس سے بہتر مرا کاشانہ ہی

خط مجھے لاکر دیا لیکن بڑے اغماض سے
قاصد محبوب مین بھی ناز معشوقانہ ہی

جان دی کن حسرتون سے ہا صفدر نے یہان
اور وہان اب تک وہی اک ناز معشوقانہ ہی

یوسف کے رخ مین نور نہ تھا یا ضیا نہ تھی
پر تجھ مین جو ادا ہی وہ انمین ادا نہ تھی

پھولونمین تازگی کہ چمن مین فضا نہ تھی
آتنا مگر تھا عیب کہ بوے وفا نہ تھی

فضل خدا سے تم ہو حسینونمین انتخاب
یوسف مین حسن تھا مگر ایسی ادا نہ تھی

ساقی نے کی شراب کے دینے مین کیون کمی
بدلی نہ تھی کہ باغ مین ٹھنڈھی ہوا نہ تھی

شیرین کی غفلتون سے گئی کوہکن کی جان
اب کیا کبھی حسینونمین بوے وفا نہ تھی

کوچہ جو نامہ بر کو نہ اُس ترک کا ملا
ثابت ہوا یہ ہمکو کہ اُسکی قضا نہ تھی

آخر سیاہی شب فرقت نے جان لی
ٹلتی ہمارے سر سے یہ ایسی بلا نہ تھی

تربت پہ فاتحہ کو وہ آئے زہے نصیب
اتنی بھی ہم کو اُنسے امید وفا نہ تھی

دینا تھا اُنکو دل تو کہین امتحانکے بعد
صفدر ترا قصور تھا اُنکی خطا نہ تھی

تھا اظاہری لحاظ کبھی دلمین جا نہ تھی
دیکھا جو خوب اُنمین مروت ذرا نہ تھی

مدت ہوئی اثر کا الٰہی نشان نہین
کیا قابل قبول ہماری دعا نہ تھی

کیا اِسمین لگیا کسی عاشق کا خون گرم
ایسی تو تیز آتش رنگ حنا نہ تھی

قید لباس تھی کسے جبتک رہا جنون
سر پر کلاہ تن پہ ہمارے قبا نہ تھی

یا وہ تپاک یا ہین اب ایسی کدورتین
جو ابتدا تھی آپ کی وہ انتہا نہ تھی

چونکا کبھی نہ خواب تغافل سے کوئی بت
شاید شکست شیشۂ دل مین صدا نہ تھی

آتا تھا تمکو آپ ہی ہوتا ہے خط سے کیا
میرے مرض کی تو یہ مناسب دوا نہ تھی

ہوتے ہین قتل اتو ہزارون ہی بیگناہ
خونخوار ایسی آپ کی تیغ جفا نہ تھی

کیون توڑ کر اسے مجھے تو نے ندی نجات | بھاری تو ای جنون مجھے زنجیر پا نہ تھی

دانا جو تھے جہان مین صفدر وہی پسے
گردش فلک کو کب صفت آسیا نہ تھی

یہ ولولے جنون کے یہ جوش غم نہونگے | مٹ جائینگے یہ چرچے جس روز ہم نہونگے
چھوڑین تمھین گوارا ہمسے یہ غم نہونگے | پہلو مین تم نہوگے جس روز ہم نہونگے
جنت مین جاکے کیونکر خوش ہونگے تیرے مجنون | یہ رنج و غم نہونگے درد و الم نہ ہونگے
مرنیکا غم نہین ہی لیکن ہی دھیان اتنا | بہلیگا جی نہ اُنکا جس روز ہم نہونگے
لکھنے کو میرے عصیان آئے ملک تو بولے | اِنکی تو حد نہین ہی ہمسے رقم نہونگے
پامال شوق سے کر دل لیکے ہمسے ظالم | آزردہ تجھ سے تیرے سر کی قسم نہونگے
قد شیخ صاحب یہ مسئلہ تو بتاؤ | اُس بت کا بوسہ لیکر مجرم تو ہم نہونگے
گلزار ابر سبزہ معشوق جام مینا | پھر ساری عمر سامان ایسے بہم نہونگے
اللہ نے بنایا سایہ ہمین تمھارا | تم سے جدا حسینون ہم ایک دم نہونگے
صحبت ہی اِن تونکی آفاق مین غنیمت | جنت مین یہ نہونگے دوزخ مین ہم نہونگے
آئی تو گھر مین دنیا پر خوب جانتے ہین | ہمکو کبھی مبارک اِسکے قدم نہونگے
دل دیکے اُس صنم کو پچھتا رہے ہین کیسے | سمجھے تھے ہم یہ پہلے ایسے ستم نہونگے
آنے کبھی نہ دیتے اِس غمکدہ مین ہم کو | پر چلنے وقت واقف اہل عدم نہونگے
رقت کے جوش سے ہین ابر بہار آنکھین | اشکون کو میرے گن تو تعطرون سے کم نہونگے

تصویر تیغ ابرو ہرگز نہ کھینچ سکیگی
مانی کے ہاتھ دونون جبتک قلم نہونگے
گلگشت کو تو آؤ تسلیم کو تمہارے
ہین کون سرو گلشن سر جنکے خم نہونگے

ہین کشتۂ تغافل راحت ہی ہمکو صفدر
چھکنے دو صور محشر بیدار ہم نہونگے

ہو جائین آنکھین بند جو پردا اٹھائیے
طاقت کہان کہ لطف تماشا اٹھائیے
الفت مین لاکھ طرح کی ایذا اٹھائیے
سر اسکے آستان سے نہ اصلا اٹھائیے
بیماری فراق مین مرنا ہی خوب ہی
کیون رنج انتظار مسیحا اٹھائیے
اب چند روز دیر کی بھی سیر کیجیے
کعبے سے دل مین ہی کہ مصلا اٹھائیے
جا بیٹھتا ہون جب مجھے کہتا ہی وہ صنم
بستر مری گلی سے خدارا اٹھائیے
ہمراہ غیر غسل کو جاتے ہین تو وہ جائین
طوفان رو کے کیون لب دریا اٹھائیے
باندھی ہی تیغ اگر تو مبارک ہو آپ کو
ہم مجرمون کے قتل کا بیڑا اٹھائیے
گر جائیے جو آپ زمین مین تو خوب ہی
احسان مر کے بھی نہ کسی کا اٹھائیے
مدت سے ہم ہین طالب نظارۂ جمال
رخسے نقاب زلف چلیپا اٹھائیے
اللہ نے ہمین دل نازک عطا کیا
کیونکر تبون کے غمزۂ بیجا اٹھائیے
آئی بہار پھولے ہین کیا لال لال پھول
چلکر چمن مین لطف تماشا اٹھائیے
نیچی نظر سے ہی چمن حسن کی بہار
آنکھین نہ مثل نرگس شہلا اٹھائیے
بدنام سارے خلق مین ہونے سے فائدہ
کشتے کا دھوم سے نہ جنازا اٹھائیے

موسی کی طرح طالب دیدار ہم بھی ہین | صاحب نقاب چہرۂ زیبا اُٹھائیے

صفدر کمال ضعف سے طاقت نہین رہی
کیونکر تبون سے ابدال شید اُٹھائیے

ملا ہی وہ حسن تمکو جس کا فروغ ہر شام ہر سحر ہی
خدا کی قدرت ہین دونون عارض جو یہ ہی خورشید وہ قمر ہی
مقام ڈرنے کا ہی اُسی سے نہ اسے جو شخص بیخطر ہی
نہین ہی ڈرنے کی اُس سے حاجت ذرا بھی جسکو خدا کا ڈر ہی
اُسی کا کوچہ ہی باغ جنت اُسی کا در سجدہ گاہ عالم
دماغ کیونکر نہ عرش پر ہو کس آستانے پہ اپنا سر ہی
کسی کا منھ ہی یہ اے ستمگر جو تیغ ابرو کی یون چڑھے منھ
سپر ہین کرتا ہون اپنا سینہ یہ دل مرا ہی مرا جگر ہی
عجیب راحت سے سو رہے ہین ملے ہوے کشتگان الفت
کسی کی گردن کسی کا بازو کسی کا زانو کسی کا سر ہی
خدا نے اُسکو کیا ہی یکتا نہین زمانے مین کوئی ثانی
شبیہ کھینچے گا کیا مصور نہ وہ دہن ہی نہ وہ کمر ہی
جو محو سیر چمن ہو دن کو تو صرف ساغر کشی ہو شب کو
گذر رہی ہی کسی پہ کیسی بھلا تمھین اسکی کیا خبر ہی

جو خو بر و زینت جہان تجھے وہ سوے ملکِ عدم سدھارے
ہی دونون عالم کا ایک عالم جو کچھ ادھر تھا وہی اُدھر ہی
مریض فرقت نے پائی صحت طبیب آیا کہ موت آئی
رہی نہ تکلیف کوئی باقی نہ درد دل ہی نہ درد سر ہی
نہین بلانے پہ بھی تم آتے کہو تو اسکا مزہ دکھا دین
ابھی جو چاہین تو کھینچ لائین ہمارے نالون مین یہ اثر ہی
خدا جو دولت کرے عنایت تو سجدۂ شکر بھی ہی لازم
زمین پر دیکھ لو جھکی ہی جو نخل مین شاخ بار ور ہی
روان کیسا ہی مگر یہ ڈر ہی کہین نہ رستے مین کوئی لوٹے
نہ وحی باری ہی میرا نامہ نہ طائر سدرہ نامہ بر ہی
نظر مین حور جنان ہی صفدر پری کو گھر بیٹھے دیکھتے ہین
تصور اپنا کہان کہان ہی خیال اپنا کدھر کدھر ہی

مرے رونے کی اب کوئی حد نہین ہی
کہ آنکھون پر اُس شوخ کے آستین ہی
سبب کیا جو دل سخت اندوہگین ہی
وہی آسمان ہی وہی یہ زمین ہی
جو مضمون ہی تصویر سے کم نہین ہی
مرا خانۂ فکر نقاش چین ہی
نہین دخت رز یہ بھی اک حور عین ہی
مگر میکدہ بھی بہشت برین ہی
جفا کار ہی دہر مین جو حسین ہی
وفا بھی زمانے مین یارب کہین ہی

غرض تبکدے سے نہ کعبے سے مطلب
ترا آستان ہی ہماری جبین ہی

غم دل ہو باتون سے کیونکر نہ ظاہر
مری طرح آواز بیسری حزین ہی

کیا پیرہن دست وحشت نے پُرزے
گریبان نہ دامن نہ اب آستین ہی

ہی اقرار سے صاف انکار ظاہر
زبان پر ہی ہان دلمین اُنکے نہین ہی

رگِ گل سے تشبیہ دی اُس کمر کو
مراد ہن بھی طرفہ باریک بین ہی

جدا بزم قاتل سے مجکو نہ سمجھو
بدن ہی یہان جان میری وہین ہی

کیا ہفت کشور کو تسخیر دل نے
سلیمان کے خاتم کا یہ بھی نگین ہی

بڑھی قدر منصور سولی پہ کھنچکر
کہ سب حق پرستون مین بالانشین ہی

کہے کوئی جاکر یہ اُس بیخبر سے
کہ مل جاؤ آکر دم واپسین ہی

نہین دیتے جنت تو دوزخ کو بھیجو
ہمارا بھی آخر ٹھکانا کہین ہی

بندے ہمسے ایسے مضامین مرگان
کہ اب تنکے چنتا ہی جو نکتہ چین ہی

وہ سمجھے ہین آئین تو ہو قتل صفدر
مرے حق مین ہو شمشیر چین جبین ہی

بسمل پڑے ہوئے ہین جو بسمل کے سامنے
اک باغ ہی کھلا ہوا قاتل کے سامنے

پھولون کو ای صبا مرا کہنا سلام شوق
پر رکھنا زبان کو عنادل کے سامنے

ہین تیر سے آگے اور حسین کس حساب مین
تارون کا نور کیا مہ کامل کے سامنے

جھگڑے مین میرے تم ہو طرفدار غیر کے
حق کا فروغ خاک ہو باطل کے سامنے

آتشکدہ بھی گرم بہت ہی پر اے صنم
ہی سرد تیری گرمی محفل کے سامنے

دنیا و دین کے بیچ مین یون ہی مرا طریق
ساحل ہو جیسے بحر کا ساحل کے سامنے

لیلی سمجھ یہ نالۂ مجنون کا ہی دھوان
بادل گھرا ہوا ہی جو محمل کے سامنے

کعبہ بھی عرش بھی متبرک مقام ہی
پر کچھ نہین یہ دونون ترے در کے سامنے

مرنیکے بعد بھی مجھے نا داغ رشک ہو
غیرون سے آپ دیتے ہین مل ملکے سامنے

آیا قریب یار تو جاتے رہے حواس
لوٹا گیا یہ قافلہ منزل کے سامنے

اے برق پیش چشم نہ ہر دم چمک کے آ
تیری تپش ہی کیا تپش دل کے سامنے

مجکو کریگا قتل ذرا منھ تو دیکھ لے
تیغ آئنہ ہی چہرۂ قاتل کے سامنے

آئی بہار پھر مجھے پیدا ہوا جنون
بھرا ندون ہین طوق و سلاسل کے سامنے

ہم بھی قریب در ہین نہ ہمسے کرو حجاب
بے پردہ آپ آتے ہین سائل کے سامنے

انجم دکھائین اپنی چمک لاکھ چرخ پر
ذرے فروغ پائین نہ اس تل کے سامنے

شاید گدا کے بھیس مین عاشق نہو کوئی
اسواسطے نہ آئے وہ سائل کے سامنے

حورین کھڑی ہین ساغر کوثر لیے ہوے
تلوار کے تلے ترے بسمل کے سامنے

پروانہ اضطراب مین کتنا ہی بیحجاب
ہی ہلنا شمع سے محفل کے سامنے

لازم ہی اسکی مہر بھی ہو نسبت دوستو
محضر لکھو جو خون کا قاتل کے سامنے

صفدر بہار گلشن ہستی ہی بے ثبات
کیا کیا نہ پھول مٹ گئے کھل کھلکے سامنے

ہستی کا طلسم کوئی دم ہی — آیا جو عدم سے پھر عدم ہی
خط مین مرا حال دل رقم ہی — شق اسلیے سینۂ قلم ہی
ہستی سے عدم نہین بہت دور — رہرو کو یہ راہ دو قدم ہی
محراب حرم کہ ابروے دوست — وہ چشم کہ آہوے حرم ہی
وحشت مین ملی ہی ہمکو دولت — جو داغ ہی جسم پر درم ہی
دریا ہی جہان حباب ہون مین — ہستی ہی مری تو کوئی دم ہی
مستون پہ عیان ہی حال عالم — ہر جام شراب جام جم ہی
کس طرح لکھون مین اسکو نامہ — قرطاس نہین اگر قلم ہی
اس عمر مین کیا تمام ہو حرص — قصہ ہی طویل رات کم ہی
اغیار کے حلق پر تری تیغ — اے ترک یہ میرے حق مین سم ہی
تو حور لقا مری نظر مین — محفل تری روضۂ ارم ہی
ساقی و شراب و جام گلشن — اے ابر کرم دم کرم ہی
منھدی سے ہوے وہ ہاتھ تو سرخ — دل خون ہوا تو کسکو غم ہی
مرتا ہی جو اس کمر پہ عالم — شاید کہ یہ جادۂ عدم ہی
کرتا نہین ایک وعدہ سچا — جھوٹے کی زبان پر قسم ہی
ملجاے وہ میرے دلکو یارب — جتنا کہ جہان مین الم ہی
اے جوش جنون تم ہو ن ممنون — دنیا کا نہ آخرت کا غم ہی

اتنا ہی دراز ہجر کا دن | جتنی کہ شب وصال کم ہی

دیکھا ہی تبون مین اُسکا جلوہ
صفدر مجھے تبکدہ حرم ہی

صد ہے شب فرقت مین گذر جاتے ہین کیسے | بیموت جو مشتاق ہین مر جاتے ہین کیسے
کمسن ہین ابھی کیا وہ ہمین قتل کرینگے | کشتون کا لہو دیکھکے ڈر جاتے ہین کیسے
یارب نہین ہوتی ہین بسر ہجر کی راتین | اور وصل کے دن جلد گذر جاتے ہین کیسے
بیٹھے تھے ذرا پاس کہ پہلو سے اُٹھے وہ | پوچھے تو کوئی آتے ہی گھبر جاتے ہین کیسے
اقرار بھی کرتے نہین دینے کا تو کیا ذکر | دل لیکے وہ عاشق کا مکر جاتے ہین کیسے
چڑھتا ہی نظر پر جو کسی کا رخ روشن | خورشید و قمر دلسے اُتر جاتے ہین کیسے
مارا ہی کسے تمنے کہ ہنگامہ ہی برپا | یہ لوگ اِدھر اور اُدھر جاتے ہین کیسے
مژگان کو یہ حسرت ہی دم اشک فشانی | دامن سے سرے مفت گہر جاتے ہین کیسے
گل دیکھتے ہین ہجر مین جس روز شگفتہ | داغ اپنے کلیجے کے اُبھر جاتے ہین کیسے
ہستی کو مٹا دیتے ہین جو عشق دہن مین | نام اور ونمین نام وہ کر جاتے ہین کیسے
آ بیٹھتے ہین پاس وہ جسوقت سنور کر | بگڑے ہوے کام اپنے سنور جاتے ہین کیسے

پوچھو دل صفدر پہ ہی کیا صدمہ جانکاہ
تھامے ہوے ہاتھون سے جگر جاتے ہین کیسے

پیار سے ایک نظر دیکھیے جانیوالے | نیم بسمل ہین ترے ناز اُٹھانیوالے

سوز دل ہم انھین تنہا ہین سنانیوالے
کہدو ہو جائین ہوا آگ لگانیوالے

خوبرو لاکھون ہین عاشق کے ستانیوالے
انمین دو بھی نہین دل ہاتھ مین لانیوالے

شمع کا حال نہ پنہان ہو نہ پروانے کا
خود بھی جلتے ہین غریبونکے جلانیوالے

سب کی سنتے ہو کسی روز ہماری بھی سنو
ہم بھی کچھ حال دل اپنا ہین سنانیوالے

دور ہی کیا تمنے اگر یاد فراموش بدی
دیکھنا ہم کبھی دھوکا نہین کھانیوالے

سامنے انکے کسی کو نہین یارائے سخن
کیسے چپ بیٹھے ہین باتون کے بنانیوالے

جبتک اُس تیغ کی محراب نہو پیش نظر
سر تسلیم نہین ہم تو جھکانیوالے

بیڑیان کٹنے کا میرے بھی زمانہ آیا
ملوق منت کے ہین وہ آج بڑھانیوالے

ہو سکین کس سے بیان وصف ترے اے یم حسن
کہین دریا بھی ہین کوزے مین سمانیوالے

ناصحون نے مجھے کل تنگ کیا تھا کیسا
آج پھر آئے ہین یہ سر کے پھرانیوالے

قتل ہونا ترے ہاتھون سے جو سمجھے دولت
سر کے دینے یہ ملے جان چرانیوالے

کوئی خالی نہین دنیا کی ندمت سے کتاب
کچھ تو سمجھے ہوے تجھے اگلے زمانیوالے

باغ مین آج ہے کس رشک چمن کی آمد
پھول تو پھول ہین چہرہ کو چھپانیوالے

فاتحہ پڑھنے کو آ تربت صفدر پہ کبھی
فتنۂ حشر کو ٹھوکر سے جگانیوالے

وصل مین ایجاد آرایش کا سامان چاہیے
لب پہ مسی چاہیے ماتھے پہ افشان چاہیے

تخت اسکندر نہ اورنگ سلیمان چاہیے
بیٹھ رہنے کو زمین کوے جانان چاہیے

جوش سودا مین خیال روے جانان چاہیے
رفع وحشت کے لیے سیر گلستان چاہیے

زندگی مین پیرہن ہو بعد مرنیکے کفن
جو یہان درکار ہی ہمکو وہی دان چاہیے

سادگی رکھتی ہی تیری لاکھ صورت کی بناو
کیا تجھے زیور مرصع ای مری جان چاہیے

پیرہن اتنا کہان سے لاؤن ای دست جنون
چاک کرنیکو تجھے ہر دم گریبان چاہیے

بیخبر کبتک رہیگا عاشقان زار سے
ای مسیحا اپنے بیمارون کا درمان چاہیے

شام کو بے پردہ وہ آئے ہین بہر سیر بام
اب خجالت سے نہ نکلے ماہ تابان چاہیے

گیسوے پرپیچ کی تعریف کرتا ہون قسم
ہاتھ مین جاے قلم شاخ غزالان چاہیے

مول لے بازار سے ساقی نئے جام و سبو
فصل گل آئی ہی میخواری کا سامان چاہیے

خواہش مشاطہ انکو ہی تو کچھ بیجا نہین
باغبان کوئی پہ زیبا گلستان چاہیے

مل رہیگا رتبہ مجھ سے ذرۂ ناچیز کو
مہربانی تیری ای مہر درخشان چاہیے

آدمی حیوان کو الفت سے بنا لیتے ہین ہم
لطف صحبت ہر جگہ حاصل ہی انسان چاہیے

سرفروشی معرکے مین عشق کے آسان نہین
کوہکن سا کوئی اسمین مرد میدان چاہیے

ہندے خال اُسکے جبہے پر ہی حیرت کا مقام
حامل مصحف کوئی مرد مسلمان چاہیے

تنگدستی نے حفاظت سے کیا فارغ مجھے
گھر مین کچھ باقی نہین کیا مجکو دربان چاہیے

ہی انھین پر منحصر صفدر قیامت مین نجات
مومنونکو اعتقاد آل و قرآن چاہیے

ترا دل ہو خواہش دل یہی ہی
محبت کا الفت کا حاصل یہی ہی

فدا جو ہو جان ہر قدم پر تو دل مرا پائمال بھی ہو
فقط ہو مجکو اُنھین مٹانا اکڑکے چلنے مین چال بھی ہو
جو چھپکے تم کو یہان ہو آنا تو آؤ پازیب کیون اُتارو
تمھاری دہشت سے بڑھکے بر مین یہ گھنگرو دنکی مجال بھی ہو
خدا کی قدرت ہو حسن صورت ملی ہو تم کو عجیب دولت
ہمارے دلکی ہو کیا حقیقت تمھارے آگے یہ مال بھی ہو
نہ توڑ شیشونکو محتسب پون کہ میکدہ مین ہین جمع میکش
کسی کا دل ٹوٹتا ہو ظالم تجھے کچھ اِسکا خیال بھی ہو
وہ زخم کھائے ہین تیغ غم کے کہ دل کا احوال کچھ پوچھو
شہید بھی ہو ذبیح بھی ہو قتیل بھی ہو حلال بھی ہو
نہ حور جنت کی یہ ادائین نہ قاف مین یہ پری کے غمزے
کہین تمھارا جواب بھی ہو کوئی تمھارا مثال بھی ہو
شکار کرنے یہ کون آیا یہ تیر کس کی کمان سے چھوٹا
کہ زخم کھانے کو سب ہین حاضر پلنگ بھی ہو غزال بھی ہو
خبر تجھے یار اِسکی کب ہو کہ تیرا مشتاق جان بلب ہو
امید بچنے کی اِسکو کب ہو مریض مین کوئی حال بھی ہو
فراق مین تنگ ہو بہت جی مگر ہو اِس بات سے تسلی

یہی ہے گردش جو آسمان کی کبھی تو روز وصال بھی ہے
غرور اس حسن پر ہے بیجا ہے آسمان پر دماغ تیرا
ضرور دل مین رہے یہ کھٹکا کہ اک دن آخر زوال بھی ہے
جو جلوہ رخسار کا دکھایا کلیم کو طور پر غش آیا
کرم سے کیا قہر کو ملایا جمال بھی ہے جلال بھی ہے
خدا ہے غفار بخشدیگا کچھ اور دل مین سمجھ نہ واعظ
فقط یہ میکش نہین ہین مجرم انھین تو کچھ انفعال بھی ہے
بہار عارض ہے چند روزہ غرور اتنا نہین ہے اچھا
فلک پہ ہمنے قمر کو دیکھا کمال بھی ہے زوال بھی ہے
نہ پوچھو داغون کا حال ہمسے سیاہ بھی ہوگیا ہے کوئی
گلی کبوتر تو ہین ہزارون مگر کوئی انمین خال بھی ہے
نہین ہے ممکن کہ طائر دل پھنسین نہ آ آکے روز اسمین
وہ خال مشکین اگر ہے دانہ تو زلف پر پیچ جال بھی ہے
ہزار فرقت مین داغ کھاؤن ہزار اندوہ و غم اٹھاؤن
کلام شکوہ زبان پہ لاؤن مری یہ صفدر مجال بھی ہے

اور کوئی ڈھونڈھیے جو رو جفا کیواسطے
ہر طرح کے لوگ ہین سرکار کے دربار مین

کیجیے آزاد بندے کو خدا کیواسطے
مجھ گدا کو بھی لگا رکھو دعا کیواسطے

پر ہما کے کیون کترواتا ہی سلطان بہر تاج
استخوان اک روز اسکے ہین ہما کیواسطے

حیف ہی اسکو نہ مطلق آشنائی کا ہو پاس
سب سے بیگانے ہوے جس آشنا کیواسطے

زخم سینے کے نہ سی جراح گھبرائیگا دل
رہنے دے باقی کوئی روزن ہوا کیواسطے

گر پڑے رستے مین دل میرا بہ چین زلف سے
باندھ لو مضبوط اسے مشکلکشا کیواسطے

کب سیے ہین مین نے بوسے مصحف رخسار کے
تہمتین کرتے ہو کیون مجھپر خدا کیواسطے

ای تو انگریکے محتاجونکو کچھ ہمراہ لے
چاہیے کچھ خرچ بازار جزا کیواسطے

کیون نہ مانگین اسکے در سے جاکے در بہ در فقیر
کون جاے پیش سلطان التجا کیواسطے

کسطرح کہیے کو آئین شیخ بتخانے سے ہم
پانون پر گر گر کے دین جب بت خدا کیواسطے

خون دل دیتا ہون آنکھون سے کرو گلرنگ ہاتھ
آدمی کیون باغ مین بھیجو حنا کیواسطے

دلمین جب آجائیگی اٹھ جائینگے پہلو سے وہ
وقت کب کوئی معین ہی قضا کے واسطے

ہمدم موجود دوہی مجکو دوا اسکی نہین
کیون طبیبونکو بلاتے ہو دوا کیواسطے

بہر رفع درد دنیا مین دوا کا ذکر کیا
درد بھی ڈھونڈھے نہین ملتا دوا کیواسطے

مصطفے کا چاہیے ہر وقت ای صفدر خیال
دل محبت کو زبان پائی ثنا کے واسطے

ترے ہاتھ مین آرسی یار کب ہی
کسی کی یہ چشم تماشا طلب ہی

چلے آؤ چھپکر یہی وقت اب ہی
کہ رستے مین سنسان تاریک شب ہی

مریض محبت کو آفت کی تپ ہی
کہ شمع سحر کی طرح جان بلب ہی

تری ہر ادا ہی قضا بہر عاشق
تکلم ستم ہی تبسم غضب ہی

کیا بیخودی نے مجھے سب سے فارغ
نہ عیش و طرب ہی نہ رنج و تعب ہی

کھلی قبر مین جا کے جب آنکھ میری
ابھی تک مرے ساتھ فرقت کی شب ہی

چھوڑن بیوضو کیا مین اس برد کو اُسکے
مسلمان کو کعبہ مقام ادب ہی

خفا ہین وہ آتے نہین اس سبب سے
اجل بھی جو آتی نہین کیا سبب ہی

رہے آب چاہِ زنخدان مین کیونکر
کنوان ایک سارا جہان تشنہ لب ہی

اُس آئینہ رخ پہ تل کو تو دیکھو
یہ زنگی بچہ بادشاہِ حلب ہی

خدا نے بنایا ہی تجکو وہ لیلی
کہ مجنون ترے عشق مین سب عرب ہی

جو آتا ہی منہ مین وہ کہتے ہین ہمکو
ادب سے خموشی بیان مہرلب ہی

قمر کسکو کہتے ہین خورشید ہی کیا
ہمین تو تصور ترا روز و شب ہی

یقین ہی جو دیکھے ہو دیوانہ زاہد
بلا کی پریچہرہ بنت عنب ہی

وہ بت طالب وصل ہمسے ہی اُلٹا
یہ فضل خدا ہی یہ تائید رب ہی

ترے ماہ عارض سے کیا اُسکو نسبت
کمال مہ چاردہ ایک شب ہی

مین اُس شاہ کا دلسے بندہ ہون صفدر
جو امی لقب ہی قریشی نسب ہی

سردی کی مہم عشق سر کی
کیا بات مرے دل و جگر کی

اُلٹی جو نقاب اُس قمر کی
آنکھین کھلجائینگی سحر کی

یہ خون ہوا وہ خاک جلکر — یہ دل کی خبر ہی وہ جگر کی
ہم رہگئے یار تک وہ پہونچا — تقدیر تو دیکھو نامہ بر کی
بسمل کے ہو پاس جیسے بسمل — حالت ہی یہ اب دل و جگر کی
ہم شر سے پناہ مانگتے ہین — وہ خیر منا رہے ہین شر کی
دو بوسے لیے تو وہ یہ جھیپے — چار آنکھ نہ ہم سے عمر بھر کی
کس در پہ چلے ہین سجدہ کرنے — پاؤن کی خبر نہ ہمکو سر کی
گذری شب وصل ہو گیا حشر — تھا صور کہ توپ تھی سحر کی
پتلی وہ کمر یہان تن زار — مشکل ایک سی ہی ادھر اُدھر کی
ہلتے ہوے شاخ گل جو دیکھی — یاد آئی لچک کسی کمر کی
طول شب ہجر ہی قیامت — امید نہین ہمین سحر کی
اخبار نویس کچھ نہین ہم — پوچھو نہ خبر ادھر اُدھر کی
زخمی کا ترے دماغ ہی اور — زخمون مین ہون تبیان اگر کی
کیا یہ بھی ہی کشتہ رخ و زلف — شب رو کے جو شمع نے سحر کی
اُس مہ کے لیے فلک سے لونگا مول — بیچے اگر آرسی قمر کی
پاؤن سے نکالینگے نہ کانٹے — کھاتے ہین قسم خبون کے سر کی
کر پیروی رسول اکرم — ہی راہ یہی خدا کے گھر کی

صفدر نہو خشک باغ الفت

جاری رہے نہر چشم تر کی

وہ نفرت سے تیوری چڑھائے گئے
مگر داغ دل ہم دکھائے گئے

کہین ضعف سے ہم نہ آئے گئے
مگر ناز تیرے اٹھائے گئے

گلے سے ملو اب ہی کس کا لحاظ
جو تھے لوگ اپنے پرائے گئے

مدوا اسکو کہتے ہین تقدیر کی
مین روٹھا کیا وہ منائے گئے

ہوے صاف ہمسے وہ اب شکر ہی
وہ عشوے وہ غمزے کنائے گئے

ہوے گو کہ در دونون آنکھون کے بند
مگر دل مین میرے وہ آئے گئے

کھلا جب کوئی گل تو دل کھل گیا
کہ انداز تیرے سے پائے گئے

نیا کام ہمنے کیا عشق مین
کہ آنکھون کو دل سے لڑائے گئے

بہت ہاتھ کانون پہ رکھے مگر
ہم احوال انکو سنائے گئے

نہ آئے کبھی سر سے اغیار باز
انھین کچھ لگائے بجھائے گئے

سنا ہی یہ ہمنے کہ صفدر کے شعر
کہ جلسے مین پریون کے گائے گئے

عاشقون سے تمھین غفلت کبھی ایسی تو نہ تھی
انکی سوتی ہوئی قسمت کبھی ایسی تو نہ تھی

بولے وہ ناز سے ٹھکرا کے مری میت کو
میرے غافل تجھے غفلت کبھی ایسی تو نہ تھی

غائبانہ نہین کچھ سامنے خاطر سب کچھ
تمکو منھ دیکھے کی الفت کبھی ایسی تو نہ تھی

دل مین عاشق کے یہی آئے تو پسینا آیا
جانمن آگے نزاکت کبھی ایسی تو نہ تھی

۱۰

تبو بے اُنکے کسی وقت نہین دل کو قرار
پیار کی چاہ کی صورت کبھی ایسی تو نہ تھی

پنے سیاپے سے بھی اتبو وہ جھجک جاتا ہی
تیرے دیوانے کو وحشت کبھی ایسی تو نہ تھی

بجلیان کا نو نہین پہنین تو گرائی بجلی
جانمن تجھ مین شرارت کبھی ایسی تو نہ تھی

صاف کہتے ہو کہ آؤنگا نہ مٹی دینے
خاکساروں سے کدورت کبھی ایسی تو نہ تھی

برق و سیماب سے بھی بڑھکے تڑپ ہی اتبو
دل بیتاب کی حالت کبھی ایسی تو نہ تھی

نوجوان تم جو ہوے رنگ جوانی چمکا
پیش ازین چاند سی صورت کبھی ایسی تو نہ تھی

اثر عشق ہوا کچھ تو کہ وہ ملنے لگے
پیشتر طرز محبت کبھی ایسی تو نہ تھی

کھلگیا ناز کی بڑھنے کا سبب ہی یہ نیاز
صفدر اُس شوخ کو نفرت کبھی ایسی تو نہ تھی

فغان ہی آہ ہی نالہ ہی بیقراری ہی
شب فراق مین حالت عجب ہماری ہی

نئی طرح کی ہی پیدایش دل نالان
صدا ہی رعد کی بجلی کی بیقراری ہی

جلا کے خاک کیا ہم کو اور مکدر ہو
صفائیون پہ طبیعت بہت تمھاری ہی

کیا ہی وصل کے وعدے نے اور بھی بیچین
ترقیون پہ مرے دل کی بیقراری ہی

جفا کے طرز تمھین یاد ہی وفا کے ہمین
چلو وہ چال تمھاری ہی یہ ہماری ہی

یہ اُنکا ناز سے کہنا کبھی نہ بھولونگا
ملو نہ ہمسے اگر جان تمکو پیاری ہی

وہ سو سناتے ہین آدھی بھی ہم نہین کہتے
نہین کچھ اور یہ الفت کی بات ساری ہی

برنگ طائر بسمل جو مین تڑپتا ہون
جگر پہ تیر محبت کا زخم کاری ہی

کلیم کر چکے غش طور چل چکا ہو خیر
کہ سامنا ہی دہی اور ہماری باری ہی
وہ بت گیا تو گیا کوہ غم گرا تو گرا
ہر ایک حال مین شکر جناب باری ہی

ہی اپنے دلمین تصور سے یار کی تصویر
عمل سے شیشے مین صفدر پری اتاری ہی

لگادی ہی جھڑی ساون کی اپنی اشکباری نے
دکھادی ہی چمک بجلی کی دلکی بیقراری نے
شب فرقت مین خواب عیش کھویا آہ وزاری نے
چھپر کھٹ کو کیا گہوارہ دلکی بیقراری نے
ڈبویا ابر کو آب حیا مین اشکباری نے
لٹایا آگ پر بجلی کو دلکی بیقراری نے
چمن مین دھوم ہی گلگشت گلشن کو وہ آئینگے
خبر دی ہی یہ ہمکو قاصد باد بہاری نے
ترے کوچے سے پیچھے قتل قاصد کی خبر آئی
خبر دی مجکو پہلے میرے دلکی بیقراری نے
نہان پردے مین تھے یا بے حجاب آئے سر محفل
سکھائی ہی یہ تمکو بیحجابی بادہ خواری نے
بُرا ہی حال ہر دم تا کجا دلکو سنبھالونمین
کیا بیمار سے بدتر تجھے بیمار داری نے
چھپایا تو بہت دلمین ترے داغ محبت کو
کیا لیکن یہ پردہ فاش پری اشکباری نے
حسینونکی نگاہونمین بھلا کیا آبرو ہوتی
ملایا خاک مین ہمکو ہماری خاکساری نے
تڑپکر جان دی کس آرزو سے پاے قاتل پر
کیا کیا خاتمہ بالخیر میرا بیقراری نے
سُنا ہی صحن گلشن مین بہار آئی خزان گذری
خبر اڑتی سی دی ہی ہمکو یہ باد بہاری نے
عنایت ہو اگر پیر مغان کی کیا تعجب ہی
کہ پہونچایا ہی ہمکو میکدے تک فضل باری نے
خوشا تقدیر اُسنے اشک پوچھے اپنے دامن سے
ہمین کیا آبرو بخشی ہماری اشکباری نے

خدا کی شان دیکھو وہ صنم بھی رحم پر آیا
کیا پتھر کا دل پانی ہماری آہ وزاری نے

کنارہ کر گئے ساتھی خضر نے راہ بتلائی
فقط منزل پہ پہونچایا ہمین تائید باری نے

نہ پی مین نے جو مے دینے پر اُنکے بھی تو وہ بولے
کیا ہی ناک مین دم آپکی پرہیزگاری نے

وہ آئے بھی گئے بھی اور نہ کچھ کہنے دیا صفدر
وفورِ اشکباری نے کمال بیقراری نے

وہ میرے پہلو سے گھر سدھارے اِدھر کی دُنیا اُدھر ہوئی ہی
قیامت آئی ہی یا الٰہی یہ آج کیسے سحر ہوئی ہی
مریض الفت کی روح تن سے روانہ پچھلے پہر ہوئی ہی
تمام آفاق مین ہی شہرہ تمھین بھی اِسکی خبر ہوئی ہی
نہین طبیعت مین اب وہ گرمی نہین وہ آنکھون مین طرز شوخی
ہمین یہ ثابت ہوا مقرر تمھین کسی کی نظر ہوئی ہی
کہان تلک گرم و سرد عالم ندے مجھے اتہوای فلک ستم
سپہر نالون سے جل اُٹھا ہی زمین اشکون سے تر ہوئی ہی
قبول کہنا کرو ہمارا نہ جاؤ اِسوقت تو خدارا
کہ دن ہین گرمی کے دھوپ پڑتی ہی سو رہو دوپہر ہوئی ہی
کبھی جو در تک مین اُنکے پہونچا تو مجکو دربان نے دی یہ تسکین
بلائینگے وہ ضرور تم کو ذرا تو ٹھہرو خبر ہوئی ہی

کیا ہی جب نامہ چاک ظالم نے دل ہوا ہی یہان بھی ٹکڑے
بھرا ہی قاصد وہان سے پیچھے خبر ہمین پیشتر ہوئی ہی
خدا نے ایسا جمال روشن کیا ہی اُس مہر کو عنایت
اُٹھی ہی چہرے سے اُسکے کاکل تو شام کو بھی سحر ہوئی ہی
نصیب دیکھو کہ ایک دن بھی مزاج اُنکا نہ ہم سے بدلا
اگرچہ سو بار سے زیادہ ادھر کی دنیا اُدھر ہوئی ہی
نیا یہ پیری مین ہی تکلف کہ لوگ صحبت سے بھاگتے ہین
برہنہ شمشیر بنگئے ہم خمیدہ جب سے کمر ہوئی ہی
تجھے ہی معلوم خاک زاہد کہ عاشقی مین ہی کیسی لذت
یہ پوچھ مجھ سے کہ عمر ساری اسی مین میری بسر ہوئی ہی
ہزار ہو انقلاب عالم نہین ہی مستون کو کوئی دہشت
بھری ہوئی ہی جو مے سے کشتی یہ تیغ غم کی سپر ہوئی ہی
سپید مو ہو گئے ہین جب سے یہ سن رہے ہین صدا ہاتف
رہیگی غفلت کی نیند تا چند آنکھین کھولو سحر ہوئی ہی
نقاب چہرے سے اُسکے اُٹھی مگر ہین محروم دید اب بھی
نصیب دیکھو ذرا کہ پردہ ہماری گرد نظر ہوئی ہی
ہوئی جو آخر شب جوانی تو کیا رہا لطف شعر خوانی

زبان ہر بند اپنی صفدر خوش شمع سحر ہوئی ہر

ہوا ے گیسو و رخسار یار باقی ہر
اگر یہ گردش لیل و نہار باقی ہر

تہ زمین دل مجنون مین خار باقی ہر
کہ عشق لیلی محمل سوار باقی ہر

فقط ہماری ہی صورت بدل گئی ورنہ
وہی زمانہ وہی روزگار باقی ہر

عدم کے چلنے کے سامان ہو چکے ہین سب
یہ دیر ہر کہ ترا انتظار باقی ہر

نہ بند کر ابھی دور شراب اے ساقی
کہ بزم مین کوئی امیدوار باقی ہر

کرون مواخذہ دست جنون سے کس کسکا
کہ پیرہن مین نہین کوئی تار باقی ہر

مزار کو بھی وہ ٹھوکر لگا کے چلتے ہین
مری طرف سے جو دلمین غبار باقی ہر

تیون کو دیکھ چکے اب بسر ہو کیے مین
ذرا سی عمر جو پروردگار باقی ہر

ستائے چرخ نے کیا قصر بادشاہون کے
نہ کوئی نقش نہ کوئی نگار باقی ہر

کبھی تو قبر پہ آ فاتحے کو او بیرحم
امید رحم کی زیر مزار باقی ہر

ہوا ے گیسوے مشکین نہین گئی سر سے
ختن کو چھان چکے اب تتار باقی ہر

ہوا ے زلف نہین ہر جو رات دن سر مین
حواس خمسہ مین کیون انتشار باقی ہر

ہنوز اگتی ہر خاک مزار سے نرگس
کہ ہم کو حسرت دیدار یار باقی ہر

چھٹے جو تنگی دنیا سے کیا خوشی اسکی
ابھی لحد مین عذاب فشار باقی ہر

بغل مین طائر دل لیکے مین چلون صفدر
سنا ہر یار کو شوق شکار باقی ہر

کر گئی اندھیر برپا بیوفائی آپ کی
چار دن کی چاندنی تھی آشنائی آپکی

کیا کہون کیا کچھ مزے لوٹے نگاہ شوخ نے
ہٹ گئی جسوقت سینے سے دولائی آپکی

سادے سادے ہونٹھ ہین کیون صاف کہدو جامن
کس نے ملکر منہ سے منہ مسی چھڑائی آپکی

آمد فصل خزان ہی رخصت فصل بہار
وصل دیکھا دیگھنی ہی اب جدائی آپکی

یاد ہی کہنا کسی کا سر جھکا کر وصل مین
اتبو کچھ شکوہ نہین حسرت برآئی آپکی

شیخ کعبہ محتسب پیر کلیسا برہمن
اے صنم مداح ہی سارے خدائی آپکی

رفتہ رفتہ حضرت صفدر کہان پہونچا کلام
آسمان پر کل غزل زہرہ نے گائی آپکی

ستم سہتے ہین نیجان کیسے کیسے
دہ لیتے ہین روز امتحان کیسے کیسے

گل اندام دیکھے جوان کیسے کیسے
نگاہون مین ہین بوستان کیسے کیسے

رہے ہر مصیبت مین ثابت قدم ہم
کیے عشق نے امتحان کیسے کیسے

نہ پایا مکان اُسکا قاصد پھر آیا
بنائے تھے ہمنے نشان کیسے کیسے

بناتا ہی ہر روز دو دل اپنا
تہ آسمان آسمان کیسے کیسے

مٹے جب سے عشق وہان دکمر مین
کھلے ہم پہ راز نہان کیسے کیسے

گڑے ہین زمین مین جو گلفام لاکھون
تہ خاک ہین بوستان کیسے کیسے

ہر اک بیت ہی نام رہنے کو کافی
بنائے ہین ہمنے مکان کیسے کیسے

مرے خون سے تیرے دامن پہ قاتل
کھلے لالہ و ارغوان کیسے کیسے

نفس

قفس مین پھنسے نغمہ سنجان گلشن — اُجاڑے گئے آشیان کیسے کیسے
مگر میکدہ بھی ہے فردوس ساقی — ہوے پیر آکر جوان کیسے کیسے
وہ دیتے ہین دشنام الحمد للہ — لب لعل ہین درفشان کیسے کیسے
یہ گلرو ہین ناحق جوانی پہ نازان — ہوے باغ صرف خزان کیسے کیسے
کہان ہین وہ یوسف لقا تھے جو آگے — روان ہوگئے کاروان کیسے کیسے

کسی طرح صفدر کے تیور نہ بدلے
لیے یار نے امتحان کیسے کیسے

غضب تو قتل عاشق کے لیے پہلے ہی تھی منھدی — تمھاری دستگیری کرنے سے اور آچلی منھدی
غضب کا حسن ہے آرایشین بھی تم پہ مرتی ہین — کھلا سرمہ مسی مٹ مٹ گئی پس پس گئی منھدی
لہو ہو ہو کے آنکھون سے بہا جاتا ہے دل اپنا — کف پاے صنم مین غیر نے شاید ملی منھدی
نصیب دشمنان بیدولت دو پائی تھی وہ کیا کرتے — لیے جی بھر کے بوسے دل مین کام آگئی منھدی
نہین رنگ شفق یہ ہمکو روشن صاف ہوتا ہے — تمھارے پانون کو چھو کر فلک کے سر چڑھی منھدی
ملو ملو دن سے اسکو یا لگاؤ دست رنگین مین — خوشی سے دست بستہ حاضر خدمت ہوئی منھدی
ید بیضا کریگی ہاتھ کو کیا اس پر برو کے — برنگ شعلۂ طور آج ہے چمکی ہوئی منھدی
کسی کا بس گیا تو بس گیا دل تجکو کیا پروا — ترے ہاتھون مین تو اے جان جان اچھی رچی منھدی
گھٹا بن چھا گئین مسی ملی تنے جو ہو نیر — چمک کر نیچۂ رنگین مین بجلی بنگئی منھدی
بلا اندھیر کرتے ہین غضب خونریز ہین چارون — ترا سرمہ تری مسی ترا کاجل تری منھدی

سحر تک وصل مین اُنکو یہی جیلے رہے صفدر
کبھی غازہ کبھی مسی کبھی سرمہ کبھی منھدی

ابھی کس شوق سے متاوہ شوخ فتنہ گر منھدی
جو لیجاتے شہید ناز سے خون جگر منھدی

ملے گر خون دلکی بیر وہ رشک قمر منھدی
یقین ہی باغ مین کھائے بہت خون جگر منھدی

خوشی اُنکو بھی ایسی تھی مرے گھر صبح آنیکی
کٹی شب کنگھی چوٹی مین لگائی تا سحر منھدی

نہین منظور میرا قتل اُسکو یہ بھی حیلہ ہی
لگی رہتی ہو دست یار مین دو دو پہر منھدی

اگر در کار شوخی ہی تو یہ تدبیر بہتر ہی
ہمارا خون شامل کر تو آئے رنگ پر منھدی

ملے خورشید بھی غازے کے بدلے اپنے چہرے پر
تری چھوٹی ہوئی گر ہاتھ آئے اے قمر منھدی

جو دیکھون دست رنگین کو طبیعت رنگ پر آئے
نئے مضمون باندھونمین بھی باندھو توم اگر منھدی

حسینونکی طبیعت آگئی ہی ایسی زینت پر
نہ گلشن مین نہ اب بازار مین ہی خشک و تر منھدی

وہ رنگین طبع ہی کچھ ساتھ خط کے چاہیے تحفہ
کمر مین کھکے تھوڑی سی لیے جانا مہ بر منھدی

کشاکش مین پڑا ہی دل کہ چارون اسکے گاہک ہین
ادھر سرمہ اُدھر مسی ادھر غازہ اُدھر منھدی

ہمارے خون دلکو پوچھتا ہی کون اے صفدر
مگر شوخی سے کرتی ہی کبھی اسپر نظر منھدی

کھلی زلف شب جلوہ گر ہو گئی
اُٹھی رخ سے جسدم سحر ہو گئی

سنان اُنکی ترچھی نظر ہو گئی
نکیلی پلک نیشتر ہو گئی

الٰہی یہ کس کو لکھا خط شوق
کہ دل کی تڑپ نامہ بر ہو گئی

وہ سفاک محشر مین آیا تو خلق
ادھر ہوگئی کچھ اُدھر ہوگئی

نزاکت سے اُٹھانہ چوٹی کا بوجھ
یہ لچکی کہ دہری کمر ہوگئی

اُٹھی اُنکے رخ سے جو زلف سیاہ
ہماری شب غم سحر ہوگئی

گلستان مین نرگس جو بیمار ہی
یہ کس بد نظر کی نظر ہوگئی

بہت جلد راہِ عدم طی ہوئی
ہمین خضر یاد کمر ہوگئی

نگاہ عنایت سے صیاد کی
مری بے پری بال و پر ہوگئی

مصیبت سے مرکز فراغت ملی
اجل تیغ غم کی سپر ہوگئی

شب وصل گذری ہوے ہم تمام
سپیدی کفن کی سحر ہوگئی

ہوا اپنی آنکھون مین عالم سیاہ
جو اُس مہ کی ترچھی نظر ہوگئی

عرق آگیا چاندنی مین اُنھین
قبا گل کی شبنم سے تر ہوگئی

الٰہی فغان بے اثر تھی تو تھی
دعا میری کیون بے اثر ہوگئی

کہے کوئی صفدر سے سوے بہت
اُٹھو آنکھ کھولو سحر ہوگئی

کچھ اندنون یہ عجب دور چرخ پیر ہوے
امیر ہنسے ترے عشق مین فقیر ہوے

خدا کی شان کہ اے بت مین تیرے دست نگر
وگرنہ ہمتو زمانے کے دستگیر ہوے

ترے جبین کا قیامت ہی اے صنم قشقہ
اسی لکیر پہ ہین سیکڑون فقیر ہوے

عجب پیچ ہین اے زلف یار پیچ ترے
ہزارون ہمسے ترے دام مین اسیر ہوے

لگی نہ ہاتھ فقیری تو بادشاہ بنے
جو بوریا نہ ملا صاحب سریر ہوے

کمان کشون کو ہو اڈر یہ تیری ناوک کا
کہ سہم سہم کے چلو نہین گوشہ گیر ہوے

یہی تو لوگ ہین دو ایک شاعر ای صفدر
میان اسیر ہوے حضرت امیر ہوے

امید کہان ہی وہ کبھی شاد کرینگے
ہم خاک بھی ہونگے تو وہ برباد کرینگے

دیوانہ وہ ہون تجکو بہت یاد کرینگے
تیار جو ہیری کوئی حداد کرینگے

تم دل مین نہ اندیشہ کرو کچھ کہ دم حشر
غیرون کی ہم اسر سے فریاد کرینگے

الفت قد جانان کی یہی ہی تو پس مرگ
آرام تہ سایۂ شمشاد کرینگے

یہ حال تمھارا ہی تو غربت مین پہونچکر
ای اہل وطن کیا تمھین ہم یاد کرینگے

ناوک کے سوا شغل قفس مین نہین لیکن
ہو جائینگے چپ خاطر صیاد کرینگے

ہین غیر جو چلتے نہین کہنے پہ تمھارے
ہم کو بکنی صورت فرہاد کرینگے

تیغ مژہ یار کی کھینچین گے جو تصویر
ہاتھ اپنے قلم مانی و بہزاد کرینگے

یہ سختی جان ہی تو یقین ہی کہ دم ذبح
شکوہ ملک الموت سے جلاد کرینگے

سودے مین تری لف کے پھرتے رہے برسون
اب خانۂ زنجیر کو آباد کرینگے

عید آتی ہی مشہور جہان ہی خبر قتل
یون اپنے اسیرونکو وہ آزاد کرینگے

وہ بیکس و ناشاد ہین دنیا سے جلا ہون
افسوس مرے حال پہ جلاد کرینگے

جنت مین بھی حسرت ترے کوچے کی رہیگی
ہم اور فراموش تری یاد کرینگے

لکھینگے جو کوئی صفت چشم مین ہم شعر
ہر فہم جنھین آنکھون سے وہ صاد کرینگے
آیا تری رحمت کا اگر دیر مین مذکور
بت بھی طلب حسن خداداد کرینگے

بے حل ہوے مشکل نہ رہیگی کوئی صفدر
ہر امر مین حیدر مری امداد کرینگے

ترے گدا کی مشام جان مین طمع کی بو بھی نہین گئی ہے
بری ہے لوث جہان سے دامن یہ گرد چھو بھی نہین گئی ہے
نگاہ عاشق کی اُسکے عارض کے روبرو بھی نہین گئی ہے
یہ گرد دامن کو اُس پری کے ہنوز چھو بھی نہین گئی ہے
جو بعد مدت کے آگئے ہو نہ جاؤ جلدی ذرا تو ٹھہرو
ابھی تو نظرون سے دیکھ لینے کی آرزو بھی نہین گئی ہے
نہ اتنا غیرون کو منھ لگاؤ یہ لوگ صحبت کے کب ہین قابل
کہ جسکو کہتے ہین آدمیت وہ انمین چھو بھی نہین گئی ہے
یہ کون کہتا ہے قتل عالم سے دستکش ہوگیا وہ قاتل
وہی ستم پر کمر بندھی ہے جفا کی خو بھی نہین گئی ہے
ابھی یہ مرتا ہون ابتدا ہے مین جو کہیں پری کہان کی
پیام شادی کسی سے کہسا یہ گفتگو بھی نہین گئی ہے
جو لائے شیرین کو بیستون پر تو پیرزن سیر کرنے دے کچھ

لحد نہین کوہکن کی دیکھی کنار جو بھی نہین گئی ہی
مرے مقدر نے کیسی مجکو دکھائی عالی جنون کی منزل
وہان مین اک عقل جاکے پہونچا جہان کہ تو بھی نہین گئی ہی
قباے گل تو ہی چاک لیکن مگر ہی بلبل کا پاس ایسا
کبھی چمن سے رفو گرون تک پہے رفو بھی نہین گئی ہی
وہ شرمگین آنکھ اُسکی صفدر بجاے آئینے سے نہ کیونکر
کہ آرسی ہاتھ مین ہی لیکن وہ رو برو بھی نہین گئی ہی

کیا مریخ کو گشتہ فلک پر نیزہ بازی سے
کہان پہونچا نہ تیرا ترک غمزہ ترکتازی سے
معاذ اللہ کتنا طول رکھتی ہی شب فرقت
سر مو کم نہین یہ تیرے گیسو کی درازی سے
درمیخانہ ہی ہر وقت اور فرش نیاز اپنا
ادا سجدہ ہوا مسجد مین ایسا کب نمازی سے
کہان چوپر کہان شطرنج یہ ہین شغل محفل کے
انھین فرصت نہین ہی ایکدم بھی تیغبازی سے
ہوے جاتے سے باہر کیا بڑھی نخوت حسینونکی
کرے توبہ سکندر چاہیے آئینہ سازی سے
کھلا لخت دل خون جگر ہمنے ترے غم کو
خلیل اللہ کا رتبہ ملا مہمان نوازی سے
عبور اپنا تھا بحر حادثات دہر سے مشکل
کیا قاتل نے بیڑا پار شمشیر حجازی سے
بُری ہین بیریان مجنونکی صورت پاے آہو مین
بیابان تک تری زلف رسا پہونچی درازی سے
چڑھا جب دار پر منصور دی آواز خلقت کو
بلندی کونسی بہتر ہی ایسی سرفرازی سے
شرف پیدا کرے کیسے کا سنگ آستان میرا
قدم رنجہ کرو جس دن کرم مہمان نوازی سے

بتون کے حسن مین اسر کا جلوہ نظر آیا
حقیقی عشق پیدا ہو گیا عشق مجازی سے

ہمارا دم مین بیڑا پار کردے بحر ہستی سے
توقع ہے یہ اے قاتل تری تیغ جہازی سے

ستم کرتا نہ بندون پر اگر تجھکو سزا ملتی
تری نخوت بڑھی ہے بت خدا کی بے نیازی سے

بتان ہند کو کیسا جمال اللہ نے بخشا
کہین ہین حسن مین بہتر حسینان طرازی سے

کہین ملک سلیمان سے ہے بہتر ملک دل میرا
ہوا ہے جسسے مجکو عشق سلطان حجازی سے

میسر وصل تو ہمکو ہوا اس ماہ سے صفدر
لرزتا ہے مگر دل چرخ کی نیرنگ سازی سے

اس آنکھ مین سرمے کی تحریر نظر آئی
یا مست کے قبضے مین شمشیر نظر آئی

چہرے پہ ترے خط کی تحریر نظر آئی
یا سورۂ یوسف کی تفسیر نظر آئی

اس فتنۂ عالم سے کیون عشق کیا ہمنے
دیکھا تو ہمین اپنی تقصیر نظر آئی

شام شب فرقت جب ہمنے مہ نو دیکھا
چلتی ہوئی گردن پر شمشیر نظر آئی

محفل تھی حسینونکی یا کوئی مرقع تھا
جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی

موسی کی طرح غش مین ہم دیکھکے وہ جوہر
کیا برق تجلی کی تنویر نظر آئی

کچھ کھاکے مرین چھوٹے مین فرقت کی مصیبت سے
بہتر نہ کوئی اس سے تدبیر نظر آئی

شب دیکھ کے وہ گیسو زنجیر سحر اپنی
کیا خواب پریشان کی تعبیر نظر آئی

دریا پہ جو مین پہونچا گیسو کے تصور مین
جو موج نظر آئی زنجیر نظر آئی

پھرتے ہوے آنکلے جب میرے طرف کو وہ
پھرتی ہوئی کیا مجکو تقدیر نظر آئی

چپ لگ گئی ہی مجکو اک عالم حیرت ہی
کسکی یہ مرقع مین تصویر نظر آئی

دیکھی جو سپر اُسکی ہم ابر سیہ سمجھے
بجلی سی چمکتی وہ شمشیر نظر آئی

سمجھا کہ مری صورت وہ قیدی الفت ہین
سونے کی گلے مین جب زنجیر نظر آئی

حیران مری صورت وہ بھی دم رخصت ہین
تصویر کے پہلو مین تصویر نظر آئی

چاندی کا ورق ای بت ہی صاف جبین تیری
قشقہ نہین سونے کی زنجیر نظر آئی

اِس تن کی خرابی کا بھی دھیان ہمین آیا
ٹوٹی ہوئی جب کوئی تعمیر نظر آئی

دیوار سے سر پھوڑا موج آگئی وحشت کی
جسدم در جانان کی زنجیر نظر آئی

اُس زلف مسلسل کی مدحت مین سر کاغذ
جو سطر لکھی ہمنے زنجیر نظر آئی

ہر ایک زمین مین ہم سرسبز ہوے صفدر
اقلیم سخن اپنی جاگیر نظر آئی

چمن مین عبث جستجو تھی کسی کی
نہان جامہ گل مین بو تھی کسی کی

کسی گل کو ہمنے نہ سونگھا نہ دیکھا
سوا تیرے کب آرزو تھی کسی کی

اُڑائے مرے ہوش تو نے جو آکر
مگر ای صبا تجھ مین بو تھی کسی کی

کہون کیا تجھے کیسی ملتی تھی لذت
زبان پر جو شب گفتگو تھی کسی کی

امیرونکو بھی اُسکی محفلین دیکھا
نہ عزت نہ وان آبرو تھی کسی کی

ہر اک بات مین اب تو گالی ہی لب پر
نہ بگڑی ہوئی ایسی خو تھی کسی کی

وہی ہم ہین جو بیڑیان پہنے ہین اب
کبھی زلف طوق گلو تھی کسی کی

وہی دن کچھ اچھے تھے اے چشم حسرت
نہ دل تھا کسی کا نہ تو تھی کسی کی

بہت ہنسے ماہ و ہفتہ کو دیکھا
وہ تصویر تو تا گلو تھی کسی کی

بھری تھی جو خوشبو سے معراج کی شب
مگر کاکل مشکبو تھی کسی کی

نہیں حال بد سے واقف ہیں لیکن
ردا رہن جام سبو تھی کسی کی

نماز و نہیں کیوں بھول پڑتی نہ ہر دم
مجھے یاد وقت وضو تھی کسی کی

بجا ہے جو رستے ہیں کشتے ہوں ہر سو
نظر سیر میں چار سو تھی کسی کی

نہ آتا میں بازار محشر میں کیونکر
کہ صفدر مجھے جستجو تھی کسی کی

گل رنگ ہوا دشت جو چھوٹے مرے چھالے
کانٹوں نے بھی پھولوں کی طرح رنگ نکالے

کیونکر نہ کروں دل میں حسینوں کے حوالے
انداز نئے انکے ہیں اطوار نرالے

چھوڑا ہے عزیزوں نے نکالا ہے بتوں نے
اب ہمسے غریبوں کی خبر لے تو خدا لے

سنتا ہوں کہ گلگشت چمن کو وہ گئے ہیں
نرگس سے میں ڈرتا ہوں کہیں آنکھ نہ ڈالے

ہر صبح شب وصل وہ اب ہوتے ہیں رخصت
آجائے جو ہو وقت اجل ہمکو جلالے

بازار میں ہیں آئنہ سازوں کی دکانیں
یوسف کو الٰہی نظر بد سے بچالے

فرقت جسے کہتے ہیں وہ ہے سخت مصیبت
دشمن کو بھی الله اس آفت میں نہ ڈالے

بے شبہہ خطا کی جو دل اس بت سے لگایا
خود ہمنے کیا شیشے کو پتھر کے حوالے

حیدر کا بھی کیا نام خدا نام ہے صفدر

گرتے ہوے اس نام نے لاکھون ہی سنبھالے

پہونچے حضور یار تو خاموش ہو گئے
شکوے سب اگلے پچھلے فراموش ہو گئے

کس ترک کے غضب سے ڈرے شیخ و برہمن
دیر و حرم سے آج جو روپوش ہو گئے

اب ہمکو بھول کر بھی وہ کرتے نہین ہین یاد
اللہ ایسے دل سے فراموش ہو گئے

تو اتبو کان پھندے ہوے سو دو چین سے
موت آئی اہل درد کو خاموش ہو گئے

باندھی ہوا یہ دعی گیسوے یار نے
جتنے چراغ بزم تھے خاموش ہو گئے

اقرار کچھ کیے تھے کبھی ہم سے آپ نے
کیسے وہ یاد ہین کہ فراموش ہو گئے

دیکھے ترا جمال یہ کس آنکھ کو ہے تاب
اک جلوے مین کلیم بھی بیہوش ہو گئے

کچھ ہم سے حال حضرت واعظ نپوچھیے
بگڑا مزاج رند قدح نوش ہو گئے

شکر خدا کہ خنجر قاتل سے سر کٹا
بار گران سے آج سبکدوش ہو گئے

قاتل نے بڑھکے تیغ لگائی تو تھی مگر
ہم خالی ہاتھ دیکے ہم آغوش ہو گئے

پیری مین نوجوانی کا پوچھو نہ ہمسے حال
وہ ولولے کہان ہے وہ جوش ہو گئے

صفدر بڑے رفیق تھے ہوش و حواس و صبر
سب روز ہجر دیکھ کے روپوش ہو گئے

کچھ خبر بھی ہے تمھین اپنے گرفتار دنکی
جان آنکھو نمین ہے اب عشق کے بیمار دنکی

خون ایمان ترے ابرو نے کیا اے کافر
کعبہ پوشاک کیون پہنے عزادار دنکی

پڑ گیا نیل تصور مین بھی بوسہ جو لیا
کسقدر جلد ہے نازک ترے رخسار دنکی

بدلے تیور مرے یوسف نے کہ تلوار چلی
چھٹ گئی سامنے سے بھیڑ خریداروں کی

سرمگین آنکھونکی الفت نے دکھایا یہ اثر
خون سے لال زبانین ہوئین تلواروں کی

ہم جو گریان ہوے وہ کھینچ کے تلوار آیا
کتنی جاذب ہے کمند آنسو ونکے تاروں کی

ابر رحمت کا غضب کوچۂ قاتل مین ہے جوش
جسطرف دیکھیے بوچھار ہے تلواروں کی

ذکر عشاق تو کیا لیتے ہین گیسو بھی صنم
دونون ہاتھون سے بلائین ترے رخسارونکی

دشت وحشت کو دیا ہے مری وحشت نے فروغ
نوک رکھ لی ہے مرے آبلون نے خارونکی

رحمت اُسکی جو اُلٹ دے ابھی چہرے سے نقاب
بیگنہ دوڑین خوشامد کو گنہگارونکی

زاہدون کو یہ کہان دلکی صفائی حاصل
ایک نے صحبت اُٹھائی نہین میخوارونکی

در دل زخم جگر ہجر تبان رشک عدو
ہاے کچھ حد نہین صفدر ترے آزارونکی

بہار آئے جو وہ گل سیر کو گلزار مین آئے
ابھی تو جان تازہ نرگس بیمار مین آئے

ہوا ے یار مین آیا نہ دلکو چین مرکر بھی
تڑپکر خلد سے پھر کوچۂ دلدار مین آئے

عجب راحت ملی کچھ دین و دنیا کی نہین پروا
جنون کے سایے مین پہونچے بڑی سرکار مین آئے

عوض جب ایک دلکے لاکھ دل ہون میرے پہلو مین
تڑپنے کا مزہ تب فرقت دلدار مین آئے

یہی راہ و روش اپنی ہی وحشت کے عالم مین
بیابان مین کبھی پہونچے کبھی گلزار مین آئے

ہمارے دلکو ربط اہل دنیا سے تنفر ہے
یہ وہ یوسف نہین خلوت سے جو بازار مین آئے

نہین پروا ہمارا سر جو کٹ جاے تو کٹ جاے
کھٹکے بازو نہ قاتل کا نہ بل تلوار مین آئے

ہمین عاشق ہوئے مدت ہوئی لیکن ہی غفلت
ابھی تک یہ نہین ثابت کہ کس دربار مین آئے

جنون کا نشے جو پیا ہے ہین تو ہم سیراب کر دینگے
لیے ساتھ آبلون کو وادی پر خار مین آئے

بری مشکل سے اسکی تیغ کے سائے مین بچے ہین
غضب آئے جو رحم اسدم مزاج یار مین آئے

کسی کی کیا چلیگی اُس خرام ناز کے آگے
چلے تو موج پائے بک خوش رفتار مین آئے

سوے میخانہ آتا ہو تو اے زاہد سمجھکر آ
کہین دھوکہ نہ تیری جبہ و دستار مین آئے

نہ کر اب پیر دور جام مین بہر خدا ساقی
کہ بادل کیسے کیسے جھوم کر گلزار مین آئے

کسی سے ہو سکے کیا وصف اُس گلکی نزاکت کا
گل تازہ کی خوشبو جسکے باسی ہار مین آئے

رسائی اُسکے گھر تک خاک ہونے پر رہی باقی
ہوا سے اُڑکے ذرے روزن دیوار مین آئے

نہ لایا پھول کوئی میری تربت پر تو کیا پروا
کہ لیکر برگ گل مرغ چمن منقار مین آئے

دم آخر وہ پوچھے اشک میرے اپنے دامن سے
الٰہی رحم اتنا تو مزاج یار مین آئے

عدم سے آکے ہم ہستی مین پچھتائے ہین اے صفدر
کہ کھاتے ٹھوکرین کس راہ ناہموار مین آئے

خوشی جو شام سے یار رخ حسین مین رہی
ضیا قمر کی سحر تک مرے جبین مین رہی

پس فنا بھی نہ کمبخت کو قرار آیا
تڑپ وہی دل بیتاب کی زمین مین رہی

تعدا کے واسطے اتنا نہ کیجیے انکار
کہ رات وصل کی تھوڑی سی نہین مین رہی

وہ میرے قتل کو آئے تو دوست دشمن ہین
نہ پوچھو بحث جو یان ہان نہین مین رہی

بسنت آکر رہا روز ایک رنگ نیا
چھڑی نہ پھولونکی کب دست نازنین مین رہی

ہوا ے گیسوے مشکین بندھی یہ عالم مین
کہ مشک کی نہ حقیقت دیار چین مین رہی

اُتاری تونے انگوٹھی جو اپنی انگلی سے
نہ ڈاک زیر نگین حلقۂ نگین مین رہی

شب فراق پکارا بت صدا بھی ندی
نہ جانین تو سر چرخ یا زمین مین رہی

ترے مریض کو فرصت کہان طبیبون سے
نظر تلاش مسیح فلک نشین مین رہی

جہان تنگ مین تنگی ہی جس جگہ دیکھو
کشادگی فقط اب شعر کی زمین مین رہی

ہزار طرح سے چھیڑا وصال مین اُنکو
مگر حیا سے حیا چشم شرمگین مین رہی

بجا ہی دعوی سیر جہان مجھے صفدر
کہ شکل حور مری چشم دوربین مین رہی

اُنھی خیر کرنا گھر سے وہ برہم نکلتا ہی
قضا آتی ہی کسکی آج کسکا دم نکلتا ہی

پڑا ہون حضرت دلکی بدولت کس مصیبت مین
جہان کوئی حسین دیکھا بس اُنکا دم نکلتا ہی

کہون کس کسکو قاتل ہر ادا اُسکی قیامت ہی
کسی پر جان جاتی ہی کسی پر دم نکلتا ہی

تبون سے دل لگانے پر نہوا تنا خفا ناصح
مین اپنی جان کھوتا ہون ترا کیون دم نکلتا ہی

زمانے کو جلا دیتا ہی جو اک جنبش لب سے
اُسی رشک مسیحا پر ہمارا دم نکلتا ہی

عجب نیرنگ مرگ و زیست کا ہی عشقبازی مین
اُسی سے زندگی اپنی ہی جسپر دم نکلتا ہی

تری تلوار سے بسمل گلے مل ملکے کہتے ہین
اِسی سفاک عالم پر ہمارا دم نکلتا ہی

ہوا ہی نالہ و افغان ہماری جان جاتی ہی
بجوا ہی حسرت و ارمان ہمارا دم نکلتا ہی

مبارک حور و غلمان شیخ و واعظ کو رہین صفدر

ہمارا تو کسی رشکِ پری پر دم نکلتا ہی

پری کا حور کا جن کا ملک کا دم نکلتا ہی
عجب انداز سے وہ فتنۂ عالم نکلتا ہی

ادا سے ناز سے چلنا جھجکنا جھومنا رکنا
ترے محشر خرامی مین عجب عالم نکلتا ہی

گریبان پر زرے چاک دامن آستین ٹکڑے
ہمارے جوشِ وحشت مین عجب عالم نکلتا ہی

ہمین پر کچھ نہین موقوف یہ بدنامی دولت
ترے کوچے سے رسوا ہوکے اک عالم نکلتا ہی

شبابِ اُس فتنۂ کم سن کا کیا ہوگا خدا جانے
ابھی سے اُسکی چتون مین نیا عالم نکلتا ہی

خوشی سے نقد دل دیتے ہین جانبر کرتے ہین
سوے عشاق جب وہ قاتلِ عالم نکلتا ہی

نہ مسی ہی نہ کاجل ہی نہ افشان ہی نہ منھدی ہی
ترے بیساختہ پن مین بھی اک عالم نکلتا ہی

قیامت مین یہ کس پردہ نشین کا عام ہی جلوہ
زمین سے دیکھنے کو جسکے اک عالم نکلتا ہی

یہ کیفیت نہوگی آنکھ مین حوران جنت کے
تمھاری چشمِ شرم آگین مین جو عالم نکلتا ہی

ہزارون مہ جبین دیکھے مگر اُس شوخ مین صفدر
نرالی آن پیدا ہی نیا عالم نکلتا ہی

مرے داغِ دلِ سوزان مین یہ عالم نکلتا ہی
گمان ہوتا ہی سب کو نیر اعظم نکلتا ہی

رخِ روشن کو زلفون مین جو دیکھا یہ ہوا ثابت
کہ برجِ سنبلہ سے نیر اعظم نکلتا ہی

سحر کو بام پر بیٹھے ہین وہ کس شان سے آکر
کہ جیسے آسمان پر نیر اعظم نکلتا ہی

رقیب روسیہ کے گھر وہ جاکر اسطرح نکلے
گہن مین آکے جیسے نیر اعظم نکلتا ہی

حسینان جہان کو کیا فروغ اُس مہر کے آگے
کواکب چھپتے ہین جب نیر اعظم نکلتا ہی

مری گلگون سے یہ عالم ہی اُنکے رہ روشن کا
سحر کیوقت جیسے نیر اعظم نکلتا ہی
شب فرقت ہمارے گھر سے جا بہر خدا ہو تو
کہ ہنگام سحر ہی نیر اعظم نکلتا ہی

ہماری ایک دو غزلین بھی صفدر درج ہوتی ہین
جہان مطبع سے چھپکر نیر اعظم نکلتا ہی

ہلال چرخ گردان مین یہ عالم نکلتا ہی
تری شمشیر مین سفاک جو دم خم نکلتا ہی
خدا گر حسن دے تو چاہیے جھکنا تواضع سے
یہ نو آسمان پر دیکھ لو پرچم نکلتا ہی
یہان شب بھر دل صد چاک پیچ و تاب کھلتا ہی
وہان بنتی ہین زلفین گیسو و نکا خم نکلتا ہی
مؤثر کیا ہو کج طینت کو صحبت راست بازونکی
کہین تیر و کے ملنے سے کمانکا خم نکلتا ہی
دل عشاق جو الجھے ہین اُنکی خیر ہو یارب
کہ پھر شانہ ہی اور زلف رسا کا خم نکلتا ہی
بڑھاپے مین کبھی پشت دوتا سیدھی نہین ہوتی
کہین عالم مین چوب خشک کا بھی خم نکلتا ہی
پریزادان عالم کر سکینگے ہمسری کیونکر
نکلتا ہی جو تیرے سامنے سر خم نکلتا ہی

عبث امید ہی قاتل سے صفدر راست بازی کی
کہین تیغ نگاہ ناز کا بھی خم نکلتا ہی

کوئی دلسوز ملتا ہی کوئی ہمدم نکلتا ہی
مگر کہتے ہین جسکو یار صادق کم نکلتا ہی
عجب یہ دام دلکش ہی کسی کا طائر دل ہو
تبو نکے گیسوے پرخم مین پھنسکر کم نکلتا ہی
نکلنا حسرت و ارمان کا دلسے وصل مین کیسا
ہماری آنکھ سے آنسو بھی اتبو کم نکلتا ہی
کسی مین کوئی ارمان ہی کسی مین کوئی حسرت ہی
نہو کوئی ہوس جس دلمین ایسا کم نکلتا ہی

گئے وہ دن کہ ہم اک آہ سے گردون ہلاتے تھے
دو رضعف سے نالہ بھی اب تو کم نکلتا ہی

بظاہر دوستی خاطر تواضع پیار کی باتین
مگر اُس حیلہ گر سے اصل مطلب کم نکلتا ہی

بہت کثرت سے ہین ہر علم و فن کے منتہی لیکن
جہان مین واقف اسرار وحدت کم نکلتا ہی

شکایت کا تو کیا مذکور اس سفاک کے آگے
زبان سے اپنے حرف مدعا بھی کم نکلتا ہی

خدا کا شکر سب اہل سخن کہتے ہین خوش ہو کر
غزل مین تیری صفدر شعر ناقص کم نکلتا ہی

بڑا پہلو نشین چھوٹا برا ہمدم نکلتا ہی
ہزار افسوس دلسے آج اپنے غم نکلتا ہی

ہزار دن حسرتین ہمراہ ہین لاکھون تمنا ہین
بڑے ہنگامے سے اپنا دل پر غم نکلتا ہی

لبالب ہی دل ایسا رنج و غم سے ہجر جانان مین
کہون لفظ خوشی منہ سے تو لفظ غم نکلتا ہی

وصال یار کا دن ہی شب فرقت کی ہی حصرت
خوشی آتی ہی دلمین دلسے رنج و غم نکلتا ہی

کوئی آفت رسیدہ ہی کوئی ہی مبتلاے غم
کہان آفاق مین کوئی دل بیغم نکلتا ہی

جہان کی شادمانی کا مآل اچھا نہین دیکھا
خوشی جسکو سمجھتے ہین وہ آخر غم نکلتا ہی

اثر رنج و الم کا بعد مردن یہ رہا باقی
لحد سے بھی ہمارے نالہ پر غم نکلتا ہی

کوئی دیکھا نہین آزاد اس دام مصیبت سے
کسی کا طائر دل ہو اسیر غم نکلتا ہی

فسانہ ہو حکایت ہو سخن ہو شعر ہو صفدر
تری ہر بات مین پہلوے درد و غم نکلتا ہی

قیامت ہی جدھر وہ قاتل عالم نکلتا ہی
تڑپتے ہین ہزارون سیکڑون کا دم نکلتا ہی

تصدق اس خوشی پر سیکڑون دل سیکڑون جانین
وہ تفضل سے ہمارے کیا خوش و خرم نکلتا ہی

پس مرون یہ الفت ہی کسی رشک مسیحا کی
کہ اپنی خاک سے بھی پنجۂ مریم نکلتا ہی

عزیزو نہین نہین مطلق محبت آزمادیکھا
فقط اک رشتۂ الفت ہی مستحکم نکلتا ہی

قیامت تک جہانمین نام رہجاتا ہی موجد کا
ہمیشہ جام سے محفل مین ذکر جم نکلتا ہی

چنار اگتا نہین ہر سال اپنی خاک تربت سے
زمین سے دست حسرت یہ پئے ماتم نکلتا ہی

تمھاری زلف پیچان پر نہین قطرے پسینے کے
وہان افعی خونخوار سے یہ سم نکلتا ہی

ہر اک آگاہ اسرار حقیقت سے نہین صفدر
ہزارو نہین کوئی اس راز کا محرم نکلتا ہی

اگر آغاز الفت کا بخیر انجام ہوجاے
تمھارا نام ہو پیارے ہمارا کام ہوجاے

ہمارے خانۂ دل سے اگر نکلے کوئی حسرت
تو فرط غم سے پہلو مین عجب کہرام ہوجاے

کرے وہ آرزو ملنے کی اس شوخ ستمگر سے
جہان مین عمر کا جسکے بدا لب جام ہوجاے

تمھاری محفل عشرت ہی یا گردش زمانے کی
کسی کو کامیابی ہو کوئی ناکام ہوجاے

کسی پر وہ نشین پر اسطرح مرنا نہین اچھا
کہ اپنی جان جاے اور کوئی بدنام ہوجاے

ملے ہمکو شب وصلت ولیکن کوشب فرقت
کبھی ایسی بھی یارب گردش ایام ہوجاے

بہت رہتی ہی صحبت زلف کو رخسار روشن سے
عجب کیا ہی یہ کافر داخل اسلام ہوجاے

بنائے اسلیے زلفونمین اس صیاد نے پھندے
کسی کا مرغ دل شاید اسیر دام ہوجاے

وہ اپنے حسن پر نازان ہین کیا پروا انھین اسکی

کوئی رسوا ہو صفدر یا کوئی بدنام ہو جائے

رباعیات

خلوت مین اُسے نہ انجمن مین دیکھا
صحرا مین نہ دیکھا نہ چمن مین دیکھا
دیکھا جو بغور رہمنے اُس یوسف کو
اپنے ہی حجاب پیرہن مین دیکھا

رباعی

فرقت مین کسے ہمسے کنارا نہوا
دل کو بھی کبھی ساتھ گوارا نہوا
اِس فتنہ عالم کو عبث لیتے ہو
کیا ہو گا کسی کا جب ہمارا نہوا

رباعی

دل پہلے تو عیش وصل سے شاد رہا
پھر فرقت دلدار مین برباد رہا
اب رہتے ہین اِسمین غم واندوہ والم
اُجڑا ابھی یہ کمبخت تو آباد رہا

رباعی

ان ظلم شعارون مین سراک قاتل تھا
دل دیکے بناہ چار دن مشکل تھا
صدمے سہے الفت مین مگر آہ نہ کی
یہ حوصلہ میرا تھا یہ میرا دل تھا

رباعی

غفلت مین گذر گئی جوانی افسوس
کچھ قدر شباب کی نہ جانی افسوس
وہ ولولے اب خزان پیری مین کہان
افسوس بہار زندگانی افسوس

رباعی

گلزار جہان کا کیا تماشا دیکھون | اشک شبنم کہ گل کا ہنسنا دیکھون
مثل گل رعنا ہین نظر مین شب و روز | دو روز کی ہی بہار کیا کیا دیکھون

رباعی

وہ لطف چمن وہ سیر گلزار کہان | وہ نغمہ وہ مے وہ بزم وہ یار کہان
پیری نے تمام کھو دیا حسن شباب | وہ ناز کہان وہ نازبردار کہان

رباعی

ہم خوب سمجھتے ہین تمھاری باتین | دکھلانے کی ہین فقط یہ ساری باتین
منظور رہی جلوہ لنترانی جسکو | اللہ رے تمھاری پیاری پیاری باتین

رباعی

جو لوگ گذر گئے انھین یاد کرین | یا الفت خوبان پریزاد کرین
ہر دم ہی ہجوم یاس و حسرت صفدر | فرصت اتنی کہان کہ دل شاد کرین

رباعی

جو مرتبہ درد و الم جانتے ہین | دنیا کی بقا کو کالعدم جانتے ہین
بیدرد کو درد کی کہان ہی لذت | جو ذائقہ اسمین ہی وہ ہم جانتے ہین

رباعی

اس رخ سے الٹے نقاب توبہ توبہ | وہ ہمسے ہون بے حجاب توبہ توبہ
یہ آہ و فغان یہ بیقراری ہی عبث | اے دل نہ کر اضطراب توبہ توبہ

رباعی

عالم کو جہان مین جستجو تیری ہی
ہر ایک کے دل کو آرزو تیری ہی
بتخانے مین ڈھونڈھتے ہین ہندو تجکو
کعبے مین تلاش چار سو تیری ہی

رباعی

گلزار مضامین وہ کھلے گل ہوجاے
فردوسی کی روح سنکے بلبل ہوجاے
وہ طبع رسا سے پڑھکے افسون پھونکون
محفل مین چراغ انوری گل ہوجاے

رباعی

اب ہم کو حسینون سے وہ الفت نرہی
وہ ظلم وستم سہنے کی طاقت نرہی
ہمراہ جوانی کے گئے جوش وخروش
وہ دل نہ رہا وہ اب طبیعت نرہی

رباعی

تھی خوے تواضع جو ہماری نہ گئی
منطور تھی جسکی پاسداری نہ گئی
کیسٹرون مین ملا عطر تو مٹی کا ملا
زینت مین بھی اپنے خاکساری نہ گئی

رباعی

روشن ہر تمہاری کج ادائی ہمسے
آئینہ صفت نہین صفائی ہم سے
آنکھون سے نہان ہوے تو دلسے اترے
منھ دیکھے کی ہی یہ آشنائی ہمسے

رباعی

قدرت تمھین وصل وہجر مین حاصل ہی
مجھ سے نہ ملو ملو تمھارا دل ہی

مجبور رہون مین غریب مختار رہو تم | آسان ہی تمھین سب مجھے سب مشکل ہی

رباعی

افسردہ ہی دل کمال اس گلشن سے | صرصر کی چلون مین چال اس گلشن سے
پھولون سے مجھے خاک ہوا امید وفا | بلبل ہوئی کیا نہال اس گلشن سے

رباعی

آخر ہوئی عمر عشق کرتے کرتے | بیدم ہوے دم بتون کا بھرتے بھرتے
معشوق وفادار نہ پایا صفدر | حسرت سی یہ حسرت رہی مرتے مرتے

رباعی

دنیا فانی ہی زندگانی فانی | یہ ساز طرب یہ کامرانی فانی
صفدر کبھی فال بھی جو ہمنے دیکھی | نکلا کلمہ یہی کہ فانی فانی

رباعی

اس عمر مین ہمنے اک زمانا دیکھا | گلزار جہان کا سب تماشا دیکھا
ہمت مین مروت مین سخا مین صفدر | نواب کو ہر وصف مین یکتا دیکھا

رباعی

مجلس مین جو سرکار کا جلوا ہی آج | در پردہ مرا نصیب چمکا ہی آج
اعزاز حضور نے بڑھایا صفدر | ذرہ ہی مہر قطرہ دریا ہی آج

رباعی

صفدر کی دعا ہی یا خدائے متعال | نواب سلامت رہین باجاہ وجلال
ہین شاہ ووزیر دونون مجلس مین شریک | دونون کے محب شاد ہون دشمن پامال

رباعی

مجلس مین دعاؤن کا یہی جوش رہے | لازم ہی کوئی زبان نہ خاموش رہے
صفدر کی ہی عرض حیدر صفدر سے | صحت نواب سے ہم آغوش رہے

مخمس برغزل خسرو علیہ الرحمۃ

الٰہی رحم دربا جیران ہین حور وپری | ابرو مین جوہر تیغ کے آنکھون مین ہی افسونگری
خورشید ماتھے سے مجل عارض سے ماہ ومشتری | ای چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آذری

ہر چند وصفت میکنم لیکن ازان بالاتری

ہر بات ہی جادو بھری دلکش ہر اک عشوہ گری | پریونکو عجز بے پری حورونکو ناز چاکری
گل کیا مقابل ہوسکین غنچے کرین کیا ہمسری | تو از پری چابکتری وز برگ گل نازکتری

وز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

معشوق عاشق ہین بہت جاری ہر سمت دوستی | رہتے ہین ہر سو ان ایکجا لیکن نہین جاتی دوئی
دنیا مین ہوتا ہی کہین اس درجہ بھی ربط دلی | من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی

تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

ای غیرت شمس وقمر تیرا سراپا دیکھکر | کہتے ہین سب اہل نظر دیکھا نہین ایسا بشر
کی جستجو شام وسحر عالم کو دیکھا سر بسر | ہرگز نیامد در نظر صورت زروبت خوبتر

شمسے ندانم یا قمر حورے ندانم یا پری

ہر دم تلاش حسن کی مین نے لیا اکدن نہ دم
پھرتا رہا مین عمر بھر دیکھا عرب چھانا عجم

خضر طریق عشق ہون ہر ملک ہی زیر قدم
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام

بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

آفاق مین مشہور ہی تیرا قلم حسن آفرین
کھینچین مین تونے کروڑون شکلین حسین و جبین

لیکن تری صنعت کا مین بے امتحان قائل نہین
صورتگر نقاش چین یا صورت یارم بہ بین

یا صورتے گش اینچنین یا ترک کن صورتگری

اُس فتنۂ آفاق سے اک روز صفدر نے کہا
اِک عاشق وارفتہ ہی مدت سے تیرا مبتلا

تا چند یہ جور و جفا ہی رحم بھی لازم ذرا
خسرو غریبست و گدا افتادہ در شہر شما

باشد کہ از بہر خدا سوئے غریبان بنگری

مخمس بر اشعار اساتذۂ فارس

ز نعیم خوان الفت مزہ چشیدہ باشی
ز ریاض غم بدامن گل داغ چیدہ باشی

ز زمین بسان سنبل ز الم طپیدہ باشی
دلم از فراق خون شد تو فراق دیدہ باشی

بر ہت غبار گشتم ز صبا شنیدہ باشی

مرے بخت نے دکھایا مجھے رات کو یہ سامان
کہ کشادہ در تھا تیرا شب تار و ابر باران

جو ترے مکان مین پہونچا تو بر آئے دل کے ارمان
تو بخواب ناز بودی کہ من از رقیب پنہان

گفت پا تو بوسہ دادم ز حنا شنیدہ باشی

ترے ناز دربانہ کوئی میرے لیسے پوچھے — وہ نئی نئی ادائین وہ نئے نئے کرشمے
مرا دل ہی جانتا ہی جو مزے اٹھائے مین نے — مہ من بدور مستی بسرت قسم کہ روزے

زتو دیدہ ام ادائے کہ تو ہم ندیدہ باشے

ہوئی بحث عاشقونمین بہم ایک دوسرے سے — تو ہر اک کو تھا یہ دعوی کہ ہمین نے ناز دیکھے
کہا ہنسکے آرسی نے یہ غلط ہین سب کے دعوے — مہ من بدور چشمت بسرت قسم کہ روزے

زتو دیدہ ام ادائے کہ تو ہم ندیدہ باشی

نہ وہ نشے کی ترنگین نہ وہ میکشی کے جلسے — نہ وہ بھولی بھولی باتین نہ وہ پیار پیار عمزے
سبب ملال کیا ہی جو خموش ہو کچھ ایسے — نہ تبسمی نہ رمزے نہ حکایتے نہ حرفے

زتو زبان بریدہ ناصح سخنی شنیدہ باشی

دل غمزدہ مین اپنے جو ہی بوے غمگساری — وہ کہان شمیم گل مین صفت وفا شعاری
بخدا ہی خستم اسپرہ درسم جان نثاری — دل من بگیر و بو کن تو اگر دماغ داری

گل باغ آشنائی بہ ازین نہ چیدہ باشی

غم و درد و رنج و ارمان گئے عمر بھر نہ دیسے — جو قضا قریب آئی تو نصیب خفتہ جاگے
کیے خوب چشم دیسے دم واپسین نظارے — بچہ ناز رفتہ باشد ز جہان نیاز مندے

کہ بوقت جان سپردن بسرش رسیدہ باشی

وہ عجب مزے کے دن تھے کہ خوشی تھی مجکو ہر دم — نہ خیال ہجر جانان نہ کسی کا تھا مجھے غم
بڑھی ایسی بدگمانی کہ ہوا ہی اب یہ عالم — دل ہر گرا بہ نیم بہ طپش چو خود بدانم

برسی

برہت گذشتہ باشد تو نیاز دیدہ باشی

بخدا کہ آئے اُسدم مجھے قدر جان نثاراں — جو ہماری طرح تو بھی ہو کسی پہ دل سے قربان
وہ خوشی سے مسکرائے تجھے دیکھلے جو گریاں — زجفائے عشقبازان شوی آنزمان پشیمان

کہ تو ہم زجور خوبان ستمی کشیدہ باشی

تری بیقراریون سے مین ہوا ہون سخت عاری — کبھی نالۂ سحر ہی کبھی شب کو اشکباری
نہ کسی سے ہمدمی ہی نہ کسی سے دوستداری — بفراق آہ وزاری بوصال بیقراری

بہ کجا بریم ایدل کہ تو آرمیدہ باشی

عجب آرزو کدہ ہی یہ جہان رنج و راحت — کوئی مبتلائے غم ہی کوئی صرف عیش و عشرت
کوئی راغب توکل کوئی خواستگار نعمت — منم و ہمین تمنا کہ بہ خلوت وصالت

برخ تو دیدہ باشم تو درون دیدہ باشی

وہ جفا شعار اکدن مجھے ملگیا جو تنہا — کہا مین نے درد دل ہی مرا قابل مداوا
تو یہ حال سُنکے صفدر نہ بُرا کہا نہ اچھا — بجراحت دل ما نمکی فشاند و گفتا

کہ تو ہم زخوان وصلم قدحی کشیدہ باشی

سلام

سلامی وصف لکھنا چاہیے سبطِ پیمبر کا — قلم ہو شاخ طوبیٰ کا ورق مہر منور کا
شہ مظلوم کو غم تھا نہ اکبر کا نہ اصغر کا — لب معجز نما پر ذکر تھا اللہ اکبر کا
یہ فرماتے تھے شاہِ تشنہ لب شوق شہادت مین — گلا مشتاق ہی آبِ دم شمشیر و خنجر کا

گرے گھوڑے سے جب مجروح ہوکر سید والا
زمین تھرائی برپا ہوگیا ہنگامہ محشر کا

تلاطم تھا رجز خوانی عباس دلاور سے
ہلاتا تھا زمین کربلا نعرہ غضنفر کا

دل شبیر مین دو زخم تھے ناسور سے بڑھکر
کبھی فرزند کا غم تھا کبھی صدمہ برادر کا

پسیجا دل نہ قاتل کا حرم کی آہ وزاری سے
پگھلتا موم کی صورت جگر ہوتا جو پتھر کا

نثار شاہ دین ہوکر لڑے کس کس شجاعت سے
فسانہ رہگیا عالم مین عباس دلاور کا

گلوے شاہ دین تھا بوسہ گاہ احمد مرسل
اُسے خنجر سے کاٹا حوصلہ دیکھو ستمگر کا

کہا زینب سے شہ نے عازم گلزار جنت ہون
مثال بوے گل اس باغ مین وقفہ ہے دم بھر کا

نظر شام دسحر ہے پنجتن کی دستگیری پر
نہین کونین مین کوئی وسیلہ اور صفدر کا

سلامی دہر مین شہرہ ہے اب تک حسن اکبر کا
رہیگا تا قیامت ذکر ہمشکل پیمبر کا

دکھایا دل دل آزارون نے پیغمبر کے دلبر کا
چڑھایا سرسر نیزہ ستمگارون نے سرور کا

نظر آیا جو رخ نورین مین رخ پر نور اکبر کا
گمان اعدا کو ہالے مین ہوا ماہ منور کا

شہید کربلا کا غم جو پہونچا چرخ چارم تک
اُداسی چھاگئی رنگ اُڑگیا سلطان خاور کا

ہزارون اشقیا آمادۂ ایذا رسائی ہین
نہ پہچانا کسی نے مرتبہ سبط پیمبر کا

علم لیکر کہا عباس غازی نے خوشا قسمت
ملا حمزہ کا منصب ہاتھ آیا رتبہ حیدر کا

تصور کیجیے اہل عزا وہ دشت غربت مین
تڑپ کر جان دینا شاہ کے ہاتھون پہ اصغر کا

وہ ضعف تن لاغر گل رخسار پژمردہ
عجب نقشہ ہوا تھا عابد بیمار و مضطر کا

ثنائے شاہ یزدان کیا کسی سے ہو سکے صفدر
خدائے دو جہان واقف ہی جو رتبہ ہی حیدر کا

بحر ائی پیش حق ہی یہ رتبا حسین کا
روضہ ہی تاج عرش معلی حسین کا

موسی سے بڑھ کے کیون نہو رتبا حسین کا
ہر نقش پا ہو جب ید بیضا حسین کا

الیاس خضر دونون مین پڑھین مدح خوان
دم بھرتے ہین فلک پہ مسیحا حسین کا

مشہور ہی جہان مین جو محبوب کردگار
سو جان سے تھا عاشق شیدا حسین کا

ذرہ انھین کے فیض سے ہوتا ہی آفتاب
ظل خدائے پاک ہی سایا حسین کا

بھائی بھتیجے بھانجے سب ہو گئے شہید
خشکی مین ہی تباہ سفینا حسین کا

مقتل مین لاکھ طرح کے صدمے سہے مگر
راہ رضا سے پانون نہ سرکا حسین کا

فوج شقی یزید کا دم بھرتی تھی ادھر
نعرہ تھا اہل دین مین ادھر یا حسین کا

فرزند فاطمہ تھا پیمبر کا جانشین
رتبہ ستمگرون نے نہ جانا حسین کا

قدسی فلک پہ روتے ہین حورین بہشت مین
ماتم کہان کہان نہین برپا حسین کا

صفدر نہین ہی شبہہ کچھ اسکی نجات مین
محشر کے دن ہی جسکو وسیلا حسین کا

بحر ائی خاک و خون مین ہی لاشا حسین کا
سر نیزے ہین کاٹ کے اعدا حسین کا

بازو ہین پیچھے رسن سے بندھے ہوے
اونٹون پہ سر برہنہ ہی کنبا حسین کا

وہ بیکسی وہ یاس وہ حسرت وہ زخم تن
وہ تشنگی وہ دھوپ مین چلنا حسین کا

وہ تیغ آبدار وہ حلقوم نازنین
وہ پائے نحس شمر وہ سینا حسین کا

اک دن یہ ہو کہ جسم مبارک ہو خاک پر
کوئی نہین ہو پوچھنے والا حسین کا

اک دن وہ تھا کہ آکے گلستان خلد سے
روح الامین جھولا تے تھے جھولا حسین کا

اٹھا یہ شور گھوڑے سے عباس جب گرے
مارا گیا فرات پہ سقا حسین کا

حیدر برہنہ سر ہین گریبان نبی کا چاک
لیلے کے نام روتی ہو زہرا حسین کا

صفدر کسی سے کام نہین کوئی کچھ کہے
سو جان سے ہون عاشق شیدا حسین کا

نبی کے دل مین بے حب علی گھر ہو نہین سکتا
سلامی گھر مین داخل کوئی بے در ہو نہین سکتا

زمانے مین کوئی حیدر کا ہمسر ہو نہین سکتا
چمک کر ذرہ خورشید منور ہو نہین سکتا

فضیلت مین علی کے نکتہ چین ہو کوئی کیا قدرت
کلام اللہ مین دخل سخنور ہو نہین سکتا

علی ممتاز ہین بے شبہہ گلزار پیمبر مین
شجر سب ہین مگر کوئی صنوبر ہو نہین سکتا

کرے کیا فرق کوئی رتبہ شبیر و شبر کا
دو نیمہ بے پر جبریل گوہر ہو نہین سکتا

کہا حضرت نے فوج شام سے ہم کیا مکدر ہون
غبار آلودہ روے ماہ انور ہو نہین سکتا

پکارا شمر اے عباس تم بھی ابن حیدر ہو
شرف بھائی کا کچھ بھائی سے کمتر ہو نہین سکتا

خفا ہو کر کہا غازی نے کیا بکتا ہو او ناری
کبھی قطرہ سمندر کے برابر ہو نہین سکتا

بمت ساحل پہ شور شر یون نے کی کہا آکر
یہان خیمہ تو اے سبط پیمبر ہو نہین سکتا

کہا حضرت نے ہو مختار رو کو گھاٹ دریا کے
لعینون فرق لیکن تم سے کو ثر ہو نہین سکتا

جو آئے رن مین اکبر بڑھکے ابن سعد چلایا — مقابل اس سے کیا کوئی دلاور ہو نہین سکتا
کہا سب نے ثنا مین کسطرح تصویر پیغمبر — کہ امت مین ہین ہم خون پیمبر ہو نہین سکتا
پھرے سمجھا کے اعدا کو کہا عباس نے شہ سے — بڑے یہ سنگدل ہین موم پتھر ہو نہین سکتا
کہا زینب سے شہ نے گھر لٹے یا سر کٹے میرا — قدم تسلیم کے جادے سے باہر ہو نہین سکتا
سر شبیر نیزے پر تھا یہ اعجاز ظاہر تھا — کٹے سر سے کبھی قرآن ازبر ہو نہین سکتا
دیے رد شاہ بیتابانہ اک نیزے کبھی لاشے پر — کسی سے صبر یہ اصغر اکبر ہو نہین سکتا
کہا شہ نے تمھین عباس دین انکی ضیا کیونکر — اُلٹتا ہی جگر صبر اسی پر ہو نہین سکتا
گلا جب کاٹتا تھا شاہ کا یہ شمر کہتا تھا — یہ خشکی ہو رواں تیری سے خنجر ہو نہین سکتا
گلے کی بھی صدا اسدم تو تھوڑا سا پلا پانی — سلوک اتنا بھی تجھ سے اے ستمگر ہو نہین سکتا
لکھا صغرا نے اکبر کو نہ جینے ہجر مین دم بھر — کروں کیا بے اجل وعدہ برابر ہو نہین سکتا
چلے اُدہان دو دن کی رخصت لیکے بابا سے — بہن واری یہ کیا تمسے برادر ہو نہین سکتا
کہا عابد نے نعش شہ پہ دون غسل و کفن کیونکر — رہا قید مخالف سے مین لاغر ہو نہین سکتا
گلے مین طوق جو بھاری ہی یہ بار گران انکو — خجالت کے سبب اونچا مرا سر ہو نہین سکتا
کوئی آشنا نہ تھا جو حاکم فاسق کو سمجھاتا — ترا محکوم فرزند پیمبر ہو نہین سکتا

غم شہ مین مین گریان دشمن گریان ملک صفدر
رقم اُنسے مرے عصیان کا دفتر ہو نہین سکتا

رطب اللسان مدح شہ نامدار مین — مضمون تر بپ ہے ہین دل بیقرار مین

بیٹون کا داغ بھائی کا غم حرم کی فکر
کیا کیا الم تھے شہ کے دل داغدار مین

مرنے چلا ہی شاہ کا فرزند نوجوان
گنتا ہی سر وہ باغ تمنا بہار مین

تعریف کیا ہو اکبر یوسف جمال کی
پھولا نہ تھا ایک گل چمن روزگار مین

عباس کا نہ مثل نہ اکبر کا تھا نظیر
یہ فرد سیکڑون مین وہ یکتا ہزار مین

کھینچی امام دین نے جو صمصام حیدری
ہلچل پڑی سپاہ ضلالت شعار مین

اصدری صفائی دست شہ زمان
سو سو کے سر اڑا دیے ایک ایک وار مین

دم بیکے مثل برق صفون سے گذر گئے
جوہر ہوے قضا کے عیان ذوالفقار مین

کہتے تھے شاہ وعدۂ طفلی وفا کرون
یارب نہ آئے فرق مرے اعتبار مین

عرضی مین لکھا فاطمہ صغرا نے شاہ کو
کب تک گنون فراق کے دن انتظار مین

چادر ملک نصیب نہ تھی اہل بیت کو
بیبیون کے منھ چھپاتی تھی سر پر غبار مین

ہو تخت پر یزید لگن مین سر حسین
کیا دخل ہی مشیت پروردگار مین

صفدر عنایت شہ عالی جناب سے
حسن قبول ہی سخن خاکسار مین

آئی خزان ریاض نبی پر بہار مین
کیا کیا ستم ہوے چمن روزگار مین

ہنگام رزم چہرہ روشن حضور کا
تابان تھا مثل نیر اعظم غبار مین

جانبازیان دکھاتے تھے مولا کے جان نثار
جاتا نہ تھا مثل شیر ہراک کارزار مین

یون غازیون سے درہم و برہم تھی فوج شام
طوفان سے جسطرح ہو تلاطم بحار مین

کیا کیا لڑے امام زمن کے رفیق و یار
گرمی مین بھوک پیاس مین نصف النہار مین

فرمایا شہ نے صبر مناسب ہی ای بہن
چارہ نہین ہی قدرت پروردگار مین

آنسو بہا کے زینب مضطر نے عرض کی
مجبور ہون کہ دل ہی نہین اختیار مین

کہتے تھے شاہ دل کو قرار آئے کس طرح
ضیغم تڑپ رہا ہی ہمارا کچھار مین

پانی ملا نہ اصغر ناشاد کام کو
کانٹے تھے پیاس سے دہن شیر خوار مین

پہونچے جو ملک شام مین مظلوم کربلا
تھی قتل شہ کی عید صغار و کبار مین

کس بیکسی سے کہتے تھے رو رو کے اہل بیت
لایا ہی دور چرخ ہمین کس دیار مین

زینب پچھاڑین کھاتی تھی بھائی کی لاش پر
بیتاب و بیقرار تھی زہرا مزار مین

یارب یہ آرزو ہی کہ صفدر ہو روز حشر
ظل حمایت شہ والا تبار مین

بچرکی شہ نے کہا سب سے گئے جانیوالے
اک فقط رہ گئے ہم داغ اٹھانیوالے

شامی و رومی و کوفی و عراقی و عرب
ایک مظلوم کے تھے لاکھ ستانیوالے

بھوکے پیاسے ہوے کس شوق سے جا جا کے شہید
سر رہ خالق اکبر مین کٹانیوالے

عمر سعد سے عباس دلاور نے کہا
او دل سبط پیمبر کے دکھانیوالے

حیف ہی نہر سے سیراب ہو سب خلق خدا
تشنہ ہون ساغر کوثر کے پلانیوالے

ایک اک وار مین چور نگ کیا دشمن کو
کیسے کیسے لڑے حیدر کے گھرانے والے

حر جو لشکر سے چلا ہاتف غیبی نے کہا
دیکھو یون جاتے ہین فردوس کے جانیوالے

آتش قہر الٰہی سے بچین گے کیونکر | خیمۂ آل محمدؐ کے جلانیوالے
شمر بیدرد سے کہتی تھی سکینہ رو کر | رحم لازم ہی یتیمون کے ستانیوالے
نہ پدر ہی نہ برادر ہی نہ عمو سر پر | گئے دنیا سے مرے ناز اٹھانیوالے
شافع حشر کو دکھلائینگے کیا رو سیاہ | شمع قندیل امامت کے بجھانیوالے
واہ نیرنگ فلک قتل حسین یون شہ دہن | لب اعجاز سے مردون کے جلانیوالے

شامل حال اگر فضل خدا ہی صفدر
ہم بھی ہین روضۂ شبیر پہ جانیوالے

مجرئی میدان ابن بوتراب آنیکو ہی | اوج پر برج شرف کا آفتاب آنیکو ہی
اے غزالان ادب سے اب سنبھل بیٹھو ذرا | بزم مین ذکر شہ عالیجناب آنیکو ہی
آج ملک شام مین ہی صبح محشر آشکار | زینب ناشاد مضطر بے نقاب آنیکو ہی
اشقیا کہتے تھے ہمشکل نبی کو دیکھکر | اس حسین نوجوان پر اب شباب آنیکو ہی
کربلا مین زلزلہ ہی کانپتی ہی فوج شام | کیا علمدار شہ گردون رکاب آنیکو ہی
کہتی تھی ہر غنچہ پھر کہتی ہر جوشیم انتظار | کربلا سے میری عرضی کا جواب آنیکو ہی
حر نے ابتدا سے کہا سید پہ یہ جور و ستم | ظالمو اللہ کا تم پر عتاب آنیکو ہی
کہتے تھے قدسی کہ آنکھین بند کرلو قدسیو | سر برہنہ زینب عصمت مآب آنیکو ہی
سید مظلوم پر کیا کیا کیے ظلم و ستم | یہ نہ سمجھے بے خبر روز حساب آنیکو ہی
شاہ کہتے تھے برہنہ سر پھرینگے اہل بیت | ایک دن یہ بھی جہانمین انقلاب آنیکو ہی

فرط غم سے اب نہین تاب رقم صفدر خموش
کشت دل پر رنج و ماتم کا سحاب آنیکو ہی

سلامی مدح لکھنا چاہیے قدسی خصالونکی
طبیعت بزم مین مشتاق ہی نازک خیالونکی

مجنونکو عجب رتبہ ملا آنسو بہانے سے
جگہ ہی فاطمہ زہرا کے دامین رونے والونکی

چلے ہین جان دینے اکبر و قاسم جوانی مین
خزان ہی عین فصل گل مین شہ کے نونہالونکی

علی اکبر کا وہ حسن جوانی وہ رخ روشن
وہ گیسو خم بخم وہ شان گھونگھر والے بالونکی

رفیقان شہ والا لڑے کس کس شجاعت سے
جہانمین حشر تک شہرت رہیگی مرنے والونکی

وہ چشم نرگسی پامال ہوئین ظلم اعدا سے
تصدق جن پہ تھیں سو جان سے آنکھین غزالونکی

پڑے تھے چار سو قتل مین بے گور و کفن لاشے
ملی تھین خاک و خون مین صورتین یوسف جمالونکی

شہ مظلوم جب لائے علی اصغر کو میدان مین
عجب صورت ہوئی گورے گورے گالونکی

جوانان حسینی دفتر جرأت مین یکتا تھے
مثال آں فاق مین کی نہین ایسے بہادرونکی

وفور ناتوانی ضعف بیتابی پریشانی
عجب حالت ہوئی تھی تشنگی سے خشک حلقونکی

خیام شاہ مین برپا تھا اک ہنگامۂ محشر
وہ فریاد حرم وہ بیقراری خرد سالونکی

اسیران ستم زندان مین جب فریاد کرتے تھے
ملا دیتی تھی خوش کہ یا آواز نالونکی

زمین کیسی ہی مشکل ہو دکھا دیتی ہی رنگ اپنا
زبان رکتی نہین صفدر کبھی صاحب کمالونکی

گلشن عالم مین جب آئے ہین جانیکے لیے
چار دن ہی ہے ہوا باغ لگانے کے لیے

چاہیے ذکر شہ والا رُلانے کے لیے
منتظر ہین سامعین آنسو بہانیکے لیے

جس جگہ ہوتا ہی وصف بادشاہ کربلا
آتے ہین قدسی وہان آنکھین بچھانیکے لیے

حق تو یہ ہی امتحان صبر شہ منظور تھا
سب غم و رنج و الم تھے آزمانیکے لیے

غازیون کے دل مین تھی کیا کیا شہادت کی امنگ
جاتے تھے کس کس خوشی سے سر کٹانیکے لیے

خوش ہوے اکبر دم آخر پدر کو دیکھکر
برگ گل سے ہلگئے لب مسکرانیکے لیے

جانشین ساقی کوثر پہ پانی بند تھا
اور اُدھر آب رواں تھا اک زمانیکے لیے

اک ذرا انصاف سے بہر خدا فرمایئے
تھا گلوے اصغر نادان نشانیکے لیے

غازیان فوج دین کہتے تھے کچھ پروا نہین
سر کٹانیکے لیے ہی جان جانیکے لیے

قید کی تکلیف بھالے کا الم بیٹون کا غم
ای فلک زینب تھی یہ صدمے اُٹھانیکے لیے

بیکسی شاہ پر روتا تھا ابر نوبہار
آتی تھی مقتل مین صرصر خاک اُڑانیکے لیے

ہنستے تھے ظالم تو رو دیتے تھے سجاد حزین
اک بہانہ تھا اُنھین آنسو بہانیکے لیے

ہستی موہوم کا صفدر نہین کچھ اعتبار
ہی یہ نقش عالم فانی مٹانے کے لیے

شاہ نے چھوڑا مدینہ غم اُٹھانیکے لیے
کربلا مین آئے تھے جنگل بسانے کے لیے

قبلۂ کونین نے کیا کیا سہے رنج و الم
کارہاے امت عاصی بنانے کے لیے

آنکھ روتی ہے کو زبان ہی بہر مدح نبیستن
دل ولا کے واسطے سر آستانیکے لیے

کس خوشی سے آئے تھے مقتلمین غازی سر بکف
راہ حق مین نقد جان دل مٹانیکے لیے

اکبر و عباس کیا کیا جرأتین دکھلا گئے
رہ گئے نام و نشان باقی فسانے کے لیے

عابد بیمار روئے دیکھکر سوے فلک
بیڑیان لائے ستمگر جب نچانیکے لیے

تھے ہزار دن صدمہ و غم ایک جان زار پر
سیکڑون بیرحم تھے اکدل دکھانیکے لیے

شاہ بیکس نے اٹھایا صدمۂ بے انتہا
ہم گنہگارونکے عصیان بخشوانیکے لیے

سیر عالم کر چکے صفدر چلو سوے عدم
قافلہ تیار ہو دنیا سے جانے کے لیے

اُس شہ خاص و عام پر مجرا بھی ہو سلام بھی
جو ہو امام دو جہان ہادی خاص و عام بھی

شاہ پہ جو فدا ہوئے انکو عجب نصیب تھے
باغ جنان بھی بلگیا رہ گیا انکا نام بھی

تھوڑے دنون مین رو سیاہ ہو گئے غارت دتبا
شمر بھی ابن سعد بھی فوج بھی میر شام بھی

ظلم کی انتہا نہ تھی ایک جسد کیواسطے
تیر بھی تھے کمان بھی نیزے بھی تھے حسام بھی

قاسم نامراد کو بیاہ کی کیا خوشی ہوئی
شادی کے اہتمام مین موت کا تھا پیام بھی

ہوتے تھے غازیان دین راہ خدا مین جو فدا
آتی تھی خلد کی ہوا لاتی تھی حور و جام بھی

صبر کی انتہا نہ تھی شکر خدا تھا ہر گھڑی
بند تھا تین روز سے آب بھی اور طعام بھی

حرص جہان کا ہو برا سیکڑونکو پھنسا دیا
دشمن دین کے پاس تھا دانہ بھی اور دام بھی

مر چکے جب رفیق و یار شہ کا عجب حال تھا
آنکھو نمین اشک لب پہ آہ یاس کے تھے کلام بھی

دشت بلا کو دیکھکر بھائی سے شاہ نے کہا
یہ وہ زمین ہے جس جگہ کوچ بھی ہے مقام بھی

خاک مین آہ ملگیا اکبر نوجوان کا حسن
عارض تابناک بھی گیسوے مشکفام بھی

لشکر شام سے کہا سبط نبی نے حیف ہے — قتل بھی کرتے ہو مجھے جانتے ہو امام بھی
دشت بلا سے شام تک جائے پھنکے بیڑیان — چل نہ سکے جوانوان ضعف سے چند گام بھی
اہل حرم جو سر بسر ہوتے تھے غم سے نوحہ گر — روتے تھے انکے حال پر کرنی بھی اہل شام بھی
کہتے تھے یہ امام دین رنج والم کی حد نہین — تن سے جدا ہو سر کہین قصہ ہو یہ تمام بھی
ماتم شاہ انس و جان ارض و سما مین ہے عیان — جن و ملک ہین نوحہ خوان روتے ہین خاص و عام بھی

صفدر مدح خوان تراب یہ امید وار ہے
فرد مین ذاکر دل کے ہو نام بھی اور کلام بھی

ہے مجرئی حسین کی کیا بارگاہ ہے — جس مین گدا کو مرتبۂ بادشاہ ہے
حیران ہون منھ دکھائیگا محشر مین کیا یزید — خون حسین خون رسالت پناہ ہے
اٹھا ہے کربلا مین یہ طوفان ظلم و جور — خشکی مین اہل بیت کی کشتی تباہ ہے
گھیرا ہے آکے شام کے لشکر نے شاہ کو — ہالہ ہے گرد بیچ مین زہرا کا ماہ ہے
جاتا ہے ایک ایک ادھر سے رفیق شاہ — بلوہ ادھر ہے فوج کا بیحد سپاہ ہے
اکبر کو دین امام کہ عباس کو رضا — بازو کا ہے یہ زور وہ نور نگاہ ہے
کس کس خوشی سے کرتے ہین مولا پہ سر نثار — میدان قتل غازیونکو عید گاہ ہے
خویش و رفیق جتنے تھے سب قتل ہو چکے — تنہا امام رہگئے اور قتل گاہ ہے
میدان مین شادیانے بجاتے ہین اہل کین — انکی زبان پہ اشہدان لا الہ ہے
دکھلا کے کتنے مین علی اصغر کو شاہ دین — شش ماہہ شیر خوار ہے اور بیگناہ ہے

اس چھوٹے بیمان سے نہ پانی کرو عزیز
پیاسا ہی تین روز سے حالت تباہ ہی

لڑکر گرے ہین شاہ جو گھوڑے سے خاک پر
آمادہ قتل کرنے پر ہر کینہ خواہ ہی

رو رو کے اہل بیت یہ کہتے تھے شمر سے
ق خوف خدا بھی کچھ تجھے اور دسیاہ ہی

خنجر کے رگڑے دیتا ہی جس حلق خشک پر
ای بیحیا رسول کی یہ بوسہ گاہ ہی

ظالم ہی جسکے سینۂ زخمی پہ تو سوار
یہ شہسوار دوش رسالت پناہ ہی

آخر شہید ہو گئے وہ شاہ تشنہ کام
غارت کو سوے خیمہ روانہ سپاہ ہی

اونٹون پہ سر برہنہ ہین سب بیبیان سوار
نوک سنان پہ فرق شہ دین پناہ ہی

گریان ملک فلک پہ لرزتا ہی آسمان
آندھی سیاہ چلتی ہی عالم تباہ ہی

جاتے ہین ملک شام کو سجاد اسطرح
تن پر نہ پیرہن ہی نہ سر پر کلاہ ہی

شدت ہی تپ کی پانو مین بیڑی گلے مین طوق
بیمار ہی ضعیف ہی حالت تباہ ہی

لیکن ہی ہر قدم پہ یہ زنجیر کی صدا
حقا یہی تو بخشش امت کی راہ ہی

صفدر چلو حسین کے روضہ پہ ہند سے
سب کچھ وہان ملیگا بڑی بارگاہ ہی

ای مجرئی جو بیت ہی اپنے سلام کی
منفتاح ہی وہ روضۂ دار السلام کی

دل جانتا ہی قدر کلام امام کی
ہر بات ہی حدیث رسول انام کی

ہر وقت یاد آئی جو غربت امام کی
ہر صبح ہمنے رو کے محرم مین شام کی

کوثر کا جام ساقی کوثر سے پائیگا
رکھتا ہی جو سبیل شہیدون کے نام کی

حضرت برائے بخشش امت ہوئے شہید — واجب ہر سب پہ تعزیہ داری امام کی
بزم عزائے شاہ کا الدرے مرتبہ — سرمہ ہر چشم حور کا خاک اس مقام کی
حورین بھی رونے آئی ہین غلمان بھی شاہ کو — کچھ کم نہین بہشت سے مجلس امام کی
سر نک دیا نہ بیعت فاسق قبول کی — کیا شان ہر حسین علیہ السلام کی
آئی ہر کربلا سے اگر تو ذرا ٹھہر — بو تجھ مین ای نسیم ہر خون امام کی
نوحہ کرین حسین پہ رولین غریب کو — غربت ہر پیش چشم نہین اس مقام کی
اصغر کے غم مین روتی تھی بانو یہ کہکے مین — کم عمر تم گئے ہوئی تاثیر نام کی
فرمایا شاہ دین نے جو اکبر ہوئے شہید — تصویر آج مٹ گئی خیر الانام کی
ہر قتل شاہ ترجمہ ذبح عظیم کا — تفسیر کی جری نے خدا کے کلام کی
ہر بزم غم مین مہدی ہادی کا ہے نزول — تسبیح مین ضرور ہر شرکت امام کی
کہتے تھے حر کی لاش کو یون دیکھکر ملک — تقدیر کیسی لڑ گئی اس تشنہ کام کی
زخم گلو پہ باندھ کے رومال فاطمہ — آقا نے کیا بڑھائی ہر غربت غلام کی
حقا حسین پر ہر شہادت کا ختمہ — جیسے نبی پہ حق نے نبوت تمام کی
کہتے تھے شاہ پیاس کا کچھ غم نہین ہمین — لذت ابھی سے لب پہ ہر کوثر کے جام کی
چشم عدو سے کیسے اٹھے پردہ حیا — جھیلے ردائین غربت خیر الانام کی
بچون کو گود مین لیے پھرتے تھے اہلبیت — جلتی تھین چار سمت قناتین خیام کی
دشت بلا مین لاشے شہیدون کے کانپ اٹھے — مرثیہ سنکے زینب ناشاد کام کی

شہ نے کہا مین مصحف ناطق کا ہون پسر
بولے عدو کہ اسمین جگہ کیسا کلام کی

میدان حشر تھا شب عاشور دشت ظلم
تا صبح اتنی جمع ہوئی فوج شام کی

لشکر مین شاہ دین کے بہتر جوان تھے کل
اُس سمت انتہا تھی نہ کچھ اثر دحام کی

کہتے تھے شاہ پانی دو اصغر کو ظالمو
جاری ہی نہر کیا ہی بسات ایک جام کی

حر نے یہ ہاتھ باندھ کے حضرت سے عرض کی
یا شاہ دین قبول ہو توبہ غلام کی

عفو و غفور شہ نے کیا واہ رے کرم
بھولی دعائے بخشش امت نہ شاہ کو

نیزون پہ سر شہیدون کے اونچے پہ اہلبیت
اسدم کہ تھی زبانکو نہ طاقت کلام کی

کپڑے بدلکے آئین تماشے کو مرد و زن
غل تھا کہ آج فتح ہوئی میر شام کی

دربار مین یزید سے یہ شمر نے کہا
ہی عید قتل سبط رسول انام کی

جن چنکے مارے ہمنے رفیقان شاہ دین
سونے سے ڈھال آج دو بھرے غلام کی

دست و گلو ہین جنکے رسن سے بندھے ہوے
دن رہگیا تھا کچھ کہ لڑائی تمام کی

سر ننگے ہی جو سامنے تیرے کھڑی ہوئی
عترت یہی ہی بادشہ تشنہ کام کی

لکھا ہی لٹ کے آئے جو یثرب ہین اہلبیت
زینب یہی نواسی ہی خیر الانام کی

فریاد کی جو بیوون نے سر کھول کھول کر
فریاد تھی ہر ایک طرف و امام کی

صفدر جو سر پہ حشر مین عترت کا سایہ ہی
ہلنے لگی ضریح رسول انام کی

سلام اُس پہ عبادتین رہا مصروف جو دل سے
دہشت نہین ہی گرمی روز قیام کی

خبر تھی سجدہ حق مین تیغ خنجر سے نہ قاتل

ستم اعدا کا شہ کی بیکسی مشہور ہی اب تک
ہوا ہی حق بھی پوشیدہ کہین عالم مین باطل سے

جو پہونچے کربلا مین شاہ زینب نے کہا رو کر
نہایت بیقراری دل کو ہی اس سخت منزل سے

کہا شہ نے سفر ہی ختم اب یان سے نہ جائینگے
کٹینگے سر اسی مقتل مین سب کے تیغ قاتل سے

نکلتا تھا ادھر ایک ایک غازی لشکر شہ سے
اُدھر لاکھون تھے لیکن بھاگ جاتے تھے مقابل سے

نہایت شاہ کو صدمہ ہوا مرنے سے اکبر کے
جوان بیٹے کا پوچھے داغ کوئی باپ کے دل سے

بدن مجروح آنکھین اندھیرا بھوک کی شدت
اُٹھائی لاش اکبر ضعف مین حضرت نے مشکل سے

کہا شہ نے کہان ہی فاطمہ نانا نہی میرا
نہین آگاہ کیا اے قوم تم میرے فضائل سے

ذرا سوچو تو دل مین کیا جواب اسوقت تم دوگے
کرونگا حشر مین فریاد جب مین رب عادل سے

ہزارون زخم تن پر اور شہ دو روز کے پیاسے
اذیت پیاس کی اے منصفو پوچھو تو بسمل سے

لعینون نے ستم کیا کیا کیے سجاد بیکس پر
جگر ٹکڑا ہی کوئی بیمار کو طوق و سلاسل سے

لہو جو راہ مین عابد کے چھالون سے ٹپکتا تھا
بیابان تک تھا فریادی زبان حال منزل سے

شہیدون کے جو سر گرد سر شہ تھے سنانون پر
سنا روون سے یہ بہتر تھے وہ بڑھکر ماہ کامل سے

کہا اہل حرم نے جب یار شام مین پہونچے
کہان ہین وہ اُتارا کرتے تھے ہمکو جو محمل سے

طلب پانی کیا پیاسون پہ تیرون کی ہوئی بارش
عجب طرفان اُٹھا ظلم کا دریا کے ساحل سے

دیا پانی نہ اس فخر سلیمان کو لعینون نے
عزیز انگشتری جسکی پدر نے کی نہ سائل سے

سلام شاہ کیا موزون کیا ہی تو نے اے صفدر
جو منصف ہین کہینگے کم نہین ہی تو بھی مقبل سے

اگر مشکلکشا ہون حضرت مشکلکشا صفدر

تو ہو آسان سے آسان جو مشکل ہو مشکل سے

بحر جنگ کے میدان مین جو اکبر آئے
غل ہوا فوج عدو مین کہ پیمبر آئے

شہ نے فرمایا مرا فاتحہ دینا زینب
سر دپانی جو کہین تم کو میسر آئے

رو کے عنعرانے کہا پھر گئی قسمت کیسی
پھر کے شبیر نہ بھائی علی اکبر آئے

وہی صدا حرنے کہ کیون ای عمر سعد لعین
بھو کا پیاسا رہے مہمان جو تیرے گھر آئے

غل ہوا شام مین ناموس پیمبر ہین یہی
جب حرم اونٹون پہ بے مقنع وچادر آئے

لاش شبیر پہ ہر رات عزا داری کو
فاطمہ آئین علی آئے پیمبر آئے

یہی صفدر کی تمنائے دلی ہی یارب
آستان بوسی شبیر میسر آئے

قطعۂ تاریخ وفات برادرم صاحبزادہ محمد کلب حسن خان بہادر خلف غفران مآب جناب نواب محمد سعید خانصاحب بہادر جنت آرام گاہ

واہ ای چرخ ستم پیشہ ہی کیا دور ترا
کیسے ایجاد ستم روز کیا کرتا ہی تو

نظر آتے ہین عجب طرح کے تیرے حرکات
درد کے جسمین نکلتے ہین ہزارون پہلو

کون لالہ ہی نہین رنگ فنا کا جس مین
کونسا پھول ہی جسمین نہین مٹ جانے کی بو

اہل دنیا ہین جو مقتول تو دنیا متقتل
تہ شمشیر ہی گردن تہ خنجر ہی گلو

شام کو جلتی تھی جس بزم مین عشرت کی شراب
صبح دیکھا تو شکستہ نہ خم وجام وسبو

حال دولت کا جو دیکھو تو ہوا کا جھونکا
وقفۂ زیست کو پوچھو تو حباب لب جو

منفعل جنسے کہ ہی نرگس شہلائے چمن
انھین آنکھون سے جو دیکھو تو وہ روتے ہین لہو

کیا کہون حادثہ مجھپر جو پڑا ان روزون
کون تقصیر تھی میری جو ہوا چرخ عدو

حسن جان کلب حسن خان تھا جو بھائی میرا
چھٹ گیا مجھ سے بھی اسکی جوانی کی نمو

ہائے افسوس دی اسکو قضا نے مہلت
پردۂ خاک مین پوشیدہ ہوا آئینہ رو

جوش غم نے یہ کیا ہی مرے دلکو پانی
ضبط کرتا ہون مگر تھم نہین سکتے آنسو

عمر کیا تھی ابھی تیئیس برس کا سن تھا
لگا گئی کسکی نظر چل گیا کسکا جادو

دن یہ مرنیکے نہ تھے روٹھ گئے ہو مجھ سے
مین منا لاؤن مگر کچھ نہین چلتا قابو

نزع کے وقت یہ تاریخ کہی صفدر نے
آہ ای کلب حسن توڑ چلے تم بازو

۱۲۹۲

تاریخ مسند نشینی جناب نواب محمد کلب علیخان صاحب بہادر فرمانروائے رامپور

مسند پہ جو بیٹھا وہ مہ برج کمال
باعزت و شان وجاہ و اقبال و جلال

صفدر نے جلوس کی یہ تاریخ کہی
ہر ہفت ہوئی عروس صبح اقبال

قطعہ در تہنیت تشریف آوری نواب محمد کلب علی خان بہادر از سفر حجاز

۱۳۱۱

ازل کے روز سے جو لوگ ہین سعادتمند
وہی ہین حکم خدا اور رسول کے پابند

خیال جاہ و تجمل مین کب یہ رہتا ہی
کہ عیش مین ہو مشقت پے ثواب پسند

کرین جو دولت دنیا مین فکر دولت دین
کہان ہین ایسے جو انمر ذریر چرخ بلند

خدا تو تاج حکومت سے سرفراز کرے
جھکین یہ سجدہ مین محراب کعبہ کے مانند

یہ شرط عشق خدا ہی کہ دل سے محو رہے
خیال دولت و زر الفت زن فرزند

ہزار بعد مسافت ہو کھینچ لیجائے
کشش دکھائے اگر الفت خدا کی کمند

وہی ہی عشق ترقی ہو جسکو روز بروز
وہی ہی شوق جو ہر دم ہر ایک سے دہ چند

یہ حال حضرت نواب کا ہمارے ہی
سایہ شوکت و رفعت سکے آفتاب بلند

جناب کلب علیخان بہادر ذیشان
کہ جسکے فیض کی کھاتے ہین بحر و کان سوگند

ہزار شغل جہانبانی و جہانداری
ہزار فکر نظام امور دو گزند

حصول حج و زیارت پہ بندھ گئی جو کمر
وہ قطب دین ہوے سیار مہر کے مانند

ندیم سب حکما ساتھ ہمنشین علما
بڑی تزک سے یکایک اٹھی عنان سمند

دیار ہند سے تا ملک شرب و بطحا
کہان کہان نہوئی اُنسے خلق فائدہ مند

لٹائے گنج یہ مکے مین اور مدینے مین
کہ مصطفٰے ہوے راضی خدا ہوا خرسند

طریق آمد و شد جب تلک رہا درپیش
درِ خزانۂ عالی ہوا نہ دم بھر بند

شریف کعبہ تو کیا سارے ساکنان حرم
اسیر ہوگئے دستِ سخا ہوا یہ بلند

اسی طرح سے مدینے مین بھی لٹائے گنج
تمام شہر مین باقی رہا نہ حاجتمند

ہوئی قبول زیارت یہ حج ہوا مقبول
کہ جد دین مین خدا اور رسول کو ہی پسند

کہان تلک کوئی نواب کی کرے تعریف
کہ ہر کمال مین ہین بیمثال و بے مانند

دعا کا وقت ہی صفدر خدا سے کر یہ دعا
کہ یا کریم تجھے اپنے دوست کی سوگند

بڑھے حیات ترقی ہو عمر و دولت کو
رہے ستارۂ اقبال مثل مہر بلند

قطعہ در تہنیت خلعت پوشی جناب نواب محمد مشتاق علیخان صاحب بہادر

حضور معلی کو خلعت مبارک ریاست مبارک حکومت مبارک
ندا ہاتف غیب کی آرہی ہی یہ شوکت یہ شروت یہ حشمت مبارک
یہی آجکل ہی ہر اک کی زبان پر مبارک سلامت سلامت مبارک
ملا قیصر ہند سے جاہ و منصب ترقی اقبال و دولت مبارک
پھرے فرق اقدس پہ چتر ہمایون قدم کو ہو تخت حکومت مبارک
تہمتن کی حاتم کی کسری کی صورت شجاعت سخاوت عدالت مبارک
یہ دن عید کے دن سے بھی ہی زیادہ ہوا خواہون کو یہ مسرت مبارک
اس ایوان مین ہر روز ہو جشن شاہی یہ سامان یہ جلسہ یہ صحبت مبارک
ہو اورنگ فرمانروائی کو شاہا قدم سے ترے زیب و زینت مبارک
رہے عمر بھر سکہ حکمرانی یہ طبل ریاست یہ رایت مبارک
رعایا رہے سایہ عاطفت مین محبون کو ہو عیش و عشرت مبارک
خوشی خرمی تہنیت دوستونکو جو دشمن ہون انکو خجالت مبارک
کسی کا شگفتہ ہو دل مثل غنچہ گل نو دمیدہ کی نگہت مبارک
خیابان عشرت مین لالے کی صورت کسی دل کو ہو داغ حسرت مبارک
رہے جام سے جبتلک نام جم کا ہو سرکار کو جشن عشرت مبارک
سکندر سے جبتک ہی آئینہ باقی ہو آفاق پر فتح و نصرت مبارک

رہین مہر و مہ جبتلک آسمان پر | مرے شاہ کو اوج رفعت مبارک
خداوند عالم سے صفدر دعا ہے | کہ نواب کو حشن صحبت مبارک
نہ چھوٹے کبھی دامن فیض ہم سے | شب و روز ہمکو اطاعت مبارک

قطعہ در تہنیت مسند نشینی اعلیٰ حضرت قدر قدرت جناب نواب محمد حامد علی خانصاحب بہادر دام ملکہم و اقبالہم

مرے نواب تجھپر خیر رحمت سایہ گستر ہو | عنایت ساقی کوثر کی ہو لطف پیمبر ہو
شب قدر و شب معراج ہو ہر شب سعادت مین | ترا ہر روز روز عید سے عشرت مین بڑھکر ہو
رہے مثل فریدون فرق پر تاج جہانبانی | سکندر کیطرح تخت حکومت ہفت کشور ہو
آگہی قاف تا قاف قبضے مین ترے آئے | سلیمان کیطرح سارا جہان تیرا مسخر ہو
زیادہ ہو تری دولت دو بالا ہو تری حشمت | ملے رتبہ تجھے دنیا مین جو ہر ترسے برتر ہو
محب کو تیرے شام حشر صبح عید ہو یارب | عدو کو تیرے روز عید شام صبح محشر ہو
نسیم عدل سے تیرے جہان سرسبز ہو یارب | شمیم خلق سے تیرے شہا عالم معطر ہو
چمن مین صورت باد بہاری تو اگر جائے | یقین یہ ہے کہ خار خشک تک سے گل تر ہو
نہال آرزو یارب مراد و نخل تمنا کے | گل مقصود گلزار جہان مین تازہ و تر ہو
ریاض دہر مین ہو شاہد گل جلوہ گر جبتک | نہال دولت و اقبال تیرا بار آور ہو

رہے ممدوح دوراں تو شرف ہو مدح گو تجھ سے
ہمیشہ بزم عالم مین ترا مداح صفدر ہو

قطعہ در بیان محفل رقص و سرود

ہوائے عیش سے محفل تھی رات کو گلزار ہجوم لالہ رخون کا دکھا رہا تھا بہار
کھڑے تھے ناچنے گانے کو سیکڑون بدمست ہر ایک نشہ کسب و کمال سے سرشار
کہین بناؤ کیے رنڈیون کا جھرمٹ تھا وہ اُنکے گھنگرودنکی رقص مین عجب جھنکار
وہ لیکے ہاتھ مین پشوازنا ز سے چلنا وہ نازکی سے لچکنا کمر دم رفتار
وہ تھاپ طبلونکی سارنگیون کا وہ لہرا گمک وہ بائین کی ہوتی تھی آسمان کے پار
سر بلی اُنکی وہ آوازین تان یعنی مین وہ لفظ لفظ پہ گانے بتانے مین تکرار
کسی کی تیر نگہ سے ہوا کوئی بسمل چلی کسی کی کہین تیغ ابروے خمدار
بتا رہی تھی کوئی اپنے جنس حسن کا بھاؤ دکھا رہی تھی کوئی اپنی گرمی بازار
کہین تھا بہاگ کہین پوربا کہین سورٹھ کہین شہانہ کہین کانھڑا کہین تھی بہار
کہین تھا بیگ کہین سنگھڑا کہین کامود کہین سندورہ کہین سادنی کہین تھا ملار
کہین تلنگ کہین دیس تھا کہین کھماج کہین پرج تھی کلنگڑا کہین کہین گندھار
کہین کتھک کہین کشمیری تھے کہین نقال کھڑے تھے مجرے کو پشوازین پہنے سب تیار
کہین الاپ گمک تان اوج کا چرچا تھا کہین تھا ناچنے مین تال سم کہین ٹھنکار
بجا رہے تھے کسی سمت اہل کسب کمال سرود بین سُر آئینہ سرنگار ستار
کہین بجاتے تھے بیٹھے ہوے نوازندے نفیری بانسری الغوزہ چنگ مسیقار
عجیب طرح کا ہنگامہ تھا عجب محفل تھا ناچ گانے کا غل گنبد فلک کے پار

خیال طول سخن ہو وگرنہ اے صفدر
ہزار شعر بھی کہنا مجھے نہ تھا دشوار

نامہ

مرے دلربا محرم وغمگسار — انیس دل ومونس جان زار
ریاض لطافت کے سرو رواں — سرور دل وراحت جسم وجان
ہمیشہ صحیح وسلامت رہو — سلامت رہو تا قیامت رہو
اگر سن سکو تم بیان فراق — سناؤن تمھین داستان فراق
ہوا تمسے رخصت مین جسدم ادھر — اُٹھا اِسقدر دود آہ جگر
کہ یکبارگی ابر غم چھاگیا — اندھیرا سا پیش نظر آگیا
ہی کوندنے برق رنج وملال — مصیبت مین یاد آیا عیش وصال
مری چشم تھی غیرت ابشار — مرا گریہ تھا رشک ابر بہار
کبھی کم ہوا جوش رقت اگر — تو آہ شرربار تھی نوحہ گر
ادھر آگیا لب پہ شور وفغان — اُدھر دہر مین غل اُٹھا الامان
ہوئی عقل یہ دیکھکر نکتہ سنج — کہا خیر ہی کس لیے ہی یہ رنج
اگر یون ہی روتے رہے عمر بھر — نہ ہوگا کبھی اُنکے دل مین اثر
اُدھر شوق نے سُنکے دی یہ صدا — کہ زنہار کہنے پہ اُسکے نہ جا
رہے جو محبت مین ثابت قدم — وہ مقصد سے محروم رہتا ہی کم

یہ سنتے ہی پھر آگیا ہوش مین | لکھی یہ غزل مین نے اُس جوش مین

غزل

قسمت سے مین کہان ہون وہ گلبدن کہان ہی | بلبل چمن سے چھٹ کر گم کردہ آشیان ہی
عاشق ہوے تو پھر کیا دیر و حرم سے مطلب | ہر صبح یہ جبین ہی وہ سنگ آستان ہی
راز نہان سے اپنے واقف نہین ہی کوئی | اک درد دل ہمارا مدت کا رازدان ہی
لاکھون ہین یاس و حسرت اک دل ہی نیم بسمل | صدہے ہزار ہا ہین اک جان ناتوان ہی

قاصد سے حال پنہان باد صبا سے مخفی
صفدر جہان مین کوئی تیرا بھی رازدان ہی

الٰہی دکھا مجکو دیدار یار | کہ ہو دل کو پہلو مین صبر و قرار
خدا نے دعا کی مری مستجاب | کہ تصویر ونکی ہاتھ آئی کتاب
نظر جب پڑی تیری تصویر پر | گئین صورتین سب کی دل سے اُتر
اُسے دیکھکر خوب رویا کیا | بہت داغ دل اپنے دھویا کیا
کیے گوہر اشک اُسپر نثار | پھرا گرد تصویر کے بار بار
اگرچہ ہوا نامے کا اختتام | مگر شوق دل رہ گیا ناتمام
لکھونگا مین کچھ اور بھی حال زار | ملا درد و غم سے جو دل کو قرار

اشعار متفرق

مین صحبت دلدار مین اک رہ گیا تھا | دل سینے مین بیتاب تھا مدت سے جدا تھا

بیساختہ

بیساختہ اُسوقت کہا آکے کسی نے
دیکھا عجب اک سانحہ جو ہوش ربا تھا

غل تھا کہ خدا جانے یہ دیوانہ ہی کسکا
کل راہ مین اک خاک بسر ہمکو ملا تھا

ہر گام زمین ہلتی تھی فریاد و فغان سے
زنجیر کی جھنکار سے اک حشر بپا تھا

اُس فتنہ عالم نے کہا سوچکے دل مین
وہ صفدر وارفتہ ہی ہمنے بھی سُنا تھا

دیگر

پھر ہوا ہی فصل گل مین جوش وحشت اندوہ
پھر کسی پر یہ دل پر اضطراب آنے کو ہی

سبزہ ہی ٹھنڈی ہوا ہی یار ہی گلزار ہی
ساقیا جام و صراحی لا سحاب آنیکو ہی

دیگر

دل کو ہمارے صفدر اب اُسکی جستجو ہی
دیر و حرم مین عاشق جسکو پکارتے ہین

دیگر

کہتے نہین مضمون کوئی سُست غزل مین
رہتا نہین کانٹا کبھی گلشن مین ہمارے

دیگر

دل کھنچا جاتا تھا دیوانون کا اک آہ کے ساتھ
یہ تو فریاد کسی تازہ گرفتار کی تھی

نگارخانۂ صفدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دونون عالم سے محبت کے ہین نیرنگ جدا
اِس گلستان کا ہر اک رنگ سے ہی رنگ جدا
یہ مرقع ہی الگ سب سے یہ ارژنگ جدا
یہ صدا اور یہ راگ اور یہ آہنگ جدا

ہر کسی سے نہ جہانمین یہ حقیقت پوچھو
صاحب درد سے اِس درد کی لذت پوچھو

اِسکا ہمدم ہی پریشان کوئی حیران کوئی
چاک دامن ہی کوئی چاک گریبان کوئی
سر بصحرا ہی کوئی بیسر و سامان کوئی
غرق دریا ہی کوئی قیدی زندان کوئی

کون نیرنگ حسینان فسونگر سے بچے
رحمت حق ہو تو ہنگامۂ محشر سے بچے

اِس ستمگار نے ویران کیے گلشن کیا کیا
پھونکے اِس برق شرر بار نے خرمن کیا کیا
پژمرے پژمرے کیے اِس خار نے دامن کیا کیا
نوجوانون کے ملے خاک مین جوبن کیا کیا

خانہ بردوش ہوے عاشق شیدا لاکھون
اہل ناموس ہوے عشق مین رسوا لاکھون

یہ وہ صحرا ہی کہ ہر گام پہ ہین خار اسمین
یہ وہ دریا ہی کہ ہر موج ہی تلوار اسمین
یہ وہ جادہ ہی کہ دشوار ہی رفتار اسمین
مست کا کام نہین چاہیے ہشیار اسمین

جس سے ہو جائے ملاقات ملاقات رہے
دام سے صید نکلجائے تو کیا بات رہے

ساری باتونکی خبر چاہیے عاشق کے لیے
ذرے ذرے پہ نظر چاہیے عاشق کے لیے
حفظ ہر شام و سحر چاہیے عاشق کے لیے
جستجو آٹھ پہر چاہیے عاشق کے لیے

رنگ الفت نہ کسی طرح بدلنے پائے
آکے شیشے مین پری پھر نہ نکلنے پائے

دلمین آتا ہی طلسم ایک بناؤن تازہ
داستان عشق کی یارونکو سناؤن تازہ
باغ سبز اپنی محبت کا دکھاؤن تازہ
جس سے آجائے ہنسی گل وہ کھلاؤن تازہ

سب ہون مشتاق نیا رنگ ہویدا ہو جائے
بھیڑ لگ جائے فسونگر کا تماشا ہو جائے

اندنون ایک پریوش سے ملاقات ہوئی
دونون جانب سے بڑھا ربط مدارات ہوئی
صحبت عیش و طرب گرم جو دن رات ہوئی
جس سے بڑھکر نہ کوئی بات ہو وہ بات ہوئی

شب بسر ہوتی تھی باہم گل و شبنم کی طرح

دن کو اک جان و دو قالب خط توام کی طرح

دل سے اُس شاہد مخمور کا دیوانہ ہوا
شمع رخسار پہ سو جان سے پروانہ ہوا

ہوش مطلق نہ رہا سب سے مین بیگانہ ہوا
دل ہوا چاک تو اُن گیسو دن کا شانہ ہوا

رشک غدر اتھا جو وہ وامق مفتون مین تھا
وہ اگر غیرت لیلی تھا تو مجنون مین تھا

سیکڑون ناز اُدھر تھے تو ادھر لاکھ نیاز
اُس پر پرو پہ مجھے فخر اُسے مجھپر ناز

شمع و پروانہ صفت دونون طرف سوز و گداز
ساتھ ہر وقت کا جسطرح دو رکعت کی نماز

جب ذا ربط یکے شد دل و جان من تو
من و تو گم شدہ ای دوست میان من و تو

جو مری چال وہی اُس بت کم سن کا چلن
ایک دل ایک زبان ایک سخن ایک دہن

دلمین کچھ پیچ نہ پیشانی انور پہ شکن
جملہ تسلیم و رضا تابع فرمان ہمہ تن

مین جو کچھ بات کہون وہ بھی وہی بات کہے
دن کہون دن کہے گر رات کہون رات کہے

فلک تفرقہ پرداز کو بھائے نہ یہ طور
چار ہی روز مین کچھ رنگ ہوا اور سے اور

فتنہ پردازون کا حد مت مین ہوا اُسکے دور
مہر و الفت نرہی ہوگیا آمادۂ جور

وہ مروت وہ عنایت وہ مدارات گئی
رفتہ رفتہ وہ محبت وہ ملاقات گئی

دل

دل جہان چاہا وہ جاجا کے وہان رہنے لگے
دور رہ کے کرایے کا مکان رہنے لگے
نہین معلوم کہ چھپ چھپکے کہان رہنے لگے
صورتِ رازِ نہان ہمسے نہان رہنے لگے

مشکل ملنے کی گئی قاطع امید ہوے
دن کو مہتاب ہوے رات کو خورشید ہوے

آدمی روز پتا ہمنے لگا کر بھیجا
کبھی قاصد کبھی خط کبھی کبوتر بھیجا
اک نہ اک تحفہ شب و روز برابر بھیجا
کبھی پوشاک کبھی شی کبھی زیور بھیجا

جب گیا کوئی یہ معلوم ہوا گھر مین نہین
جسنے جسوقت پکارا یہ سنا گھر مین نہین

عقل حیران کہ الٰہی سبب اسکا کیا ہی
دل پریشان کہ الٰہی سبب اسکا کیا ہی
غم فراوان کہ الٰہی سبب اسکا کیا ہی
ہوش پریشان کہ الٰہی سبب اسکا کیا ہی

باہمہ لطف و کرم قہر و غضب را چہ علاج
ہر دم آزردگی غیر سبب را چہ علاج

جسقدر فرقت دلدار کو عرصہ گذرا
اضطراب دل بیتاب ہوا اور سوا
صبر کافور ہوا ہوش ہوے سر سے ہوا
رفتہ رفتہ ہوے آثار جنون کے پیدا

اشک بہ بہ کے چلے گوشۂ دامان کیطرف
ہاتھ رہ رہ کے لگے اٹھنے گریبان کیطرف

فکر تھی دلمین الٰہی وہی مین ہون ناکام
مشکلین غیرون کی آسان جو کرتا تھا مدام

کیا ہوا آج مجھے ہی یہ تعجب کا مقام | دن کو فریاد و فغان نیند ہی راتو نکو حرام

چارہ گر درد کا جو ہو اُسے چارا نہ ملے
غرق ہوتے ہوے تنکے کا سہارا نہ ملے

آخر کار ہوئی راہ نما عقل ادیب | زن محتالہ جو ہمسایے مین رہتی تھی قریب
اُسکو بلوا کے کہا مینے یہ احوال عجیب | ہنسکے بولی کہ مین آئی ہوے بید ار نصیب

سحر سے زاغ کو دم بھر مین ہما کرتی ہون
مشکل آسان ہی دیکھو تو مین کیا کرتی ہون

خلد سے حور کو باتو نمین لگا لاتی ہون | پردۂ قاف سے پریون کو اُڑا لاتی ہون
چرخ سے توڑ کے مہتاب سہا لاتی ہون | کام بگڑے ہوے دم بھر مین بنا لاتی ہون

شام کو شام سحر کو نہ سحر گنتی ہون
بلکہ اُڑتے ہوے طائر کے مین پر گنتی ہون

مجھ سے یہ کہکے روان جانب بازار ہوئی | چوڑی والی وہ نی مستعد کار ہوئی
چوڑیان لیکے وہان جانے کو تیار ہوئی | گھر مین اُسکے گئی دو روز مین مختار ہوئی

رازدان بنکے یہ باتو نمین لگایا اُسکو
کہ بغیر اسکے کبھی چین نہ آیا اُسکو

رات بھر بیٹھ کے پاس اُسکے کہانی کہنا | سانحے عشق و محبت کے زبانی کہنا
چپکے چپکے کبھی اسرار نہانی کہنا | داستان کوئی نئی کوئی پرانی کہنا

تذکرے مہر و محبت کے سنانا اُسکو
ناز و اغماز کے انداز سکھانا اُسکو

وقت پاکر یہ کہا اُس سے کہ ایجان جہان
یہی دن سن ہین جوانی کے نکالو ارمان
جنسے پہلے تھی ملاقات وہی تجھسے خواہان
اور رعنا نہین اُفاق مین کیا کوئی جوان

جنس اچھی ہی تو ہین اُسکے خریدار بہت
تم سلامت رہو دنیا مین طلبگار بہت

اُنکو تم سے جو سروکار نہین اور سہی
وہ اگر طالب دیدار نہین اور سہی
جی بہلنے کو وہ گلزار نہین اور سہی
سیر کرنے کو وہ بازار نہین اور سہی

زیب بازو ہی جو مرغوب تو زیور لاکھون
زینت گوش ہی مطلوب تو گوہر لاکھون

صاحب ذوق بھلا رہتے ہین پابند کہین
جی اگر ہی تو جہان ہی یہ مثل جھوٹ نہین
مجھ سے فرماؤ تو لاؤن مین کوئی ماہ جبین
جس سے بہتر نہو دنیا مین کوئی اور حسین

ایک ہو لاکھ جوانون مین طرحدار بھی ہو
رشک یوسف بھی ہو عاشق بھی نثردار بھی ہو

ہو گی مرضی تو ابھی جان نڑادونگی مین
ارض و افلاک کے قلابے ملادونگی مین
چن کے موتی کوئی بازار سے لادونگی مین
یون نہین پیشتر آنکھون سے دکھادونگی مین

گرم بے دیکھے نہ بازار تماشا کرنا

دیکھ لینا تو سمجھ بوجھ کے سودا کرنا

اِسقدر چرب زبانی سے ملا رغن قاز
دل مین پیدا ہوا اُس شمع تجلی کے گداز

پائی مرضی تو بہ تعجیل چلی شعبدہ باز
سامنے آکے مرے در سے دی یہ آواز

لو مبارک ہو تُرا کام کیا واہ ری مین
بت کو کعبے سے چُرا لائی ہون اللہ ری مین

اب کوئی روپ بنا دُیہ شباہت بدلو
غیر کی شکل بنو اپنی یہ صورت بدلو

چاہیے نقل مکان بھی یہ عمارت بدلو
کہو کیا دوگے مجھے شرط تو حضرت بدلو

باغ سے جاے خزان باد بہاری آئے
جس مکان مین کہو اُس گل کی سواری آئے

مژدہ یہ سُنکے سوے باغ کیے لوگ روان
صحن گلزار مین تھا ایک تکلف کا مکان

عیش و عشرت کے مہیا ہوے سارے سامان
در و دیوار سے تھا جلوۂ فردوس عیان

مثل آئینہ کدورت سے زمین پاک ہوئی
فرش زرین جو بچھا غیرت افلاک ہوئی

مثل فردوس جو گلشن تر و تازہ پایا
خوب اسباب تکلف سے اُسے سجوایا

شیشہ آلات نے کچھ رنگ عجب دکھلایا
روشنی نے شب مہتاب کو بھی شرمایا

شمع کا دود ہوا پر جو اُٹھا نور ہوا
سنگ در تک بھی خوشی سے یہ بڑھا طور ہوا

ٹوالیان پھولون کی آتی ہین نظر چار طرف
شیشیان عطر کی موجود ہین ہر چار طرف
عنبر و مشک ختن عود اگر چار طرف
جا بجا خوان گزک نقل و ثمر چار طرف

ہار پھولون کے کہین ساقی گلفام کہین
بادۂ ناب کہین شیشے کہین جام کہین

اُس طرف منھدی لگی رنگ جوانی چمکا
کھائے کے بل دوش پہ لہرانے لگی زلف رسا
بدلی پوشاک نئی پھولون کا زیور پہنا
سرمہ آنکھون مین لگایا ان کا لاکھا بھی جما

طرز بیداد نئی کاکل خمدار نے کی
اک قیامت تھی کہ پازیب کی جھنکار نے کی

اور ادھر کو ہوے بہروپ کے سامان تمام
وہ بھرا روپ کہ بھیا بھی کرے جسکو سلام
زلف کی طرح سے رخسار ہوے سنبل فام
زیب تن صبح نے گویا کہ کیا جامہ شام

بال سر کے ہوے بل کھاکے وہ گھونگھر والے
وہ تو کیا جس سے نہ پہچانین برابر والے

دل مین پوشاک بدلنے کا پھر آیا جو خیال
انگرکھا پہنا کہ جو تنگ تھا اور حسب کمال
صاف ظاہر ہوا باندھا جو کمر سے رومال
عشق پیچہ کوئی لپٹا ہوا ہے گرد نہال

پایجامہ کہ جو لپٹا ہوا زانو سے رہے
بانکی ٹوپی جو ملی گوشۂ ابرو سے رہے

الغرض شام نے جلوہ جو دکھایا ہمکو
مژدۂ وصل مقدر نے سنایا ہمکو

اضطراب دل مضطر نے ستایا ہم کو
شوق گلشن کیطرف کھینچ کے لایا ہم کو

ہمنشین جاکے فروکش ہوے دالانون مین
مشورے نظم و نسق کے ہوے دربانون مین

مین تو مسند پہ یہان شکل بدلکر بیٹھا
زن محتالہ گئی سوے چمن مثل صبا

نہین معلوم وہان کونسا افسون پھونکا
طرفۃ العین مین آئی نہ ہوئی دیر ذرا

اُس پریرو کو نجانے مین بٹھاکر لائی
گلبت گل کی طرح صاف اُڑاکر لائی

در پہ اک دھوم ہوئی بخت کا اختر چمکا
دن پھرے عاشق شیدا کا مقدر چمکا

ظلمت ہجر گئی ماہ منور چمکا
بخت بیدار ہوے طالع صفدر چمکا

آئی اُس فتنۂ عالم کی سواری آئی
یا گلستان کی طرف باد بہاری آئی

تا در باغ گیا شوق مین سُنکر یہ خبر
اُس پریزاد کو مسند پہ بٹھایا لاکر

چشم و دل دونون ہوے محو جمال دلبر
زن محتالہ کو خوش ہوکے دیا خلعت زر

پاکے انعام وہ خوش ہوکے گئی گھر کیطرف
متوجہ مین ہوا اُس مہ انور کی طرف

اُسنے وہ شکل وہ پوشاک جو بانکی دیکھی
دیر تک شرم و تکلف سے کوئی بات نہ کی

مین نے پوچھا کہ ہوئی آپ کو حیرت کیسی
کہا حیران ہون کی تقدیر کہان لے آئی

بندہ پرور مجھے کیون یاد کیا کام ہی کیا
یہ تو کہیے کہ اس آغاز کا انجام ہی کیا

کون ہین آپ بیان کیجیے کچھ نام و نشان
کہا مشہور ہون مین عاشق خوبان جہان
پوچھا کس کا ہی یہ گلشن یہ چمن رشک جنان
کہا مین نے کہ اسے جانیے آپ اپنا مکان

باغ سبز اُس گل رعنا کو دکھائے مین نے
اور ہی نام و نشان اپنے بتائے مین نے

دل بیتاب کو پھر ضبط کا یارا نہ رہا
نشۂ بیخودی شوق نے مخمور کیا
بے حجابانہ اُسے ہاتھ پکڑ کر کھینچا
لاکھ انکار کیا ایک نہ مانا کہنا

کس کشاکش سے مسہری مین لٹایا مین نے
خوب جی کھول کے سینے سے لگایا مین نے

شوق اِدھر ذوق اُدھر پیار اِدھر آہ اُدھر
ایک ہی حالت دلخواہ اِدھر خواہ اُدھر
خواہش وصل اِدھر چھیڑ نے پر آہ اُدھر
طلب بوسۂ رخسار اِدھر واہ اُدھر

زلف کے چھونے پہ کھینچا مگر اک ناز کے ساتھ
لب بہ لب ہونے پہ رکنا مگر انداز کے ساتھ

مستی شوق مین پھر خوب چلے جام پہ جام
مثل گل نشۂ مے سے ہوئے چہرے گلفام
اُٹھ گیا سارا تکلف نہ رہا شرم کا کام
دلبری کی کبھی باتین کبھی رنجش کے کلام

کچھ کا کچھ منہ سے کہا نشہ کی طغیانی مین

ننگی شمشیر بنی عالم عریانی مین

ولمین پھر دونون طرف جوش محبت اٹھا
زندگانی کا مزہ کیا شب وصلت اٹھا

لطف اُس رات جو اٹھا وہ بشرکت اٹھا
روح کو ذائقۂ میوۂ جنت اٹھا

پھر وہی رنگ جما صورت اصلی کیطرح
دو ورق تھے کہ بہم ہوگئے وصلی کیطرح

دو بجے صحبت عشرت کا گیا رنگ بدل
عیش وصلت مین پڑا نیند کے جھونکون سے خلل

عالم خواب مین بھی دونون سے دست و بغل
نہ حیا کا کوئی موقع نہ تکلف کا محل

زانو و نمین مرے شب بھر رہے زانو اُسکے
طوق گردن ہوے بل کھلکے وہ گلے کے سکے

وہ اُدھر نیند مین غافل مین اِدھر خواب مین مست
صبح نزدیک ہوش ہون دبا وہ پرست

صبح کے بعد نصیبون کی گرہی یہ شکست
کہ نمایان ہوے آثار قیامت سر دست

شور محشر ہوے کانون کو بگل کی آواز
بن گئی دل کو چھری مرغ سحر کی آواز

خواب راحت سے کھلی آنکھ جو ہنگام سحر
جلوہ گر تخت فلک پر ہوا شاہ خاور

بستر خواب سے مین اُٹھکے گیا مسند پر
سامنے وہ بھی عجب حال سے بیٹھے آکر

نشے مین چور مے ہوش ربا کے باعث
سر نہ اُٹھتا تھا ذرا شرم و حیا کے باعث

اُسطرف ضعف بدن سستیٔ اعضا شکنی
اِسطرف چہرہ مسرت سے عقیق یمنی
اُسطرف شرم وحیا نیچی نظر کم سخنی
اِسطرف دلمین خوشی لب پہ ہنسی خندہ زنی

حوصلے خوب نکالے کوئی حسرت نرہی
رنج فرقت کی مقدر سے شکایت نرہی

پھر جو منظور ہوا آپ کو ظاہر کرنا
غسل کے واسطے حمام کو تصدًا نہ گیا
سامنے اُسکے نہانے سے یہ مطلب تھا مرا
صاف ہو صورت اصلی نرہے کچھ پردا

مجکو پہچان کے وہ شوخ پشیمان ہوجائے
حوصلہ پھر نرہے تابع فرمان ہوجائے

الغرض غسل کی جسوقت کہ نوبت آئی
جسم شفاف ہوا چہرے پہ رنگت آئی
اُس پریرو کو نظر جب مری صورت آئی
رنگ فق ہوگیا ہوش اُڑ گئے حیرت آئی

وجہ تنبیہ ہوا رعب ہمارا اُسکو
جز اطاعت نہ رہا پھر کوئی چارہ اُسکو

منفعل ہوکے گرا پانون پہ بھولا نگ وناز
ایسے مغرور کو مطلق نرہا حسن پہ ناز
اشک آنکھون سے رواں شمع صفت لمبین گداز
جوڑکر ہاتھ کہا عفو کا دامن ہی دراز

واہ کیا بات تمھاری تمھین پہچان گئے
ایک ہوا ایک ہو تم جان گئے جان گئے

بخشدو پھر خدا ہوگی نہ اب ایسی خطا
کہا مین نے کسی نادان کو فقرہ یہ سنا

اب یقین تیری کسی بات کا مجکو نہ رہا
کہا ہم جھوٹ نہین بولتے لاحول ولا

تیری چاہت کی قسم تیری وفا کی سوگند
اپنے غمزے کی قسم اپنی ادا کی سوگند

مسکرایا جو مین بیساختہ سنکر یہ قسم
کہا سچ کہتے ہین واقف ہی خدائے عالم

قول بدلے تو قلم ہو یہ زبان مثل قلم
شک اگر ہو تو ابھی چلکے اٹھا لو نہین علم

ہاتھ پر سورۂ جن سورۂ رحمان رکھدو
لاؤ لادو مرے سر پر ابھی قرآن رکھدو

شرف مرتبۂ حضرت حوا کی قسم
دامن طیبۂ مادر عیسی کی قسم

پاکدامانی بلقیس و زلیخا کی قسم
سب سے بڑھکر ہی ہمین فاطمۂ زہرا کی قسم

بانوے سید مظلوم کی عصمت کی قسم
حضرت زینبؑ و کلثومؑ کی عفت کی قسم

علم جعفرؑ طیار کی سوگند ہمین
شان عباسؑ علمدار کی سوگند ہمین

تربت حیدرؑ کرار کی سوگند ہمین
روضۂ احمد مختار کی سوگند ہمین

لوث عصیان سے بچا ئینگے برابر دامن
کہنے مین ڈوب مرین ہو جو کبھی تر دامن

ایسی قسمون سے مرے دلکو ہوا صاف یقین
کہا مین نے کہ بس اب شک مجھے زنہار نہین

گئی وحشت دل بیتاب نے پائی تسکین
پھر وہی باغ وہی پھول وہی ہین گلچین

بخت اِسی طرح سے بیگانے یگانے کے پھرین
دن مرے جیسے پھرے سارے زمانے کے پھرین

نئے انداز کا دلسوخت سنایا صفدر
جلوۂ حسن سخن خوب دکھایا صفدر
عشقبازی کا عجب رنگ جمایا صفدر
دل عشاق کو دیوانہ بنایا صفدر

ہر جو نافہم اُسے ذائقہ کیا اُٹھیگا
صاحب فہم کو البتہ مزا اُٹھیگا

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع وفا دجناب منشی امیر احمد صاحب اُستاد حضرت مصنف

آجکل طبع شوخ صفدر نے
کی جو موزون حکایت شیرین
سر بزانو ہوا امیر فقیر
نام رکھا شکایت شیرین ۱۳۰۱

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر رسا شیخ امیر الدین صاحب تسلیم لکھنوی

زہے فکر بلند رشک سحبان
رئیس نامور صفدر علی خان
شرافت مفتخر از گوہر اُو
امارت خانہ زاد چاکر اُو
بہ لطف و خلق در آفاق نامی
چو اجداد خود از اقران گرامی
جنابش قبلۂ ہمت بلندان
درش امید گاہِ مستمندان
چو استادان بہ موزونی فسانہ
بہ نظم و نثر ممتاز زمانہ
بہ تکلیف احبا طبع کامل
سوداسوخت گوئی گشت مائل
بہ اندک مدتِ آن نظم گرامی
ز فکرش یافتہ حسن تمامی

بخوبی شہرت انگیز جہان شد — پسند خاطر پیر و جوان شد
بجان مشتاق شد ہر کس کہ بشنید — بطرز خواب آخر طبع گردید
خطش مانند خط گلعذاران — طرب بخش دل ریحان نگاران
سوادش موج دود شمع کافور — بیاضش جلوہ بخش عارض حور
نقاب از روے معنی چون کشادم — تمنا را مبارکباد دادم
طلسم آرزو پیش نظر شد — من از دل دل ز حیرت بیخبر شد
نزاکت یافتم شوخی ہم آغوش — بلاغت با فصاحت دوش بادوش
نمایان از بیان نازک خیالے — تصدق برادا بندی زلالے
لطافتہاے الفاظ و معانی — خبر دادند از غیب اللسانی
درین بیتابی شوق جمالش — خیال آمد پے تاریخ سالش
نوشتم مصرعی تسلیم بے پوست — مقفی شکوہ پیر حرمی دوست

۱۲۰۱ھ بے نقیب ۱۲

مرقع ماتم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یارب مرا ریاض طبیعت نہال ہو
رنگ بہار ذہن رسا بمثال ہو
جو گل کھلے وہ غازۂ روے جمال ہو
سنبل پڑھے تو طرۂ تاج کمال ہو

یکتا ہو رنگ و بو مین ریاض سخن مرا
پھولے پھلے بہار و خزان مین چمن مرا

جاری ہین تیرے فیض کے چشمے ہزارہا
ابر کرم سے گل کو عطا رنگ و بو کیا
قمری کو نغمہ بلبل شیدا کو زمزما
پروانے کو جو سوز دیا شمع کو ضیا

بخشا فروغ ماہ کو تنویر مہر کو
وسعت ملی زمین کو بلندی سپہر کو

پروردگار دے وہ طبیعت رسا مجھے
قدسی کلام سنکے کہین مرحبا مجھے
بحر محیط علم سے کر آشنا مجھے
مضمون عطا ہون مثل دُرِ بے بہا مجھے

شہرہ ہو میری نظم فصاحت نظام کا
چرچا ہو خاص و عام مین حسن کلام کا

ہر بند بیمثال ہو ہر بیت لاجواب
ہر شعر بے نظیر ہو ہر لفظ انتخاب
بندش مین صاف سلک گہر کے ہو آب و تاب
معنی دکھائین جلوۂ مہتاب و آفتاب

مضمون ہر ایک تاج سر افتخار ہو
جو حرف نکلے کلک سے وہ یادگار ہو

آواز غیب آئی کہ صفدر نہو ملول
درگاہ حق مین تیری دعا ہوگئی قبول
مطلب بر آیا دل کی تمنا ہوئی حصول
مداحون مین امام زمن کے ہوا شمول

وقفہ نہ کر عنان کمیت قلم اُٹھا
وہ سامنے ہے منزل مقصد قدم اُٹھا

سُنکر ندائے غیب ہوا دل مین شادمان
دریا سے بڑھکے بیری طبیعت ہوئی رواں
دل مضطرب ہے شوق سے رکتی نہین زبان
اے عندلیب نطق یہ ہے وقت امتحان

اہل سخن کو زور طبیعت دکھائے آج
نغمے نئے ترانۂ رنگین سنائے آج

اے نخلبند طبع ریاض سخن دکھا
بزم عزا مین رنگ بہار چمن دکھا
اے طائر خیال پری کا چلن دکھا
عرش برین پہ قدسیون کی انجمن دکھا

اے یکہ تاز فکر بسرعت روانہ ہو

ای شہسوار ذہن وجید زمانہ ہو

فرمانروائے ملک سخن ہی قلم مرا
سرور ریاض خلد برین ہی علم مرا
روشن ہی مثل نیر اعظم حشم مرا
ہستی کے انجمن مین غنیمت ہی دم مرا

مانند شمع رونق بزم جہان ہو نمین
طرز بیان مین پیشرو دنکا نشان ہو نمین

بلبل کے زمزمون سے سوا ہی بیان مرا
رشک عروس باغ ہی حسن زبان مرا
ممکن نہین نظیر تہ آسمان مرا
شاخ نہال سدرہ پہ ہی آشیان مرا

مین آپ ملک نظم مین اپنا مثال ہون
مانند مہر روز جزا لازوال ہون

باغ جہان مین بلبل بستان نظم ہون
فرمانروائے شعر ہون سلطان نظم ہون
روح کلام قلب سخن جان نظم ہون
روز ازل سے شیر نیستان نظم ہون

روشن ہی مثل شمس و قمر مرتبہ مرا
پہونچا ہی شرق و غرب تلک دبدبہ مرا

گلزار مین بہار چمن مین نسیم ہون
لالے مین رنگ جامۂ گل مین شمیم ہون
معدن مین لعل بحر مین در یتیم ہون
دشت ختن مین مشک چین مین ادیم ہون

یہ سب اثر ہی رحمت پروردگار کا
کیا نطق کیا بیان ہی اس خاکسار کا

بس اے زبان بشر کو تعلی نہین روا — کیا اصل کیا وجود ہی اک مشت خاک کا
راہی ہی ایک روز سوے عالم بقا — آواز غیب آتی ہی ہر دم فنا فنا

جانا ہی ایسی راہ کہ جسکا نشان نہین
منزل نہین مقام نہین کاروان نہین

ملک عدم کا قافلہ ہر دم روانہ ہی — ہر ذی حیات تیرا اجل کا نشانہ ہی
دنیا سب بقا کا عجب کارخانہ ہی — پیش نظر جو آج ہی کل وہ فسانہ ہی

آفاق مین اجل سے کسی کو مفر نہین
آمادہ رحیل ہین لیکن خبر نہین

یہ دہر بے ثبات نہین قابل قیام — اندیشے کی جگہ ہی یہ عبرت کا ہی مقام
وہ کام کر زمانے مین رہیگا جس سے نام — پھر کیا کریگا موت کا جب آگیا پیام

ہنگام نزع صدمۂ فرقت اٹھائیگا
اعمال کے سوا نہ کوئی ساتھ جائیگا

کیا حال ہوگا روح کا ہنگام انتقال — رنج عیال فرقت احباب کا ملال
اندیشۂ عذاب گناہون کا انفعال — بعد فنا لحد مین نکیرین کے سوال

کنج مزار مین بھی نہ آرام پائینگے
زیر زمین مصیبتین کیا کیا اٹھائینگے

وہ چھوڑنا جہان کا وہ تکلیف جانکنی — وہ اضطراب قلب وہ حسرت وہ بیکسی

وہ خوف باز پرس وہ وحشت جواب کی | وہ یاس وہ ہراس وہ عبرت وہ بے بسی

ہمدم نہین رفیق نہین آشنا نہین
واں کوئی دستگیر سوائے خدا نہین

اک دم کی زیست پر ہوس اتنا غرور ہی | اک روز سب کو چھوڑ کے جانا ضرور ہی
دار فنا سے ملک بقا کتنی دور ہی | جو دور سمجھے نہم کا اُسکے قصور ہی

کہتا ہی روز ہاتف غیبی فنا فنا
ای ساکنان منزل ہستی فنا فنا

کیا کیا دو رنگی چمن روزگار ہی | فصل خزان کبھی کبھی فصل بہار ہی
بزم جہان مین شادی وغم ہمکنار ہی | عبرت کی جا یہ ہستی ناپائدار ہی

اندیشۂ خزان ہی تو لطف بہار کیا
اِس چلتی پھرتی چھاؤن کا ہی اعتبار کیا

فانی ہین سب قیام کسی کو یہان نہین | جو صاحب علم تھے اب اُنکا نشان نہین
دست قضا سے شاہ وگدا کو امان نہین | وہ کونسا چمن ہی کہ جسکو خزان نہین

جو آج سرفراز ہی کل پائمال ہی
جسکو کمال ہی اُسے اک دن زوال ہی

عزم سفر ہی پاس نہین زاد راہ آہ | منزل کڑی ہی دسترس سے ہی بار گناہ آہ
افراط معصیت سے ہی نامہ سیاہ آہ | لیکن عبث ہی حسرت وافسوس وآہ آہ

پیش خدا وسیلہ ہمین پنجتن کا ہی
روز جزا ذریعہ حسین وحسن کا ہی

کیا خوف ہو کہ شافع محشر ہین مصطفا
حلال مشکلات دو عالم ہین مرتضا
محشر مین ہوگا سایۂ دامن بتول کا
پشت و پناہ امت عاصی ہین مجتبا

کیا کیا قلق اُٹھائے شہ مشرقین نے
دی جان بہر بخشش امت حسین نے

کیا جانے کوئی منصب اعلا حسین کا
پیش خدا بلند ہی رتبا حسین کا
از فرش تا بعرش ہی جلوا حسین کا
کافی ہی عاصیون کو وسیلا حسین کا

سر دیکے اُسکی راہ مین سردار ہوگئے
سرکار ذوالجلال کے مختار ہوگئے

برج شرف کے نیر اعظم حسین ہین
مسند نشین بزم دو عالم حسین ہین
رونق فزاے کعبہ و زمزم حسین ہین
درگاہ کبریا مین معظم حسین ہین

ممکن نہین کہ وصف شہ دوسرا لکھون
اب سرگذشت معرکہ کربلا لکھون

جب آسمان پہ جلوۂ نور سحر ہوا
پنہان ہوے نجوم رواں قمر ہوا
تخت فلک پہ مہر مبین جلوہ گر ہوا
شور ش اُدھر صلوۃ کا نعرہ ادھر ہوا

سب نے حضور قلب سے ذکر خدا کیا

یعنی فریضۂ سحری کو ادا کیا

وہ صبح کا ظہور وہ میدان پر فضا
وہ یاد کبریا مین درختونکا جھومنا
وہ شاخ گل پہ نغمۂ مرغان خوشنوا
وہ سبزہ زار وہ گل خودرو ہزارہا

مہکا ہوا تھا دامن صحرا نسیم سے
میدان تھا رشک عنبر سارا شمیم سے

جلوے عجیب تھے چمن روزگار کے
جوبن نئے نئے تھے عروس بہار کے
نغمے تھے قمریون کے ترانے ہزار کے
کیا کیا تھے رنگ قدرت پروردگار کے

مست مے نشاط جوانان باغ تھے
بوے گل و سمن سے معطر دماغ تھے

موج نسیم صبح مین پھولونکی وہ مہک
عکس شعاع مہر سے شبنم کی وہ چمک
وہ لالہ زار سبزۂ صحرا کی وہ لہک
کوئل کی کوک بلبل شیدا کی وہ چہک

وہ پھولنا شفق کا وہ جوبن بہار کا
نقشہ کھنچا تھا صنعت پروردگار کا

پھولے تھے دشت مین گل خودرو چمن چمن
گلنار و لالہ نرگس و نسرین و نسترن
غنچون مین وہ مہک کہ فدا نافۂ ختن
تھی شاخ گل پہ بلبل خوش لہجہ نغمہ زن

ہر باغ مین بہار ریاض جنان کی تھی
پر گلشن حسین مین آمد خزان کی تھی

ناگاہ آئی ہاتف غیبی کی یہ صدا | آمادہ جہاد ہو اے لشکر خدا
سُنکر ہوے سوار جوانان مہ لقا | کھائی ہوا سے سر تو خوش ہوکے یہ کہا

غم کیون نہ دور ہو دل عرفان سرشت سے
جھوکے ہوا کے آتے ہین باغ بہشت سے

جرأت مین رشک سام و نریمان تھا ہر جوان | چہرون سے جنکے صولت شیر خدا عیان
ترکش کمر مین بر مین زرہ دو سپر کمان | نیزے تھے سب کے ہاتھون مین مانند کہکشان

یون دمبدم تڑپتی تھین تیغین بنام مین
جسطرح اضطراب ہو ماہی کو دام مین

آئی جو رزمگاہ سے آواز کوس حرب | بولی زبان تیغ کہ آیا ہے وقت ضرب
گھوارے کیطرح تہ و بالا تھے شرق و غرب | شوق وغا مین کوئی نہ تھا غازیون کو کرب

مست شراب شوق شہادت کمال تھے
چہرے خوشی سے صورت یاقوت لال تھے

گھوڑے اُٹھا اُٹھا کے جو تیور دکھاتے تھے | خورشید کانپتا تھا فلک تھرتھراتے تھے
شان و شکوہ و شوکت جرأت دکھاتے تھے | اعدا پہ ضرب تیغ کے سکے بٹھاتے تھے

عمر ابد سے مرتبۂ مرگ فوق تھا
جنت کا شوق چشمہ کوثر کا ذوق تھا

کہتے تھے دل دل کے کہ جرأت ہے جسکی | ہم سے کرینگے اہل ستم کیا برابری

وہ تابع یزید ہین ہم فوج حیدری ترک فلک کو ہمسے نہین تاب ہمسری
بیجا یہ زعم ہین سپہ نابکار کے
جوہر نہین کھلے ہین ابھی ذوالفقار کے

یہ بھوک اور یہ پیاس ہمارا شعار ہی فاقہ نہین ہی نعمت پروردگار ہی
سرو چمن کی بے ثمری سے بہار ہی رخت حیات پیرہن مستعار ہی
سر بھی کٹے تو فرق نہ آئے حواس مین
کیا خوشنما ہی یاد خدا بھوک پیاس مین

فاقے مین تشنگی مین لڑینگے سپاہ سے ہین سیر ذکر اشہدان لا الہ سے
سیراب ہو چکے ہین مے عشق شاہ سے قرب خدا ملیگا اسی بارگاہ سے
کیونکر جدا ہون ہم شہ بیکس کے ساتھ سے
پیتے ہین جام ساقی کوثر کے ہاتھ سے

جعفر تھے حرب و ضرب مین جعفر کے یادگار شان محمدی تھی محمد سے آشکار
قاسم کے رخصتی کے سہرے کی تھی بہار اکبر تھے ہم شبیہ رسول فلک وقار
تھا یہ نشان علیؑ دلی کے نشان کا
لہرا رہا تھا سر پہ پھریرا نشان کا

عباس نامور کا زہے رعب و احتشام ہلچل تھی فوج شام مین سن کے جنکا نام
کہتے تھے کس زبان سے ہو شکر شہ انام دیکھ نشان بلند کیا غازیون نے نام

فوج خدا کے آج علمدار ہونگے ہم
شانے کٹا کے جعفر طیار ہونگے ہم

اکبر کا وہ شباب جوانی کی وہ امنگ
بازو مین زور لب پہ ہنسی دل مین شوق جنگ
چہرہ وفور شوق شہادت سے سرخ رنگ
قوت مین شیر دشت وغا زور مین نہنگ

جلوہ تھا گیسو و نمین رخ لاجواب کا
یا برج سنبلہ مین ظہور آفتاب کا

قاسم کا وہ جمال وہ گیسوے مشکبار
وہ حسن بیمثال وہ رخسار تابدار
سینے پہ پرتو در دندان تھا آشکار
جسطرح سے ہو زیب گلو موتیون کا ہار

رخسار پر جو خال قضا رانچمک گیا
پہلو مین آفتاب کے تارا چمک گیا

آمادۂ قتال تھے زینب کے نونہال
جرأت مین لاجواب شجاعت مین بیمثال
وہ سن وہ دل وہ حوصلہ وہ رعب وہ جلال
تلوارین کھینچ کھینچ کے کہتے تھے خرد سال

جانبازیان دکھائینگے کربلا کے بیابان مین
فدیہ حسین کے ہین علی کے نواسے ہین

حاضر تھے در پہ سب یہ گل گلشن شباب
تھا انتظار آمد شاہ فلک رکاب
تشریف لائے خیمۂ عصمت سے یون جناب
نکلے خیام چرخ سے جس طرح آفتاب

آئے جو آپ حیدر صفدر کی شان سے

خورشید نے سلام کیا آسمان سے

صف بستہ جو کھڑے تھے رفیقان خوشخصال
تسلیم کو خمیدہ ہوے صورت ہلال

بولا قدم کو چوم کے اقبال لازوال
مانند سبزہ ہو سر بدخواہ پائمال

خلاق کائنات کا فضل و کرم رہے
نصرت ہو ہم رکاب ظفر ہمقدم رہے

واں ابن سعد فوج کا لیتا تھا جائزا
سرگرم اہتمام تھا وہ بانی جفا

پھر افسران فوج ستمگر سے یہ کہا
ہاں اے دلاورو یہی موقع ہے نام کا

فرصت ملی نہ فاطمہ کے نور عین کو
خاطر یزید کی ہے تو مارو حسین کو

تلوارین کھینچ کھینچکے بولے وہ اشقیا
خنجر سے آج کاٹین گے شبیر کا گلا

مشہور ہے شجاعت عباسؓ با وفا
بازو کرینگے نہر پر اُس شیر کا جدا

کیا ذکر فوج شاہ مین برنا و پیر کا
اصغر تلک بھی آج نشانہ ہے تیر کا

یہ سُنکے ابن سعد ہوا دلمین شادمان
اسوار جوق جوق کیے نہر پر روان

خود وہ شریر ہاتھ مین لیکر بڑھا کمان
پھینکا خدنگ ظلم سوے شاہ انس و جان

پھر تو لگاے تیر یہ فوج شریر نے
طوفان اُٹھایا بارش باران تیر نے

فوج خدا مین تیسہ جو آئے ہزار ہا
مجروح ہوگئے رفقاے شہ ہدا
سینہ کسی کا خانۂ زنبور بنگیا
سیر دن کسی کے جبہ روشن سے خون بہا

انجام کار عازم پیکار ہوگئے
سب جان نثار جنگ پہ تیار ہوگئے

جس وقت مستعد ہوے غازی جہاد پر
برق غضب گری سر اہل عناد پر
سرگرم تھے وہ فتنۂ عالم فساد پر
آنکی نظر عنایت رب العباد پر

نظرون مین مرتبے جو شہادت کے تھے بڑے
آنکھون کے سامنے در فردوس کھل گئے

ہر اک کے دل مین گلشن جنت کی تھی اُمنگ
فوج ستم سے آئی جو آواز طبل جنگ
چہرے ہوے دفور شجاعت سے سرخ رنگ
کہتے تھے اب دغا مین مناسب نہین درنگ

کثرت پہ ظالمون کو نہایت غرور ہی
چلکر سپاہ شام سے لڑنا ضرور ہی

رخصت ہوے شاہ سے رخصت رفیق و یار
شیرانہ معرکے مین گئے بہر کارزار
فوج ستم سے لڑتا تھا ایک ایک جان نثار
دس دس ہزار گرتے تھے اُسپر ستم شعار

اِس درجہ مجمع سیہ بدخصال تھا
ایک خیال کا بھی گذرنا محال تھا

پہونچا غبار دشت جو تا اوج آسمان
پیش نگاہ سد سکندر ہوئی عیان

تاریک مثل پردۂ ظلمت ہوا جہان — نصف النہار پر تھا شب تار کا گمان
دشت نبرد صحن قیامت سے کم نہ تھا
مینائے چرخ شیشۂ ساعت سے کم نہ تھا

اُس گرد مین امام زمن کے رفیق و یار — مانند مہر و ماہ درخشان تھے بار بار
اِسطرح جلوہ گر تھے زمین پر وہ نامدار — جسطرح آسمان پہ ستارے ہون آشکار
آلودہ تھے نہ چہرۂ گلگون غبار مین
محضر لکھا تھا خون کا خطِ غبار مین

ہر گام پر تھی برق سمند ونکی جست و خیز — مثل زبان شعلۂ آتش تھی تیغ تیز
خنجر شرر فشان تھے سنانین تھین برق ریز — صحرائے رزمگاہ تھا میدان رستخیز
جتنے پہاڑ روے زمین پر تھے ہل گئے
اُس نہ طبق سے ہفت طبق جا کے ملگئے

دریائے خون کا دشت و غامین ہوا یہ جوش — مچھلی کی طرح تیرتے پھرتے تھے درع پوش
بسمل کی ہچکیون کا اُٹھا ہر طرف خروش — مثل نشانہ اُڑتے تھے اہل ستم کے ہوش
طاری تھا رعب فوج خدا رزمگاہ مین
ہلچل تھی اُنکے ہاتھ سے ساری سپاہ مین

آتی تھی ذرے ذرے سے آواز الامان — گہتا تھا قطرہ قطرہ کہ طوفان ہوا عیان
نجم فلک پہ تھے صفت چشم خونفشان — ساکن تھا مثل قطب تحیر سے آسمان

روز وغا نمونۂ روز شمار تھا
اعدائے دین پہ قہر خدا آشکار تھا

جاتے تھے فوج فوج جہنم کو اہل شر
مد نظر تھا غازیون کو خلد کا سفر
فوج یزید کو تھی تمنائے مال و زر
اِن سب کا دل مین فاطمہ کے بنگیا تھا گھر

کیا کیا لڑے جہاد مین کیا کام کر گئے
کون و مکان مین حشر تلک نام کر گئے

ہر چند ایک ایک نے لشکر کو دی شکست
اعدا پہ حملہ ور ہوے مانند شیر مست
عبرت کی جا ہی ہستی فانی کا بند و بست
دام اجل مین ہو گئے پابند حق پرست

گلزار فاطمہ پہ خزان رن مین آ گئی
کیا بیکسی حسین کے لشکر پہ چھا گئی

حر مر گئے تو شاہ کے یار ہوے شہید
پھر مسلم غریب کے دلبر ہوے شہید
زینب کے دونون ماہ منور ہوے شہید
شادی کی صبح قاسم مضطر ہوے شہید

عباس ابن ساقی کوثر بھی مر گئے
اکبر بھی مر گئے علی اصغر بھی مر گئے

باقی رہا نہ طفل تلک فوج شاہ مین
آئی خزان ریاض رسالت پناہ مین
بسمل پڑے تھے خاک پہ سب قتلگاہ مین
عالم سیاہ تھا شہ دین کی نگاہ مین

ٹوٹے ہوے تھے پھول چمن مین پڑے ہوے

شبیر مثل سرو تھے امنین کھڑے ہے

اکبر کی لاش کو کبھی چھاتی لگاتے تھے
عباس نامدار کبھی یاد آتے تھے
قاسم کو دیکھکر کبھی آنسو بہاتے تھے
اصغر کی چھوٹی سی کبھی تربت بناتے تھے

بھائی کے قتل ہونے کا صدمہ کمال تھا
فرزند کے فراق مین جینا محال تھا

رخصت کو آئے خیمہ مین پھر شاہ بحر و بر
فرمایا اہل بیت کو حسرت سے دیکھکر
دنیاے بے ثبات سے اب ہے مرا سفر
تم سب عنایت احدی پر رکھو نظر

اب اہل بیت سے نہ تجھے گھر سے کام ہے
پیاسے گلے کو بر ش خنجر سے کام ہے

یہ سنکے اہل بیت تو رونے لگے زار زار
سمجھاتے تھے ہر ایک کو شاہ فلک وقار
کیا فائدہ فغان سے کرو صبر اختیار
لازم ہے وقت رنج و الم شکر کردگار

لو الوداع سب سے ہے رخصت حسینؑ کی
دنیا سے غنقریب ہے رحلت حسینؑ کی

یہ کہکے اہل بیت سے رخصت ہوا امام
حاضر تھا در پہ خیمے کے اسپ سبک خرام
کس شان سے سوار ہوے شاہ تشنہ کام
میکال و جبرئیل تھے سرگرم اہتمام

برج شرف سے رن کو سواری روان ہوئی
گویا چمن سے باد بہاری روان ہوئی

کس طمطراق سے فرسِ باد پا چلا
مستانہ مثل بادِ صبا جھومتا چلا
حسنِ خرام ناز دکھاتا ہوا چلا
مانند راہوار شہ لافتا چلا

بڑھکر سبکروی مین نسیم سحر سے تھا
دو چار گام آگے یہ پیک نظر سے تھا

یکتا و لاجواب تھا رہوار بیمثال
گلگون نژاد حور شمائل پری جمال
عالی دماغ زہرہ جبین عنبرین امال
نازک مزاج تیز طبیعت ملک خصال

چہرہ عروس نو کا سراپا تھا نور کا
چھل بل پر یوشونکی جھمکڑا تھا حور کا

گیتی نورد بادیہ پیما صبا شتاب
بیتاب بیقرار سبکرو قمر رکاب
تیزی مین باد تند روانی مین موج آب
لاکھون مین بے نظیر ہزارون مین انتخاب

مثل براق یہ ہمہ تن بے مثال ہی
بالا روی مین رہبر پیک خیال ہی

ایسا بلند حوصلہ دیکھا نہین فرس
اڑ جاے آسمان سے جو راکب کہے نہ بس
اسکی رکاب تک جو کسی کو ہو دسترس
باقی رہے نہ سیر دو عالم کی پھر ہوس

بیتاب تھا وہ برق جہانتاب کی طرح
مضطر تھا بیقرار تھا سیماب کی طرح

سرعت مین برق جست مین پیک نظارہ تھا
شعلہ زمین پر تھا فلک پر ستارہ تھا

آتش تھا صاعقہ تھا ہوا تھا شرارہ تھا | زہرہ جمال مہر تقا ماہ پارہ تھا

آیا صف نبرد مین اس زرق برق سے
جسطرح آفتاب نمایان ہو شرق سے

پہونچے جو رزمگاہ مین شاہ فلک مقام | چار و نطرف تھا فوج ستمگر کا ازدحام
اعدائے دین سے آپ نے فرمائے یہ کلام | منصف ہوا نپنے دلمین ذرا ای گروہ شام

تم جسکے کلمہ گو ہو مین اسکا نواسا ہون
مہمان ہون غریب ہون بھوکا ہون پیاسا ہون

آگے مرے شہید ہوے سب رفیق و یار | باقی رہے نہ اکبر و عباس ذیوقار
مرنے کی آرزو ہی شہادت کا انتظار | ہو جلد راہ خالق اکبر مین سرنثار

کچھ اور مدعا نہین حجت تمام کی
اب مانو یا نہ مانو نصیحت امام کی

سنکر یہ گفتگو پسر سعد نے کہا | ہم خوب جانتے ہین جو رتبہ ہے آپ کا
لیکن قبول ہوگی نہ اب کوئی التجا | حاکم کے دشمنون پہ ترحم نہین روا

بہتر یہی ہے کیجیے بیعت یزید کی
لازم ہے ہر بشر پہ اطاعت یزید کی

جب یہ سنا خموش ہوے شاہ نامدار | تلوارین کھینچ کھینچکے آئے ستم شعار
حضرت بھی اسطرف ہوے سرگرم کارزار | دیکھا نگاہ قہر سے پھر سوے ذوالفقار

فیض دم مسیح تھا چشم امام مین
اکسیر جان آگئی جسم حسام مین

نکلی چمک کے میان سے اس آب و تاب سے
جیسے عروس نو نکل آئے حجاب سے
یا برق شعلہ خو تھی کہ نکلی سحاب سے
یا ہو گئی شعاع جدا آفتاب سے

کس بل دکھائے فوج کو چمکی رکی چلی
گھونگھٹ الٹ کے ناز و ادا سے پری چلی

آمادہ وغا ہوئی صمصام حیدری
جلوہ نما تھی چار طرف شان قیصری
ضو مین قمر فروغ مین خورشید خاوری
صورت مین حور خو مین ملک ناز مین پری

چلنے مین شعلہ بار بھی تھی آبدار بھی
باد سموم بھی تھی نسیم بہار بھی

خم دم مین لاجواب تھی کس بل مین بیمثال
آتش مزاج شعلہ فشان صاعقہ خصال
سفاک وقت جنگ سراپا گن و دمجدال
پیغام مرگ حکم قضا قہر ذوالجلال

پنہان کبھی نظر سے کبھی آشکار تھی
تلوار کیا تھی قدرت پروردگار تھی

چلتی تھی رن مین چار طرف تیغ دوزبان
ہر سمت شعلہ ریز تھی ہر سو شرر فشان
زیر زمین گئی کبھی بالائے آسمان
ارض و سما سے آتی تھی آواز الامان

دہشت سے وحش و طیر بیابان چھوڑ کے

ہیبت سے جا کے شیر نیستان مین چھپ رہے

آیا پیام مرگ جدھر رن مین آگئی
ہستی سے نقش کفر و ضلالت مٹا گئی
بیدم ہوا جسے جھلک اپنی دکھا گئی
طوفان اُٹھا ہی خون کے دریا بہا گئی

آمادۂ جدال تھی گرم قتال تھی
گویا نمونۂ غضب ذو الجلال تھی

چم خم دکھا رہی تھی عجب رنگ و ضنگ سے
جلوہ نما تھی ایک پری لاکھ رنگ سے
کھنچ کھنچکے جان لیتی تھی کس کس امنگ سے
آتی تھی آفرین کی صدا طبل جنگ سے

کس کر وفر سے فوج پہ جاتی تھی بار بار
سفاکیان غضب کی دکھاتی تھی بار بار

چمکی تو مثل برق چمکتی چلی گئی
لچکی تو مثل شاخ لچکتی چلی گئی
مہکی تو مثل غنچہ مہکتی چلی گئی
بھڑکی تو مثل شعلہ بھڑکتی چلی گئی

اُس تیغ آبدار کا جس جا گذر ہوا
اک ضرب مین زمانہ اِدھر سے اُدھر ہوا

گرم وغا تھی مستعد کارزار تھی
سیماب وار مضطرب و بیقرار تھی
سرکش تھی سرفراز تھی عالیوقار تھی
نصرت تھی دم کے ساتھ ظفر ہمکنار تھی

سج دھج نئی تھی قطع نئی بانکپن نیا
دم خم نیا تھا چال نئی تھی چلن نیا

ناگن کی طرح فوج پہ لہرا کے پھر گئی
اٹکھیلیان نئی نئی دکھلا کے پھر گئی
دریائے خونمین لاکھونکو نہلا کے پھر گئی
دل مین مثال وہم و گمان آ کے پھر گئی

کھنچنے کا اشتیاق تھا چلنے کا شوق تھا
ہر رنگ کی ہوس تھی صفائی کا ذوق تھا

چمکی بڑھی رکی ادھر آئی اُدھر چلی
ہلچل پڑی سپاہ عدو مین جدھر چلی
جس صف پہ جس پرے پہ چلی بنجیر چلی
خونریز آئی خون کیے خون مین تر چلی

آیا جو سامنے وہ عدم کو روانہ تھا
یہ جان لے رہی تھی قضا کا بہانہ تھا

سن سے اگر وہ آئی تو زن سے نکل گئی
روئین تنونکی روح بدن سے نکل گئی
زخمون کے گل کھلا کے وہ رن سے نکل گئی
بادِ بہار تھی کہ چمن سے نکل گئی

چلنے مین دونون باگون وہ سفاک گستی تھی
تھی ابر نوبہار جھما جھم برستی تھی

وہ تیغ اور وہ دست امام فلک وقار
لاشون سے کوسون پاٹ دیا دشت کارزار
ہلچل تھی زلزلہ تھا قیامت تھی آشکار
ناگاہ الامان کی ہوئی ہر طرف پکار

اک شور تھا کہ شافع محشر کا واسطہ
اے تشنہ کام ساقی کوثر کا واسطہ

آئی ندائے غیب کہ اے فدیۂ خدا
دو دن کی بھوک پیاس مین یہ جنگ مرحبا

اب ذوالفقار روک لو بس ہو چکی وغا | امت کے بخشوانیکا وعدہ کرو وفا

جس دم ہوا یہ حکم شہ نامدار کو
لبیک کہکے روک لیا ذوالفقار کو

رکتے ہی ذوالفقار پھرے ننگ خانمان | ہر سنگامہ نشور ہوا زیر آسمان
پھر برکار زار ہوئی فوج کین روان | پھر طبل جنگ بجگئے پھر کھل گئے نشان

پھر ہر طرف سے سیکڑوں خونخوار آگئے
پھر مثل ابر تیرہ و تاریک چھا گئے

تنہا امام اور ستمگر ہزار ہا | اک بے گناہ ظالم خود سر ہزار ہا
اک نیمجان کے واسطے خنجر ہزار ہا | اک دل فگار مستعد شر ہزار ہا

یہ ظلم و جور فاطمہ کے نور عین پر
ہرگز کسی کو رحم نہ آیا حسین پر

سرگرم قتل شاہ ہوئی فوج روم و شام | لاکھوں جفا شعار تھے اور ایک تشنہ کام
چار و نطرف سے چلنے لگے نیزہ و حسام | مجروح ہو گیا ہمہ تن پیکر امام

تیر ستم گذر گئے بازو کو توڑ کر
نوک سنان نکل گئی پہلو کو توڑ کر

اک بانی ستم نے لگایا جبین پہ تیر | اس زخم جانستاں سے ہوا صدمہ کثیر
وہ تیر کھینچتے تھے امام فلک سریر | ناگہ جگر کے پار ہوا نیزہ شریر

چہرے پہ اشک شمع کے مانند ڈھل پڑے
نزدیک تھا کہ منھ سے کلیجا نکل پڑے

کیا سنگدل تھے وہ ستم ایجاد ہائے ہائے
تیر و سنان لگاتے تھے جلاد ہائے ہائے
وہ تشنہ لب وہ خنجر فولاد ہائے ہائے
دلبند مصطفےٰ پہ یہ بیداد ہائے ہائے

لاکھون مین ایک بیکس و تنہا ہزار حیف
وہ فاطمہؑ کے نازون کا پالا ہزار حیف

اے حاضرین بزم اب آیا ہی وہ مقام
سنتے ہی جسکو خاک اڑائینگے خاص و عام
نزدیک ہی سیاہ ہو روے زمین تمام
نزدیک ہی کہ درہم و برہم ہون صحن عام

گھوڑے سے خاک و خون مین شہنشاہ دین گرا
قندیل کعبہ گل ہوئی عرش برین گرا

بیٹھا زمین پہ قبلۂ آفاق قبلہ رو
سردار فوج جمع ہوے آکے چار سو
تھی سب کو قتل سید بیکس کی آرزو
لاکھون سنان و خنجر و شمشیر اک گلو

اسلام ابن سعد ستمگر نے کھو دیا
ایمان کا نام شمر لعین نے ڈبو دیا

ناگاہ وقت عصر قیامت ہوئی بپا
خنجر کمر سے کھینچ کے شمر لعین بڑھا
ابر حرم نے ذرہ کیا خوف کبریا
فرزند شیر حق کا گلا کاٹنے لگا

جنبش ہوئی فلک کو زمین تھرتھرا گئی

آندھی سیاہ دشت مصیبت مین آگئی

خنجر تھا حلق پاک پہ لب پر خدا خدا
ہنگام نزع بخشش امت کی تھی دعا

القصہ تن سے فرق مبارک جدا ہوا
دنیا سے مہر اوج شرف کوچ کر گیا

آئی صدا شہید امام زمن ہوا
عالم مین آج خاتمۂ پنجتن ہوا

لاشونکی ابن سعد ستمگر کو تھی تلاش
دشت بلا مین کانپ رہی تھی ہر ایک لاش

نزدیک تھا کہ کوہ و زمین سب ہون پاش پاش
آتی تھی ہر طرف سے یہ آواز دلخراش

سرور ریاض ختم رسالت نگون ہوا
ماتم سے روے چرخ برین نیلگون ہوا

تھے بیقرار دختہ جگر سید البشر
شیر خدا تھے مضطرب الحال نوحہ گر

جاری تھے اشک فاطمہ کے روے پاک پر
بھائی کے رنج و غم مین حسن تھے برہنہ سر

صدمہ تھا بیحساب شکایت ذرا نہ تھی
جز شکر حق گلہ سے زبان آشنا نہ تھی

ماتم سے اہلبیت کے محشر تھا آشکار
زینب قریب مرگ تھی کلثوم بیقرار

سر پیٹتی تھی بانوے شاہ فلک وقار
یاد پدر مین بالی سکینہ تھی اشکبار

سینہ زنی سے چار طرف شور و شین تھا
ارض و سما مین ماتم قتل حسین تھا

شبنم سے اشکبار تھا چرخ برین تلک
فرط الم سے خاک بسر تھی زمین تلک
غم سے جگر کباب تھا مہر مبین تلک
سدرہ پہ بیقرار تھے روح الامین تلک
لرزان تھا عرش گاؤ زمین تھرتھراتی تھی
جن وملک کے رونے کی آواز آتی تھی

فوج ستم مین بجتے تھے نقارۂ ظفر
دیتا تھا ایک دوسرے کو فتح کی خبر
تھی بسکہ ظالمون کو تمنائے مال وزر
غارت کو آئے خیمۂ عصمت مین اہل شر
اسباب لوٹا آگ لگائی خیام مین
اہل حرم کو قید کیا ازدحام مین

صفدر بس اب خموش کہ صدمہ کمال ہی
شرح مصائب شہ والا محال ہی
بزم عزا مین کثرت رنج وملال ہی
اہل ولا کو وجد محبون کو حال ہی
خلاق کائنات سے اب ہی دعا یہی
خواہش یہی مراد یہی التجا یہی

جبتک کہ مہر رونق چرخ برین رہے
جبتک گلون سے زینت روئے زمین رہے
جبتک رواج دین شہ مرسلین رہے
جبتک جہان مین بزم غم شاہ دین رہے
نواب نامدار کا رتبہ دوچند ہو
اقبال مثل شہرۂ تحسین بلند ہو



بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکھون حمد پروردگار جہان — نشان جسکے لاکھون ہین خود بے نشان
وہی بندہ پرور وہی دستگیر — وہی ہے علی کل شئی قدیر
سمیع بصیر غفور الرحیم — علیم خبیر عزیز حکیم
حسیب مجیب حفیظ وکیل — غنی کبیر عظیم جلیل
ترا نام جبار و قہار ہے — تجھے خود پسندی سزاوار ہے
تجھی کو ہے زیبا خدائی تری — ہے بے انتہا بادشائی تری
نہ کوئی ہوا ہے نہوگا شریک — تری ذات ہے وحدہ لاشریک
فنا سب ہین باقی ترا نام ہے — نہ آغاز ہے اور نہ انجام ہے
کسی چیز کی تجکو پروا نہین — کسی کا تجھے خوف اصلا نہین
ترے کنہ قدرت کو پہونچے خیال — یہ ہے غیر ممکن سراسر محال

ترے نور وحدت سے کیا کیا بنا — زمین آسمان کوہ و صحرا بنا
عیان ہی ہر اک شے مین جلوا ترا — کن آنکھون سے دیکھون تماشا ترا
نہو کس طرح مغفرت کا یقین — تری ذات ہی ارحم الراحمین
نہان قطرے قطرے مین پھر ہی عیان — عیان دورے دور یسے پھر بے نشان
دو عالم کو اک دم مین پیدا کیا — تماشاے قدرت ہویدا کیا
فقط لفظ کن سے جہان بنگیا — زمین بن گئی آسمان بن گیا
عیان صورت کہکشان ہوگئی — گلون سے زمین بوستان ہوگئی
نہ غور و تامل زیادہ کیا — وہی ہوگیا جو ارادہ کیا
اُسی سے ہین گردش مین لیل و نہار — اُسی کے ہین قدرت کے جلوے ہزار
اُسی کی تجلی ہر دیکھو جہان — عیان مین نہان ہی نہان مین عیان
ظہور اُسکا ماہی سے تا ماہ ہی — جدھر دیکھو اللہ ہی اللہ ہی
اُسی کی ہر اک لب پہ ہی گفتگو — اُسی کی ہر اک دل مین ہی آرزو
اُسی سے درخشان ہین شمس و قمر — اُسی سے نمایان ہین شام و سحر
اُسی سے ہی ہر شی کی نشو و نما — اُسی سے بقا ہی اُسی سے فنا
اُسی سے مناسب ہی امید و بیم — وہی منتقم ہی وہی ہی کریم
وہ ہر شی مین ہی پھر نہین ہی کہین — وہ سب کچھ ہی دیکھو تو پھر کچھ نہین
اُسی نے بنائے ہین حور و قصور — اُسی کا ہی ارض و سما مین ظہور

نباتات و بحر و بر و ذی حیات — اُسی کے ہین پر تو اُسی کے صفات
ملائک بشر جن و غلمان و حور — ہین ہر کوئی اُسکی رحمت سے دور
ازل سے ہین سب اُسکے در کے فقیر — غنی و گدا و صغیر و کبیر
سب اُسکے ہین مخلوق خالق ہے وہ — سب اُسکے ہین مرزوق رازق ہے وہ
سب اُسکے ہین محتاج وہ بے نیاز — سب اُسکے ہین بندے وہ بندہ نواز
ہے اول وہی اور آخر وہی — ہے باطن وہی اور ظاہر وہی
ہمیشہ رہی ہے رہیگی نمود — اُسی کو سزاوار ہے ہست و بود
وہ خالق وہ رازق وہ نکتہ نواز — وہ مالک وہ مختار وہ بے نیاز
جہان مین عبث ہے غم پیش و پس — ہے اللہ بس اور باقی ہوس
دیا رتبۂ اوج افلاک کو — کیا فرش اس سطحۂ خاک کو
ضیا مہر کو تاب اختر کو دی — تڑپ برق کو آب گوہر کو دی
شفق کو دیا ارغوانی لباس — فلک کو ملا آسمانی لباس
ہوئی زیب و زینت گلونکو عطا — ترانے ہوے بلبلون کو عطا
کیا زر کو عالم مین حاجت روا — جواہر کو بخشا عجب مرتبا
کسی کو کیا تاج شاہی عطا — کسی کو گدائی کا کاسہ ملا
سکندر رہوا مالک و بحر و بر — سلیمان کو بخشا عجب کر و فر
کسی کو جہان مین تونگر کیا — کسی کو قناعت کا خلعت دیا

کسی کو کیا وصل جاناں سے شاد — مقدر سے کوئی رہا نامراد
کسی کو دیا شوق ناز و ادا — کسی کو ملا ذوق مہر و وفا
کسی کو دیا اُسنے حسن و جمال — کسی کو تمنائے لطف وصال
کسی کو نہیں دخل چون وچرا — وہ مالک ہی جو اُسنے چاہا کیا
کوئی باہنر ہی کوئی بے ہنر — مگر اُسکی رحمت ہی ہر ایک پر
وہ چاہے تو قطرے کو دریا کرے — سمندر کو چاہے تو قطرا کرے
بشر کو دیے گوش و چشم و دہن — دہن سے کیے لاکھ پیدا سخن
بہار چمن زینت انجمن — سخن ہی سخن ہی سخن ہی سخن

بیان مراتب انبیا وائمہ واولیا وعلما

ہدایت کو بھیجے بہت انبیا — جدا گانہ ہر اک کو رتبہ ملا
خلافت کا آدم کو منصب دیا — کہ سجدہ ملائک نے کر وہ کیا
ملا طوق لعنت کا ابلیس کو — عنایت ہوا علم ادریس کو
ہوئی نوح کی التجا مستجاب — گنہگار و مشرک ہوئے غرق آب
یہ تھا فضل پروردگار جلیل — ہوئی رشک گلزار نار خلیل
ملی چشم خونبار یعقوب کو — عنایت کیا صبر ایوب کو
اگر خضر کو آب حیوان ملا — تو داؤد کو لحن دلکش دیا
دیا ماہ کنعان کو حسن و جمال — بڑھایا سلیمان کا جاہ و جلال

ہوے طور سینا پہ موسیٰ کلیم — نظر آئے انوار رب کریم
مسیحا کو بخشا عجب معجزا — کہ قم کہکے مردون کو زندہ کیا
محمد ہوے خاتم الانبیا — شفیع قیامت حبیب خدا
ہوا اُنکے مقدم سے روشن جہان — ہوے اُنسے پر نور ہفت آسمان
ہوے سرو فارس کے آتشکدے — گرے قصر کسریٰ کے سب کنگرے
ہوا دہر کفر و ضلالت سے پاک — ہوے بت پرست و منافق ہلاک
بجا عام نقارہ اسلام کا — مٹا نام ہستی سے اصنام کا
نہ گھر مشرکون کے نہ بستی رہی — رہی جس جگہ حق پرستی رہی
ازل سے ہوا کون محبوب خاص — ملا کس پیمبر کو یہ اختصاص
ہوئی کسکو مہر نبوت عطا — کسے حق نے تاج شفاعت دیا
میسر ہوئی کسکو سیر جنان — بنا کس کا خلوتکدہ لامکان
یہ ادنی ہی اعجاز خیر البشر — کیا اک اشارے سے شق القمر
کسی نے نہ سایے کا پایا نشان — کہان ہی کہان ہی کہان ہی کہان
ہوے آپکے جانشین و وصی — امیر عرب شاہ مردان علیؑ
کیا حق نے زور ولایت عطا — وہی ہین زمانے کے مشکلکشا
ملین زوجہ بنت نبی فاطمہؑ — کہ عصمت کا اُنپر ہوا خاتمہ
رہین محو یاد خدا عمر بھر — یہی شغل تھا آپ کا عمر بھر

عنایت کیے حق نے دو نور عین — کہ ہے نام جنکا حسن اور حسین
خلف تھے کہ دو گوہر بے بہا — شہادت کا دونون کو رتبہ ملا
ہوے سلسلہ وار پھر تو امام — ہے دین و دنیا مین سب نیکنام
ہر اک رہنماے زمانہ ہوا — ہر اک معرفت مین یگانہ ہوا
زہے شان اصحاب خیر الورا — کہ اوصاف ہین جنکے بے انتہا
ہزارون ہوے اولیاے کرام — بہت اُنسے جاری رہا فیض عام
کیے خلق ارباب علم و یقین — ہوے عالم دین و رکن رکین
بہت اہل دل اور موحد ہوے — بہت علم عرفان کے موجد ہوے
بہت جام وحدت سے مدہوش تھے — غم دین و دنیا فراموش تھے
ہوا مختصر حال سب کا رقم — رہا سب پہ خالق کا فضل و کرم
مگر چشم انصاف سے دیکھیے — وہ کیسا ہے جس نے یہ رتبے دیے
اُسی سے منور ہین دونون جہان — وہی ہے یہان اور وہی ہے وہان
اُسی کا عیان ہر طرف نور ہے — مگر لاکھ پردون مین مستور ہے
سو اب سے ہے بد حجاب اُوئی — جہان اُٹھ گیا یہ حضوری ہوئی
نہ جائے کسی وقت اُسکا خیال — اگر دل مین ہے اشتیاق وصال
دلا منزل دوست کیا دور ہے — کہ جوینده یابنده مشہور ہے
پرستش کے قابل نہین ہر کوئی — وہی ہے وہی ہے وہی ہے وہی

بیان فصل بہار و فضاے صحن گلزار زمزمۂ سنجی مرغان خوشنوا و حمد و ثناے خالق یکتا

پلا ساقیا ساغر مشکبار — نظر آئے حسن عروس بہار
شگفتہ ہوای خاطر خستہ آج — بنا دے مضامین کا گلدستہ آج
نگاہون مین پھر جاے رنگ چمن — کھلین لالہ و نرگس و نسترن
ورق آج گلچین کا دامن بنے — بہار طبیعت سے گلشن بنے
مضامین رقم ہون عجب رنگ سے — معانی بیان ہون نئے ڈھنگ سے
حسینان گلشن دکھائین ادا — شمیم چمن لائے باد صبا
صبا ہو بزم عروس چمن — ہر اک غیرت گل ہو غنچہ دہن
بڑھے اوج طبع خداداد کا — کٹے حوصلہ سرو شمشاد کا
نوا سنجیان بلبلین بھولجائین — سنین یہ مضامین تو گل پھولجائین
الٰہی ہوا اس بیخودی کا برا — بہک کر کہان سے کہان آگیا
نہین آدمی کو تعلی روا — ذرا دیکھو گلشن مین صنع خدا
گل و غنچہ و سرو و ابر بہار — جہان مین اسی کے ہین نقش و نگار
تماشے ہین گلشن مین بے انتہا — جدھر دیکھو ہر اک شگوفہ بپا
جہان مین وزان کی نسیم بہار — چمن مین شگفتہ ہوے گل ہزار
دیا حسن گل کو خلش خار کو — عطا کی تڑپ بلبل زار کو

اگر آنکھ نرگس کو حیران ملی — تو سنبل کو زلف پریشان ملی
کیا بلبلون کو چہکنا عطا — گل و یاسمن کو مہکنا عطا
جو سبزے کو اُسنے دیا خواب ناز — تو سوسن کو بخشی زبان دراز
ملے راستی سرو آزاد کو — دیا قد محبوب شمشاد کو
اگر بوے گل کو لطافت ملی — تو شاخ سمن کو نزاکت ملی
محافظ کیے برگ ادھر اور اُدھر — کہ لچکے نہین شاخ گل کی کمر
جو آب رواں کو روانی ملی — تو سبزے کو پوشاک دھانی ملی
اگرچہ دیے دل پہ لالے کے داغ — مگر خار کے غم سے بخشا فراغ
جو غنچون کو شوق تبسم دیا — تو بلبل کو صرف ترنم دیا
ملی چال کبک دری کو اگر — تو نغمے مین طوطی کے بخشا اثر
نہین بے سبب یہ بہار و خزان — اُسی کی ہین در پردہ نیرنگیان
جوانان گلشن پر و مند ہین — حسینان گلزار خرسند ہین
لچکتی ہر شاخ گل تر نہین — اکڑتے ہین سرو و صنوبر کہین
زمین پر گل و لالہ و ارغوان — فلک پر شفق پھولنے کا گمان
کہین ہر گلستان مین ابر بہار — کہین ہر رواں چادر آبشار
نسیم سحر کی وہ اٹکھیلیان — وہ مرغان گلشن کی خوش فعلیان
کہین رقص طاؤس مستانہ ہر — کہین عشق بلبل کا افسانہ ہر

کہین لطف موج نسیم بہار — کہین ہی عروس چمن کا سنگار
کہین شاہد گل کی جلوہ گری — کہین عندلیبونکی نوحہ گری
کہین نغمۂ طوطی خوش گلو — صنوبر پہ قمری کی حق سرہ
کہین صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم — کہین جوہی کی بھینی بھینی شمیم
کہین یاسمن کی عروسانہ بو — کسی سمت چنپے کی مستانہ بو
وہ شاہانہ خوشبو مدنیان کی — وہ مہکی ہوئی جابجا کاننی
کہین مالتی ہی کہین سیوتی — کہین کیوڑا ہی کہین کیتکی
کہین موگرا ہی کہین موتیا — لب نہر شبو کی شب کو فضا
کہین زینت باغ سورج مکھی — کہین زیب گلشن گل چاندنی
کہین شوخی رنگ تاج خروس — سراپا ہی رشک لباس عروس
کہین تختہ صد برگ کا خوشنما — کہین ہی گل اشرفی کی فضا
کسی سمت لالہ ہی ساغر بکف — نمالان نو خیز ہین صف بصف
گلون کا وہ جوبن وہ کھلنا کہین — درختون کا وہ لہلہانا کہین
معطر ہی سنبل کی چوٹی کہین — بہار جبین چھوٹی چھوٹی کہین
وہ پھیلا ہوا عشق پیچان کہین — وہ پھیلی ہوئی بوے ریحان کہین
مہکتا ہی گلشن مین بیلا کہین — حصار گلستان ہی کیلا کہین
چمن مین خاکی کہین ٹیٹیان — شگفتہ کہین تخت زعفران

درختان سایہ فگن میوہ دار — سراسر تکلف سراسر بہار
کہین ہین گلستانمین نہرین روان — کسی جاہین فوارے گوہر فشان
کسی سمت عالم ہی گلنار کا — جدا سب سے جوبن ہی اثمار کا
کسی سمت گلشن مین آمونکا بو — دکھاتا ہی ہر بار عالم کچھ اور
وہ انگور جلوہ نما تاک پر — ستارے ہون جسطرح افلاک پر
کہین سیب خوشرنگ خوشبو القا — کہ سیب زنخدان ہو جسپر فدا
کہین ہی شریفہ کہین ہی انار — کہین زینت باغ ہی کوکنار
کہین جلوہ گر ہین درختونمین آم — تماشائی ہین جنکے سب خاص و عام
کہین ناشپاتی ہی جامن کہین — دکھاتی ہی رنگ اپنا آمن کہین
اگر کوہ و صحرا کی دیکھو بہار — شگفتہ ہین گلہاے خودرو ہزار
جدا سب کی خوشبو جدا سب کے رنگ — جدا سبکی خلقت جدا سبکے ڈھنگ
بہت دیکھے گلشن بہت لالہ زار — نظر آئے لاکھون گل نوبہار
نہ وہ خودنمائی نہ وہ رنگ و بو — اُسی کی مگر سب کو ہی جستجو
ہر اک رنگ سے بلبل بوستان — اُسی کی بیان کرتی ہی داستان
مگر سننے کو چاہیے گوش ہوش — نہین ذکر سے کوئی اُسکے خموش
طلب کر اُسی سے گل آرزو — اُسی کی ہی پھیلی مہک چار سو
اُسی سے ہی تازہ نہال مراد — اُسی کا تجسس اُسی کی ہی یاد

وہی اس گلستان کا ہی باغبان | گل و غنچہ سے اُسکی صنعت عیان
یہ گلشن جو اِس زیب و زینت کا ہی | لگایا ہوا دست قدرت کا ہی
ہمیشہ رہے چشم و دل سوئے حق | ہر اک گل سے آتی ہی خوشبوئے حق
بشر کو مناسب ہی سب سے سوا | رہے رات دن محو یاد خدا
بنایا اسے اشرف کائنات | عنایت کیے حق نے اپنے صفات
نہ بھولو کبھی اُسکا فضل و کرم | ہمیشہ رہے فرق تسلیم خم
رکھو اُسکے آگے جبین نیاز | وہ معبود برحق ہی بندہ نواز
کہان مین کہان حمد پروردگار | کہان نکہت گل کہان نوک خار

بیان موسم برسات سرسبزی و شادابی نباتات حال نازنینان سراپا صفات و حمد و ثنائے خالق کائنات

کدھر ہی تو اے ساقی عشوہ گر | تجھے کچھ بھی برسات کی ہی خبر
اُٹھی ہی پہاڑون سے کالی گھٹا | چھلکتا ہوا آج ساغر پلا
یہ موسم یہ سامان یہ ٹھنڈی ہوا | گھٹا آئی ہی دل بڑھا ہی مرا
فضا بادہ خوارونکو دکھلاے آج | مے طاہر و صاف برسات آج
یہ موسم ہی مہمان برسات کا | مہیا ہو سامان برسات کا
دکھا ساقیا پیاری پیاری ادا | سبو کی طرف دست نازک بڑھا
رہے نام تیرا سخاوت تری | دکھا مے پرستون کو دریا دلی

یہی ہی تمنا یہی آرزو — کہ ٹوٹے کہین جلد مہر سبو
دکھا عارض دخت رز کی بہار — دلِ مضطرب ہی بہت بیقرار
رخ مہر پر ہی گھٹا کا حجاب — دکھا جام مین جلوۂ آفتاب
دکھاتی ہی برسات عالم کچھ اور — چلے دور پر بادہ خوار و نہین دور
صدا رعد کی ابر مین ہو ادھر — اُٹھے بزم مین شور قلقل ادھر
اُدھر برق تاباں کو ہو اضطراب — ادھر سیر دکھلائے موج شراب
ہوس آج کوئی نہ ساقی رہے — سبو مین نہ اک بوند باقی رہے
بلا سے قدر بادۂ تند و تیز — کہ میکش کرین نشے مین جست و خیز
وہ مے کیا ہی جس مے مین مستی نہو — وہ تلوار کیا ہی جو کستی نہ ہو
مگر مستی معرفت ہو ضرور — رہے جسکا رو رہد تک سرور
یہ میخوار ہی بادہ خوار الست — ازل سے ہی دل جام وحدت سے مست
ہر اک سمت چلتی ہی ٹھنڈی ہوا — ذرا دیکھو برسات کی بھی فضا
وہ سبزے کی صحرا مین شادابیان — وہ برق درخشان کی بیتابیان
وہ بادل کا آنا گرجتا ہوا — وہ نقارۂ رعد بجتا ہوا
وہ ساون کی گھنگھور کالی گھٹا — تڑپ برق کی رعد کی وہ صدا
تلے ہین برسنے پہ بادل کہین — بھرے آب حمت سے جل تھل کہین
وہ گلشن مین سبزی پہ پڑنا بہار — وہ بادل مین قوس قزح کی بہار

وہ برسات کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا — وہ بارش مین پروائیونکی فضا
وہ آنا گھٹاؤن کا گلزار پر — وہ بیتابی برق کہسار پر
وہ سبزے کی صحرا مین کوسون لہک — وہ پھولونکی بادِ صبا مین مہک
وہ تھم تھم کے بجلی دمکنا کہین — وہ تارون کا کم کم چمکنا کہین
ہوا کا وہ تھمنا وہ چلنا کبھی — قمر کا وہ چھپنا نکلنا کہین
دکھاتی ہی برق اپنا عالم کہین — برستے ہین بادل جھما جھم کہین
وہ جگنو چمکنا شب تار مین — وہ دادر کی آواز گلزار مین
کہین ابر باران مین مورونکا شور — کہین کالی کالی گھٹاؤنکا زور
کسی سمت آمون مین کویل کی کوک — اُٹھے جس سے بیساختہ دلمین ہوک
کہین نغمۂ بلبل بوستان — پپیہے کی دلکش صدا بی کہان
دھواندھار بادل مین بگلونکی سیر — چراگاہ مین کثرت وحش وطیر
وہ طغیانی آب دریا کہین — وہ شادابی کوہ و صحرا کہین
وہ دریا مین سرخاب و مرغابیان — ہواسے وہ موجونکی بیتابیان
تلاطم سے گرداب پڑنا کہین — حبابون کا بننا بگڑنا کہین
وہ جھیلونمین لطف گل نیلوفر — وہ کھلنا کنول سطح آب پر
چمن مین خرامان کہین گلعذار — حسینون کے وہ جھولنے کی بہار
کہین دلربا ؤن کی ناز و ادا — شفق مین کہین چیزیونکی فضا

کسی کے وہ دست حنائی غضب
کسی کی وہ نازک کلائی غضب

کسی آفت جان کی جٹی بھوین
کسی شوخ کی تا کمر کا کلین

کسی سرو قد کی کمر مین لچک
کسی زلف کی بھینی بھینی مہک

سراپا کوئی صورتِ نازہی
کسی کا جدا سب سے اندازہی

کسی کی نشیلی وہ چتون غضب
جوانی کا اٹھنا وہ جوبن غضب

خرامان کوئی مثل کبک دری
کسی مین سراپائے عشوہ گری

دکھاتی ہی کوئی رخ تابناک
کھڑی اینڈتی ہی کوئی زیرتاک

کوئی سیر گل دیکھتی ہی کھڑی
بناتی ہی پھولونکی کوئی چھڑی

کوئی گل بدامان کوئی گل بسر
لپیٹے کوئی ہار موباف پر

کوئی محو نظارۂ آبشار
کوئی برق کو دیکھکر بیقرار

کوئی خوش گلو گارہی ہی ملار
بجاتی ہی گلشن مین کوئی ستار

کوئی دیس گاتی ہی کوئی بہاگ
کوئی کامل فن سناتی ہی راگ

کسی سمت ہی ناچ کی دھوم دھام
کہین مہ جبینون کا ہی ازدحام

دم رقص چھل بل دکھانا کبھی
تبسم سے دانا سکرانا کبھی

وہ گانا حسینونکا ٹپا خیال
وہ دو دو قدم دلربائی کی چال

وہ گھونگھٹ مین خیار زیبا کی شان
سرو دوش زلف چلیپا کی شان

وہ عشوہ وہ انداز وہ بانکپن
تبسم سے وہ گنج لب پرشکن

کسی کا کبھی دیکھنا ناز سے — کبھی مسکرانا اک انداز سے
کسی کی وہ زلف رسا خم بخم — کسی کی وہ رفتار دو دو قدم
اٹھا کر وہ پشوا ز چلنا کہین — ٹھہرنا اکڑنا سنبھلنا کہین
حسینون کے جمگھٹ کے جمگھٹ کہین — ہزارون خرامان ہین زہرہ جبین
کہین چشم مخمور جادو بھری — کہین مہ جبینون کی جلوہ گری
بڑھاتی ہی جھولے مین پینگین کوئی — کوئی چپکی بیٹھی ہی سہمی ہوئی
الگ سب سے دو چار زہرہ جبین — پکاتی ہین پکوان بیٹھی کہین
نباتات انواع و اقسام کے — گلستان و صحرا مین پیدا ہوے
طرب خیز موسم ہی برسات کا — دکھاتا ہی عالم طلسمات کا
جہان مین ہر اک شی کو دیکھا بغور — سوا اُسکے صانع نہین کوئی اور
وہی ہی خداوند ہفت آسمان — اُسی سے منور ہین دونون جہان
اُسی کی طلب مین رواں آب ہی — اُسی کے لیے برق بیتاب ہی
اُسی سے وزان ہی نسیم بہار — اُسی سے روان چادر آبشار
اُسی سے ہی نیرنگی دو جہان — اُسی سے ہی فوس قزح کا سمان
زمین آب رحمت سے سیراب ہی — جہان فیض قدرت سے شاداب ہی
حیات دو روزہ ہی مثل حباب — سراسر یہ بحر جہان ہی سراب
کرو فکر سامان ملک عدم — دو روزہ ہی دنیا کا جاہ و حشم

تعلق سے دامن ہو پہلے ہی پاک — ملے خاک مین جبتلک مشت خاک
جہان مین عبث اتنا غافل ہی تو — نہ بھول اُسکو دم بھر جو عاقل ہی تو
نہ باقی رہے دل مین حرف دوئی — جہانتک ہو ممکن کرو یک سوئی
اُسی کا تصور رہے روز و شب — اُسی کا تجسس اُسی کی طلب
خوشا دل کہ جو دل ہو محو خدا — خوشا چشم جو چشم ہو حق نما
عبث جرم کی فکر یا داش ہی — خطا پوش ہی وہ عطا پاش ہی

حکایت معراج خیر الوراد رسیدن مقام سدرۃ المنتہی او دیدن اشتران بے انتہا و تماشاے قدرت خدا بعدہ حمد جناب کبریا

پلا ساقیا ساغر بیخودی — کہ حاصل ہو کیفیت سرمدی
ترقی دہن رسا آج ہو — بڑھے یہ طبیعت کہ معراج ہو
دکھا اسقدر اوج فکر رسا — کہ آئے نظر سدرۃ المنتہی
ہمیشہ رہے فضل رب جلیل — بتائین مضامین مجھے جبرئیل
نقاب رخ دختر رز اُٹھا — بس اب کھولدے قفل صندوق کا
نہین احتیاج کباب سمک — بط مے کے بیٹھے ہون جا گزک
چلے اسقدر دور پر آج دور — نظر آئے مستی مین عالم اک اور
مے معرفت کی یہ تاثیر ہو — کہ نشے مین بھی لب پہ تکبیر ہو
نہین سجدۂ حق سے بہتر عمل — جو لغزش بھی ہو تو گردن کے بھل

ذرا ہوش مین آؤ بیخود نہ ہو — بس اب قصۂ قدرت حق لکھو
جو معراج کی شب رسول خدا — ہوے وارد سدرۃ المنتہی
نظر آئی وان قدرت کردگار — چلی جاتی تھی اشتروں کی قطار
نہ کچھ ابتدا تھی نہ کچھ انتہا — ہوے محو حیرت رسول خدا
مسلسل چلی جاتی تھی وہ قطار — کوئی ساربان نہ کوئی سوار
تھے صندوق دو دو ہر اک اونٹ پر — مگر سب تقفل تھے وہ سربسر
کلیدین بھی قفلوں کے ہمراہ تھین — اگر ساتھ کوئی محافظ نہین
پیمبر نے روح الامین سے کہا — بتا دو ارے یہ کیا ماجرا
کہان سے چلی آتی ہے یہ قطار — کہان جاتے ہین اشتر بیشمار
یہ صندوق کیسے ہین کیا مین ہے — خدا جانے کیا مدعا انمین ہے
یہ بولے بہت سوچکر جبرئیل — رہے شان پروردگار جلیل
مجھے جب سے خالق نے پیدا کیا — ہمیشہ یونہین انکو دیکھا کیا
نہین انکی کچھ ابتدا انتہا — نہین کوئی واقف سوا ے خدا
یہ کی مین نے خالق سے عرض ایکبار — کہان جاتی ہے اشتروں کی قطار
مجھے اسمین حیرت ہے شام و سحر — ہوا حکم چندے ابھی صبر کر
حبیب خدا جب یہان آئیگا — تو یہ راز سربستہ کھل جائیگا
یہ راز نہان اب بتائین حضور — تماشاے قدرت دکھائین حضور

یہ سُنکر رسول خدا نے کہا ذرا کھو تو قفل ایک صندوق کا
حبیب الٰہی کے ارشاد سے جو کھولا وہ صندوق جبریل نے
کُھلا راز قدرت جو مستور تھا وہ صندوق بیضوں سے معمور تھا
ہر اک بیضے پر قفل تھا اور کلید ہوئی اور حیرت پہ حیرت مزید
کہا اُسکو بھی کھول کر دیکھیے حقیقت ہی کیا اک نظر دیکھیے
وہ قفل سر بیضہ جب وا ہوا تماشائے قدرت ہویدا ہوا
نظر آیا اک اور عالم وہان اسیطرح دیکھے زمین آسمان
فلک پر اسیطرح تھی کہکشاں اسیطرح قوس قزح کا سماں
ستارے یونہین زیر افلاک تھے اسیطرح گل زینت خاک تھے
یونہین رات بھر چاندنی کی فضا یونہین مہر تاباں کی دن کو ضیا
اسیطرح فصل بہار و خزاں اسیطرح گردش مین تھا آسمان
رواں تھی کہین چادر آبشار وزان تھی چمن مین نسیم بہار
کہین سبزہ صحرا مین کوسون تلک کہین پھولونکی بھینی بھینی مہک
یونہین مور کرتے تھے پانی کی دھوم گھٹائین یونہین آتی تھین جھوم جھوم
سمندر مین دیکھی جہازونکی سیر کہین دیکھے انسان کہین وحش و طیر
یہی کوہ و صحرا یہی بحر و بر یہی قصر و ایوان یہی بام و در
اسیطرح آبادی روزگار یونہین جا بجا دیکھے شہر و دیار

ہر اک شہر مین خلق کی دھوم دھام — زن و مرد کا ہر طرف ازدحام
کہین بزم شادی کہین بزم غم — کسی کو مسرت کسی کو الم
کہین دور مین ساغر مشکبو — کہین دیکھے لبریز جام و سبو
یونہی ہر جگہ محفل انبساط — اسی طرح برپا تھی بزم نشاط
کہین دیکھے میلے برآمین کہین — سنین عشقبازی کی باتین کہین
کہین مدرسون مین مسائل کی دھوم — مریضون کا دارالشفا مین ہجوم
کہین مسجدین خانقاہین کہین — کہین سجدے مین عابدونکی جبین
کہین بزم عیش و نشاط و سرور — کہین جوش ماتم سے شور و نشور
غرض دیکھتے سیر پست و بلند — ہر اک چیز قدرت کی کرتے پسند
گئے اک جگہ جو رسالت مآب — نظر آیا وان مجمع شیخ و شاب
جو دیکھا تو وان بزم میلا دہی — ہر اک فکر دنیا سے آزاد ہی
زبان پر ہی سب کے یہی تذکرا — کہ ہی آج معراج خیر الورا
ہوے مسکے حیران رسول خدا — کہا اسکی قدرت ہی بے انتہا
یہ کہکر رکھا سجدۂ حق مین سر — کیا شکر خلاق جن و بشر
چلے وان سے ہمراہ روح الامین — گئے تھے جہان سے پھر آئے وہین
نمونہ قدرت حق بیان — لکھون عمر بھر گر نئی داستان
بہت ایسے عالم بہت روزگار — ہمیشہ بنائے بگاڑے ہزار

اُسی کی رہی عمر بھر جستجو — اُسی کا تجسس کرو کو بکو
اطاعت کرو تو اُسی کی کرو — عبادت کرو تو اُسی کی کرو
وہ راضی اگر ہو تو راضی جہان — وہ ناراض ہو تو ٹھکانا کہان
چلو اُسکی راہِ طلب مین چلو — ہمہ تن اُسی کی طرف ہو رہو
ہمیشہ زمانے مین رہنا نہین — کفن مرگ کا کس نے پہنا نہین
غنیمت ہی یہ چند روزہ حیات — جہان مین کسے ہی قیام وثبات
جو کچھ ہو سکے راہ خالق مین دو — بھلا کچھ تو راہ سفر لے چلو
فقط زندگی تک ہین سب آشنا — پس مرگ ہو گا خدا ہی خدا
جیو تو تصور مین اُسکے جیو — مرو تو تصور مین اُسکے مرو
نہ مُڑ کر بھی دیکھو کسی کی طرف — اُڑے خاک بھی تو اُسی کیطرف

استدراک موسی از خلقت ارض وسما بجناب کبریا وجسب حکم
بر سر چاہ رسیدن وسنگریزہ دران انداختن واز تماشائے
قدرت آگاہ شدن

پلا ساقیا آج صہبائے نور — دکھا چشم ودل کو تجلی طور
اُٹھا دے نقاب رخ تابناک — زمانہ ہی مشتاق دیدار پاک
دکھا سیر وادی ایمن مجھے — نظر آئین جنت کے گلشن مجھے
پہونچ طور سینا پہ طبع سلیم — کہ دیکھون تجلی رب کریم

وہی شوق نقشہ جمانے لگے — صدا لن ترانی کی آنے لگے
وہی ہو تمنا وہی التجا — وہی کوہ سینا وہی ہو ضیا
یہ لذت بڑھے جلوۂ یار سے — کہ آنکھین نہون سیر دیدار سے
اُسیطرح پھر طور جلنے لگے — اُسیطرح آنکھون کا سرمہ بنے
تڑپ کر گرے دل پہ وہ صاعقہ — کہ جسکا رہے عمر بھر ذائقہ
بڑھے نشۂ معرفت اِسقدر — نہو دل کو دونون جہانکی خبر
وہ مستی ہو جس مین ہون ہوشیار — نہ بھولون کبھی یاد پروردگار
مگر کس زبان سے ہو حمد خدا — صفات حمیدہ ہین بے انتہا
ہمیشہ سے ہی اُسکی خلقت یونہین — عیان ہی تماشاے قدرت یونہین
خدا جانے یہ کہکشان کب سے ہی — زمین کب سے ہی آسمان کب سے ہی
یہ شمس و قمر کب سے پیدا ہوے — یہ شام و سحر کب ہویدا ہوے
ہوئی کب سے کون مکانکی نمود — ہوا کب سے عرض و سما کا وجود
کسی کو نہین علم اُسکے سوا — وہ خالق ہی بے شبہہ ہر چیز کا
ادب سے بدرگاہ پروردگار — گذارش یہ موسیٰ نے کی ایکبار
ہوے خلق کب آسمان و زمین — ہوا جلوہ گر کب یہ عرش برین
ہوئی کب طلسم جہان کی بنا — ہون مشتاق مین اُسکے ادراک کا
ہوا حکم چندے کرو قطع راہ — ملیگا فلان دشت مین ایک چاہ

اُٹھانا کوئی سنگریزہ وہان — اُسے ڈالنا چاہ کے درمیان
مفصل ملیگا تمھین وان جواب — عیان ہوگی قدرت اُٹھیگا حجاب
غرض وان سے موسی علیہ السلام — چلے اُس طرف کو بہ شوق تمام
ملے راہ مین کوہ و صحرا کہین — نظر آئے پر شور دریا کہین
پہاڑون مین دیکھے کہین ایسے غار — نہ ہو جنمین تمیز لیل و نہار
کہین جھاڑیان دیکھین جنگل کہین — نظر آئے پر خوف بادل کہین
کہین کالی پیلی اُٹھین آندھیان — کہ جنسے ہو تاریک سارا جہان
ملے وحشت افزا بیابان کہین — نظر آئے خار مغیلان کہین
کہین بن مین بن مانسونکا ہجوم — کسی جا ترائی مین شیرونکی دھوم
کسی جا ملی موج ریگ روان — کہین اژدہے دیکھے آتش فشان
کہین سایہ معدوم کوسون تلک — کہین دیکھے انبار خار و خشک
نہ آئی نظر دور تک شکل آب — جسے آب سمجھے وہ نکلا سراب
نظر آئے غول بیابان کہین — نہ دیکھی مگر شکل انسان کہین
بہت جا بجا دیکھے پست و بلند — بہت منزلون مین اُٹھائی گزند
مصائب اُٹھاکر ہوئی قطع راہ — وہان آئے جس دشت مین تھا وہ چاہ
نظر آیا اک سنگریزہ وہان — وہ پھینکا جو اُس چاہ کے درمیان
ندا چاہ سے آئی حیرت فزا — کدھر آئے ہو کون مطلب ہے کیا

بتایا کہ موسیٰ مرا نام ہی — کہا کون موسیٰ ہو کیا کام ہی
کہا ہون فرستادۂ کبریا — پڑھا اپنا آدم تلک سلسلا
ندا آئی پھر چاہ سے ناگہان — اسیطرح اک شخص آتا ہی یان
یونہین حق کا مرسل اسی نام کا — بتاتا ہی آدم تلک سلسلا
یونہین ڈالکر سنگریزہ یہان — مفصل بتاتا ہی نام و نشان
یہانتک کہ آدھا کنوان بھر چکا — نہین سنگریزونکی کچھ انتہا
ہو تم کون سے موسیِ ذی کتاب — کس آدم کی اولاد مین ہو جناب
بہت آپ کو سنکے عبرت ہوئی — تماشاے قدرت سے حیرت ہوئی
خداوند عالم کو سجدہ کیا — رہے دیر تک محو حمد و ثنا
کہا قدرت حق ہی لا انتہا — نہین اسکی کچھ ابتدا انتہا
سراسر معطل ہی عقلِ بشر — بشر کیا نہین عقل کل کو خبر
رہے محو حیرت جہان انبیا — تو ہم کیا ہماری حقیقت ہی کیا
وہی سمجھے جو اُسنے سمجھا دیا — وہی دیکھتے ہین جو دکھلا دیا
مگر اسقدر جاننا ہی ضرور — اُسی کا ہی دونون جہانمین ظہور
جدھر دیکھو مرضی رب العلا — اُدھر رخ کرو مثل قبلہ نما
ادا ہو نہ شکر خدائے جہان — سراپا اگر موے تن ہو زبان
یہ کیا لطف کم ہی کہ انسان کیا — پھر اُسپر ہوا نور ایمان عطا

یہ سب سے زیادہ عنایت ہوئی | کیا خلق امت مین محبوب کی
کیا مرحمت دل کو علم و یقین | کوئی اُسکی توحید مین شک نہین
جہان مین عطا سرفرازی ہوئی | سراسر یہ بندہ نوازی ہوئی
ہوئی بزم عالم مین عزت عطا | بہ کثرت ہوا مال و دولت عطا
جہاز زمانے کی نعمت ملی | بڑی بات یہ ہے کہ صحت ملی
ہمیشہ رہا اُسکا فضل و کرم | بڑھا روز بندے کا جاہ و حشم
عطا کین امیرانہ خوئین بہت | برآئین مری آرزوئین بہت
رکھا ہر مصیبت مین ثابت قدم | نہ آیا کبھی پاس رنج و الم
کرین شکر کس کس عنایت کا ہم | ازل سے ابد تک گنین تو ہے کم
غنیمت ہے یہ عمر ناپائدار | کر روز و شب یاد پروردگار
رہا ہے نہ باقی رہے گا کوئی | رہا ہے ہمیشہ رہے گا وہی

حکایت عرض نمودن فطرس بجناب کبریا بر آے دورہ
وطواف عرش علا حسب حکم معبود رفتن فطرس
بہ راہ منزل مقصود و بمدعا نرسیدن و معترف عجز و قصور گردیدن

بلا ساقیا جام کوثر بلا | کہ لکھنے ہین اوصاف عرش خدا
مضامین لکھون نقشے مین چھو کر | کردن نظم شیشے کا مُنھ چوم کر
بلا کج اتنی سبکنے لگون | عنایت سے تیری چہکنے لگون

بجانب

بجاے گزک سینت حنبت منگا — اُٹھا جام شیشے کی گردن جھکا
گھٹے بیقراری بڑھے انبساط — نظر آئے حوروں کی بزم نشاط
وہ مضمون عالی ہوں طبع رسا — ملائک کہیں سُنکے صلِّ علا
بلندی پرواز دکھلا دے آج — خبر کرسی و عرش کی لادے آج
یہ رفعت دکھا آج پیک خیال — کہ آسان نظر آئے کارِ محال
بہک کر چلا بیخودی میں کہاں — بس اے بوالہوس آگے ہے لامکاں
مناسب نہیں اتنی بالا دوی — کر اہل تہذیب کی پیروی
مقام ادب ہے یہ فکر رسا — ہوس ہے تو عرش بریں کم ہے کیا
لکھے مدح کیا اُسکی طبع سلیم — خدا جسکو فرمائے عرش عظیم
کروں اُسکی وسعت کا کیونکر بیان — مقابل نہیں جسکے کون و مکان
وہ گنبد کی رفعت وہ برجوں کی شان — جہاں عقل کل کا نہ پہونچے گمان
ستون لعل و الماس کے بیحساب — ہر اک کنگرہ غیرت آفتاب
جدھر دیکھو ساماں اُدھر نور کے — کلس نور کے بام و در نور کے
حجاب اُسمیں قدرت کے بے انتہا — سراسر عیان صنعت کبریا
وہ تابندہ قدرت کے نقش و نگار — کہ ہوں لعل و یاقوت اُنپر نثار
نہ واں دھوپ ہے اور نہ واں چاندنی — تجلی ہے چاروں طرف نور کی
نہ شام و سحر ہیں نہ شمس و قمر — مشابہ ہے کچھ کچھ جنانکی سحر

ہر اک سمت قدرت کی نہریں رواں — گل و غنچہ رشکِ ریاضِ جناں
کہیں طائران خوش الحان کی دھوم — وہ مرغانِ نغمہ سرا کا ہجوم
نہ پانی کی خواہش نہ دانے کی فکر — ہر اک کی زبان پر اُسی کا ہے ذکر
یہی اُسکی تعریف محدود ہے — تجلی گہ خاص معبود ہے
لکھا ہے کہ پائے ہیں ستر ہزار — محافظ ہر اک کے ملایک ہیں چار
جداگانہ ہیں اُن ملائک کے نام — ہے اک اُنمیں فطرس بھی مشہور عام
خدا نے عطا کی ہے طاقت بہت — ہے پرواز کی اُسکو کثرت بہت
وہ اُڑنے میں ہے سب سے چالاک تر — بہت مستعد ہے بہت تیز تر
ہر اک پل میں کرتا ہے وہ تیز گام — ہزاروں برس کی مسافت تمام
بہت ناز ہے اُسکو پرواز پر — روش اُسکی ہے ایک انداز پر
ادب سے ہوا ملتمس ایکبار — کہ ہے آرزو میری پروردگار
ترے عرشِ اعظم کا دورا کروں — تری صنعتوں کا تماشا کروں
میں دیکھوں تو ہے کس قدر اسکا دور — کروں سیرِ عرشِ معلی بنور
ہوا حکم خلاقِ ارض و سما — کہ ممکن نہیں سیرِ عرشِ علا
ترے بال و پر ہیں یہ قوت کہاں — تجھے اتنی اُڑنے کی قدرت کہاں
بصد التجا اُسنے پھر عرض کی — ہوا حکم رب خیر تیری خوشی
چلا اُسکے فرمان معبود کو — روانہ ہوا راہ مقصود کو

اُڑا چھ مہینے علی الاتصال | نہ آگے بڑھا اُس سے پیک خیال
یہ کی عرض خالق سے اے بے نیاز | ہوئی کس قدر طے یہ راہ دراز

قطعہ

ہوا حکم پروردگار غفور | ہے اِک پائے سے دوسرا جتنی دور
وہاں تک پہونچنا تو معلوم ہے | ہوئی ہے چہارم ابھی راہ طے
وہ پھر چھ مہینے اُڑا متصل | ہوا فرط پرواز سے مضمحل
خداوند عالم سے پھر عرض کی | یہ منزل کڑی کسقدر طے ہوئی
ہوا پھر یہ فرمان رب العلا | کہ اب مرحلہ نصف طے ہوگیا
یہ سُنکر ہوا ہوگئے اُسکے ہوش | نہ مطلق رہا پھر وہ جوش و خروش
بہت منفعل ہوکے پھر عرض کی | بُری یہ خطا مجھ سے سرزد ہوئی
نہایت ہے اب میری حالت سقیم | تو ہے بندہ پرور غفور الرحیم
نہ اب دو قدم آگے جانیکی تاب | نہ اپنی جگہ پھرکے آنیکی تاب
نہیں کوئی چارہ سوائے گریز | نہ جائے اقامت نہ پائے گریز
ہوا حکم خلاق جن و بشر | پریشان نہو آنکھ کو بند کر
غرض آنکھ فطرس نے جب بند کی | مسافت وہ اک دم میں طے ہوگئی
جہاں سے اُڑا تھا وہیں آگیا | کیا سجدۂ شکر خالق ادا
مکان جسکا ایسا ہو عرش بریں | خدا جانے کیسا وہ ہوگا مکیں

وہ چاہے تو ایسے بنائے ہزار — نشان اُسکی قدرت کے ہین بیشمار
کوئی اُسکا عالم مین ہمتا نہین — کسی کو بھی یکتائی زیبا نہین
وہ ہی ہر مصیبت مین سب کا شریک — مگر آپ ہی وحدہ لاشریک
نہ بھولو کبھی دل سے خالق کی یاد — رہے اُسکی توحید کا اعتقاد
ہوے اسلیے خلق جن و بشر — عبادت کرین اُسکی شام و سحر
سوا معصیت کے جو چاہو کرو — مگر سلسلہ اُس سے باقی رکھو
کرو زندگانی مین یاد خدا — پس مرگ پھر تمنے جانا تو کیا
دو روزہ ہی یان کی خزان و بہار — کسی کو نہین ہی ثبات و قرار
ہر اک شی یہان کی ہی ناپائدار — فنا سب کو ہونا ہی انجام کار
نہ آفاق مین دل لگائے بشر — کسی کی ہوئی ہی سرا مین بسر
محل تعجب ہی حیرت کی بات — کہ ہو قبضے مین جسکے حیات و ممات
بشر اُس سے غافل رہے روز و شب — غضب ہی غضب ہی غضب ہی غضب

حکایت استفسار فرمودن رب جلیل از حضرت عزرائیل
در بارۂ قبض روح خلق خدا و رحم آمدنش بر کسے
شاہ و گدا عرض نمودن ترحم خود بر احوال طفل تختہ نشین
و بار دیگر از سیر ارم محروم ماندن شداد لعین و باز حکم
خدا اگر دیدن آن طفل را کہ بر تختہ دیدی و رحم نمودی

ہمین شداد ناشاد بود

تجھے ساقیا دخت رز کی قسم
دکھادے تماشائے باغ ارم

مے معرفت کا طلبگار ہون
پلا مجکو جتنی سزاوار ہون

مگر پاس اسکا بھی ساقی رہے
تمیز بد و نیک باقی رہے

زمانہ ہوا مجکو چھوڑے ہوے
خم و شیشہ و جام توڑے ہوے

وگرنہ مجھے خم کے خم بھی تھے کم
سبو کے سبو پی کے لیتا تھا دم

مری جان وہ صہبائے گلرنگ دے
کہ جو نشۂ شوق مین رنگ دے

خبر جان و تن کی نہ مطلق رہے
رہے تو فقط الفت حق رہے

مے صاف و طاہر کا دریا بہا
تلاطم اٹھا جوش طوفان دکھا

بط مے ہر اک سمت بہتی پھرے
صراحی ہون ہر طرف قہقہے

بنا اسی تصور ارم کی مثال
مگر ہو نہ شداد کا سا خیال

مین نازک طبیعت ہون عالی دماغ
دکھا بڑھکے باغ ارم سے بھی باغ

وہ گلشن کہ جسمین ہو سیر جنان
وہ گلشن زمین جسکی ہو آسمان

لب نہر ہو ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم
ہر اک سمت ہو بھینی بھینی نسیم

وہان تھے اگر گوہر آبدار
تجلی قدرت ہویان آشکار

بنائے تھے اسنے ستون بلور
سراپا نظر آئے یان قصر نور

وہان تھے جو فوارۂ و آبشار
یہان قطرے قطرے پہ موتی نثار

زر و سیم کے کنگرے تھے وہان — سر بام شمس و قمر ہون یہان
وہان تھی اگر نکہت بوستان — یہان ہر طرف ہو شمیم جنان
وہان تھین اگر دختران جبین — یہان آئین حوران خلد برین
بہت طول دینے سے کیا فائدہ — اُٹھاؤ قلم اب لکھو مدعا
جناب خداوند آفاق نے — کہا ایک دن قابض روح سے
خلائق کی روحین بہت قبض کین — کسی پر نہین رحم آیا کہین
یہ کی عرض سب کچھ ہی روشن تجھے — فقط دو جگہ رحم آیا مجھے
ہوا حکم پروردگار جہان — مفصل کرو سب حقیقت بیان
گذارش کی اس خالق دو سرا — سمندر مین جاتا تھا اک قافلا
قضا را تباہی مین آیا جہاز — نہ شاہ و گدا مین رہا امتیاز
پھنسے سب بیان محیط الم — سرون پر گرا ناگہان کوہ غم
اُٹھا ہر طرف شور آہ و فغان — ہوے صاف آثار محشر عیان
کوئی نوحہ گر تھا کوئی بیقرار — کوئی مضطرب تھا کوئی اشکبار
تلاطم سے تختے ہوے سب جدا — مسافر ہوے غرق بحر فنا
اجل سے کسی کو نہ مہلت ملی — مگر اک زن حاملہ رہ گئی
اکیلے وہ تختے پہ تھی بیحواس — بجز یاس و حسرت نہ تھا کوئی پاس
وہ تختہ کئی روز بہتا رہا — دل اُسکا غم و رنج سہتا رہا

ڈری سہمی گھبرائی روئی کبھی — نہ آرام پایا نہ سوئی کبھی
وہین ورد زہ اُسکو پیدا ہوا — یہ اک اور صدمے پہ صدمہ ہوا
نہ مادر نہ خواہر نہ ہمدم کوئی — نہ مونس نہ دایہ نہ محرم کوئی
وہ رہ رہ کے تکلیف اُس درد کی — وہ چارون طرف حسرت دیکھی
ہوا سے وہ تختے کا ہلنا کبھی — وہ موجون سے موجون کا ملنا کبھی
وہ ہر سمت باد مخالف کا زور — مگرمچھ کے پانی اُگلنے کا شور
تلاطم سے پانی اُچھلنا کہین — وہ گرداب ٹپر ھکر اُبلنا کہین
بجز ذات معبود کوئی نہ تھا — جو اُس درد و غم مین اُسے دیکھتا
غرض راز قدرت ہویدا ہوا — اُسی حال مین طفل پیدا ہوا
زہے شان پروردگار کریم — صدف سے نکل آیا دُر یتیم
تسلی ہوئی طفل کو دیکھکر — رہا دل مین خوف ہلاکت مگر
وہ تختہ گیا تھا ابھی تھوڑی دور — نہ ٹھہرا تھا اُسکا دل ناصبور
ہوا مجکو حکم خدائے جہان — کرو قبض روح زن خستہ جان
بجا لایا فرمان رب العلا — وہ بیجان ہوئی طفل تنہا رہا
وہان رحم آیا مجھے دیکھکر — کہ بے شیر کیونکر جیے گا پسر
مگر دل مین پھر سوچ کر یہ کہا — مجھے حکم معبود مین دخل کیا
دوبارہ پھر ای خالق بحر و بر — تاسف ہوا حال شد ادپر

کیا تونے اُسکو یہ رتبہ عطا — کہ تھا قاف سے قاف تک دبدبا
قرون دہ بدہ اُسکی سطوت ہوئی — ہر اقلیم بخت حکومت ہوئی
بڑھا اسقدر اُسکا جاہ و حشم — مسخر ہوا سب جہان یک قلم
گذرتا تھا ہر دم بعیش و نشاط — نہ تھی فکر کوئی بجز انبساط
مہیا زمانے کا اسباب تھا — ہر اک قصر مین فرش سنجاب تھا
شب و روز تھا عیش و عشرت سے کام — کبھی شور قلقل کبھی دور جام
ملی تھین جہانکی اُسے نعمتین — اُٹھاتا تھا ہر چیز کی لذتین
یہ کمبخت کے دلمین آیا خیال — کہ خلد برین کی بناؤن مثال
کیے جمع سامان سب انتخاب — زر و سیم و لعل و گہر لاجواب
رہا ایک مدت اِسی فکر مین — اِسی مشغلے مین اِسی ذکر مین
بلائے ہر اک جاسے اہل کمال — جو صنعت گری مین تھے سب بیمثال
زمین دیکھکر اِک جگہ پر فضا — رکھی اُسنے باغ ارم کی بنا
ہر اک فن کے صناع و اہل ہنر — تھے سرگرم تعمیر شام و سحر
لگاتے تھے اینٹین زر و سیم کی — چنائی وہ سب مشک و عنبر سے تھی
طلائی چھتین تھین مرصع نگار — ستون اُسمین بلور کے بیشمار
عوض سنگریزونکے در خوشاب — پڑے تھے ہر اک نہر مین بیحساب
بر و سیم کے کنگرے دس ہزار — چمک جنکی یکسان تھی لیل و نہار

عوض

عوض خاک کے زعفران وعبیر ہر اک سمت تھی نکہتِ دلپذیر
وہ کوسون تلک مشک وعنبر کی بو گل ویاسمن کی مہک چارسو
درختون پہ نغمہ سرا جانور گلستان مین لطف نسیم سحر
کہین طائرونکی نواسنجیان کہین عندلیبونکی خوش فعلیان
ہوئین منتخب دختران جہان رکھا قصر مین مثل حور جنان
جو غلمان بنانے کا آیا خیال کیے جمع طفلان صاحب جمال
بلندی و وسعت کا کیا ہو بیان نہ تھا مثل اُسکا تہ آسمان
ہوا پانسو سال مین اختتام زر و مال بھی ہوگیا سب تمام
خبر سُنکے نیساری باغ کی بہت اُسکے دل کو مسرت ہوئی
عجب کر و فر سے بجاہ و حشم روانہ ہوا سوے باغ ارم
در باغ تک بھی وہ پہونچا نہ تھا کہ آیا مجھے حکم رب العلا
روانہ کرد اُسکو سوے عدم نہ دیکھے تماشاے باغ ارم
یہ سنتے ہی حکمِ خداے جہان بسرعت ہوا اُسطرف مین روان
قدم پشت زین سے اُتارا نہ تھا کہ پہونچا مین سر پر مثال قضا
نہ دی مہلت سیر ناکام کو کیا قبض روح بد انجام کو
مشیت مین تیری مجھے دخل کیا مگر اُسکی حسرت پہ رحم آگیا
بنانے مین کی صرف عمر عزیز جہان مین نہ باقی رکھی کوئی چیز

کیے صرف الماس و لعل و گہر
تماشا نہ دیکھا مگر اک نظر

ہوا حکم خلاق جن و بشر
تجھے رحم آیا تھا جس طفل پر

وہی طفل ناشاد شداد تھا
کیا ہمنے عالم کا فرمانروا

سمجھتا تھا تو جسکا جینا محال
دیا ہمنے اُسکو یہ جاہ و جلال

جہان مین کیا مالک تخت و تاج
بہت شاہ دیتے تھے اُسکو خراج

یہانتک عطا کی اُسے برتری
کہ کرنے لگا دعوئے ہمسری

سراسر جو کفران نعمت کیا
اُسی کی دو عالم مین پائی سزا

یہ سُنکر ہوے قابض روح دنگ
ہوا خوف سے زرد چہرے کا رنگ

یہ کی عرض اے قادر ذوالجلال
تجھے سب ہین آسان کار محال

جسے چاہے دم مین کرے سرفراز
غنی ہے تری ذات اور بے نیاز

جسے چاہے نازل ہو اُسپر عذاب
جسے چاہے تو بخشدے بیحساب

تو خالق ہے مالک ہے مختار ہے
تجھی کو خدائی سزاوار ہے

جہان قابض روح کا ہو یہ حال
وہان کیا ہے عقل بشر کی مجال

کوئی چشم حق بین سے دیکھے اگر
تو آئے تماشائے قدرت نظر

وہی ہے زمانے کا حاجت روا
وہی ہے زمانے کا مشکلکشا

گدا کو وہ چاہے تو سلطان کرے
اگر مور ہو تو سلیمان کرے

وہ چاہے تو ذرے سے ہو آفتاب
وہ چاہے تو قطرہ ہو در خوشاب

وہ ادنیٰ کو چاہے تو اعلیٰ کرے | جو اعلیٰ کو چاہے تو ادنیٰ کرے
ہر اک اُسکی رحمت سے ہی فیضیاب | برابر ہین وان ذرہ و آفتاب
کرے جسکا خالق ستارا بلند | وہ آفاق مین کیون نہو ارجمند
اگر بندہ پرور ہو ایسا تو ہو | جو خلاق اکبر ہو ایسا تو ہو
اُسی سے ہی عرض و سما کی نمود | سمندر ہی اک قطرۂ بحر جود
ہر اک شے سے ظاہر ہی شان خدا | اِسی سے ملا ہی نشان خدا
نہو اُسکی وحدت کا کیونکر یقین | کوئی اُسکا ہمتا و ہمسر نہین
کرو یاد مین صرف عمر عزیز | کہ خالی نہین ذکر سے کوئی چیز
زبان کو نہ مہلت ملے ذکر سے | نہ خالی رہے دل کبھی ذکر سے
اُسی کی ہو اہو اُسی کی ہوس | نہ بھولو کسی حال مین اک نفس
ہمیشہ رہو طالب کبریا | زبان پر ہو ہر دم خدا ہی خدا

حکایت جناب سلیمان علیہ السلام و انکار سیمرغ از قضا و قدر بدربار عام نشان دادن حضرت از وصل شاہزادی مشرق باشاہزادہ مغرب و کوشش سیمرغ در عدم وصال و اتصال ہر دو بحکم قادر ذو الجلال و نہان گردیدن سیمرغ از انفعال

شہ ابا طہورا پلا ساقیا | دکھا سیر تخت ہوا ساقیا
بیاض ورق مہر تابان بنے | ہر اک نقطہ مہر سلیمان بنے

مضامین دکھائین پری کی ادا — معانی مین جلوہ ہو بلقیس کا
ہر اک بیت بیت مقدس ہو آج — جو مصرع ہو عالم مین پائے رواج
وہ بندش مین پیدا ہو جلوہ گری — کہ جسپر تصدق ہون جن و پری
چلے خوب دور مے شعلہ رنگ — دل مضطرب مین بھری ہے امنگ
یہ تاثیر ہو بادۂ صاف کی — سیاحت کرون پردۂ قاف کی
سراسر نہ دل محو مستی رہے — تمیز بلندی و پستی رہے
وہ مے ہو کہ جسمین رہون ہوشیار — نہ بھولون کبھی یاد پروردگار
پلا بادۂ معرفت اسقدر — لکھون داستان قضا و قدر
جناب سلیمان علیہ السلام — تھے اک روز مصروف دربار عام
مودب چپ و راست انسان تھے — کھڑے دست بستہ نبی جان تھے
بہت تھے امیران عالی وقار — بہت صاحب مملکت تاجدار
ہزارون غلامان زرین کمر — جوانان نامی و صولت اثر
ہزارون کمر بستہ خدمتگذار — تھے بے انتہا حاجب و چوبدار
چرند و پرند و وحوش و طیور — دو رویہ تھے صف بستہ پیش حضور
وہ شوکت وہ عظمت وہ رعب جلال — وہ سیرت وہ صورت وہ حسن و جمال
خدا نے دیا تھا عجب کر و فر — عیان شان معبودی تھی سر بسر
لکھون قصر و ایوان کی تعریف کیا — نظر آتی تھی قدرت کبریا

رقم ہون اگر وصف دربار عام
ازل سے ابد تک نہون یہ تمام

اُٹھاؤن قلم اب سوے مدعا
بیان آپ کرتے تھے حمد خدا

پس حمد خلاق عالم کہا
نہین اُسکی قدرت کی کچھ انتہا

ظہور اُسکا دیکھا اُسی کا اثر
جو ہوتا ہی حکم قضا و قدر

کوئی کام قدرت سے باہر نہین
کسی سے ہو سرزد کبھی ہو کہین

یہ کی سُنکے سیمرغ نے التماس
کہ اے بادشاہ جہان خوشناس

قضا و قدر کا مین قائل نہین
مرے دلکو تصدیق کامل نہین

مشیت ہی کیا خیر فرمائیے
حقیقت ذرا اسکی سمجھائیے

کوئی حال ایسا بتائین حضور
جہان مین ہو آیندہ جسکا ظہور

کہا اُس سے حضرت نے اے بدگمان
مشیت ہی حکم خدائے جہان

جو کچھ اُسنے روز ازل لکھدیا
وہ بے شبہہ عالم مین پیش آئیگا

کسی سے بیان اُسکی قدرت ہو کیا
کسی پر عیان اُسکی حکمت ہو کیا

یہ اک مختصر حال سن لے ضرور
کہ جسکا کسی وقت ہوگا ظہور

نہین اُنکا عالم مین اب تک وجود
نہین اُنکے وہم و گمان مین نمود

ہی مغرب مین اک شاہ والا گہر
اُسے دیگا خلاق عالم پسر

جو مشرق مین ہی شاہ عالی مقام
ملیگی اُسے دختر لالہ فام

وہ جب دختر و طفل ہونگے جوان
ملائیگا اُنکو خدائے جہان

زہے قدرت قادرِ ذوالجلال — لکھا ہی مقدر مین اُنکے وصال
بہت گرچہ مغرب سے مشرق ہی دور — مگر جو مشیت ہی ہوگا ضرور
اُسی دن سے سیمرغ کو تھا خیال — وہ مشرق مین جاتا تھا ہر دو سال
ہوئی خلق جب دخترِ گلعذار — اُٹھا لایا پنجون مین مثلِ شکار
اُڑا کر اُسے قاف مین لے گیا — وہان آشیانہ بنا کر رکھا
دیا کچھ دنون شیر حیوان اُسے — نہ دکھلائی پر شکلِ انسان اُسے
پس شیر میوے کھلاتا رہا — تر و تازہ پھل روز لاتا رہا
غرض رفتہ رفتہ جوان ہوگئی — سراپا وہ جانِ جہان ہوگئی
یہ بڑھکر ہوئی آفتِ روزگار — حسینانِ عالم ہون جسپر نثار
وہ دن سن وہ جوبن وہ حسن و جمال — مگر تھی طبیعت مین وحشت کمال
نہ مطلق خبر تھی کہ دنیا ہی کیا — نہ کھاتی تھی باغ جہان کی ہوا
ہوئی جیسے وہ ماہ پارہ جوان — نر و مادہ دونون رہے پاسبان
اِسے رہنے دو ساکنِ آشیان — سنو شاہ مغرب کی اب داستان
وہی تھا زمانہ وہی ماہ و سال — دیا حق نے فرزند صاحب جمال
ہوا فضل خالق سے وہ نوجوان — سراپا شجاعت سعادت نشان
رہے صرف تعلیم اہل کمال — ہوا تھوڑے عرصے مین وہ بےمثال
سراک علم مین وہ یگانہ ہوا — عرض انتخاب زمانہ ہوا

ازل سے ملا تھا دل بیقرار — طبیعت مین تھا ذوق سیر و شکار
وہ کھیلا شکار غزالان کبھی — کیے صید شیر نیستان کبھی
نہ چھوڑا شکار چرند و پرند — مگر دل سے تھا صید ماہی پسند
وہ کشتی مین اکدن ہوا جلوہ گر — رفیق آکے بیٹھے ادھر اور ادھر
سمندر مین کشتی روانہ ہوئی — نسیم سحر تازیانہ ہوئی
یکایک جو باد مخالف چلی — اڑا کر اُسے قاف مین لیگئی
سمندر مین کشتی تھی مثل سحاب — تلاطم سے آخر ہوئی غرق آب
مصاحب ہوے غرق بحر فنا — یہ بیچارہ اک تختے پر رہ گیا
کئی دن برابر وہ تختہ بہا — کنارے پر اک روز لائی ہوا
نظر آیا اک دشت وحشت فزا — اُتر کر اُدھر شاہزادہ چلا
قضا و قدر سے وہ پہونچا وہان — کہ سیمرغ کا تھا جہان آشیان
ٹھہر کر لیا سائے مین دم ذرا — ہوا کھائی ٹھنڈی افاقہ ہوا
شہنشاہ مشرق کی نور نظر — اُسی آشیانے مین تھی جلوہ گر
فضا و دشت کی دیکھتی تھی کھڑی — سوے شاہزادہ نظر جا پڑی
محبت سے دیکھا بہت دیر تک — رہی محو حیرت نہ جھپکی پلک
دل مضطرب کا بڑھا اضطراب — طبیعت مین پیدا ہوا اضطراب
ادھر شاہزادے نے دیکھا ذرا — کہ ہے محو نظارہ اک مہ لقا

محبت کا دل پر اثر ہوگیا | وہ تیر نظر کارگر ہوگیا
سراپا یہ محوِ تماشا ہوا | دل اُس آفتِ جان پہ شیدا ہوا
لگا عشق کا تیر دونون طرف | ہوئی دل مین تاثیر دونون طرف
یہ بیخود وہ مضطر یہ حیران تھا | یہ بسمل وہ بیدل یہ بیجان تھا
اُدھر تیرِ الفت ہوا اِدھر لگے پار | اِدھر پڑ گئے دلمین سو سو ہزار
اُدھر شکلِ نرگس بندھی ٹکٹکی | اِدھر چشمِ حسرت سے ندی بہی
گرے اِسکے آنسو اگر خاک پر | گئی اُسکی فریاد افلاک پر
اِدھر ہجر مین اُسکا دل بیقرار | اُدھر وہ بھی تھا اُسسے اضطرار
اِدھر لب بہ لب ہونیکی جستجو | اُدھر شربتِ وصل کی آرزو
اشارے سے اُسنے بلایا قریب | گیا یہ بصد شوق سوئے حبیب
وہ تھی آشیانے مین یہ خاک پر | یہ فرشِ زمین پر وہ افلاک پر
بہت کچھ اشارے کنایے ہوئے | سخن رہ گئے لب پہ آئے ہوئے
نہ سمجھی کوئی بات وحشی خصال | پریشان ہوا شاہزادہ کمال
نر و مادہ جسوقت آئے اُدھر | تو جھپ جاتا شہزادۂ نامور
جب اُنمین سے کوئی نہوتا وہان | یہ آ بیٹھتا پھر تہ آشیان
نئے رنگ سے پھر وہ مشک پری | دکھاتی تھی ہر روز جلوہ گری
کئی دن اشارونمین باتین رہین | محبت کی الفت کی گھاتین رہین

بوجھ

غرض رفتہ رفتہ ہوئی آشنا — سمجھنے لگی بات کچھ کچھ ذرا
کہا شاہزادے نے اے مہ لقا — بلالے مجھے یا مرے پاس آ
یہ سنکر ہوا اُسکو صد مہ کمال — رہا شاہزادی کے دلمین خیال
اُسی روز سیمرغ بہر شکار — گیا آشیان سے سوے کوہسار
اُٹھا لایا پنجے مین اک نیل گاؤ — کہا اپنی مادہ سے جی بھر کے کھاؤ
غرض کھاکے دونون نے زیر نہال — وہین چھوڑ دی نیل گاے کی کھال
وہ جسدم ہوے سیر ہوکر روان — کہا شاہزادی نے اے نوجوان
نہین کوئی تدبیر اسکے سوا — تو اِس پوست گاؤ مین اب بیٹھ جا
جب آئیگا سیمرغ ہنگام شام — سنگا لونگی اِس پوست کو لا کلام
یہ تدبیر سنکر بہت خوش ہوا — سر شام اُس پوست مین چھپ رہا
ہوا شب کو سیمرغ کا جب نزول — بہت شاہزادی کو پایا ملول
کہا اُسنے گھبرا کے اے مہ لقا — مکدر ہے کیون آج باعث ہے کیا
کہا شاہزادی نے اے مہربان — پڑی ہے یہ کیا شے نہ آسمان
مجھے اِسمین حیرت ہے جلدی بتاؤ — کہا اُسنے ہے پوستِ نیل گاؤ
وہ بولی یہ شے ہے عجیب و غریب — ذرا اُسکو لے آؤ میرے قریب
گیا سُنکے سیمرغ زیر نہال — سوے آشیانہ اُٹھا لایا کھال
بہت خوش ہوئی کھال کو دیکھکر — رکھا آشیانہ مین پیشِ نظر

گئے جب نرد ماہ وقت سحر — نکل آیا شہزادۂ نامور
بڑھا شوق مین جانب دلربا — ہوئی ہم بغل آکے وہ مہ لقا
رخ صبر سے اُٹھ گئی یان نقاب — ہوئی فرط الفت سے وہ بیحجاب
لبون سے ملے لب دہن سے دہن — دلون سے ملے دل بدن سے بدن
یہانتک بڑھا لطف بوس و کنار — کہ دونون کے دل ہوگئے بیقرار
اُٹھائے مزے شربت وصل کے — شراب محبت سے دونون چھکے
ہوئے شکل جوزا بہم مہر و ماہ — ادا ہوگئی وصل کی رسم و راہ
دلون مین نہ باقی رہین حسرتین — ہوئین ہجر کی دور سب کلفتین
غرض روز و شب خرم و شادکام — بسر کرتے تھے وہ بعیش تمام
جب آتے نرد ماہ ہنگام شام — یہ اُس پوست مین جاکے کرتا قیام
بسر کرکے تنہائی مین رات بھر — نکلتا تھا گھبراکے وقت سحر
وہ رہتے تھے دن بھر بعیش و طرب — اِسی طرح گذرے کئی سال جب
دیا حق تعالی نے طفل حسین — تولد ہوئی دختر مہ جبین
اِسے چھوڑ و ہمراہ اہل و عیال — سنو اب جناب سلیمان کا حال
کہا ہنسکے اک روز سیمرغ سے — ظہور مشیت کے دن آگئے
یہ کی عرض سیمرغ نے ای جناب — ہوا اپنے دعوے مین مین کامیاب
گیا سر بسر وہ زمانہ گذر — کہان اب وہ دختر کہان وہ پسر

تبسم کیا آپ نے اور کہا ٹھہر جا ذرا دیکھ شانِ خدا
ابھی تھا زبان پر یہی تذکرا کہ سلطان مغرب بھی حاضر ہوا
اُسی وقت مشرق کا فرمانروا سراسیمہ دربار مین آگیا
یہ کی عرض دونون نے پیش جناب کہ اے مرسلِ حق رسالتمآب
عجب مخمصے مین گرفتار ہین ستمدیدہ بیکس دل افگار ہین
خدا نے کیا آپ کو دادرس جہان مین غریبون کا فریادرس
کہا آپ نے کچھ کہو تو سہی کیا عرض دونون نے دردِ دلی
سنی دختر و طفل کی داستان ہوئی سب حقیقت مفصل بیان
کہا سُنکے سیمرغ سے آپ نے ابھی شاہزادی کو لاقاف سے
یہ سُنکر اُدھر وہ بروانہ ہوا غرض داخلِ آشیانہ ہوا
پہونچکر کہا اُس گل اندام سے تو اِس پوست مین بیٹھ آرام سے
مرے دل کی بر آئیگی اب مراد کیا ہے جناب سلیمان نے یاد
وہ بیٹھی تو لیکر شمال ہوا سوے تختگاہ سلیمان چلا
جناب سلیمان کو تھا انتظار کہ پہونچا یہ دربار مین ایکبار
ادب سے قریب آکے مجرا کیا وہ پشتارہ پیش نظر رکھدیا
کہا کھولدے اب یہ راز نہان کہ ہو قدرت حق تعالیٰ عیان
وہ پشتارہ کھولا جو منقار سے کہا اُسطرف دیکھکر آپ نے

نکل شاہ مشرق کی نخت جگر — نکل شاہ مغرب کی نور نظر
یہ سُنکر نکل آئے دونون مشتاب — وہ مہتاب یہ غیرت آفتاب
مودب کھڑے ہوکے مجرا کیا — سلیمان کے قدمون پہ سر رکھدیا
دیا حکم بچون کو بھی ساتھ لاؤ — وہ کم سن ہین گھبراتے ہونگے بلاؤ
وہ جاکر اُسی پوستِ گاؤ سے — اُٹھا لائے بچون کو بھی سامنے
کیا پیار حضرت نے اطفال کو — کہا دیکھو خالق کے افضال کو
ہوا پھر یہ ارشاد سیمرغ سے — تماشاے شان خدا دیکھ لے
قضا و قدر کا نمونہ یہ ہے — مشیت سے خالی نہین کوئی شے
ہوا بسکہ سیمرغ کو انفعال — ندامت سے تھا سر اُٹھانا محال
نگاہون مین سب کے جو رسوا ہوا — خجالت زدہ ایک سمت اُڑ گیا
ہوا چشم انسان سے ایسا نہان — نہ پایا کسی نے پھر اُسکا نشان
یہ ادنیٰ ہے ذکر قضا و قدر — ہزارون تماشے ہین دیکھو اگر
مشیت مین جس چیز کا ہے ظہور — وہ ہوگا وہ ہوگا وہ ہوگا ضرور
جو کچھ لکھدیا اُسنے روز ازل — ابد تک نہ آئیگا اُسمین خلل
مشیت مین اُسکے تبدل نہین — سر مو ترقی تنزل نہین
کرو بندگی اُسکی شام و سحر — رکھو اُسکے فضل و کرم پر نظر
اُسی کی عبادت کرو متصل — رہے اُسکی الفت سے لبریز دل

سوا اُسکے سب کی طلب چھوڑ دو | ادھر توڑ رشتہ اُدھر جوڑ دو
نہ کھاتے پھرو ٹھوکرین دربدر | اُسی کے رکھو آستانے پہ سر
کرو ماسوا ترک جو ہو سو ہو | دوئی چھوڑ کر اک طرف ہو رہو
اُسی سے رکھو عمر بھر اعتقاد | اُسی کی دمِ واپسین بھی ہو یاد
عجب اُسکی قدرت عجب شان ہی | جو مشکل سے مشکل ہو آسان ہی
جب ایسا ہی خالق تو پرواہ کیا | یہ دنیا ہی کیا مالِ دنیا ہی کیا
بڑی اُسکی سرکار ہی کیا نہین | کسی کی مگر چشم بینا نہین
مسرت ہو یا رنج ہستی رہے | ہر اک حال مین حق پرستی رہے

بیان بے ثباتی دہر ناپائدار و عبرت احوال گذشتگان روزگار بوقلمونی گلستان جہان و نیرنگی بہار و خزان انجام ہر ذیحیات فنا و ذات جناب باری را بقا

پلا ساقیا بادۂ مشکبو | سلامت رہین تیرے جام و سبو
حیاتِ دو روزہ کا کیا اعتبار | دکھادے مے لالہ گون کی بہار
وہ مے ہو جو ناقص کو کامل کرے | وہ مے ہو جو مستونکو بسمل کرے
وہ مے ہو کہ جس سے ہو ترک طلب | تعلق کے ہو چھوٹنے کا سبب
وہ مے ہو کہ جس سے نہو دل اُداس | وہ مے ہو کہ جس سے نہ غم آئے پاس
وہ مے ہو کہ جس سے نہو درد سر | رہے بیخودی مین بھی حق پر نظر

وہ مے ہو کہ جس سے طلاقت بڑھے — سخن مین فصاحت بلاغت بڑھے
وہ مے ہو کہ جس سے نہ بہکے خیال — دکھائے عروسِ سخن کا جمال
دو رنگی زمانے کی ہے آشکار — چلے دور پر دور لیل و نہار
کہان ہم کہان پھر مے لالہ فام — پلا آج اتنی کہ رہ جاے نام
بھرو سانہین صبح کو شام کا — ملا دے مرے منہ سے منہ جام کا
زمانے کی ہر شے ہے نقش بر آب — فقط ہمکو کافی ہے دورِ شراب
یہ ہو بیخودی بادۂ صاف مین — بہکتا پھرون روز انصاف مین
خرابات مین جوشِ مستی رہے — گھٹا میکدے پر برستی رہے
ہمین کیا رہے یا نہ عالم رہے — ترا خم سلامت ترا دم رہے
بدلتا ہے ہر روز رنگ آسمان — بتاتا ہے ہر نام آورون کے نشان
زمین اِسکی رہتی ہے امیدوار — کہ ہر دم ملے مجکو تازہ شکار
عیان ہین زمانے کی نیرنگیان — نمونہ ہے جنکا بہار و خزان
کبھی جلوہ گر انجم و کہکشان — کبھی خاک ہے پردۂ آسمان
خرابات دنیا ہے عبرت کدہ — تماشاے عالم ہے حیرت کدہ
کسی کو جہان مین نہین ہے بقا — ہر اک شے فنا ہے فنا ہے فنا
یہ دنیاے فانی ہے مہمان سرا — جو آیا یہان چار دن رہ گیا
مسافر یہان جسقدر آئینگے — یونہین رفتہ رفتہ چلے جائینگے

فقط رات کی رات لیتے ہین دم — سرا ہے یہ دنیا مسافر ہین ہم
یہ جا گھر بنانے کے قابل نہین — ذرا دل لگانے کے قابل نہین
جو آیا وہ صدمے اُٹھا کر گیا — بہت اشک حسرت بہا کر گیا
جو عاقل ہین وہ دل لگاتے نہین — غم و رنج ہستی اُٹھاتے نہین
جو عالم مین آکر یگانہ ہوا — وہ تیرِ قضا کا نشانہ ہوا
ہوا ہوگا کوئی زمانے مین شاد — ہزارون چلے جاتے ہین نامراد
رہے ہم تو آکر ہمیشہ ملول — ریاضِ جہان سے ہوا یہ حصول
کبھی بھول کر مثلِ گل جو ہنسا — وہ روتا ہوا اس چمن سے گیا
ثمر اس جہان سے یہ حاصل ہوا — کہ دو روز جینا بھی مشکل ہوا
ہوا و ہوس کے پھنسے دم مین دم — رہے مبتلا دور ایام مین
نہ کوئی رہیگا نہ کوئی رہا — رہے گا فقط ایک نام خدا

احوال انبیا

زمانے مین آئے بہت انبیا — بڑھا اُنسے اسلام کا سلسلہ
شناور ہوے بحرِ توحید کے — طلبگار تھے حق کی تائید کے
شب و روز جاری رہا فیضِ عام — بجز دعوتِ حق نہ تھا کوئی کام
ہدایت رہی سب کو مدِ نظر — گذرتی تھی طاعت مین شام و سحر
زمانے سے کفر و ضلالت مٹے — بڑھے اہلِ ایمان منافق گھٹے

دوئی مشرکون مین مطلق رہی — رہی جس جگہ وحدت حق رہی
شفیع امم کا یہ رتبہ بڑھا — ہوے رفتہ رفتہ حبیب خدا
کسی کو قضا نے نہ چھوڑا یہان — گئے دار فانی سے سو جہان
نہ باقی رہے جب وہ عالی مقام — تو ممکن نہین ہی کسی کو قیام
بقا ہی تو اک ذات واحد کو ہی — سوا اُسکے فانی ہی ہر ایک شی

احوال بادشاہان

سُنا ہوگا شاہان ماضی کا حال — کہان آج ہی اُنکا جاہ وجلال
کدھر ہی سکندر کا تاج و لوا — کہان ہی سلیمان کا تخت ہوا
کہان ہی فریدون کا جاہ وحشم — زمانے سے کیا ہوگیا جام جم
بڑی حکمرانی تھی ضحاک کی — ہوا خاک گردش سے افلاک کی
نہ جمشید کچھ لے گیا اپنے ساتھ — سکندر جہان سے گیا خالی ہاتھ
ہوا دور گردون سے یہ انقلاب — نہ بہمن رہا اور نہ افراسیاب
ہی عبرتکدہ طاق نوشیروان — کہان ہی وہ دارا کا طبل و نشان
کہان ہی وہ محمود کی دار وگیر — کہان ہی وہ تغلق کی فوج کثیر
کہان اب ہی تیمور صاحبقران — فسانہ ہوا حال چنگیز خان
نہ سنجر کی باقی رہی سنجری — نہ نادر کی باقی رہی نادری
جہان مین ہو قیصر کہ خاقان چین — نہ چھوڑیگی باقی کسی کو زمین

ہمیشہ فلک پر تھا جنکا مزاج — تہ خاک غافل وہ سوتے ہین آج
کبھی جنکے سر پر تھا چتر زری — لحد مین ہوئی خاک سے ہمسری
کسی کی نہ تھی اصل جنکے حضور — ملے خاک مین وہ سر پر غرور
جہان کے مزے سب فراموش ہین — عروس لحد سے ہم آغوش ہین
کسی کی حکومت نہ سطوت رہی — رہی تو فقط یاس و حسرت رہی
اگر دیکھو انصاف سے اک نظر — کھلونے تھے مٹی کے یہ سر بسر

احوال علما

بہت دار فانی مین فاضل ہوے — بہت علم منطق مین کامل ہوے
کیے مسئلہ یاد منقول کے — ہوے منتہی علم معقول کے
کسی کی ہوئی صرف مین عمر صرف — کسی نے پڑھا نحو کو حرف حرف
کسی کو رہا شغل تفسیر کا — کوئی فقہ دان و محدث ہوا
کسی کو تھا علم ادب مین کمال — کوئی علم اخلاق مین بیمثال
معانی مین کوئی جو مشاق تھا — تو علم بیان مین کوئی طاق تھا
وظائف کوئی پڑھکے عامل ہوا — کوئی نقش لکھنے مین کامل ہوا
معطل رہے سب کے علم و کمال — ہوا عاقبت خاک سب کا مآل
نہ کام آئی تحریر و تقریر کچھ — قضا کی نکالی نہ تدبیر کچھ
لحد مین پڑے سوتے ہین بیخبر — ہوے سارے بیکار علم و ہنر

ہر اک علم مین تھے بہت ہوشیار | رہے محو حیرت وہ انجام کار

احوال حکما

جہان مین ہوے خلق کیا کیا حکیم | عنایت ہوئی اُنکو عقلِ سلیم
نہ تھا مثل حکمت مین لقمان کا | فلاطون زمانے مین کامل ہوا
بڑا صاحبِ فہم بقراط تھا | محیط کمالات سقراط تھا
ارسطو جہان مین یگانہ ہوا | بلیناس فخر زمانہ ہوا
ہر اک فن مین بونصر تھا انتخاب | ہر اک علم مین بوعلی لاجواب
کوئی نبض بینی مین مشاق تھا | کوئی فن تشریح مین طاق تھا
کوئی تھا نہایت قیافہ شناس | کسی کا گیا آسمان تک قیاس
کسی کو پسند آیا علم نجوم | کسی کو ہوئی علم ہیئت مین دھوم
کوئی محو تشخیص امراض تھا | کسی کو مطب کا رہا مشغلا
ریاضی کوئی پڑھکے لائق ہوا | طبیعی کوئی پڑھکے فائق ہوا
نہ کام آیا اشرافیون کا کمال | ہوا خواب مشائیون کا خیال
کیے عمر بھر سب نے کیا کیا علاج | نہ کچھ ہو سکا پر قضا کا علاج
نہ کچھ بس چلا حکمتین کین ہزار | ہوے استخوان خاک انجام کار

احوال پہلوانان

ہزارون نمودار تھے پہلوان | ہوے رفتہ رفتہ عدم کو روان

نہ باقی ہین زال و نریمان سام | تہ آسمان رہ گیا سب کا نام
فسانہ ہوا رستم داستان | فرامرز و سہراب و برزو کہان
قباد و فریبرز و اسفندیار | ہوے اور بھی پہلوان بیشمار
کوئی شیر دل تھا کوئی پہلتن | کوئی تیغزن تھا کوئی صف شکن
کوئی نشۂ زور طاقت سے مست | سمجھتا تھا کوہ گران کو بھی پست
کسی کو رہا ذوق تیر و کمان | کسی کو تھا مرغوب گرز گران
کسی نے کیا دیو کا سامنا | کوئی شیر نر سے مقابل ہوا
مگر چل سکا کچھ قضا سے نہ زور | ہوے بعد مردن ہم آغوش گور
جو دبتے رہے لشکر و تخت و تخت | اجل کا نہ کچھ کر سکے بند و بست
جہان مین بڑی دھوم رستم کی تھی | قضا سے نہ کچھ چل سکی رستمی
جو زور آزمائی مین تھے بیمثال | لحد مین ہوئی انکو جنبش محال
جب آکے قضا سر پہ نازل ہوئی | تو کروٹ بدلنی بھی مشکل ہوئی

احوال حسینان

بہت مہ جبین زیب عالم ہوے | بہت آپہ عشاق بیدم ہوے
کسی کا وہ جوبن وہ حسن و جمال | کسی کو تھا ناز و ادا مین کمال
کسی پر جوانی کی آمد غضب | کسی گل کا وہ سرو ساقد غضب
کسی کی وہ انکھیلیان جان مین | کوئی مست بادہ عجب حال مین

کسی کو تھا دلکے جلانیکا شوق — کسی کو تھا بنے بنانیکا شوق
کسی کے وہ رخسار رشک قمر — کسی کی وہ زلفِ رسا تا کمر
کسی کا وہ آنکھین لڑانا غضب — اشارون سے وہ دل لبھانا غضب
کسی آفتِ جان کی نیچی نظر — کوئی بادۂ حسن سے بیخبر
کسی کو تھا ناز و ادا پر غرور — کسی کو مے لالہ گون کا سرور
کوئی نازنین کوئی جادو ادا — کوئی مہر طلعت کوئی مہ لقا
قضا نے نہ چھوڑا کسی کو مگر — ملے خاک مین سب وہ رشک قمر
کہان وہ رخ و گیسوے تابدار — کہان آئینہ شانہ لیل و نہار
کوئی مثل گیسو پریشان گیا — کوئی شکل آئینہ حیران گیا
فقط زندگی تک تھے ناز و ادا — نہ کچھ یاد آیا جب آئی قضا
گران تھی جنھین نکہتِ یاسمن — تہ خاک سوتے ہین وہ گلبدن
کہان ہے وہ اب عاشقونکا ہجوم — کہان ہے وہ اب جان نثارونکی دھوم
کوئی فاتحے کو بھی آتا نہین — سر قبر آنسو بہاتا نہین
بس مرگ پھر وہ محبت کہان — وہ الفت کہان وہ رفاقت کہان
تصدق جو ہوتے تھے شام و سحر — لحد پر وہ آتے نہین بھولکر

احوال نوجوانان

ہزارون جوانان عالی نژاد — گئے منزل دہر سے نامراد

شراب جوانی سے مدہوش تھے — عجب بولے تھے عجب جوش تھے
کوئی روز و شب صرف بزم نشاط — کوئی محو ہنگامۂ انبساط
ہوا رسم الفت کا بانی کوئی — دکھاتا تھا اپنی جوانی کوئی
کوئی حسن پر اپنے دیوانہ تھا — کوئی شمع رویون کا پروانہ تھا
کوئی رات بھر یار سے ہمکنار — کوئی ہجر جانان مین تھا بیقرار
مے حسن سے کوئی سرشار تھا — کسی کا کوئی محو دیدار تھا
کوئی محو نظارۂ گلبدن — کسی کو تھی مرغوب سیر چمن
رہا کوئی طوق و سلاسل مین بند — کسی کو تھی صحرانوردی پسند
کسی پر رہا سایہ افگن جنون — کسی کا ہوا دل لگانے مین خون
کسی کو ہوا عیش و عشرت نصیب — کسی کو ہوا داغ حسرت نصیب
کسی مین جوانی کا اک بانکپن — وہ جتنی بھوین گیج لب پر شکن
وہ رخسار پر سبزۂ خط کی شان — ہر اک بات مین اک نئی آن بان
کسی کو تھا بچے کلائی کا شوق — کسی کو تھا زور آزمائی کا شوق
کسی کو تھا صید افگنی مین کمال — کوئی شہسواری مین تھا بیمثال
یہ سر مین ہر اک کے بھری تھی ہوا — کہ مجھ سا جہان مین نہین دوسرا
حقیقت مین عہد جوانی تھا خواب — ہوا ہو گئی سب بہار شباب
نہ مانند بلبل رہے چہچہے — نہ اب ہمصفیرون کے وہ قہقہے

نہ باقی رہا کچھ جوانی کا جوش | ہوئی مثل شمع لحد سب خموش

احوال چمن

تحیر فضا ہی طلسم جہان | کبھی فصل گل ہی کبھی ہی خزان
کبھی چشم بلبل مین ہی جائے گل | کبھی ہر طرف شور ہی ہائے گل
کبھی ہی بہار گل و یاسمن | کبھی خار و خس ہین میان چمن
کبھی نغمہ بلبل بوستان | کبھی برگ و گل نذر باد خزان
کبھی شاہد گل کے جلوے ہزار | کبھی صحن گلشن مین انبار خار
کبھی طائران خوش الحانی دھوم | کبھی شور کرتے ہین یان چیدہ بوم
کبھی جھومتے ہین نہال چمن | کبھی جاے عبرت ہی حال چمن
کبھی زینت باغ شمشاد ہی | کبھی سرنگون سرو آزاد ہی
کبھی قمریون کی ہی حق سرہ | کبھی نعرۂ چغد ہی چار سو
کبھی طوطی خوشنوا خندہ زن | کبھی شور کرتے ہین زاغ و زغن
کبھی سایہ افگن ہی گلشن مین تاک | کبھی باد صرصر سے اڑتی ہی خاک
نہ بلبل کو دو قفہ نہ گل کو قرار | دو روزہ ہی باغ جہان کی بہار
کبھی زندگانی پہ نازان نہ ہو | برنگ گل و غنچہ خندان نہ ہو
بہت پھول کھل کھلکے مرجھا گئے | بہار اپنی عالم مین دکھلا گئے
خزان نے سنائی فضاے چمن | ہوئی باد صرصر ہواے چمن

نسرانون مین

ترانون مین بلبل یہ کہتی ہی یہ صدا
بہارِ چمن کو ہی آخر فنا

عبث نغمہ سنجان گلشن ہین شاد
مناسب ہی فصل خزانکی بھی یاد

نہین بے سبب گریۂ ابشار
عدم کی مسافر ہی فصل بہار

گلون کو نہ ہنسنے کی مہلت ملی
نہ غنچون کو کھلنے کی فرصت ملی

بقا رنگ کو ہی نہ بو کو ثبات
بہار گل تازہ ہی ایک رات

ریاض جہان کا تماشا کیا
نہ پائی کسی گل مین بوے وفا

عجب یاس سے بلبل بیقرار
یہ کہتی ہی با دیدۂ اشکبار

کبھی ایسے گلشن مین آنا نہ تھا
یہان آشیانہ بنانا نہ تھا

یہان آکے کیا شاد و خرم ہوے
ہوئی اک خوشی سیکڑون غم ہوے

جفا گل کی دیکھی خلش خار کی
نہ حسرت برآئی دل زار کی

کہا گل نے سنکر پریشان نہ ہو
سبب اسکا ظاہر ہی گریان نہو

یہان عیش و عشرت کی فرصت کسے
تبسم تکلم کی مہلت کسے

ہم اک دم کو گلشن مین آئے تو کیا
اگر لاکھ جلوے دکھائے تو کیا

فنا سر پہ ہر وقت موجود ہی
خوشی اس گلستان مین بیسود ہی

زبانپر تھا گل کے ابھی یہ کلام
کہا آکے بادِ خزان نے سلام

کہا ایسے الفت مین بیخود ہوے
کہ اکبار دل سے بھلایا مجھے

بھری دیسے بلبل نے اک آہ سرد
تحیر سے گل کا ہوا رنگ زرد

ابھی دل مین دونونکے اک خون تھا — کہ بادِ فنا کا طمانچہ لگا
فنا کا تصرف ہوا چار سو — نہ گل تھا نہ بلبل نہ وہ گفتگو
کسی کو نہین ہی قیام و ثبات — نباتات ہون خواہ ہون ذیحیات
جہان مین فقط شب کی شب ہی قیام — رہا ہی نہ کوئی رہے گا مدام
فنا ہی زمانے مین سب کے لیے — بقا ہی فقط ذات رب کے لیے
ہمیشہ رہیگا ہمیشہ سے ہی — وہ باقی ہی فانی ہی ہر ایک شی
زمانہ ہی حادث وہی ہی قدیم — مسافر ہین ہم سب ہی ہی مقیم
نہ تھا کچھ بھی پہلے مگر تھا وہی — نہ ہوگا کوئی اک رہیگا وہی
کوئی اُسکا عالم مین ثانی نہین — کسی کو بقا جاودانی نہین
نہ باقی رہیگا کوئی ذیحیات — ہمیشہ رہیگی فقط اُسکی ذات
نہ ہمسر ہی اُسکا نہ ہمتا کوئی — نہ ابتک ہوا ہی نہ ہوگا کوئی
یہ ہی وحدتِ حق کی کافی دلیل — زمانے مین ہر چیز ہی بیدیل
وہی دونون عالم کا معبود ہی — وہی دین و دنیا کا مقصود ہی
گل و شمس و نجم و قمر دیکھیے — ہزارون مین جلوے جدھر دیکھیے
اُسی کی ہر اک گل مین ہی رنگ و بو — اُسی کی عنادل کو ہی جستجو
وہ شمع تجلی ہی یہ تو ہین سب — حقیقت مین اُس نور کی ضو ہین سب
ہمیشہ اُسی سے رہے لو لگی — نہ ہو بزم عالم مین دلبستگی

سراسر یہ دنیا ہی خواب و خیال — بجز یاس و حسرت نہین کچھ مآل
شب زندگانی بسر ہوگئی — مین غافل رہا اور سحر ہوگئی
سحر بھی ہوئی اور نہ چونکا ذرا — غضب ہی اُسی طرح سوتا رہا
بجا سر پہ جسوقت کوس رحیل — کھُلی آنکھ جب رہگیا دان قلیل
مین اُسوقت مہر لب بام تھا — سفر کا جہان سے سرانجام تھا
چلی چھوڑ کر جسم روح روان — اُٹھا ہر طرف شور آہ و فغان
ہوے جمع بیگانہ و آشنا — ہجوم عزیز و اقارب ہوا
ہوا پھر یہ منظور احباب کو — پے دفن جلدی اِسے لیچلو
غرض جملہ سامان جب ہوچکا — جنازہ مرا لے چلے آشنا
حیا نے کہا منھ چھپائے چلو — جہان مین عیان رو سیاہی نہو
نہ افشا کرو اِسکا حال تباہ — عدم کو چلا ہی بہت روسیاہ
غرض رفتہ رفتہ لحد تک گئے — مگر بار عصیان سے سب تھک گئے
لحد مین اُتارا جنازہ مرا — ہر اک دیکھتا تھا تماشا مرا
عزیز و اقارب نے تختے دیے — دعا سب نے کی مغفرت کے لیے
لحد مین مری آنکھ جسدم کھُلی — نظر آئی چار و نطرف تیرگی
ہر اک سمت حسرت ہر اک سمت یاس — نہ مونس نہ ہمدم نہ غمخوار پاس
عجب دہ اس ہمسایہ لاکھون مگر — نہین ایک کی دوسرے کو خبر

نکیرین کے وہ سوال وجواب — وہ رنج وتعب وہ لحد کا عذاب
ندامت گناہونکی وہ بیکسی — وہ تنہائی قبر وہ بے بسی
وہ چار طرف سے فشار لحد — وہ خوف مکافات اعمال بد
نہ خورشید کی ضو نہ نور قمر — کہین سے نہ مطلق ہوا کا گذر
نہ خویش اقارب نہ یار آشنا — خدا ہی خدا ہی خدا ہی خدا
ہوا دل کو اُسوقت حق الیقین — یگانہ سوا اُسکے کوئی نہین
مگر حیف ہر مر کے مانا تو کیا — پس مرگ خالق کو جانا تو کیا
کبھی زندگی مین نہ کی اُسکی یاد — رہا دولت دین سے مین نامراد
سراپا ہون عصیان بہر طور مین — بہت دست افسوس ہون دور مین
قیامت تلک ہی یہی اضطراب — کرون کس سے اظہار حال خراب
سوا اُسکے کوئی نہین دادرس — وہی ہی غریبونکا فریادرس
وہی عاصیونکا ہی آمرزگار — وہی روسیاہون کا ہی پردہ دار

عذر وجرائم ومناجات بجناب قاضی الحاجات

یہی آرزو ہی یہی التجا — یہی جستجو ہی یہی مدعا
ملے نار دوزخ سے یارب نجات — حیات دو روزہ ہی آخر ممات
ہوے آکے ہستی مین کیا کیا قصور — تو ستار ہی مین سراپا قصور
یہان سے چلا ہون بہت رو سیاہ — اُٹھائے ہوے سر پہ بار گناہ

اگر تیری رحمت ہو قصہ ہی پاک
حقیقت ہی انسان کی مشت خاک

ترا بحر رحمت ہی بے انتہا
گناہونکی میرے حقیقت ہی کیا

مرے جرم عصیانکی کچھ حد نہین
ترے لطف و احسانکی کچھ حد نہین

بجز یاس و حسرت نہین کوئی ساتھ
ریاض جہان سے چلا خالی ہاتھ

کیا تونے دنیا مین سب کچھ عطا
ہوا کچھ نہ مجھ سے سوائے خطا

تماشائے قدرت نہ دیکھا کبھی
حقیقت نہ سمجھا نہ سمجھا کبھی

جہان مین رہا صرف عصیان مدام
بجز روسیاہی نہ تھا کوئی کام

کیا ایسا کیا کام جسپر ہو ناز
مگر ہی ترا دست رحمت دراز

کٹی عمر غفلت مین صبح و مسا
ہوا کچھ نہ حق عبادت ادا

اگر تیری رحمت ہو بیڑا ہی پار
وگرنہ جو منظور پروردگار

سزائے خطا یا ہو فضل و کرم
بہرحال ہی فرق تسلیم خم

جب آئیگی محشر مین نوبت مری
عیان ہوگی شان رحیمی تری

عنایت کا تیرے طلبگار ہون
گنہگار ہون مین گنہگار ہون

خاتمہ کتاب

نہ دو طول صفدر کرو اختصار
کہان تم کہان حمد پروردگار

ازل سے ابد تک لکھے گر قلم
نہو شمۂ حمد خالق رقم

صفات اسکے لکھنا کچھ آسان نہین
جو طے ہوسکے یہ وہ میدان نہین

طبیعت کو گر آزمایا تو کیا
فروغ مضامین دکھایا تو کیا

کرے قطرہ کیونکر سمندر کا وصف
ہو ذرے سے کیا مہر انور کا وصف

لکھین حمد خلاق جن و بشر
یہ دشوار ہی بلکہ دشوار تر

زبان و قلم کو یہ قدرت کہان
کرین حمد خلاق عالم بیان

رقم ہون اگر دفتر بیشمار
نہ ہون ختم اوصاف پروردگار

کسی سے بھی ممکن نہین اُسکی حمد
اُسی کو سزاوار ہی اپنی حمد

ذریعہ مگر معذرت کا یہ ہی
بہانہ فقط مغفرت کا یہ ہی

یہ ہی عرض اہل سخن سے مری
گذارش ہی ارباب فن سے مری

کسی جا اگر دیکھین سہو و خطا
کرین چشم پوشی بہ لطف و عطا

لکھی ہی عجب حال مین مثنوی
تمیز بد و نیک مطلق نہ تھی

فصاحت بلاغت کا کیا تذکرا
زبان پر جو آیا وہ موزون کیا

دکھانی نہ تھی قابلیت مجھے
کہ منظور تھا ذکر وحدت مجھے

مے معرفت کا تھا ہر دم سرور
نہ پاس آنے پاتا تھا کبر و غرور

نہ تھی اُن دنون مجکو دلکی خبر
نہ دل کو تھی زنہار میری خبر

مین دل سے الگ مجھ سے دل تھا جدا
نظر مین تھا ہر دم خدا ہی خدا

فصاحت بلاغت جو منظور ہو
تو حاضر ہی دیوان کو دیکھ لو

سواِ اسکے ہر قسم کا ہی کلام
سلاست متانت ہی جسپر تمام

صلہ اُسکا ممدوح دیگا مجھے
جو خوش ہوگا سب کچھ ملیگا مجھے
زمانے کا ہو دینے والا وہی
جہان مین سب ادنی مین اعلی وہی

کسی سے طلب ہو جو اِسکے سوا
تو صفدر خطا ہی خطا ہی خطا

قطعات تاریخ طبع

قطعہ تاریخ از جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

زہے بندش زہے مضمون وہ آئینہ ہی یہ حورین
زبان اچھی بیان اچھا عجب حسن طبیعت ہی
امیر اسکی کہی تاریخ مین نے بھی بہت سچی
کہ حقا جو حکایت ہی وہ اکسیر ہدایت ہی
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از جناب مولانا ظہور الحق صاحب

مثنوی شد نظم چون سلکِ گہر
در ثنائے خالق رب جلیل
بے تکلف گفت ہاتف سال طبع
بے نظیر و بیمثال و بے عدیل
۱۸۹۲ء

قطعہ تاریخ از جناب منشی گوبند پرشاد صاحب صبا

حشمت و جاہ و جلال مین ہی نواب مین
حضرت صفدر علی خان بہادر مثل
باسل رستم شکار عاقل لقمان شعار
عادل کسری وقار بازل حاتم عمل
میوہ دولت کے باغ باغ ایالت کے نخل
نخل ریاست کی شاخ شاخ امارت کے پھل

مثنوی تازہ ایک آپنے تصنیف کی	معرفت اُسکے ہر اک شعر کا ہی ماحصل
طبع صبا سے ہوا جلوہ نما سال طبع	واہ چھپی خوب یہ مثنوی بے بدل
	۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از فیروز شاہ خانصاحب فیروز

چھپ گئی فضل خدا سے مثنوی وہ لاجواب	جسکے ہر مصرع مین ہی حسن بیان معرفت
فکر جب فیروز سال طبع کی مجکو ہوئی	غیب سے آواز آئی بوستان معرفت
	۱۳۰۹ھ



قصیدہ اول در حمد خداوند کون ومکان خالق زمین وآسمان مسمّٰی بہ انوار وحدت

آب کوثر سے میں دھوؤں پہلے خامے کی زبان — پھر لکھوں حمد خداوند زمین وآسمان
شہپر جبریل وچشم حور ہوں کلک ودوات — ہاتھ میں جائے ورق ہوں برگ اشجار جنان
احتیاج صوف بھی ہر روشنائی کے لیے — ماہ سے کہدو کہ لائے پارۂ جیب کتان
حاجت شنجرف بھی ہوگی مجھے وقت رقم — لائے رضوان سرخی رخسار حوران جنان
بہر نقاشی سپیدہ بھی مجھے درکار ہے — جلوہ گر آکر بیاض صبح جنت ہو یہان
چاہیے وقت کتابت ماہی قرطاس گیر — جلد آئے عالم بالا سے حوت آسمان
گوشۂ قرطاس کر کیوں نہیں کرتے درست — کس لیے مقراض جوزا چرخ پر ہے رایگان
مجکو ناخن ہے تلاش کاروکاغذ تراش — کیا نہیں کافی ہے میری تیزی طبع زبان

آب زمزم آئے کعبے سے وضو کیواسطے
پھر مصلہ چاہیے وقتِ رقم فرش مکان

پھر طلب تائید کی اسکی ہے فرض عین
آیۂ نصر من اللہ چاہیے ورد زبان

ہو چکین جسدم مہیا سب یہ سامان رقم
پھر قلم کاغذ پہ مثل ابر ہو گوہر فشان

خامہ میری انگلیونمین دیکھکر عیسی کہین
نبجۂ خورشید مین یہ جلوہ گر ہے کہکشان

تہ بتہ زانو پہ کاغذ دیکھکر بولین ملک
بے تکلف رحل پر قرآن کا ہوتا ہے گمان

کیکے بسم اللہ اسکی حمد لکھتا ہے قلم
کیکے کن پیدا کیے جسنے زمین و آسمان

صاف خالق کا نشان ظاہر ہے مخلوقات سے
حور و غلمان خلد و دوزخ ارض و افلاک انس و جان

اسکی قدرت پر گواہی دی رہے ہین روز و شب
عرش و کرسی مہر و مہ لوح و قلم دریا و کان

قدرتِ کامل سے کیا بے مادہ پیدا کیے
چار عنصر خاک و باد و آتش و آب روان

کیا بنائے دست و پا و چشم و گوش و جان و تن
شکر خلاق دو عالم کس زبان سے ہو بیان

ہے وہی خالق وہی رازق وہی حی و قدیم
ہے وہی قادر وہی عادل وہی ہے غیب دان

ہے وہی دانا وہی بینا وہی رب کریم
ہے وہی مالک وہی بخشندۂ تاب و توان

ذکر اسکا ہے ہر اک آفت مین پیغام نجات
یاد اسکی ہے ہر اک مشکل مین تعویذ امان

ہے کلام پاک اسکا روح جسم ہر کلام
یہ گہر ہے سب صدف یہ مغز ہے سب استخوان

حمد خالق کیا حیات بے بقا مین ہو سکے
رات کم سے کم زیادہ سے زیادہ داستان

یک رہ وادی قدرت مین یہ ساری زمین
ایک قطرہ بحر صنعت مین حباب آسمان

سبزہ و گل ہین دلیل صنعت پروردگار
باغ سے ظاہر ہوا اسکا ہے کوئی باغبان

گاسہ گر کے پھیرنے سے چاک پر بنتے ہین ظرف
دور روز و شب نہین کرتا ہی خود یہ آسمان

چشم دل بینا اگر ہی رنگ قدرت دیکھ لے
یہ قمر یہ مہر یہ قوس قزح یہ کہکشان

ذرے ذرے قطرے قطرے مین نہان پھر آشکار
پتے پتے بوٹی بوٹی سے عیان بے نشان

ہر جہت مین ہی وہی موجود لیکن بے جہت
ہر مکان مین ہی مگر اُسکی تجسس مین جہان

جستجو سب کو ہی یوسف کا پتا ملتا نہین
ہر رنگ کی صورت ہی نالان کارواں کارواں

بحر و بر مین ہو رہی ہی روز و شب اُسکی تلاش
آب دریا مین رواں ہی ریگ صحرا مین رواں

کون ہی مشتاق جو اُسکا زمانے مین نہین
وعدۂ دیدار پر مرتا ہی یہ سارا جہان

جلوۂ حق دیکھنے کو چشم بینا چاہیے
ورنہ کب فانوس مین ہی شمع کا شعلہ نہان

چشم نے پائی ہی بینائی جو اُسکے فیض سے
کیا زمین سے جلد جاتی ہی نگہ تا آسمان

حمد خلاق دو عالم دل سے کیونکر ہو سکے
کوزۂ کمظرف مین گنجایش دریا کہان

اب لکھون کچھ شعر ایسے جنمین ہو نازو نیاز
ہون دم تحریر حسن و عشق دونون تو ان

دیدۂ یعقوب مین وہ حسن روے ماہ مصر
طور پر ہنکر تجلی چشم موسیٰ مین عیان

جلوۂ حسن حقیقی صاف آتا ہی نظر
روے گل کو دیکھکر بلبل جو کرتی ہی فغان

فاختہ کو ہی جو اُسکے قد موزون کا خیال
جان دل سے ہو گئی شیدائے سرو بوستان

دیکھکر گلشن مین کیون بستان ہی طاؤس چمن
گر نہین ابر سیہ وہ گیسوے عنبر فشان

صاف جلجاتے ہین پروانے ذرا پروا نہین
شمع کے پردے مین اُسکی بے نیازی ہی عیان

قیس کو ہی گرد باد دشت کی گردش پسند
لیلی محمل نشین کا کچھ تو پایا ہی نشان

عشق شیرین چھوڑ شیریں آفرین پر جان دے
کوہکن سے روز کہتی تھی یہ تیشے کی زبان

چاہیے نل کو کہ اُس سے سلسلہ پیدا کرے
دام آفت ہے دمن کا گیسوے عنبر فشان

عاریت کچھ نور اُسنے اپنے چہرے کا دیا
ہوگئے اسوجہ سے یوسف عزیز کاروان

اپنے پرتو سے نہ دیتا وہ اگر حسن و جمال
قابل نظارہ کب ہوتے حسینان جہان

رہبر عشق حقیقی ہے یہاں عشق مجاز
کون جا سکتا ہے اوج بام پر بے نردبان

چشم عالم سے نہاں ہے پر ہے ہستی آشکار
جلوہ گر ہے ہر طرف ہر سو نشان بے نشان

حق ہے یہ دعوی مرا کافی ہیں اسکے دو گواہ
اِک حسینوں کا دہن اور دوسرا مو میان

اُسکی ہستی کو وہی پہونچے جو ہو ہستی سے پست
دیر اتنی ہے کہ پردہ ہے خودی کا درمیان

جاگ اے غافل کہ دنیا کا نہیں کچھ اعتبار
غفلت دنیاے فانی کو سمجھ خواب گران

روح کو اِس جسم خاکی میں نہیں ہر گز قیام
چار دن کو ملگیا ہے یہ کرایہ کا مکان

نقش باطل ہے جہان اول فنا آخر فنا
تا کجا پائے جو شش خضر عمر جاودان

سمجھے کیا راحت کو رحمت دل اگر غمدوست ہو
ہے صباح عید پر شام محرم کا گمان

جب ہو ایسی بے ثباتی فکر عقبیٰ ہے ضرور
چار دن کیواسطے سر پر نہ لے بار گران

جستجو ایسے مکان معرفت کی چاہیے
جس مکان میں پردہ چشم ملک ہو سائبان

نور کے پردے ہوں اُسمیں نور کے دیوار و در
جلوہ برق تجلی جسکی ضو سے ہو عیان

فرش کی جا اُسمیں آنکھیں قدسیوں کی فرش ہوں
کرسی و عرش کا پایہ نظر آئے وہاں

رقص اُسمیں رقص بسمل نغمہ اُسمیں آہ دل
سامعین جاتے ہیں باہر بیخودی آرام جان

کچھ بھی حاصل ہو اگر تجکو تصوف کا مزہ
بے تکلف ہو مرے خوان سخن پر میہمان

ایک ہین چشم موحد مین اگر گل ہون ہزار
کون کہتا ہی کہ رنگا رنگ ہی یہ بوستان

ایک لالہ ایک نرگس ایک سنبل ایک گل
ایک سوسن ایک نسرین ایک سمن ایک زعفران

ایک اصل نسترن ہی ایک فرع یاسمن
ایک برگ ضیمران ہی ایک شاخ زعفران

چشم وحدت مین اگر ہی ایک ہین سب خشک و تر
سبزۂ بیگانہ ہو یا سبزۂ آب روان

باغ مین گلہاے رعنا دیکھکر ثابت ہوا
ہی خزان مین نوبہاران نوبہار ان مین خزان

خاک و باد و آب و آتش مین نہین کچھ تفرقہ
ایک طینت ایک خلقت ایک قالب ایک جان

قاضی و مفتی و شیخ و واعظ و میخوار و رند
غور سے دیکھو تو سب ہین ایک جلوہ ہی عیان

ایک محفل ایک صحبت ایک فانوس ایک شمع
ایک طنبور ایک خمہ ایک مطرب نغمہ خوان

ایک شیشہ ایک بوتل ایک ساغر ایک مے
ایک ساقی ایک شاہد ایک بزم میکشان

ایک طوفان ایک قطرہ ایک گرداب ایک موج
ایک کشتی ایک ساحل ایک بحر بیکران

ایک صحرا ایک ذرہ ایک جادہ ایک راہ
ایک محمل ایک ناقہ ایک میر کاروان

ایک صفحہ ایک نقطہ ایک معنی ایک لفظ
جو بیان ہی وہ زبان ہی جو زبان ہی وہ بیان

گوش سامع چاہیے دونون کی ہی گفتار ایک
خواہ غنچے کا دہن ہو خواہ سوسن کی زبان

جب ہو یکتائی تو پھر کیسی دوئی خاطر نشین
ایک ہین خورشید و ذرہ ایک مہتاب و کتان

شک اگر ہو آئینہ خانے مین چلکر دیکھ لو
ایک صورت کی نظر آتی ہین سو شکلین وہان

راہ نما ہو ارجب چھوٹی گمان پست و بلند
عالم عرفان مین یکسان ہین زمین و آسمان

اُس زمین کو ترک کر جسمین حدین قایم ہون چار
اُس فلک سے بھاگ ہو جسپر کہ جوزا کا نشان

ایسی محفل مین نہ جا جسمین کہ دو شمعین جلین
ایسے گلشن سے خدا کر پھل ہون جسمین نوامان

دیکھ ایدال اسقدر بالا دوی اچھی نہین
کس طرف کا قصد تھا بھولے سے نکلا کہان

ہوش مین آ گفتگوے بیخودی لازم نہین
یہ وہ محفل ہے جہان انسان کی کٹتی ہے زبان

چھوڑ انپر یہ سخن جو مدعی عرفان کے ہون
صاحب لولاک کا تو ماعرفناہ ہے بیان

جان اتنا قائل توحید رب کو ہے نجات
اور کو چونکہ نہین ہے چلنے والونکو امان

کفر مطلق دہر ہے باطل حلول و اتحاد
محض بیجا ہے مذاہب مین حکیمونکا بیان

دور باطل ہے تسلسل کی حقیقت کچھ نہین
ہین سراسر کذب احکام نجوم آسمان

ہر طرح بیفائدہ ہے بحث جبر و اختیار
مصلحت اُسکی ہے ظاہر اختیار اُسکا عیان

چار جانب ٹھوکرین کھانے سے کچھ حاصل نہین
راہ سیدھی ہے طریق بادشاہ مرسلان

باعث ایجاد عالم منبع جود و کرم
مفخر حوا و آدم سرور کون و مکان

نیر برج رسالت شمع بزم معرفت
قبلۂ اہل حقیقت کعبہ کردبیان

مہبط روح الامین محبوب رب العالمین
زیب بخش صدر تمکین خسرو عرش آستان

حامی و غمخوار امت تاجدار شش جہت
شافع روز قیامت مالک ناروجنان

واہ کیا رعب نبوت ہے کہ جسکے خوف سے
لرزے مین آجتک ہے مرقد نوشیروان

معجز ایسے گرمی بستر دہی باقی رہی
آپ کے بھی گئے بھی بہر سیر لامکان

معنی لولاک سے یہ صاف روشن ہو گیا
وہ نہوتے تو کبھی پیدا نہوتے آسمان

مجمع اعجاز ہی ذاتِ مقدس آپکی
یہ شرف یہ مرتبہ اور انبیا کا ہی کہان

نقشِ پائے مور تک گن لے شبِ تاریک مین
چشمِ نابینا مین ہو سرمہ جو خاکِ آستان

بندۂ عاجز سے کیا نعت پیمبر ہو سکے
وصف خود کرتا ہی قرآن مین خدائے دو جہان

اب قصیدہ ختم کر صفدر اُٹھا دستِ دعا
کھول درگاہِ الٰہی مین تضرع سے زبان

یا خدائے پاک بہر شافعِ روزِ جزا
یا خدائے پاک بہرِ حیدرِ عالی مکان

اِس سراپا جرم پر محشر مین ہو فضل و کرم
نار دوزخ سے رہائی ہو ملے باغِ جنان

عیش عشرت مین ہمیشہ زندگانی ہو بسر
جملہ مکروہات دنیا سے ملے مجکو امان

قصیدہ دوم در نعت سرورِ کائنات باعث ایجاد موجودات مسمی بہ مہر نبوت

بزمِ سخن مین ہمزبان خاک ہو مجھ سے انوری
شمع صفت جلے بجھے گل ہو چراغ شاعری

خالقِ علم سے مجھے روزِ ازل سبق ملا
کسکو نصیب ہی مرا مرتبہ سخنوری

ملکِ کلام مین مجھے پایہ خسروی ملا
پائی ہر ایک بیت نے رفعت قصرِ قیصری

ورد زبان ہی ذکرِ حق مصحف رب ہی مرا
کون ہو ہمزبان مرا کون کرے برابری

خلقتِ علم جب ہوئی ملکِ کلام جب بسا
سب سے ہوے میرے اتی مجکو ملی پیمبری

قطرۂ آبِ بحر ہو ذرۂ خاکِ مہر ہو
جسکی طرف پڑی مری ایک نگاہِ سرسری

سیم و زر طلاے مہر کیون نہ بنا صبح و شام
مجھ سے ہے سپہر نیلے سے کیمیا گری

فضل خدا سے ہر گھڑی طبع رسا کے ساتھ ہین — پانچ حواس باطنی پانچ حواس ظاہری
لوذعی زمان ہونمین اسمعی زمن ہونمین — نسخہ نویس ہی مرا ایک حکیم آذری
صفحہ مرے بیاض کا صفحۂ آفتاب ہی — نقطے مرے قلم کے ہین زہرہ و ماہ و مشتری
منطق و معنی و بیان سب ہین مری زبان پر — کندہ ہی میرے نام پر خاتم نام آوری
علم و حدیث مین کمال فقہ مین ہون بیمثال — علم ادب مین بوعلی علم لغت مین جوہری
کاشف رازِ حق ہونمین دعوی کشف ہی مجھے — کس سے کرون مقابلہ زندہ نہین زمخشری
نقطہ ہر ایک ہی مرا تن جوامع الکلم — مکتہ ہر ایک ہی مرا شرح فصول اکبری
معنی صاف کا مرے سامنے ہی وہ آئنہ — جسکی چمک سے آب آب آئنہ سکندری
خانۂ فکر ہی مرا ملک سخن مین بادشاہ — صفحہ ہی تخت سلطنت دائرہ تاج قیصری
عامل اگر کوئی کہے مجکو تو کچھ عجب نہین — بندش صاف شیشہ ہی معنی روشن اک پری
باغ سخن کی سیر سے دولت سرمدی ملی — ہر گل جعفری ہی یان رشک طلائے جعفری
سُنکے مرے کلام کو کہتے ہین جنکو فہم ہی — معجزہ کلیم ہی یا یہ فسون سامری
طبع رسا زلال سے ہی بحر ہنر مین آشنا — بط کو نہین ہی حاجت کسب فن شناوری
فضل و کمال کم نہین جاہ و جلال کم نہین — اسمین بھی لاجواب ہون گرچہ ہی ننگ شاعری
خسرو خوش بیان ہونمین سعدی نکتہ دان ہونمین — اورسے اور ہو گیا مرتبۂ سخنوری
ذہن کو وہ ضیا ملی جسکی چمک کے روبرو — دود سیاہ بنگیا شعلۂ شمع انوری
خضر رہ کلیم ہون پیش رو سلیم ہون — ہوکے مری نیاز مند کرتی ہی ناز شاعری

میرے محیط فکر مین رود کی ایک موج ہی
میرے بیاض شعر کا جزو ہی ایک عنصری

جامی و عالی و کمال قاسم و فطرت و ظہیر
شرم سے سب ہین سرنگون خاک کرینگے ہمسری

عرفی و فیضی و منیر شوکت و بیدل و حزین
قافیہ تنگ ہو اگر مجھ سے کرین برابری

صائب و حافظ و غنی طالب و دانش و وحید
کہدو کہ مجھ سے سیکھ لین رسم و رہ سخنوری

شاعر انتخاب ہون ناثر لاجواب ہون
سبزۂ پائمال ہو مجھ سے کرے جو ہمسری

حق کے تلامذہ جو ہین اُنمین وحید عصر ہون
ملتی مجھے نبی کے بعد ہوتی اگر پیمبری

ایسے سخن اگر کہے مین نے تو کیا مضایقہ
اہل سخن کی رسم ہی لاف و گزاف شاعری

سامنے اہل فہم کے پڑھکے اسیطرح کے شعر
مین نے بھی کچھ دکھا دیا دبدبۂ سخنوری

ہی یہ عجیب ماجرا تھا مین کہان کدھر گیا
طبع سا دکھا دے اب شوکت مدح گستری

اُس شہ دین پناہ کا وصف مین اب رقم کرون
جسپہ خدا نے ختم کی روز ازل پیمبری

مطلع اِس آب و تاب کا زیب رقم ہوا ی قلم
جسکو سپہر بھی کہے مطلع مہر خاوری

جلد چلا دے ساقیا بادۂ صاف کوثری
عرش بریں پہ جائے فکر تا دم مدح گستری

پڑھکے کلام نعت جو قدسیون کو سنائین
سب یہ کہین کہ مرحبا چاہیے ایسی شاعری

مدح ہی جسکے دوست کی بخشے وہی صلہ مجھے
مین ہون گناہ سے بری مجھ سے گناہ ہون بری

نعت نبی شروع ہی بزم مین آئین سامعین
حورین و ان ہون خلد سے جرخ سے آئے مشتری

احمد عرش آستان باعث خلقت جہان
فخر زمین و آسمان افسر فرق سروری

خاص جناب کبریا فخر گروہ انبیا
آیۂ رحمت خدا شافع روز داوری

زیر نگین ہین دو جہان تابع حکم آسمان
چرخ برین پہ کیون نہو رجعت مہر قہقری

رب کا شریک ہی عدم آپکا سایہ ہی عدم
غور سے دیکھو مرتبہ کس سے ہوئی برابری

جاکے جو لامکان مین سونپے فلک نگاہ کی
آیا جواب سا نظر گنبد چرخ چنبری

اُس شہ خاص و عام کا خوان کرم ہی یہ فلک
مہر ہی ایک لنگری ماہ ہی ایک تشتری

نام شر و فساد کا عہد مین اُسکے اُٹھ گیا
ذرہ و آفتاب مین مٹ گئی جنگ زرگری

دور مین اُسکے اسقدر دختر رز ذلیل ہی
توڑ دیا ہی تاک نے رشتہ مہر مادری

عدل سے اُسکے یک قلم ظلم کا نام مٹ گیا
عشوہ و غمزہ حسین بھول گئے ستمگری

شافع حشر کا کرم خلق سے کس نے کہدیا
خشکی زہد پر ہوئی دامن تر کو برتری

خلق و کرم کا وصف جو کلک دوات نے لکھا
نکہت مشک اسمین ہی اُسمین ہی بوئے عنبری

عارض تابناک پر گیسوے مشکبار رہی
پنجۂ آفتاب مین دامن ابر آذری

رفعت قصر جاہ ہی غیرت اوج لامکان
ہی وہ بلند آستان رشک سپہر چنبری

اُسکے محب کو حشر مین خوف حساب کچھ نہین
لاکھ گناہ ہون مگر ہی وہ گناہ سے بری

اُسکے محیط فیض سے آب بقا جو مل گیا
طول حیات خضر ہی تا دم دور آخری

کون نہین ہی بہرہ ور کون نہین ہی فیضیاب
عادت آفتاب ہی شیوۂ ذرہ پروری

واہ رے اوج گنبد مرقد فخر انبیا
ایک کلس ہی سبز رنگ گنبد چرخ اخضری

اُسکی نگاہ قہر کو دیکھین اگر وہ اک نظر
آنکھین تبو نکی بھو بجائین ساحری و ستمگری

ملک عرب سے ہند تک تیغ جہاد کھنچ گئی
چھپتی ہی خوف قتل سے دیر مین جاکے کافری

جسم سے صاف اُڑ گئے جنگ مین سر کشون کے — طنطنہ جہاد تھا معجزۂ پیمبری
ساتھ تھے جو رفیق یار سب وہ جری تھے جان نثار — رخ سے ہر اک کے آشکار دبدبۂ غضنفری
واہ رے اُنکے زور و دست چار سے چار لاکھ پست — کسکی کہون بہادری کسکی کہون دلاوری
ناریونکو دم دغا برق صفت جلا دیا — چاہ مین آگ بن گئی آب حسام حیدری
راہ خدا سے جو پھرا احمق بے تیغ پھر گئی — آیا جو راہ راست پر قتل سے وہ رہا بری
عالم دین ہین جا بجا رکن رکین ہزار رہا — آج تلک ہی موجزن قلزم فیض گستری
شور اذان کا پانچ وقت وعظ سے منبرون کے ہے بپا — شہرہ ہی آجتک وہی زیر سپہر چنبری
دین مبین ہین حشر تک آنہ سکے خلل ذرا — شرع متین سے باندھ دی طرفہ سد سکندری
روز ازل تھا آپ پر صنعت حق کا خاتمہ — اسلیے ذات پاک پر ختم ہوئی پیمبری
نور جناب کبریا آپ ہین جلوہ گر ہوا — بیچ مین چند روز تھا ایک حجاب ظاہری
نور پھر اکہان کہان پھر وہین پہونچا تھا جہان — دائرۂ ازل ہوا حلقۂ دور آخری
صفدر اب اختصار کر طول سخن کہان تلک — مانگ خدا سے یہ دعا بعد نیاز گستری
چار کرونکو جبتلک گھیرے ہے یہ آسمان — جبتلک آسمان پہ ہی جلوۂ مہر خاوری
پھولین چمن مین جبتلک لالہ و نرگس و سمن — جبتلک ہین زہرہ و ماہ و مشتری
ابر بہار جبتلک باغ جہانکو زیب دے — نکہت گل ہو جبتلک رشک شمیم عنبری
شاہد گل ہو جبتلک تخت چمن پہ جلوہ گر — بلبل زار جبتلک گل کی سہے ستمگری
نرم جہانمین جبتلک جامہ ہے نام جم سے — جبتلک آئنے سے ہو تذکرۂ سکندری

زیر فلک ہے جبتلک شام و سحر کا سلسلہ — شمس و قمر ہین جبتلک رونق چرخ چنبری
دین نبی کا جبتلک چار طرف ہو غلغلہ — دہر مین جبتلک رہے شہرہ تیغ حیدری
صحت و عافیت رہے عزت و منزلت رہے — دولت و مرتبت مین ہو بخت رسا کی یاوری
لیل و نہار زندگی عیش و طرب مین صرف ہو — ابر عطائے حق سے ہو کشت مراد دل ہری

حامی نزع مرتضی شافع حشر مصطفے
سایۂ جعفر و تقی لطف نقی و عسکری

قصیدہ سوم در منقبت علی شیر یزدان مشکلکشاے ہر دو جہان مسمی بہ نادر علی

کونین مین نجشی ہے خدا نے تجھے تو قیر — پستی مین ہون سجدہ تو بلندی مین ہون تکبیر
لکھا جو سر لوح مرا حال قلم نے — تقدیر نے خوش ہو کے کہا واہ ری تحریر
سرکار کرامت سے ملا منصب عالی — اقلیم سعادت مین عنایت ہوئی جاگیر
کیا کیا مین شرف شش جہت دہر مین حاصل — علم و عمل و خلق و کرم عزت و توقیر
رکھون جو قدم سنگ پہ ہو جاے وہ پارس — گر ہاتھ مین لون خاک تو بنجاے وہ اکسیر
کہدو یہ مصور سے مرا رتبہ ہے اعلی — دنیا کے مرقع مین نہ کھینچے مری تصویر
وہ رتبہ مین ایسا ہون کہ تھی وہ ازل بھی — فردِ سر دفتر مری لوح خط تقدیر
سایہ کیطرح ساتھ ہون شاہون سے اتر کر — معلوم فرشتونکو اگر ہو مری توقیر
سر تا بقدم عزم ہون جرات ہون سراپا — شمشیر ہو نین موے بدن جوہر شمشیر
موسی مری پیشانی پر نور جو دیکھین — تحریر مین کہ بیشک یہ تجلی کی ہے تنویر

ہنگام تکلم ہو دہن مہر سلیمان — پھر کیون مجھے آسان نہو آفاق کی تسخیر
شامل ہین بلاشبہہ مرے خاک کے ذرے — مس کو زر خالص جو بنا دیتی ہو اکسیر
میخانہ حکمت مین فلاطون مرے آگے — اک عمر سے ہو گوشہ نشین جنس تشویر
اللہ رے شرف دیکھ کے ماہ رمضان کو — منہ دیکھتے ہین لوگ مرا صورت شبیر
روشن ہو مری روشنی طبع سے عالم — ہو قاف سے تا قاف برابر مری تنویر
یہ وجہ مرے گرد اجابت نہین پھرتی — نقطہ ہو دعا حلقۂ پرگار ہو تاثیر
اللہ سے پہلے ورق عرش تو مانگے — سنتا ہون کہ کھینچیگا مصور مری تصویر
ابرو کی طرح ہون جو تواضع سے خمیدہ — آنکھون پہ بٹھاتے ہین مجھے صاحب توقیر
جملہ یہ شرف تونے کیے خلق پہ ظاہر — اب اور کوئی نغمہ سنا بلبل تقریر
وہ آئنہ ہو بزم سخن مین مری تقریر — دیکھے تو ابھی بول اٹھے طوطی تصویر
کیا مرتبہ بخشا ہو مرے علم نے مجکو — دل ہو مرا قران زبان ہو مری تفسیر
مردون کو مسیحا کیطرح کرتی ہو زندہ — اعجاز کا اعجاز ہو تقریر کی تقریر
خالق نے نبی کو دیے علم بجز شعر — قسمت سے ملی روز ازل مجکو یہ جاگیر
توبہ مین پیمبر نہین شاعر ہون ولیکن — اعجاز مضامین ہین کرامت مری تقریر
بیساختہ تحسین کی صدا غیب سے آئی — دیکھے مری تحریر کو گر کاتب تقدیر
پاکیزہ مرے شعر اگر کان مین پہونچین — بیوقت ہو یا وقت موذن کہے تکبیر
فقرے مرے دو چار اڑائے ہین متقرر — واعظ سر منبر جو کیا کرتے ہین تقریر

پر نور زمانہ ہی مرے فیض سخن سے
ہون روشنی طبع سے خورشید جہانگیر

قائل ہین مرے کہتے ہین سب صاحب انصاف
دیکھی نہ سُنی ہمنے یہ تحریر یہ تقریر

اور ونکا سخن خاک ملے میرے سخن سے
داؤد کا الحان نہین آواز عصافیر

کیا مجھ سے مقابل ہو وہ میدان سخن مین
ہی علم عدو قبضۂ نامرد مین شمشیر

کیا مرتبہ پایا ہی دوات اور قلم نے
وہ نور جہان ہی اسے کہتے ہین جہانگیر

ہنگام رقم رشک سے کٹ جاتے ہین حاسد
تحریر کی تحریر ہی شمشیر کی شمشیر

دیوان مین نقشے جو مضامین کے کھنچے ہین
اوراق ہین سب صورت اوراق تصاویر

ان سب کے سوا اور سنو جوہر ذاتی
کیسی مجھے لائی ہی رہ راست پہ تقدیر

خاک قدم احمد و حیدر ہونمین جب سے
جن کرتے ہین تعظیم ملک کرتے ہین توقیر

آنکھین رہ مولا مین مری فرش ہین ہر دم
گویا مجھے مخمل سے ملی خواب کی تعبیر

ای طبع سا اور سُنا مطلع روشن
جسکو کہ مسیحا کہین خورشید کی تنویر

کی مدحت حیدر مین کوئی بیت جو تحریر
گھر اپنا ہوا گلشن فردوس مین تعمیر

جس دن ورق صنع پہ کھینچی تھی وہ تصویر
تھا بال ملک موقلم مانی تقدیر

معلوم ہی سب کو کہ وہ ہمنام خدا ہی
معنی مین جو بہکون تو نہین کچھ مری تقصیر

وہ نور نبی ہی جو نبی نور خدا ہین
پھر قوم نصیری کی عبث کرتے ہین تکفیر

منظور ہی جو اُسکو وہ منظور خدا ہی
ہلتے ہی زبان صاف بدل جاتی ہی تقدیر

ادنی کو عنایت ہو اگر رتبہ اعلی
ذرہ ہو چمک کر ابھی خورشید جہانگیر

وہ قہر ہے جسوقت بلند ونکو کرے پست — انجم صفت قطرۂ شبنم ہون زمین گیر
وہ چاہے تو گرمی کو بنادے ابھی سردی — پیدا کرۂ نار کرے برف کی تاثیر
وہ چاہے تو سرما کو کرے موسم گرما — آتشکدۂ گبر بنے خطۂ کشمیر
دریا پہ جو وہ بحر کرم شہر بسائے — موتی کے محل بدلے جابونکے ہون تعمیر
ہو شب کو اگر نور فشان وہ کفِ روشن — خورشید کرے ماہ سے دریوزۂ تنویر
کیا عدل ہی جو دانہ شبنم ہو شکستہ — گردون صفت آس کرے نالۂ شبگیر
یہ خوف ہی گوشے سے نکلتی نہین ظالم — ہی جلہ نشین قوس کی محراب مین ہر تیر
سب کام ہین یون مرضی خالق کے موافق — جسطرح ہو مقصود دلی کلک سے تحریر
ایسے ہین زمانے مین کہان محو عبادت — سر سجدے مین ہو پاے مبارک سے کھنچے تیر
کیا ساقی کوثر کا ہی میخانۂ الفت — مست مے وحدت کے لیے در ہی کہ کسیر
اب دیکھین ہی کچھ شعر لکھون ہو کے مخاطب — جسکو کہین سب اہل نظر نور کی تصویر
مضمون جو ترے خلق حسن کے ہوے تحریر — مشہور بیاض اپنی حسینی ہوئی تفسیر
وسعت سے ہی وسعت ترے دریاے کرم مین — چھوٹا سا حباب ایک ہی جسمین فلک سیر
ہر چند ترے لطف و غضب دونون ہین یکسان — لیکن اسے تقدیم ہی اور اسکو ہی تاخیر
آیا جو غضب پر تو کیا داخل دوزخ — دیکھا نظر لطف سے دی خلد مین جاگیر
کیا دور عدالت ہی کہ میدان رزم جنگ — دو ٹکڑے برابر ہی ترا گشتۂ شمشیر
گر وقت دعا لب پہ ترا نام نہ آئے — کیسے مین مناجات نہو صاحب تاثیر

قدسی ہوے کیا شاد جو نقاش ازل نے — کھینچی ورق عرش برین پر تری تصویر
جس بزم مین روشن ہو چراغ رخ انور — اعمی ہو تو اُس بزم مین پڑھ لے خط تقدیر
یون نقش ہی ہر دل مین ترا داغ محبت — آئینے مین جسطرح کھنچے عکس کی تصویر
مشہور ہی جو عرش خدا وند دو عالم — شاہا وہ ترے روضۂ انور کی ہی تعمیر
جاتی ہی ہوا جب ترے روضے کی چمن مین — کانٹون سے بھی گل پھولتے ہین واہ ری تاثیر
دردن سے ترے در کی اگر آنکھ ملائے — خورشید کا حربا کی طرح رنگ ہو تغیر
اسدرجہ زمانہ ہی جوان عہد مین تیرے — ہفتے مین کوئی روز بھی باقی نہ رہا پیر
یہ کاتب اعمال بھی دشمن ہین عدد کے — نامے مین لکھین اُسکے جو ہو دوست سے تقصیر
گو شہ ہو دوات اور قلم سب شجر خلد — اوراق یہ ساتون طبقات فلک پیر
سرگرم کتابت ہون ملائک بھی ابد تک — ممکن نہین ہرگز کہ ترے وصف ہون تحریر
تعریف شجاعت کی تو جرات نہین پڑتی — منظور ہی اب خاص مجھے مدحت شمشیر
کیونکر سر میدان ہو کوئی معرکہ آرا — اسرے وہ شیر جری پاے جو شمشیر
ہی سورۂ والفتح اِسی تیغ کا تمغا — النصر من اللہ سر قبضہ ہی تحریر
کیا کام کیے بدر مین خندق مین اُحد مین — آوازہ ہی اِس تیغ و دو پیکر کا جہانگیر
حاجت نہین کچھ اسکی نکلنے کی وغا مین — چل جاے اگر ذکر تو آفاق ہو تسخیر
دم دیکے یہ لیتی ہی ستمگارون کی جانین — وہ ہوتی ہین فی النار یہ ہوتی ہی بفلگیر
نقاش بنائے اگر اِس تیغ کا نقشہ — ہو جائین ابھی ہاتھ قلم کھینچے ہی تصویر

خورشید قیامت کیطرح فوج عدو پر — کس شان سے جاتی ہے دکھاتی ہوئی تیور
یون کاٹتی ہے برق کو یہ تیغ دوپیکر — جسطرح سر شمع جدا کرتی ہے گلگیر
سفاک ہے قتال ہے خونخوار ہے خونریز — پیغام اجل قہر خدا کی ہے یہ تصویر
اشرار کی کیونکر نہ جلیں خرمن ہستی — برق غضب خالق اکبر ہے یہ شمشیر
اے طبع روان اب یہ ہوا سر میں بھری ہے — رہوار سبکرو کی صفت کیجیے تحریر
ثابت نہیں ہوتا کہ چھلاوا ہے یہ کیا ہے — صرصر کا یہ نقشہ ہے کہ بجلی کی ہے تصویر
جو تیز طبیعت ہیں یہ ہے انکی زبان پر — ناوک یہ روانی میں ہے تیزی میں ہے شمشیر
گلشن میں اگر بستر گل پر یہ روان ہو — برگ گل تر کا نہ ذرا رنگ ہو تغیر
بالائے ہوا جست میں آیا جو پسینا — کیا کاغذ ابری پہ کھنچی برق کی تصویر
پڑتے ہیں سر خاک جو نقش قدم اسکے — اڑ اڑ کے وہ بجھاتے ہیں نجم فلک پیر
اس صرصر چالاک سے سب گرد ہیں ہوا — پرواز کو عنقا کے نہ پہونچینگے عصافیر
بالائے فلک ہے کبھی یہ زیر زمیں ہے — جانے میں توقف ہے نہ آنے میں ہے تاخیر
یہ شش جہت دہر کو طے کر کے پھر آئے — پہونچے بھی نہ انسان کی نگہ تا فلک پیر
سیماب سے سیلاب سے بجلی سے ہوا سے — یہ سب سے سوا ہے اسے کیا کیجیے تعبیر
اب طول قصیدے کو مناسب نہیں صفدر — ہوتی ہے گراں سب کو جو بڑھ جاتی ہے تقریر
اس وصف میں حضرت کی صفت لکھنی ہے مشکل — شاید کہ قیامت کی ادھر ہمسے ہو تحریر
کسکی ہے یہ طاقت کہ لکھے مدحت مولے — پر روز قیامت یہ شفاعت کی ہے تدبیر

مقصود دل ساقی کوثر سے طلب کر — واقف ہین ترے حال سے خود شاہ جہانگیر
یا شیر خدا واسطہ بابہ و سجاد — یا شیر خدا واسطہ شبر و شبیر
عقبیٰ مین عنایت ہو مجھے دولت عقبیٰ — دنیا مین نہون صدمۂ دنیا سے مین دلگیر
محتاج نہون دولت و حشمت سے بسر ہو — فردائے قیامت کو ملے خلد مین جاگیر

محشر مین پیمبر کی شفاعت ہو میسر
اللہ نہ دے جرم و خطا کی مجھے تعزیر

قصیدہ چہارم در منقبت امام حسن مقبول بارگاہ ذوالمنن مسمی بہ خلق حسن

نقش باطل ہے طلسم ہستی ناپائدار — ہے تصرف مین خزانکی اس گلستانکی بہار
جائے عبرت ہے سراسر یہ جہان بے بقا — اسکا حاصل حسرت و افسوس ہے انجام کار
روز و شب یہی ہین لاکھون قافلے سوئے عدم — غیر ذات حق کسی شے کو نہین دم بھر قرار
اس تماشاگاہ مین چشم بصیرت چاہیے — ہر جگہ ہر شے مین ہے نیرنگ قدرت آشکار
صنعت خلاق عالم خشک و تر سے ہے عیان — آج صحرا خشک ہین کل موجزن ہونگے بحار
عالم اسباب مین تو ہم ہین لون شادی و غم — گلشن ایجاد مین جسطرح گل کے ساتھ خار
عالم فانی مین ہم آئے ہین دم بھر کے لیے — زندگی اپنی حباب آسا ہے یا مثل شرار
پیش آنی ہے ہر اک کو منزل ملک عدم — شیخ ہو یا برہمن یا محتسب یا بادہ خوار
کوئی بچکر جائے اس سفاک عالم سے کہان — سہمہ پہ ہر دم ہے قضا مانند تیغ آبدار
روح ہنگام فنا کاشانۂ تن چھوڑکر — طائر بے آشیان کیطرح ہوگی بیقرار

رنگ عبرت چھا رہا ہی ہر طرف گلزار مین
جوش وحشت مین جو کی اک روز سیر لالہ زار

دیکھتا کیا ہون کہ سارا باغ ہی ماتمکدہ
گل گریبان چاک ہین وقتی ہی شبنم زار زار

خاختہ سکتے مین بلبل دم بخود طوطی خموش
محو حیرت نرگس شہلا ہی گریان آبشار

داغ حسرت دل پہ لالے کے ہی سبزہ سرنگون
بار غم سے اٹھ نہین سکتی ہی شاخ میوہ دار

اِک طرف پر درد ہی باغونمین کوئل کی صدا
اِک طرف گلشن مین عبرت خیز ہی صوت ہزار

چشم عبرت بین سے خون دل بہاتی ہی حنا
لوٹتی ہی خاک پر سنبل کی زلف مشکبار

پای گل شمشاد ہی شمشاد پر قمری خموش
کثرت افسردگی سے سرنگون ہین برگ و بار

پتے حسرت سے کف افسوس ملتے ہین کہین
ہر شجر ہی نخل ماتم ابر گلشن اشکبار

انقلاب ہستی موہوم پر ہنستے ہین گل
بے ثباتی دیکھکر روتی ہی شبنم زار زار

دیکھکر یہ کثرت رنج و الم گلزار مین
باغبان سے مین نے پوچھا ماجرا بے اختیار

بھرکے آہ سرد یہ بولا کہ ظاہر ہی سبب
بے ثباتی ریاض ہستی ناپائدار

فصل گل مین چل رہی ہی چار سو باد فنا
اِس ریاض بے بقا مین چار دن کی بہار ہی

کیقباد و بہمن و اسکندر و دارا و جم
اُٹھ گئے اِس عالم فانی سے کیا کیا نامدار

کل تلک رکھتے تھے ہفت اقلیم پر جو دسترس
آج وہ کنج لحد مین سوتے ہین بے اختیار

کیا ہوا تخت سلیمان کیا ہوا خسرو کا تاج
کیا ہوا چتر فریدون کیا ہوا اسفندیار

طاق سے کسریٰ کو جم کو جام سے کیا مل گیا
رہگئے دنیا مین سب دنیا کے یہ نقش و نگار

حیف ہی پامال ہو وہ کاسۂ سرای فلک
تھا کبھی جلوہ نما جس سر پہ تاج افتخار

طوطیائے چشم سے برسکر تھی جنکی خاک پا
کو بکو صرصر لیے پھرتی ہے اب اُنکا غبار

نیند آتی تھی نہ جنکو قاقم و سنجاب پر
خاک پر وہ سو رہے ہین بیخبر زیر مزار

آج اُنکی تربتون پر شامیانہ تک نہین
گرد سر پھرتا تھا جنکے چتر زرین بار بار

صفحۂ ہستی سے کیا کیا مٹ گئے نام و نشان
کیسی کیسی شوکتین دکھلا گئے عالی وقار

جب کسی کی شمع عشرت بزم مین روشن ہوئی
جنبش بادِ فنا سے گل ہوئی انجام کار

ہو گئے ہین داغ حسرت کیسے کیسے نہ جبین
ملگئے ہین خاک مین کیا کیا حسین و گلعذار

خاک مین آ سودہ ہین آج اُنکے موئے عنبرین
غیرت سنبل تھی کل جنکی زلف مشکبار

اُنکی وہ نازک دماغی کیا ہوئی بعد فنا
جنکو ہوتی تھی چمن مین نکہتِ گل ناگوار

مثل گل جو خندہ زن تھے مثل بلبل نعرہ زن
سوتے ہین خاموش وہ کنج لحد مین غنچہ وار

مرقد دن مین اُنکے اب تار کفن تک بھی نہین
جنکے زیب جسم رہتا تھا لباس زرنگار

چھپ گئے افسوس کیا کیا طلعت خاک نشین
مثل اسکندر تھی جنکی سیکڑون آئینہ وار

خواب مین بھی اب نظر آتی نہین وہ صورتین
زلف و عارض دیکھتے تھے جنکی ہم لیل و نہار

ہو گئے آنکھون سے اوجھل اے وہ یاران عدم
جنکو بے دیکھے ہمین دم بھر نہ آتا تھا قرار

کسکو کسکو یاد کیجے کسکو کسکو روئیے
روز جاتے ہین عدم کو ہفتین و تین چار

جسکے اول بھی عدم ہو اور آخر بھی عدم
اُس حیات چند روزہ کا بھلا کیا اعتبار

کس صبح ملے گی یارب منزل ملک عدم
بیخبر گم کردہ رہ بے توشۂ بے یار و دیار

دیکھتے ہین وہ تماشے جو کبھی دیکھے نہ تھے
دیکھیے کیا کیا دکھائے انقلاب روزگار

اس تصور مین جو سویا خواب مین دیکھا یہ حال — ایک مرد پیر مجھ سے کہ رہے ہین خضر وار
ہر بشر کو پیش آتی ہر یہ راہ ناگزیر — ایک دن ہر اک کو ہونا ہی لحد سے ہمکنار
فکر سے کیا فائدہ جسمین بشر مجبور رہو — روز و شب اسکے تصور مین عبث ہی بیقرار
چاہیے وہ کام کرنا جس سے رہ جائے نشان — آدمی دنیا مین کچھ تو چھوڑ جائے یادگار
ذکر آجاتا ہی اکثر جام سے جمشید کا — نام اسکندر ہی اب تک آئینے سے برقرار
ہر کلام اچھا ترا لیکن اسے ضایع نہ کر — فرض ہی تجھپر ثنائے خسرو عالی وقار
سبط پیغمبر قسیم کوثر و جنت حسن — نیر دین شمع بزم بادشاہ ذوالفقار
خواب راحت سے ہوا بیدار جب وقت سحر — آنکھ کھلتے ہی خیال آیا یہ دل مین ایکبار
وصف مین اس شاہ کے ایسا کوئی مطلع لکھون — ہو جو دیوان سخن مین انتخاب روزگار

بخشش امت کا ہی تیری شفاعت پر مدار — مطلع ثانی عروۃ الوثقائے دین امن کا تیرے تار تار
ایک ذرہ تیرے دست فیض مین ساتون فلک — ایک قطرہ تیرے بحر جود مین ساتون بحار
قاسم خلد و جہنم حاکم ارض و سما — واہ کیا پایا ہی سرکار خدا مین اختیار
جن و انسان و ملک سب مین ترے فرمان پذیر — تجھے سلیمان بھی مگر ایسا کہان تھا اقتدار
جب ترے خلق حسن کا ذکر ہوتا ہی کہین — دود مجمر اٹھکے بنجاتا ہی ابر مشکبار
بے طلب پاتے ہین سائل تیرے در سے ہر مراد — جنبش لب کی نہ کچھ حاجت نہ رنج انتظار
آنکھ کھولے منتظر رہتے ہین تارے رات بھر — اس تمنا مین کہ سرمہ ہو ترے در کا غبار
روز میدان ہمعنان جعفر غازی لقب — وقت جولان ہمرکاب خسرو دلدل سوار

آسمان پاک پر ہوتے ہین اگر بہرہ یاب — ساکنان ہر بلد باشندگان ہر دیار
واہ کیا تاثیر ہی موجِ نسیم فیض کی — کہکشان گردون پہ ہی تارون سے شاخ میوہ دار
تیرے کوچے مین قدم رکھتے ہی حال ہو یہ اوج — نقش پا اسکا بنے گردون پہ تاج افتخار
تیرے باغ خلق سے شاید ہوئی ہی مستفیض — جامۂ گل مین جو شبنم نے ملا عطر بہار
اعتبارِ خاندان حشمت و اقبال وجاہ — افتخار و دودمان شوکت و عز و وقار
بزم عالی مین اگر ہو جاے بلبل کا گذر — پھول کر گل سے کہے اب ایک سے مین ہون ہزار
مہر کو تیرے رخ روشن سے کچھ نسبت نہین — اسمین اور اسمین نظر آتا ہی فرق نور و نار
عدل تیرا سارے جنگل کو جلا دے یا قلم — پاے رہرو کے اگر چھالے کو توڑے نوک خار
سنگ اگر شیشے کے چہرے پر کڑی ڈالے نظر — تیرے رعب معدلت سے کانپ جائین کوہسار
تیری میزانِ عدالت مین اگر عالم تلے — سال بھر نکلین برابر وزن مین لیل و نہار
رونق اسلام تیرے عہد مین ایسی ہوئی — پاے بت پر اب ہی سجدہ برہمن کو ننگ و عار
مرتکب دزدی کا جو ہوتا ہی پاتا ہی سزا — خط کفِ خوبان کے ہین دزدِ حنا کے حق مین دار
تیری تعریف شجاعت گر کوئی کاتب لکھے — ہاتھ مین بجاے خامہ صاف تیغ آبدار
جتنے ہین حرف مرکب سب کے سب لکھنے مین جدا — صفحۂ قرطاس پر مانند امواج بحار
اسقدر اوصاف ہین ذات مقدس مین ترے — ہو سکے ہرگز شمار انکا نہ تا روزِ شمار
ایک ساحل تو ازل ہی دوسرا ساحل ابد — کس قدر رکھتا ہی وسعت قلزم عز و وقار
عہد مین تیرے کہین تکلیف اب باقی نہین — تندرستی عام صحت ہر کسی سے ہمکنار

ذرے ذرے کو ہی تیرے زایرو نکا یہ اذب | کاروان جاے جد صر تعظیم کو اُٹھے غبار
جو ترے پیروہین اُنمین صاف پر تو ہی ترا | جیسے ذرات زمین خورشید کے آئینہ دار
آستان پاک پر گر دفن ہو تیرا محب | عرش سے قندیل آکر کیون نہو شمع مزار
حشر تک آسایش و آرام سے سوتا رہے | پرسش اعمال کی دہشت نہ تکلیف فشار
مدحتِ شمشیرین قاصر ہی خامے کی زبان | تیز مثل برق رخشان مثل گوہر آبدار
روز میدان اِسکے کھینچے کی کوئی حاجت نہین | ذکر چلجاے اگر نصرت ہو دم مین آشکار
معرکے مین جب چلی اک حشر برپا کر دیا | صاف آتی ہی نظر شان جلال کردگار
روز میدان اک جھلک اُسکی تڑپ دش کی دکھیگی | کوئی بسمل ہی کوئی بیتاب کوئی بیقرار
بادۂ خون عدو پیکر عجب انداز سے | جھومتی ہی نشۂ جرأت مین مثل بادہ خوار
یہ برش یہ آب یہ دم خم یہ جوہر یہ چمک | ہی یہ تیغ حیدری یا قدرت پروردگار
بے تکلف لیتی ہی بوسے دہان زخم کے | بے تامل ہوتی ہی اعدا کے دین سے ہمکنار
ہوگئے بسمل ہزارون مر گئے لاکھون کے سر | چل گئے جب وار اِس سفاک کے دو تین چار
مومنون کی ہاتھ مین فوراً ہوتی ہی پھول | کافرون کے دل مین چبھتی ہی برنگ نوک خار
تاشنا سا پیشکش کرتے ہین نقد جان و دل | واہ کیا پایا ہی ہر بازار فنا مین اعتبار
بیشمار اوصاف ہین کس کس کو ظاہر کیجیے | پاک طینت صاف باطن مستقل عالی وقار
روز اول سے یہی تمغا ہی اِس شمشیر کا | لا فتا الا علیؑ لا سیف الا ذوالفقار
کس زبان سے وصف ہو اب سکہ فتار کا | ہی براق مصطفے کی نسل سے یہ راہوار

سب ازل سے اِسکے ہین وارفتہ عزرخرام — موج دریا بو گل ریگ روان باد بہار
کیا بھلا واہی کہین اک دم ٹھہرتا ہی نہین — مثل دل بیتاب مثل نبض عاشق بیقرار
ایک دن دیکھا تھا کا وہ اِس صبا رفتار کا — ڈھونڈھتی پھرتی ہی اب تک گردش لیل و نہار
جلد ایسی جیسہ رنگ رُے شیرین ہو فدا — بال ایسے جیسہ زلفِ صاحبِ محمل نثار
شوخی رفتار پر پس پس گئے پریون کے دل — جب ادا و ناز سے رکھے قدم دو تین چار
برق دبا دو ابر و خورشید و سہیل و ماہتاب — عالم ایجاد مین سب ہین اسی کے یادگار
خاتمہ سرعت کا ہی اِس اسپ خوش رفتار پر — آگے جاتا ہی اسے اپنے نظر کا ناگوار
عزم راکب سے پہونچ جاتا ہی پہلے رزم مین — باگ اُٹھانیکا کبھی کرتا نہین یہ انتظار
ہو کرے افلاک کو آئے تعلی پر اگر — داخل تحت الثری ہو گرد کھائے انکسار
جرعہ کو مین کر پیے بے تکلف طے کرے — جبتلک بالشت بھر بھی راہ مین اُٹھے غبار
کیا کروں تعریف اسکی کس سے نسبت دون اسے — سیل ہی سیماب ہی شعلہ ہی بجلی ہی شرار
کیا کیت فکر اُسکی وصف موزون کر سکے — جو سمند باد پا ہو انتخاب روزگار
اب قصیدہ ختم کر صفدر دعا کا وقت ہی — عرض کر خلاق عالم سے کہ اے پروردگار
جبتلک عالم مین ہی دین نبی کا غلغلہ — جبتلک مشہور ہی حیدر سے نام ذوالفقار
جبتلک ہی گردش گردون و دن کا سلسلہ — جبتلک آفاق مین ہی انقلاب روزگار
جبتلک ہین بلبلین گلزار مین گل پر فدا — جبتلک ہین قمریان سرو لب جو پر نثار
تا رہے دنیا مین جبتک خزان ہون بلبل — گلشن عالم مین آئے جبتلک فصل بہار

عشقبازی مین ہو جبتک عہد و پیمان کا رواج
عاشق و معشوق مین ہو جبتک قول و قرار

بیقرار و مضطرب ہون جبتک ہجران نصیب
وصل مین ہون عاشق و معشوق جبتک ہمکنار

جبتک ہو ن پیرہن جوش جنون سے چاک چاک
جبتک ہون فرط وحشت سے گریبان تار تار

درۃ التاج شرف ہو ظل چتر مغفرت
سایۂ رحمت مرے سر پر ہو تاج افتخار

روز محشر ہون پناہ احمد مختار مین
گرمی مہر قیامت سے بچے جسم نزار

مین سراپا جرم ہون تو خالق نکتہ نواز
مین ہمہ تن معصیت تو داور آمرزگار

مثل غنچہ باغ عالم مین نہ ہو دلبستگی
یاد مین تیرے بسر ہو زندگی لیل و نہار

جبتلک دنیا مین ہی شعر و سخن کا تذکرہ
یہ قصیدہ بھی رہے بزم جہانمین یادگار

قصیدہ پنجم در منقبت امام حسین نورنگاہ شہنشاہ مشرقین مسمی بہ جام شہادت

آجکل حال زمانے کا ہوا ہی ابتر
کیا ہی بگڑا ہی مزاج فلک دون پرور

روز اک شعبدہ تازہ بپا کرتا ہی
نہین معلوم کہ ہی چرخ کو کیا مد نظر

صحبت علم و ہنر اب کہین باقی نہ رہی
دلکو بہلائین کہان کس سے مائین جائین کدھر

فلک شعبدہ پرداز کی نیرنگی سے
دربدر خاک بسر پھرتے ہین ارباب ہنر

غیرت نغمہ بلبل تھے ترانے جنکے
دم بخود بیٹھے ہین وہ سرکہ جگانے شدید

بات کرنیکا نہ تھا جنکو سلیقہ مطلق
مثل مقراض زبان چلتی ہی انکی فرفر

ایک گردش مین فلک کی صفت تیغ اصیل — زنگ کلفت مین چھپے اہل ہنر کے جوہر
وہ سمائے نہین نظر و نہین کسی کے افسوس — شیر بھی بھاگتے تھے دیکھ کے جنکے تیور
چشم عالم سے نہان ہوگئے یون اہل کمال — ابر تاریک مین چھپ جاتا ہی جسطرح قمر
نام عالم مین کہین شرم و حیا کا نہ رہا — بیٹی پہرتی ہین سر عصمت و عفت گھر گھر
اب کہان نعرۂ تکبیر کہان شور اذان — زمزمۂ ناقوس کی آتی ہی صدا آٹھ پہر
ہو اگر قصد حرم دیر کا رستہ بتلائین — منزل دہر مین پیش آتے ہین ایسے رہبر
چار سو گرم ہی آفاق مین بازار فریب — جنس ایمان کو عبث بیچتے ہین سوداگر
ایک پیسے کے عوض کھاتے ہین جھوٹی قسمین — پہنین قرآن کا جامہ تو نہ آئے باور
آب رحمت کی دعا گر کوئی دہقان مانگے — کشت امید پہ افلاک سے برسین پتھر
صورت خضر اگر آب بقا بھی ملجاے — نخل امید نہو حشر تلک بار آور
قصر و ایوان مین جو دن رات بسر کرتے تھے — اب کرایہ کا میسر نہین اُنکو چھپر
فرش تھے قاقم و سنجاب سے بہتر جنکے — بوریے اب وہ بچھاتے ہین بجاے بستر
رہگئے عالم فانی مین فسانے اُنکے — اُٹھ گئے قیصر و خاقان و جم و اسکندر
ٹیچری ٹوپی پسند آئی ہی اب عالم کو — بھول کر بھی کوئی لیتا نہین نام افسر
کرسی و میز کا اِس درجہ بڑھا ہی پایا — تخت طاؤس بھی پائین تو لگائین ٹھوکر
عطر کپڑون مین لگانا ہی خلاف تہذیب — سرگرانی کا سبب ہوتے ہین مشک و عنبر
قدر سرین و دمن کی نہین گلزارون مین — گل خوشبو نہو جسمین وہ لگاتے ہین شجر

نئے انسان ہین نئے علم نئی صحبت ہی — کیا کرے وہ جو نہو ان عنقونکا خوگر
نہ بزرگون کا ادب ہی نہ عزیزونکا لحاظ — نوجوان آجکل اس درجہ ہوے ہین خودسر
دنکو ہی بادہ کشی رات کو شاہد بازی — نہ انھین باپ کا اندیشہ نہ خوف مادر
جانڈو خانونمین شب و روز پڑے رہتے ہین — امرازادون کی یون موتی ہی اوقات بسر
شرم قاضی سے کسی کو ہی نہ مفتی سے حیا — خم کے خم پیتے ہین میخانون مین بیخوف و خطر
فہم برعکس ہی تدبیر غلط عقل خلاف — منفعت جسکو سمجھتے ہین اسی مین ہی ضرر
نازنین بھول گئے عشوہ و انداز و ادا — آنکھ عشاق سے ملتے ہی طلب کرتے ہین زر
نہ وہ چنچل پن نہ وہ شوخی نہ وہ طرز رقبا — نہ وہ انداز نہ وہ عشوہ گری کے تیور
نظر آتی نہین وہ چشم فسونساز کبھی — پھرتی ہی آنکھونمین وہ زلف رسا تا بکمر
کیا ہوے مہر لقا ماہ جبین گلرخسار — شبنشان بیٹھی ہین چکلونمین جو بنکر دلبر
چشم وہ چشم ہی جسمین کہ نہین شرم و حیا — زلف وہ زلف ہی جس سے کہ پریشان ہو شہ
فلک تفرقہ انداز کی اک گردش مین — وفقہ بزم خرابات ہوئی زیر و زبر
گردش جام کہان صحبت احباب کہان — درمسک کیطرح بند ہین میخانون کے در
نشۂ مے کی ترنگین ہین نہ شور قلقل — بادہ خوارون کے نہ جمگھٹ ہین نہ دور ساغر
اب ہی اس دور مین یہ حال تنک ظرفونکا — آپ کو بھول گئے بادۂ نخوت پیکر
دن کو بدمست پھرا کرتے ہین بازارون مین — شب کو بیہوش پڑے رہتے ہین ٹکہائی کے گھر
قیمت لعل بدخشان ہی نہ قدر الماس — سنگریزون سے زبون تر ہی عقیق احمر

اشک خون بنکے گرا چشم جہان سے یاقوت
سبزۂ نصل خزان سے ہی زمرد کمتر

کوئی فیروزے کو لیتا نہین زنگار کے مول
بیلگون شیشے کو دیتے ہین شرف نیلم پر

جھوٹے موتی ہین حسینو نکو پسند خاطر
باہر آتے نہین اب بطن صدف سے گوہر

قابل رحم ہی احوال جوانانِ چمن
کوئی پژمردہ خزان سے ہی کوئی خاک بسر

بلبلین بھول گئین زمزمہ سنجی اپنی
تازہ پرور دِ چمن ہو گئے حسرت پرور

نہ کہین نعرۂ قمری مین مذاق الفت
نہ کہین شور عنادل مین محبت کا اثر

نہ کہین نکہت گل ہی نہ کہین باد سحر
چیلین منڈلاتی ہین اب باغ کی دیوار و در

حسرت ویاس وملال وقلق ورنج والم
باغ عالم سے ملے ہمکو یہ دو چار ثمر

بلبلین مثل صبا ہو گئین گلشن سے ہوا
کلغری بیٹھتی ہی شاخ گل نسرین پر

گرد شِ چشم غزالان چمن بھول گئے
لومڑی زعم مین اپنے ہی پر کی سے ٹپر عقد

ہنس آنکھون سے نہان ہو گیا مثل عنقا
زاغ کی دم مین نکل آیا ہی سر خاب کا پر

چیل بہری سے سوا شپرہ ہدہد سے فزون
باز سے بوم سوا چغد ہما سے بہتر

نعمتین کھاکے ہوئی گربہ مسکین فربہ
ہو گئے شیر زیان فاقہ کشی سے لاغر

دیکھتا کوئی نہین رقص حسینان جہان
ناچتے پھرتے ہین اب شہر مین گھر گھر بندر

دیکھکر ابلق ایام کی فتنہ سازی
خانۂ چشم سے باہر نہین جاتی ہی نظر

کیون ہوا حال زمانے کا دگرگون یارب
وہی دن ہین وہی راتین ہین وہی شام وسحر

شکل آئینہ مجھے آج پہر حیرت ہی — جو تماشے نہین دیکھے تھے وہ آتے ہین نظر
گردش چرخ سے دونون ہین یہ محو حیرت — دل کو کچھ میرے خبر ہی نہ مجھے دل کی خبر
پیچھلے عالم فانی سے تحائف کیا کیا — سوز دل رنج و الم کثرت غم داغ جگر
استخوان خاک ہوے خاک بھی برباد ہوئی — جو رافلاک سے ممکن نہین مرکر بھی مفر
ہین زمانے سے خفا مجھ سے زمانہ بیزار — مجھسے عالم ہی گران ہین ہون گران عالم پر
بات وہ بات ہی جس بات مین ہو کچھ تاثیر — رنگ وہ رنگ ہی جس رنگ کا دل پر ہو اثر
فائدہ پند سے کیا جب کوئی سنتا ہی نہین — شمع کیطرح سر بزم خموشی بہتر
اس تصور مین رہا دیر تلک مین خاموش — دل بیتاب نے گھبرا کے کہا ای مضطر
انقلاب فلک پیر نہین آج نیا — سیکڑون رنگ بدلتا ہی یہ چرخ اخضر
دیکھ تو گذرے ہین عالم مین وقایع کیا کیا — یاد کر معرکہ قتل شہ نام آور
جنکے گھر کا ملک الموت ادب کرتے تھے — شام و کوفہ مین پھرے انکے حرم خاک بسر
نیچے فرق شہ دین تخت کے اوپر ہونیکا — گردش چرخ کا کہتے ہین اسے زیر و زبر
چھوڑ اس فکر کو لکھ مدح شہنشاہ زمن — جسکا ادنی ہی صلہ گلشن جنت کا ثمر
دل کی یہ رائے پسند آئی نہایت مجکو — دفعتہ مدحت شبیر ہوئی مد نظر
آب زر سے لکھون اب مطلع روشن ایسا — جسکے آگے ہو خجل مطلع مہر خاور
ساقیا جلد پلا بادہ صاف کوثر — شوق کہتا ہی کہ لکھ مدح شہ جن و بشر
وہ شہ جن و بشر کون حسینؑ مظلوم — فدیہ خلق کو نین شہید اکبر

صابر و شاکر و غازی و امام برحق — قرۃ العین نبی راحتِ جانِ حیدر
نیرِ برجِ شرف لمعۂ خورشید نجف — رونقِ دینِ مبین زینت و زیبِ منبر
حاکمِ کون و مکان بادشہِ ہر دو جہان — قاسمِ نار و جنان مالکِ حوضِ کوثر
واہ کیا مرتبہ دربارِ خدا مین پایا — وے کے سر ہو گئے سرکار کے منظورِ نظر
کام وہ کام کیا جو نہ کسی سے ہو گا — کیون نہ ہو مرتبہ درگاہِ خدا مین برتر
جسمین ہو یادِ جنابِ احدی دل ہی وہ دل — جو فدا راہ مین معبود کے ہو سر ہی وہ سر
کیون نہو کسکے یہ بیٹے ہین نواسے کس کے — خلفِ شیرِ خدا لختِ دلِ پیغمبر
سیکڑون رنج و الم صدمۂ و غم تجھے لیکن — مغفرت امتِ عاصی کی رہی مدِ نظر
سر دیا حاکمِ ظالم کی اطاعت نہ ہوئی — کرتے فرزندِ نبی بیعتِ فاسق کیونکر
شہِ مظلوم پہ گذرے ہین مصائب کیا کیا — سوزِ دل داغِ جگر درد و کمر ضعف بصر
قصد جب آپکے اوصاف کے گننے کا کرے — پہلے تبلا دے ہمین ریگ کے ذرے گنکر
بہرِ بخشش ہمین کافی ہی دلائے شہِ دین — خوفِ محشر سے نہ ای دلِ غمگین مضطر
اور طوفان سے نہین کوئی بچانیوالا — کشتیِ امتِ عاصی کے یہی ہین لنگر
کون ہی خلق مین مصروفِ عبادت ایسا — کبھی غافل نہوے یادِ خدا سے دم بھر
ذکرِ حق یادِ خدا بخششِ امت کی دعا — تجھے یہی شغل امامِ دو جہان آٹھ پہر
دل وہ دل ہی رہے جس دل مین تصور اسکا — آنکھ وہ آنکھ ہی جس آنکھ کی حق پر ہو نظر
تھا یہ اعجاز بس قفل کہ ہنگامِ نماز — نیرے پر کعبہ کو پھر جاتا تھا فرقِ اطہر

بندگی ایسی ہو خالق کی عبادت ایسی
صبر و شکر و ادب و جود و سخا خلق و کرم
نہ کیا شکوہ بجز شکر کسی آفت مین
ہمہ تن خیر تھے سر تا بقدم خلق و کرم
دشمنون سے تھے مدارات محبون پہ کرم
صبر ایوب ملا خلق حسن زور علی
ختم تھا حضرت شبیر پہ عدل و انصاف
نام تک ظلم و ستم کا کہین باقی نہ رہا
بچہ بر کو نہین شیر سے کچھ خوف و خطر
سنگ دیکھے جو کڑی آنکھ سے شیشے کیطرف
آئنہ شکل کم و بیش اگر دکھلائے
بیضہ مین سبزۂ خوابیدہ کے آئے جو خلل
کوئی چیپ کر ہوا گر مرتکب میخواری
شمع کر سکتی نہین گریبان پر اپنے اسے
کبھی دیکھی نہ سنی ہوگی سخاوت ایسی
وقت بخشش کبھی آس سخت کرم کے آگے
ہوا مولی کی سخاوت سے یہ عالم معمور
فاقہ رہنے سے نہین پاتا تھا کہین عالم مین

وصف عبادت

وصف عدالت

وصف سخاوت

دم آخر بھی رہا سجدۂ معبود مین سر
خاتمہ ہو گیا ان سب کا شہ والا پر
رہی ہر حال مین خالق کی عنایت پہ نظر
جائہ صبر و رضا قطع ہوا تھا شہ پر
تھے سراسر شہ دین رحمت حق کے مظہر
علم اور یس ملا معجزۂ پیغمبر
اب کہان ایسے زمانے مین عدالت گستر
بچہ بر کو نہین شیر سے کچھ خوف و خطر
آتش عدل سے جلکر ہوا وہین خاکستر
خوف سے زیر زمین کانپ اٹھے اسکندر
دار شمشاد پہ گلشن مین چڑھے بادسحر
طوق میخوار بنے حلقۂ دور ساغر
شعلۂ آتش سوزان کو ہی پینے سے خدر
مال کیا چیز ہے امت کے لیے دیدیا سر
نہ جواہر کی حقیقت تھی نہ کچھ مال تھا زر
مفلسی کہتی ہر سر پیٹ کے مین جاؤن کدھر
آکے مولی کے یہان کرتا تھا اوقات بسر

شہ نے بخشا تھا اُسے سبز دو شالہ اکدن
اوڑھے پھرتا ہی جو آفاق مین چرخ اخضر

دیکھکر جود و عطا چاک ہوا نجل کا دل
بڑھگیا اِنکی سخاوت سے سخاوت کا جگر

فیض سے جنکے نہ محروم رہے شاہ و گدا
اُٹھ گئے عالم فانی سے وہ عالم پرور

لکھتی ہی جرأت ابن شہ مردان مجکو
تیزی طبع دکھاتی زبان کے جوہر

دیکھے سام و نریمان جو دعائے مولی
نام لیتے نہ شجاعت کا کبھی بار دگر

شاہ کو تیغ بکف دیکھ کے ہنگام وغا
خوف سے ترک فلک کانپتا تھا گردوں پر

روز میدان شہہ والا نے ستمگارونکو
صاف دکھلا دیے شمشیر قضا کے جوہر

چشم شبیر مین تھا رعب الٰہی ایسا
آنکھ ملتے ہی ہوے درہم و برہم لشکر

کیا ہو شمشیر زبان سے صفت تیغ اصیل
تاب مین برق تپان آب مین رشک گوہر

حق نے بخشے ہین اسے جوہر ذاتی کیا کیا
ہاتھ مین فتح اجل حکم مین قبضے مین ظفر

فوج اعدا کی صفین درہم و برہم کردین
چار سو ہوگیا ہنگامۂ روز محشر

سرکشون کے کبھی سر مین گئی مثل نخوت
مردم چشم سے نکلی کبھی مانند نظر

جب ذرا شکل پری تیغ نے چھل بل دکھلائی
ذکر کیا ناریون کا رہ گئے سانے جلکر

خونفشان دیکھکے تلوار کو کہتی تھی قضا
بجھل ہی یہ تیغ کا بانکل شجاعت کا ثمر

ہوگیا پڑ گیا ہلچل تھی تلاطم برپا
رن مین لشکر تہ و بالا ہین صفین زیر و زبر

تیزیان اپنی دکھا فکر رسا یک خیال
صفت اسپ سبکرو ہی مجھے مد نظر

نور کے سانچے مین ڈھالا ہی سراپا اسکا
حور سے شکل سوا چال پری سے بہتر

دل تہتن کا تڑپ برق کی شغلی کا مزاج
جست آہو کی نظر شیر کی چیتے کی کمر

دیکھے گر سوے فلک آنکھ اُٹھا کر راکب
گذرے افلاک سے یہ راہ مین رہ جائے نظر

گرد سم تک بھی نہ اِس شوخ کے پہونچیگا کبھی
سیکڑون ابلق ایام لگائے چکر

عزم راکب سے بھی پہلے یہ وہان تک پہونچے
غیر ممکن ہو جہان پیک تصور کا گذر

دیکھنے پائے نہ جی بھر کے مبصر اُسکو
ہو گیا آنکھون سے اوجھل یہ چھلاوا بنکر

کس خوشی سے شہ والا کے رفیق وانصار
نشے مین جھومتے تھے جام شہادت پیکر

نشۂ بادۂ جرأت سے چھکے تھے غازی
سرفروشون نے شہادت کا پیا تھا ساغر

سر کیا نذر ہوے شاہ کے قدمون پہ فدا
بھائی عباسؑ دلاور سا ہوا کبر سا پسر

قید ہستی سے رہا ہو کے گئے سوے جنان
ملگیا غازیون کو باغ شہادت کا ثمر

خون ناحق کا شہیدون کے اثر باقی ہے
آجتک ہے شفقی پیر فلک کی چادر

دیکے سر آپنے کیا مرتبہ اعلیٰ پایا
اِس شہادت کے قدم پر ہو فدا لاکھ ظفر

شہ بے دین نے ذرا بھی نہ کیا پاس ادب
تھا گلوے شہ دین بوسہ گہ پیغمبر

رخ پر نور تھا اِسطرح لہو مین تابان
جیسے ہنگام شفق ہو رخ مہر انور

خون شبیر دم ذبح زمین پر نہ گرا
خاک پر فرش تھے جبریل امین کے شہپر

واہ نیرنگ فلک یہ بھی ہے انصاف کوئی
قتل ہون تشنہ دہن مالک حوض کوثر

غم حسینؑ ابن علیؑ کا ہے خدا کے گھر مین
دیکھ لو کعبے کی پوشاک مین ماتم کا اثر

ارض و افلاک مین برپا ہے عزاے مولی
روتے ہین آج ملک حور و ملک جن و بشر

حال شہادت

حال ماتم

برق بیتاب ہی ماتم مین شہِ بیکس کے — پھرتی ہی خاک اُڑاتی ہوئی با دصرصر
اشک ریزان ہی غم شاہ شہیدانمین سخا — نخل ماتم ہی ہر اک گلشن عالم کا شجر
نالۂ بلبل شیدا مین ہی نوحے کی صدا — ابتلک چاک گریبان ہی چمن مین گل تر
ہی زمین خاک بسر غم مین شہِ والا کے — آسمان پھرتا ہی اوڑھے ہوئے نیلی چادر
رحم آیا نہ ذرا سنگدلونکو افسوس — دل سے پتھر کے بھی اِس غم مین نکلتے ہین شرر
نہ رقم ہون کبھی اوصاف شہِ ہر دوسرا — گر لکھین کاتبِ اعمال ابدتک دفتر
روکھے خامے کو مناسب نہین اب طول سخن — سننے والونکی نہ خاطر ہو پریشان صفدر
عرض کر خالق عالم سے کہ اے بندہ نواز — ابتلک زینتِ افلاک رہین شمس و قمر
ابتلک دہر مین ہی سلسلۂ لیل و نہار — گردشِ چرخ سے ابتلک ہی جہان زیر و زبر
ابتلک خلق مین ہی غلغلۂ دین نبی — ابتلک دہر مین ہی شہرۂ تیغ حیدر
موجزن گلشن جنت مین ہی جبتک تسنیم — بادۂ صاف سے لبریز ہی جبتک کوثر
ابتلک شاد ہین گلشن مین جوانان چمن — ابتلک بلبل شیدا کے ہی نالون مین اثر
ابتلک باغ ہون باغونمین رہے فصل بہار — ابتلک نخل ہون اور نخل مین گل گل مین ثمر
ابتلک بلبل شیدا کرے آہ و زاری — ابتلک چاک گریبان ہین چمن مین گل تر
ابتلک پھولونکی خوشبو سے معطر ہون باغ — ابتلک گلشن عالم مین چلے بادِ سحر
ابتلک بزم جہن ہی قلقل مینا کی صدا — ابتلک محفل عشرت مین ہی دورِ ساغر
ابتلک وصل حسینان ہو نصیب عشاق — ابتلک ناز و کرشمے ہون باندازدگر

ابتلک

جبتلک شانہ رہے زلف رسا کا ہمدم | جبتک آئینہ حسینوں کے رہے پیش نظر
فکر دنیا سے نہ ہو مجکو ملال خاطر | نخل اقبال ہمیشہ ہو مرا بار آور
تخت کی دل کو تمنا ہو نہ افسر کی ہوس | زندگانی ہو تری یاد و عبادت مین بسر
اسقدر تیری محبت مین بڑھے محویت | دل بیتاب کو مطلق نہ رہے اپنی خبر
دل نہ گھبرائے مرا قبر کی تنہائی سے | نہ جہان خویش و برادر نہ رفیق و یاور
گرمی مہر قیامت سے بچانا یارب | شافع حشر کا سایہ رہے میرے سر پر
نار دوزخ سے ملے بندۂ عاصی کو نجات | باغ فردوس کی ہر دم ہو فضا پیش نظر

کوئی عالم مین گنہگار نہین مجھ سے سوا
الحذر الحذر اے داور روز محشر

قصیدہ ششم در منقبت چہاردہ معصوم علیہ السلام ہادی و رہنمائے خاص و عام مسمی بہ گنج شہیدان

خدا نے روز ازل دلکو جب کیا پیدا | دکھایا عالم وحدت مین عشق کا جلوا
رجوع دلکی ہر یون سوے عشق ہوش ربا | کہ جیسے جانب قبلہ ہو روے قبلہ نما
جہان مین خلق ہوے ہین یہ لازم و ملزوم | فداے عشق جو دل ہر تو دل پہ عشق فدا
حضور عشق نہین بے سبب کشش دلکی | برنگ کاہ ہر دل عشق مثل کاہ ربا
کسی ثمر کسی نعمت مین یہ نہین لذت | جو سوز عشق مین حاصل ہر میرے دلکو مزا
یہ دو مقام ہین دو تسرا حضرت عشق | مکان خاص ہر دل عام عالم بالا

عیان ہین خلق مین مظہر نمایان اسکی — کہین ہی یہ دم عیسی کہین ید بیضا
یہی تھا وادی ایمن مین خضر منزل شوق — ہوے جو طالب دیدار حضرت موسی
یہی ہی ہدہد پیغام بر یہی بلقیس — یہی ہی مہر سلیمان یہی ہی تخت ہوا
یہی ہی پردۂ ظلمت یہی ہی اسکندر — یہی ہی خضر طریقت یہی ہی آب بقا
یہی ہی دیدۂ ارباب معرفت کا نور — یہی ہی روشنی قلب اہل صدق وصفا
یہی صلوۃ یہی ہی اذان یہی تکبیر — یہی رکوع یہی فاتحہ یہی سجدا
یہی ہی ورد و وظائف یہی ہی نقش وعمل — یہی ہی سبحہ خاصان حق یہی ہی دعا
یہی صدائے انا الحق ہی اور یہی منصور — یہی ہی دار یہی دار پر ہی جلوہ نما
یہی مریض محبت یہی مسیح زمان — یہی ہی درد یہی درد لا دوا کی دوا
کسی کو صورت وحدت دکھائی کثرت مین — کسی کے دل سے دوئی کا اٹھا دیا پردا
کبھی ہی خانۂ کعبہ مین نعرۂ تکبیر — کبھی ہی دیر مین ناقوس برہمن کی صدا
کبھی ہی پیر طریقت کبھی ہی شیخ حرم — کبھی یہود کبھی برہمن کبھی ترسا
سبو و ساغر و مینا شرابخانے مین — سبق ہی مدرسے مین خانقاہ مین ہی دعا
اسی کا دیر و حرم مین ہی جا بجا ندکور — اسی کا گبر و مسلمان مین کو بکو چرچا
یہ بزم دہر مین کس کا شریک حال نہین — جلیس مجلس سلطان انیس گنج گدا
اسی سے عشق زلیخا ہی آجتک مشہور — اسی سے یوسف کنعان کے حسن کا شہرا
طیور نے سر مجنون پہ آشیان باندھے — خوشا تصور لیلی خجستہ ہوئی نہ ذرا

رہا یہ زانوے شیریں پہ آئنہ بنکر — ہوا یہی سر فرہاد کے لیے تیشا
قل و دمن ہین اُسی کے سبب سے نام آور — اِسی کی وجہ سے مشہور وامق و غدرا
رہے نصیب جو محمود ہو غلام آیاز — یہ وہ مقام ہی یکسان ہین جہین شاہ و گدا
بنائے اُسنے زمانے مین سیکڑون معشوق — سکھائے اِسنے حسینونکو طرز تازہ ادا
کبھی ہی یہ کسی لیلی منش کی زلف کا خم — کبھی کسی رخ شیرین ادا کا ہی غمازا
کبھی ہی چشم فسونگر کبھی ہی سیب ذقن — کبھی ہی عارض روشن کبھی ہی زلف رسا
کبھی ہی آنکھ مین سرمہ کبھی ہی لب پہ ہنسی — کبھی ہی ملتھے پہ افشان کبھی ہی رنگ حنا
لچک کمر مین تو چشم سیاہ مین جادو — فروغ روے حسین پیچ و تاب زلف دوتا
دہان تنگ مین تنگی نگاہ قہر مین زہر — ستمگری مین شرارت فسونگری مین حیا
کبھی فراق مین فریاد و نالہ و زاری — کبھی وصال مین شوخی و شرم و ناز ادا
کبھی کسی کو رُلایا کسی کی فرقت مین — کبھی کسی کو کسی کا بنا دیا شیدا
کسی کو صاحب عصمت بنا دیا اِسنے — کسی کو کوچہ و بازار مین کیا رسوا
کسی کی مجلس ماتم ہین گرم آہ و فغان — کسی کی محفل عیش و طرب مین نغمہ سرا
کسی کے دل مین جگہ پائی آرزو بنکر — کسی کے چشم خماری سے خون ہو کے بہا
کسی کے غنچہ دل مین ہوائے بوس و کنار — کسی کی نرگس مخمور مین ہی شرم و حیا
اسی کی بو ہی ہر اک بو مین آشنائے دماغ — اِسی کا رنگ ہر اک رنگ مین ہی جلوہ نما
چراغ و شمع پہ جلنے مین آکے پروانے — مزہ یہ جانور دن تک کو بھی ہوا ہی عطا

چمن مین عاشق ابر بہار ہی طاؤس — ازل سے قمری و بلبل ہی سرو و گل پہ فدا
یہی ہی شور عنادل یہی ہی نغمۂ گل — یہی ہی رنگ گل تر یہی ہی باد صبا
یہی ہی نکہت و رنگ گل ریاض جنان — یہی ہی ذائقۂ سیب جنت الماوا
اسی کی صرف ثنا ہی بہار مین سوسن — اسی کی محو تماشا ہی نرگس شہلا
بلا ذائق محبت پہ عشق پیچان کو — لپٹ لپٹ کے درختون سے لوٹتا ہی مزا
چمن مین لالہ و گل نہر و سنبرہ سرو و سمن — فلک پہ مشتری و زہرہ مہر و ماہ و سہا
پرے پرون کو یہ غدار پیچ دیتا ہی — اسی کے ہاتھ سے پھرتا ہی چرخ بیسر و پا
کہان کہان نہ اٹھائے شریر نے طوفان — کہان کہان نہ بیٹھے کیے ہین وبا لا
قلم کیے کیین شانے اڑا دیے کیین سر — یہ تیغ مو دم ہیجا چھری ہی وقت وغا
فریب سے نہین خالی ہی راستی اسکی — نہان ہی تیغ بھی آسمین جو ہاتھ مین ہی عصا
برائی سب سے ہین نیرنگ سازیان اسکی — یہ روز کرنا ہی اک شعبدہ نیا برپا
ادا جو دل کو ستائے تو مرحبا یہ کہے — ستم جو نالے کرے یہ آفرین کی صدا
نہ آئے رحم کسی کے فغان و شیون پر — سنے جو نالے تو سمجھے کوئی ہی نغمہ سرا
گرین جو چاہ مین یوسف برآے اسکی مراد — چڑھائے خضر علیہ السلام کا بیڑا
دکھائے دشت جنون رہروان الفت کو — پھرائے کانٹون پہ لالہ رخون کو بیسر و پا
گمان ہوا اسکو کہین شادیانے بجتے ہین — جو پہونچے کان مین بسمل کے ہچکیون کی صدا
یہ تیر وہ ہی جو کرتا ہی بیقصور ہدف — یہ تیغ وہ ہی جو بیجرم کاٹتی ہی گلا

یقین ہوا کہ اسی نے یہ گل کھلائے ہین — کبھی جو رن مین نظر آئے لاشۂ شہدا
رُکے تو سیل کی صورت گرائے خانۂ صبر — چلے تو فتنے کرے گرد راہ سے پیدا
جہان ہو درہم و برہم اسے نہین مطلب — زمانہ ہو تہ و بالا اسے نہین پروا
کہین ہی دلق گدائی کہین ہی کاسۂ فقر — کہین ہی افسر شاہی کہین ہی ظل ہما
کہین ہی نشہ صہبائے محفل عشرت — کہین ہی بزم حریفان مین قلقل مینا
کہین ہی جادۂ الفت کہین ہی منزل شوق — کہین ہی شور جلاجل کہین ہی بانگ درا
کہین ہی درد جدائی کہین ہی وصال — کہین ہی زہر ہلاہل کہین ہی آب بقا
کہین ہی شور سلاسل کا سلسلہ جنبان — کہین ہی جوش جنون مین یہ بادیہ پیما
کہین ہی تفرقہ پرداز صحبت احباب — کہین ہی خانہ برانداز عاشق شیدا
کہین فراق نصیبون کے دل کی بیتابی — کہین وصال مین پازیب لربا کی صدا
یہی انیس دل زار ہی یہی غمخوار — کوئی شریک مصیبت نہین ہی اسکے سوا
اسی کی راہ مین مرگ و حیات یکسان ہی — فنا ہی عین بقا اور بقا ہی عین فنا
جہان مین عشق کے پیدا ہوئی ہین دو قسمین — مجازی الفت خوبان حقیقی عشق خدا
خدا کے بعد ہی بندون پہ فرض عشق رسول — محمد عربی بادشاہ بر دو سرا
ہوا یہ معنی لولاک سے ہمین روشن — نہ ہوتے آپ تو پیدا نہوتے ارض و سما
انھین کا رشتۂ الفت ہی رشتہ ایمان — انھین کا دامن دولت ہی عروۃ الوثقا
نجات امت عاصی انھین پہ ہی موقوف — وہی وسیلہ وہی ہین شفیع روز جزا

کسے عطا ہوا محبوب کبریا کا لقب
کسے نصیب ہوئی سیر عالم بالا

چلے یہ راہ طلب مین کہ بن گئے مطلوب
ہوے محب تو حبیب خدا خطاب ملا

ازل سے آپ کے اعجاز کے ہین سب قائل
خلیل و یوسف و یعقوب و عیسیٰ و موسا

یہی ہی سایہ نہونیکی حجت روشن
عیان ہو نور الٰہی کا کس طرح سایا

وہی ہی آپ کی خواہش جو حکم رب جلیل
وہی ہی آپ کی مرضی جو ہی رضاے خدا

کہو جو اشہدان لا الہ الا اللہ
تو آئے صل علی خیر خلقہ کی صدا

خلیفہ اُنکے وصی انکے جانشین اُنکے
جناب حیدر صفدر علی شیر خدا

امام اول و مشکلکشاے جن و بشر
سخی و عادل و حاجت روا شاہ و گدا

ہہ سپہر جلال آفتاب اوج کمال
نہنگ بحر شجاعت ہزبر دشت وغا

لقب ملا ہی ید اللہ روز اول سے
یہی ہین تا بہ ابد دستگیر خلق خدا

قمر ہی جلوہ نما آسمان اول پر
گیا ہی عرش ملک نور پاک کا جلوا

اُتر کے چاہ مین نو لاکھ جن ہیے فی لنار
پہاڑ ہل گئے جنبش مین آئے ارض و سما

خدا کے گھر مین کیا چاک کلہ اژدر
یہ زور و دست تہا طفلی مین اہ اصل علی

اُحد مین بدر مین خیبر مین جنگ کی ایسی
شجاع مان گئے ذوالفقار کا لوہا

اُنھین کا لطف ہی مومن کے حق مین لطف الہ
اُنھین کا قہر ہی کافر کے حق مین قہر خدا

جہان مین رتبہ عالی کو کوئی کیا جانے
کہ مثل کنہ خدا ہی یہ فہم سے بالا

جناب فاطمہ خاتون حشر بنت رسول
پناہ آسیہ و فخر مریم و حوا

انھین

انھین کی شان مین نازل ہی آیہ تطہیر — انھین کی خالق جن و بشر نے کی ہی ثنا
خط کنیزی زہرا اگر لکھے بلقیس — تو آسپہ مہر سلیمان کی ثبت ہو برضا
نہ پائی عفت و عصمت نے دہر مین راحت — امان ملے تو تہ ظل دامن زہرا
ہمیشہ امت عاصی کی مغفرت چاہی — اٹھاکے دست دعا سوے عالم بالا
خدا نے جملہ فضائل عطا کیے اُنکو — سخاوت و کرم و خلق و حلم و صدق و صفا
قناعت و ادب و صبر و شکر و علم و عمل — نماز و روزہ و تسبیح و ذکر و یاد خدا
حسنؑ امام دوم پیشوائے ہر دو جہان — مہ سپہر شرف آفتاب صدق و صفا
انھین ہی احمدؐ و حیدرؑ سے سطح نسبت — کہ دونون آنکھون سے جیسے ہو اک نظر پیدا
ہمیشہ رہتے ہین مشتاق دونون عالم مین — زمین پہ جن و بشر آسمان پر جو ترا
یہ دو انیس ہین اول رضا دوم تسلیم — یہ دو جلیس ہین اول قدر دوم ہی قضا
اگر ہو آنکھ کو تعلیم طرز آمیزش — نظر نظر سے ہو ملکر برنگ رشتہ دوتا
پسند خاطر اقدس نہو جو عریانی — برہنہ طفل کو مادر نہ کرسکے پیدا
ہوا چمن مین جو منع برہنگی کی چلے — تو غنچے شاخ سے نکلین پہن کے قبا
کلام آپ کا ہی منطہر اجابت حق — ہمیشہ لازم و ملزوم ہین قبول و دعا
سخی کا مطبخ عالی ہی وہ جہان پرور — جہان خلیل بھی ہین میہمان خوان علا
حسنؑ کے بعد امام سوم جناب حسینؑ — ہوے جو راہ خدا مین شہید تیغ جفا
زمانے تین ہین ماضی و حال و استقبال — نہ تھا نہ ہی نہ کبھی ہوگا دوسرا ایسا

انھین کے فیض سے تینون ہین قونین قائم — انھین سے ہر سہ موالید کو ہی نشو ونما
سنین جو کلمہ توحید انسے نصرانی — کبھی نہ بھولکے تثلیث کا کرین دعوا
ملے ہین آپ کو درگاہ حق سے تین لقب — امام برحق و غازی و سید الشہدا
نجات امت عاصی کبھی نہ ممکن تھی — نہ کرتے آپ جو گھر بار راہ حق مین فدا
کیا نہ قصد دم جنگ اشقیا نے — عدو کے قتل کو کافی تھی ضرب تیغ و غا
ہزار و نہصد و پنجاہ زخم تھے لیکن — جو تیغ کھینچی صفین ہو گئین تہ و بالا
وہ بھوک پیاس وہ غربت مگر رہے اعجاز — بچالی کشتی ناجہ سنی جو اسکی صدا
ہوے امام چہارم جناب زین عباد — مسیح چرخ چہارم پہ جیسے جلوہ نما
تن بشر مین عناصر کا ربط ہی جبتک — انھین کا بھرتے ہین دم آب خاک و نار و ہوا
ہوئی ہین چار کتابین جو عرش سے نازل — خدا نے چار ونکا انکو کیا ہی علم عطا
وہ نامدار کہ چارون حدین ہین زیر نگین — وہ تاجور کہ سلیمان سے مرتبے مین سوا
یہ شاہ ہر دو جہان ہین وہ شاہ ہفت اقلیم — وہان ہی سایہ ہدہد یہان ہی ظل ہما
الم وہ بدعت اعدا سے کربلا مین سہے — جزا شفاعت امت ہی جسکی روز جزا
رہا انھین سے امامت کا سلسلہ قائم — یہی جہان مین رہے یادگار آل عبا
امام خلق ہین نیچر محمد باقر — فروغ چشم حبیب خدائے ارض و سما
نمازین جیسی کہ ہین پانچ وقت کی واجب — اسیطرح ہی مجنون پہ فرض انکی ولا
اصول خمسہ اسلام آئنہ ہی اگر — محبت انکی ہی اس آئنے کے حق مین جلا

وہ ذات پاک مخمس ہین جسمین مصرع پانچ
سعادت ابدی علم وحلم وجود وعطا

خطا سے جرم سے نسیان سے حرص وطمع سے پاک
ذرا یہ پنجتن پاک سے نہین ہین جدا

یقین ہی اُس تن پرنور سے اگر چھو جائے
تو پشت خار کا پنجہ بنے یدِ بیضا

جو فیضیاب ہو مولیٰ کیطرف عالی سے
کبھی سمائے نہ چشم حباب مین دریا

جناب جعفرؑ صادق ہوے امام ششم
کہ جنکے صدق وصفا کی ہی شش جہت مین ثنا

خدا نے بخشے ہین عالم مین چھ شرف اِنکو
عبادت وکرم وخلق ورحم وعدل وسخا

یہ وہ جگہ ہی جہان فہم وعقل شش در ہین
رقم کرے کوئی کس طرح مدحت مولا

نبیؐ نے سینہ بہ سینہ عطا کیے اعجاز
خدا نے اُنکو دیا علم معرفت اپنا

اگر ہو مدِ نظر آپ کو مسیحائی
زبان بلبل تصویر ہوا بھی گویا

کیا ہی آپ نے اِسدرجہ گنج دین تقسیم
گدائے در کو ہی دونون جہان سے استغنا

سزائے بادہ کشان گر ہو آپکو منظور
تو دور جام بنے طوق گردنِ مینا

جناب موسیٰؑ کاظم امام ہفتم ہین
کہ گرد پھرتے ہین بہر ثواب ہفت سما

خلیل کعبہ دین پیشوائے ہفت اقلیم
امام جن وملک رہنمائے ہر دوسرا

اسی امید پہ پھرتے ہین سبع سیارہ
کہ سات بار کرین طوف مرقد والا

جو ہو رہا ہی ستارون سے آسمان ہر ہفت
یہ نور پاک کا بام فلک پہ ہی جلوا

وہی ہی گوش کہ جسکو ہی اشتیاق کلام
وہی ہی چشم کہ جسکو ہی شوق دید لقا

لکھون جو آپکے اوصاف خندہ پیشانی
زمین شعر مین ہو کشت زعفران پیدا

ہوے ہین دست سخاوت سے بحر و کان خالی
کہے حکیمون سے کوئی نہین محال خجلا

امام ضامن ثامن ہین رہنماے جہان
جو خاص و عام مین مشہور ہین جناب رضا

اگرچہ در پے ایذا تھے لوگ آٹھ پہر
مگر تھی بخشش امت کی فکر صبح و مسا

گناہگار و نمین جسکی یہ مغفرت چاہین
خداے پاک کرے اُسکو ہشت خلد عطا

اگر ہو جسم عدو ہشت دھات سے بڑھکر
خیار تر کی طرح کاٹے اُسکو تیغ وغا

عجیب در کہ جہان ایک ہین صغیر و کبیر
رہے جناب برابر جہان ہین شاہ و گدا

بجاے سرمہ حسین خاک در لگاتے ہین
کہ بہر نرگس بیمار ہو یہ خاک شفا

جو فیضیاب ہوا روضۂ مقدس مین
اُسے نصیب ہوئی سیر جنت المادا

ہین اُنکے بعد محمدؐ تقی امام نہم
کہ نہ فلک ہین در پاک پر جبین فرسا

جو مستفیض ہون مولیٰ کے دست روشن سے
تو سنگریزہ نمین پیدا ہو نور تن کی ضیا

قیام بطن ہی نو ماہ بطن مادر ہین
نہ بھولی آپکو دم بھر وہان بھی یاد خدا

ہین دونون عارض پر نور غیرت مہ و مہر
جو ایک بدر دجی ہی تو ایک شمس ضحا

اِنھین کے فیض سے قائم رہیگی محشر تک
بناے طاعت و پرہیزگاری و تقوا

جو بوے گل کبھی بے اذن باغبان لیجاے
عدالت اُسکی کرے قطع دست موج صبا

گیا ہی بزم مین جو حکم امتناع سرود
گلوے ذی مین گرہ بنکے رہگئی ہی صدا

پناہ خلق امام دہم علیؑ نقی
کہ وہ عقول بھی ششدر ہین وقت مدح و ثنا

ہر اک بشر کو ملے دس حواس و نازل
مگر ہی قوت ادراک اِنکی سب سے سوا

وسون انامل قدس ہین مغفرت کی دلیل — گواہ بیعت مومن ہین روبرو ے خدا
کسی طرح نہین کم عشرۂ محرم سے — عزا کے واسطے ایام رحلت مولا
زہے عروج کہ برتر ہی بام گردون سے — زمین روضۂ نورانی امام ہدا
ہمیشہ آتے ہین اہل صفا زیارت کو — نہ خوف حدت گرمانہ دہشت سرما
اذیتین نہین ہوتی ہین سد راہ انھین — رکے نہ بحر حبابون سے ہوکے آبلہ پا
امام یازدہم عسکری عالی قدر — امام سیجۂ خاصان بارگاہ خدا
قلم کی کیا ہی حقیقت جو لکھ سکے اوصاف — کہ وقت مدح شش و پنج مین ہی فکر رسا
شرف حسین و حسن سے ہی اسطرح انکو — کہ دو الف سے ہو جسطرح یازدہ پیدا
یہی ہی نذر یہی پیشکش یہی ہدیہ — کہ صدق دل سے پڑھین گیارہ بار صل علا
جو قول آپکا ہی وہ کلام رب جلیل — جو بات آپکی ہی وہ حدیث خیر ورا
مراد مانگی در پاک پر کسی نے اگر — صدا یہ عرش سے آئی ہوئی قبول دعا
جو انکے وصف لکھے ہین قلم کو دعوی ہی — ہین افصح الفصحا ہون ہین ابلغ البلغا
امام مہدی ہادی جو ہین دوازدہم — اگرچہ انکے ہین ایام غیبت کبرا
مگر نشان امامت ہین خلق پر روشن — فروغ مہر تہ ابر جیسے جلوہ نما
دوازدہ ہین برج فلک اگر دیکھو — ہر ایک برج مین ہی نور پاک کا جلوہ
رہا ہی پہلے بھی بارہ حجاب مین یہ نور — ہی اب بھی پردۂ غیبت مین مثل نور خدا
یہی ہی کام یہی شغلہ دوازدہ ماہ — دعا و حمد و ثنا یا دحق یکتا

جو حق پرست ہین اُنکو دوازدہ ساعت — بغیر آپ کے ہر اک ہر برس سے سوا
وجود سے جو اُنھین کے ثبات عالم کو — قیام سے ہو اُنھین کے قیام ارض و سما
زمین ظلم و تعدی سے ہو چکی معمور — ظہور مہدی ہادی ہو جلد بار خدا
زمانہ عدل کا آئے ہو رونق اسلام — اُٹھے یہ پردۂ ظلمت عیان ہو آب بقا
ورق ہون چودہ طبق ہا آسمان و زمین — قلم ہون نخل گلستان جنت الماوا
کبھی نہ ختم ہو وصفِ چہاردہ معصوم — اگر لکھین ملک و جن و انس صبح و مسا
رقم کیے ہین یہ اشعار مغفرت کے لیے — خدائے پاک عنایت کریگا انکا صلا
بس اب زیادہ مناسب نہین ہی طول سخن — دعا کا وقت ہی صفدر اُٹھاؤ دست دعا
کہ جبتلک ہین الٰہی یہ چار حد قایم — یہ مہر و ماہ ہین جبتک چراغ بزم سما
زمین پہ دورے ہین جبتک چمک ہی در و یمن — فلک پہ مہر ہی جبتک ہی مہر ہین جلوا
فلک سے بارش شبنم ہو خاک پر جبتک — گلون کو باغ مین جبتک کھلائے باد صبا
صدائے فاختہ جبتک ہی سرو پر کو کو — چمن مین بلبلین جبتک ہین زمزمہ پیرا
ریاض دہر مین جبتک ہی لطف ابر بہار — جہان مین بارش باران جبتلک ہی فضا
فریفتہ ہون حسینون پہ نوجوان جبتک — خدنگ ناز چلین کارگر ہو تیغ ادا
اسیر زلف حسینان ہین جبتلک بیدل — کمند زلف مین دل دلمین جبتلک ہو وفا
شب وصال ہو جبتک کہ عاشقونکو نصیب — چلین سرور مین جبتک کہ ساغر صہبا
کرشمہ ناز مین جبتک ہی ناز مین انداز — حجاب شوخی مین شوخی مین جبتلک ہی ادا

یہ انقلاب یہ دور سپہر دون جبتک
کسی کو شاہ بنائے کرے کسی کو گدا

رہون حوادث لیل و نہار سے محفوظ
نہ ہو جہانمین کسی چیز کی مجھے پروا

تمام عمر بسر ہو تری عبادت مین
نجات پاؤن عذاب لحد سے بعد فنا

وہ روز حشمین طلب ہونگے نامۂ اعمال
وہ روز حشمین لحد سے اٹھینگا شاہ و گدا

امیدوار ہون اُس روز تیری رحمت سے
معاف ہون مرے عصیان بحل ہون جرم و خطا

بچون مین گرمی خورشید روز محشر سے
ترے حبیب کا سر پر مرے رہے سایا

رہا ہونا رجہنم سے بندۂ عاصی
بحق شافع محشر ہو باغ خلد عطا

سزا ہو یا ہو عطا حکم ہو گردن تسلیم
نہین ہے مالک و مختار کوئی تیرے سوا

قصیدہ ہفتم در صفت فصل بہار و صحبت حسینان پری رخسار و تذکرہ شعرائے نامدار مسمی بہ نسیم بہار

جلوہ آرا ہے جو گلشن مین سلیمان بہار
مثل ہدہد فرقی بلبل ہر ہے تاج افتخار

صورت طاؤس قمریان ہین نہالان چمن
جمع ہو کر آیا ہے گلشن مین جواہر کوہسار

چلتی ہے باد بہاری کوئی مین بجلیان
چار سو چھایا ہے ابر رحمت پروردگار

کس خوشی سے کہہ رہی ہے عندلیب خوشنوا
مژدہ باد اے ہمدمو فیروز دھوم آئی بہار

فصل گل مین ہر چمن ہے رشک گلزار ارم
شاہدان گل کی صف ہے یا کہ حور و نکی قطار

لالہ و گلنار و نافرمان و نسرین و سمن
جا بجا گلدستے ہین اپنی اپنی سب بہار

ہر گل نو خیز اپنے رنگ مین ہمتا ہی
ہر شگوفہ خوشنما ہی نکہتِ گل مشکبار

مژدہ ہو تمکو ہماری سُنکے فرط شوق سے
پیرہن ہدیے عروسان چمن نے زر نگار

اندنون گلشن مین ہی اسدرجہ رنگِ تازگی
پنجۂ مرجان صفت رنگین ہی ہر دست چنار

آتشِ رنگ چمن مین نام سوزش کا نہین
باغ ابراہیم سے کچھ کم نہین فصل بہار

پتی پتی بوٹی بوٹی مین ہی رنگِ تازگی
بارش باران رحمت ہی کہ پڑتی ہی پہار

ابر آیا للہا یا سبزہ تازہ گل کھلے
چشم نرگس سے تو پوچھو اب ہی کسکا انتظار

ایک جانغمہ سرا ہی طوطی شیرین مقال
اک طرف ہی شاخ گل پر زمزمہ پیرا ہزار

اک طرف دلچسپ ہی باغونمین کویل کی صدا
ایک جانب سرو ہی مشغول توحید خدا

اک طرف سوسن ہی مصروف ثنائے کردگار
ایک جانب نرگسِ شہلا ہی خواب ناز مین

اک طرف لہراتی ہی سنبل کی زلفِ مشکبار
واہ ری قسمت حنا کی ہر جگہ ممتاز ہی

عطر مین بو باغ کی رونق حسینونکا سنگار
ہر روش پر لوٹتی پھرتی ہی گلشن مین صبا

دیکھکر آرایش حسن عروس نو بہار
باغ مین ہی گلشن فردوس کی آب و ہوا

کوثر و تسنیم سے کچھ کم نہین ہر آبشار
بادۂ شبنم کو پیکر جھومتے ہین باغ مین

بادہ خوار دنکی یہ صف ہی یا درختونکی قطار
جو گیا گلشن مین ظلِ عاطفت مین دی جگہ

لوٹ ہین مہمان نوازی ہر درخت سایہ دار
فصل گل مین کیا بحث خزان چلتی ہی ہوا

گل پہ بلبل مبتلا ہی سرو پر قمری نثار
باغبان لاکر جو گلشن مین لگاے دو چوب خشک

ایکدم مین نخل تازہ ہوکے لائے برگ و بار

واہ ری نزہت خط گلزار نبی آئے ابھی
کوئی کاتب باغ مین لکھے اگر خط غبار

موتیون کی آب ہر دانے مین پیدا ہوگئی
درج گوہر بنگیا ہر ایک برج کو کنبار

ہی مسیحا کی طرح سرگرم جان بخشی نسیم
بنکے جگنو اڑ گئی جب سنگ سے نکلے شرار

باغبان سمجھا چمن مین ژالہ باری دیکھکر
چرخ کرتا ہی عبس باغ پر موتی نثار

ہر خیابان مین ہی حسن صنعت خالق عیان
ہر گل و غنچہ مین ہی نیرنگ قدرت آشکار

ہر چمن ہی آجکل گلدستۂ باغ جنان
رنگ لائی ہی بہار قدرت پروردگار

یہ فضا یہ جوش گل یہ رنگ گلشن دیکھکر
خواہش دل کا تقاضا ہی یہی اب بار بار

بزم عشرت ہو مقرر جمع ہو سامان عیش
مطرب و ساقی طلب ہون انتخاب وزگار

نہر پر فرش مکلف ہو شب مہتاب مین
زینت بزم طرب ہون شاہدان گلعذار

روشنی کی کچھ شب مہتاب مین حاجت نہو
جلوہ گر مثل چراغان ہو چمن مین لالہ زار

پرتو مہتاب سے ہو تپی تپی مین چمک
نور کا عالم دکھائے نو نہالونکی قطار

ساقیان مہ لقا ہون سامنے ساغر بکف
بزم عشرت مین چلے دور شراب خوشگوار

آتش تر گرم کردے میکشونکا جب غبار
لال کے شعلے کی صورت ہون نمایان جا بجا خمار

ہر گلابی سے ہو کیفیت نمایان پھول کی
بوے گل سب کو سنگھائے نکہت عطر بہار

قاصد باد بہاری ہو روانہ ہر طرف
ہر گہائے گل کے خط ہون ہاتھ مین دیتین ہو

در پہ میخانے کے جاکر پہلے یہ آواز دے
مغبچو اٹھو چلو گلشن مین آئی ہی بہار

پھر کہے صحبت بھی ایک ایسی ہوئی ہی منعقد
حشر تک جو باغ عالم مین رہیگی یادگار

خانقاہون مین یہ مژدہ زاہدون سے کہیے
تہ مصلونکو کرین تسبیح کا بھولین شمار

شوق سے زاہد چلین یون رکھکے کاندھے پر سبو
جسطرح دوش پدر پر طفل ہو کوئی سوار

الغرض اکدن ہوئی بزم طرب آراستہ
سیکڑون نجمے کو آئے شاہد ان روزگار

مونس و ہمدم ہوے آکر شریک بزم عیش
چار جانب سے تماشائی بھی آئے بیشمار

ہر طرف محفل مین ساز خوشنوا بجنے لگے
بربط و چنگ و رباب و بین و قانون و ستار

بانسری الغوزہ بیلا ہارمنیم جلترنگ
ارگن و تنبور و معشوق و سرود و سرسنگار

تھاپ طبلون پر پڑی سارنگیان بجنے لگین
پہونچی بائین کی گمک اس گنبد گردون کے پار

بزم عشرت مین ہوا رقص بتان مہ جبین
کوکے کوئل کیطرح چہکے حسین مثل ہزار

وہ ادا و ناز وہ چنچلپن وہ طرز دلبری
وہ سوے عشاق ہنس ہنسکر بتانا بار بار

وہ اٹھا کر ہاتھ مین پیراہن کو چلنا کبھی
وہ بجانا پاؤن سے گھنگھرو کبھی دو تین چار

مثل طاؤس چمن دو دو قدم بڑھنا کبھی
پھر دل عشاق تڑپا کر پلٹنا ایکبار

مسکرا کر عشوہ و انداز دکھلانا کبھی
دیکھکر حیران رہجانا کبھی آئینہ وار

منہ چھپانا دفعۃً شرما کے آنچل سے کبھی
کھول دینا پھر کبھی گھبرا کے رخ تابدار

ناچنے مین وہ بتانا چشم و ابرو سے کبھی
چھوڑ دینا وہ کبھی چہرے پہ زلف مشکبار

وہ اشارہ عاشقون سے بوسہ لب کا کبھی
وہ بتانے مین کبھی ہونا کسی سے ہمکنار

وہ کسی کو دیکھنا غصے کی چتون سے کبھی
وہ کسی پر کھینچنا ابرو کی تیغ آبدار

وہ ادا و ناز وہ غمزہ وہ عشوہ دیکھکر
کوئی بسمل تھا کوئی بیتاب کوئی بیقرار

وہ حسینان جہان کا تان پلٹنا زمزمہ — وہ سریلی انکی آوازین کہ زہرہ ہو نثار
چاندنی کی وہ فضا اور وہ کداری کا سماں — وہ پرچ کی کیفیت اور وہ کلنگڑے کی بہار
کس مزے سے بین مین کوئی بجاتا تھا بہاگ — دلبس کا جرچا کہین تھا کوئی گاتا تھا ملار
پہونچی بالا کے ہوا جسوقت نغمونکی صدا — مثل طاؤس چمن رقصان ہوا ابر بہار
اک طرف تھا ساقیان مہر طلعت کا ہجوم — اک طرف تھی جلوہ آرا مہ جبینونکی قطار
بہکی بہکی انکی باتین پیار پیارے اختلاط — ہر ادا ایسی کہ جسپر سیکڑون جانین نثار
وہ نشیلی انکی آنکھین وہ نگاہین شرمگین — لوٹ لین بازار دل کا فور ہو صبر و قرار
وہ کسی کے عارض تابان پہ لف خم بہ خم — وہ کسی کے کنج لب پر مسکراہٹ غنچہ وار
وہ کسی کی نرگس مستانہ قتال جہان — وہ کسی کے گیسوے پرخم بلائے روزگار
وہ کسی کی بھولی بھولی صورت عالم فریب — وہ کسی کی بھینی بھینی بوے زلف مشکبار
وہ ادا و ناز و انداز وہ حسن و جمال — وہ امنگین نوجوانی کی وہ جوبن کا ابھار
وہ کسی کا رخ تابان گیسو و نین دیکھکر — پھر گئی آنکھون کے آگے گردش لیل و نہار
زینت محفل تھے کیا کیا مہ طلعت مہ جبین — جنکی صورت دیکھکر بیساختہ آجائے پیار
بادہ گلگون کا سامان تھا مہیا ہر طرف — ساغر و مینا تھے لبریز شراب خوشگوار
بادہ وہ بادہ جو پی لے ایک قطرہ بھی کوئی — پھر خمار اترے نہ اسکے سر سے تا روز شمار
میکشی کے لطف آتھے سیکڑون ساغر چلے — نونہالان چمن کیطرح جھومے بادہ خوار
مطربونکی بزم مین اکر کبھی نغمے سنے — نہر پر جاکر کبھی کھیلا بطوں کا شکار

مہر طلعت سامنے تھے ماہ پیکر ہم بغل
چاندنی مین خوب اُٹھی لذتِ بوس و کنار

نشہ مے کی ترنگین فصل گل عہد شباب
مہ جبینون کا لپٹ جانا گلے سے بار بار

جوش مستی مین کہان لکو خیالِ عار و ننگ
ہر گھڑی دس بیس بوسے گالیان دو تین چار

ہر طرف حور و زنکا جلوہ ہر طرف سامان عیش
محفل عشرت تھی یا شانِ خدا تھی آشکار

صحبتِ احباب مین باہم یہ ٹھہرا مشورہ
رات کم ہی صبح کوئی دم مین ہوگی آشکار

جمع ہین اہل سخن ہو جائے صحبت شعر کی
باری باری گائے جائین سب کے شعر آبدار

میر کے اشعار کی پہلے جو نوبت آگئی
دل پکڑ کر اہل دل رونے لگے بے اختیار

درد کے اشعار سنکر جل گئے سب کے جگر
درد کے شعرون سے اکثر ہو گئے دل بیقرار

مصحفی کے شعر پر لوگونکو حیرت ہو گئی
وجد مین آئے جو صاحب فہم تھے عالی وقار

شعر سودا سنکے پیدا ہو گیا جوش جنون
ہو گئے وحشت کے عالم مین گریبان تار تار

جرأت و انشا کے سنکر شعر لوگون نے کہا
خیر اپنے وقت کے یہ بھی ہین دونون یادگار

سنکے اشعار ہوس محفل مین عبرت چھا گئی
مٹ گئی دل سے ہوائے ہستی ناپائدار

ذوق کے اشعار سے پیدا ہوا شوقِ سخن
خوش ہوے سب سنکے مومن کا کلام آبدار

شعر غالب مین جو پائین سخنداں سب نے کہا
کوہکن کی طرح سے اچھے تراشے کوہسار

ناسخ و آتش کو لوگون نے کہا بالاتفاق
فی الحقیقت ہین یہ دونون انتخابِ روزگار

اہل محفل سنکے اشعار گہربار آبدار
ہو گئے آزاد قید فکر سے سب ایکبار

فارسی غزلون کی بھی جلسے مین نوبت آگئی
خسرو و سعدی پہ ٹھہرا شعر گوئی کا مدار

نظم فردوسی نے نقشہ رزم کا دکھلا دیا
پھر گئی آنکھوں کے آگے صاف شکل کارزار

آگئی نظم نظامی اہل محفل کو پسند
جام جامی سے ہوے مست طرب بادہ خوار

خوش ہوے سنکر کلام حافظ فرخندہ فال
سمجھے خاقانی کو ارباب سخن مین تاجدار

شعر قدسی کو کہا سب نے کہ یہ ہی پاک صاف
شعر صائب سب سخندانو نمین ٹھہرے استوار

سب ہوے عرفی و فیضی کے سخن سے فیضیاب
انوری کے ہوگئے نور مضامین آشکار

شعر اہلی و ہلالی سنکے بولے قدردان
اہل یہ ہی چاند وہ بیشک ہین دونون تاجدار

بیدل و ناصر علی پر سر تو لوگون کے ہلے
ایک عرصے تک مگر حیران رہے آئینہ وار

مثنوی سنکر غنیمت کی یہ بولے اہل فہم
ہان غنیمت یہ بھی ہین پانچون سوار و نمین سوار

کچھ حزین و آرزو کے شعر بھی سب نے سنے
آفرین بولا کوئی خاموش کوئی غنچہ وار

شعر صفدر کی جو سب کے بعد نوبت آگئی
غل ہوا اعجاز ہی یا سحر ای پروردگار

یہ فصاحت یہ بلاغت یہ بیان ایسی زبان
واہ کیا کہنا کہان ایسے ہین شاعر نامدار

صورت بسمل کسی نے دل پکڑ کر آہ کی
وجد مین کوئی ہوا مانند صوفی اشکبار

چاک دامن تک گریبان ہوگئے دس بیس کے
سنکے وارفتہ ہوے اہل سخن دو تین چار

خود سخن کہنے لگا ای آفرین صد آفرین
شاعری ہوگی خود آکے قدمون پر نثار

چرخ پر ظاہر ہوے اتنے مین آثار سحر
اپنے اپنے گھر چلے محفل سے وہ شب زندہ دار

وقت رخصت عطر مین دو دو جوانان حسین
پان کھائے بدحیان پہنین بنے گوٹیکے ہار

اب قصیدہ ختم کر صفدر اٹھا دست دعا
عرض کر درگاہ خالق مین بعجز و انکسار

یارب الٰہی جبتلک ہی دور چرخ چنبری — جبتلک ہی فلک ہی گردش لیل و نہار
جبتلک ہر رنگ مین ہی تیری قدرت کا ظہور — جبتلک ہی یہ تماشا گاہ عالم برقرار
گلشن عالم مین جبتلک باغ ہین باغونمین نخل — نخل مین گل ہین گلون پر بلبل شیدا نثار
جبتلک ہون بارآور و نونہالان چمن — جبتلک گلزار عالم مین چلے باد بہار
جبتلک سنبل پریشان ہی کسی کی یاد مین — جبتلک ہی چشم نرگس کو کسی کا انتظار
فاختہ شمشاد پر جبتلک کہے حق سرہ — شاخ گل پر زمزمہ پرداز ہو جبتلک ہزار
غنچہ و گل جبتلک خندان ہین فرط شوق سے — جوش غم سے جبتلک گریان ہی چشم آبشار
جبتلک ہی دامن صحرا گلون سے پرفضا — جبتلک ہی مخزن لعل و زمرد کوہسار
جبتلک باران رحمت سے ہی عالم فیضیاب — جبتلک ہین جزر آفاق مین ساتون بحار
جبتلک ہی زعفران و زرعفرانمین رنگ و بو — جبتلک نافہ ہی آہو نافے مین ہی مشک تتار
زلف مین پنہان ہی جبتک عارض لیلائے شب — صبح صادق کا ہی جبتک روے روشن آشکار
شمع پر مین جبتلک محفل مین پروانے فدا — سرو و گل پر جبتلک ہین قمری و بلبل نثار
جبتلک ہی عشق کا سکہ دل عشاق پر — جبتلک ہی الفت صادق کا دلکو اعتبار
نازنینون کو ہی جبتک حسن صورت پر غرور — عاشقان زار مین فرقت مین جبتک بیقرار
جبتلک عشاق کو ہی وصل معشوقان نصیب — جبتلک ہی وصل مین کیفیت بوس و کنار
جبتلک خمخانہ عالم مین ہی دور شراب — جبتلک مخمور ہین صہبا کشی سے بادہ خوار
دولت و اقبال و جاہ و عزت و صحت رہے — عیش و عشرت مین بسر ہو زندگی لیل و نہار

انشاء

آرزو کوئی نہ ہو تیری محبت کے سوا | محو دل سے ہو خیالِ ہستی ناپائدار
بعد مردن دامان مجکو فشار قبر سے | حشر تک آرام سے سوتا رہون زیر مزار
داغ عصیان پھول بنجائین جو رحمت ہو تری | یہ سراپا جرم دیکھے باغ جنت کی بہار

عفو کر یا دے سزا جو حکم ہو راضی ہونمین
میرے عصیان بر ملا ہین تیری رحمت آشکار

تمت

قطعات تاریخ طبع قصائد کہ موسوم بہ سبعہ سیارہ است در سال یک ہزار و سہ صد و نہ ہجری طبع شدہ بودند

رباعی تاریخ از استادی جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

ہر کیا سخن مصنف عالیجاہ | سبحان اللہ ثم سبحان اللہ
تاریخ ہی اس نعت و مناقب کی امیر | کیا صل علی کا ہر طرف شور ہی واہ

قطع تاریخ از منشی گوبند پرشاد صاحب صبا

نواب ناصفدر علیخان بہادر کز عطا | خار و خس حاجات را از صحن گیتی پاک رفت
آراست از خلق نکو خوش گلشن پر رنگ و بو | ہر سو زدیدہ باد از و صد غنچہ دل بر شگفت
طبعش کہ زیور بند ابکار سخن باشد کنون | در ہا کہ مکنون قصائد را بہ سلک نظم سفت
چون بیت ابرو ے بتان نو دست ہر یک شعر آن | بل طاق بیت اہل سان طاقیست کز انیست جفت
فرمود چون بطبوع آنرا بہر تاریخش صبا | این سبعہ سیارہ گشتہ زیب اوج طبع گفت ۱۳۰۹

قطعہ تاریخ از فیروز شاہ خان صاحب فیروز

بیمثل ہی یہ نظم جسے اسمین ہو انکار
لے آئے کسی اور سخنور کے قصیدے

فیروز نے یہ طبع کی تاریخ رقم کی
مجموعۂ اسرار ہین صفدر کے قصیدے

۱۳۰۹ھ

قطعات تاریخ طبع دیوان نگارستان الفت کہ در تاج المطابع طبع شدہ بود

قطعہ تاریخ از جناب منشی مظفر علی صاحب اسیر

عجب دیوان کہ سطرین کہکشان ہین
مہ و خورشید کی رکھتا ہی خو خط

ہوئی تاریخ اسیر اسکی چھپا جب
زہے محبوب دل معشوق نو خط

۱۲۹۵ھ

قطعہ تاریخ از جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

زہے عرایس افکار و شاہدان خیال
نہ ہو نچین گرد کو پریان جنھین شرارت ہین

امیر شوخ سا مصرع لکھو پے تاریخ
یہ بو ہی بھولون مین معنی نہین عبارت ہین

۱۲۹۵ھ

قطعہ تاریخ از جناب سید محمد اسمعیل حسین منیر

یہ دیوان فضل خدا سے چھپا جب
ہوے اہل دل اسکی خوبی سے ماہر

منیر اسکی تاریخ مین نے یہ پائی
کہ زیبا و نایاب نظمیم جواہر

۱۲۹۵ھ

قطعہ تاریخ از میر حشمت علی صاحب مصلح سنگ

زہے ذی مرتبہ صفدر علی خان
کہ فرمودا ین چنین دلچسپ دیوان

فصاحت ناز بردار زبانش
بلاغت جلوہ آرا ے بیانش

ادا و حسن و الفاظ و معانی
ہمہ ہم پایۂ نظم نعمانی

چو شد مطبوع این دیوان والا	بخط دلکش و آئین زیبا
پے تاریخ حشمت گوہری سفت	کلام شاعر شیرین بیان گفت

قطعہ تاریخ از امراو مرزا خلف آغا مرزا صاحب شاغل برادرزادہ وشاگرد داغ دہلوی

زمانے کے ہمنے بھی دیکھے کلام	کہان استعداد آب و تاب سخن
کہو اسکی تاریخ نادان تم	یہ دیوان ہی آفتاب سخن

تقریظ نتیجہ فکر آغا علی نقی غنی شاگرد منیر

محفل مین گدگداتی ہی شوخی نگاہ کی	شیشون سے آرہی ہی صدا قاہ قاہ کی

ہان ہان ای میکدہ سخن کے بادہ خوارو آج یہ خمار کیسا لو ادھر آؤ ہم چھکا دین کیا تم کسی حریف کے کہے سنے مین آکر دست و پا گم کردہ ہو گئے نہین نہین ای میرے ہم مشرب و ہمت نہ ہارو ابھی اس خمخانہ مین شراب سی شراب بھری پڑی ہی اور شراب بھی وہ شراب جسکے ہر قطرے مین خم افلاطون سے زیادہ تر جوش ہی پھر کیون خمیازہ کشی اور آہ و واویلا مچا رکھی ہی اٹھو حواس ٹھکانے رکھو ہم نور کے پھولون کا پھول فی سبیل اللہ کیے دیتے ہین مگر ذرا زمین پر نہ پٹکانا عرش پر قدسی منہ کھولے ہوے ہین سمجھو تو بادہ گویائی کی سرمستی کیا ہی حمد الٰہی اس مستی کا ترانہ کیا ہی نعت ختمی پناہی بس درود بھیجو اور آپ سے باہر ہو جاؤ یہ سب کچھ تو ہوا مگر غضب کیا بڑے سیہ مست کو سرود یا دولایا غنی کے کان مین بھنگ پڑ گئی بہ بلا نوش

وہ حریص ہو جس نے عین بیخودی مین اسی دو آتشہ کے خم چڑھائے اور کبھی جھوٹون
منھ سے نہین نہ کہا ساری عمر مین ایک ساعت ہوشیاری سے نہ کاٹی جب ذرا
پاے لغزش کو ثبات ہوا اور دونی چڑھا گیا آج بھی نشے مین تانا شاہ بنا ہوا ایک
صبح خبث کی سی بیاض کھولے اسی شراب کے شیشون کی عینک چڑھائے آپ سے
گذرا ہوا اپنی موج مین بیٹھا ہوا جھوم رہا ہو میکدہ انقلاب کے پیر مغان نے
خرابات عالم مین حشر و نشر کے خمار شکن صبوحی کا ساغر دیا سرافیل نے دھوم
دھام سے اپنی شہنا مین مصرع بشنو از نی چون حکایت میکند کا نغمہ سنایا فلک
بدست نے اپنا جام توڑا زمین نے بیخودی چھوڑ کر اپنا بوریا پیٹنا نقل کو اک
اشک حسرت کی طرح گر کر ناپید ہوے ابر بہاری مانند پنبہ ینانذر حلاج فنا
ہوا قطبین نے بیحس و حرکتی کی شراب سے اپنے خم خالی کیے مگر اس تیرہ مست
نے اس نورانی بیاض سے آنکھ نہ اٹھائی اپنی سرخوشی کی ترنگ مین بولا بھئی تو واہ
سبحان اللہ کے سوا کچھ نہ بولا مست ہو تو ایسا ہو شراب ہو تو ایسی ہو ذوق ہو تو
ایسا ہو کتاب ہو تو ایسی ہو خیر اس مدہوش معاذ اللہ ہوشیار کی بیخبری استغفر اللہ
خبرداری ایک طرف خیال تو کرو وہ بیاض کیا سرور انگیز بیاض تھی جسنے ان
تہلکون کے بعد بھی حور و غلمان کی دلکش داؤن سے جام دنیی پر پاے نگاہ
کو سجادۂ محویت سے لغزش نہونے دی اللہ ری بذلہ سنجی و شکر گفتاری جسکے
آگے حافظ شیراز عناب لبہاے شاخ نبات کو شحم حنظل بتائے خسرو شفتالو

عارض شیرین کو قصب امریو بعبیر کرے الحق یہ دیوان فصاحت عنوان وہ
گنجینہ مضامین ہی جسمین ہر شعر منتخب ہی توحید مین نعرہ عارف سوز و گداز مین نالہ
عشاق عیش و نشاط مین نغمہ زہرہ مے آشامی مین ہائے ہوے سرد جوش بہار
مین صباح جنت در دانگیزی مین آہ ناتوان زخم و جراحت مین گریہ خونفشان غرض
ہر رنگ مین جان فصاحت تاب و توان بلاغت ہی بعد الحمد کہ یہ صحیفہ معجز طرازی
بحسن سعی کاربردازان کارخانہ مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی
جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف ماہ جون ۱۸۷۹ء مین
چھپکر لذت افزاے مذاق اہل دانش ہوا اگر کوئی کہین نقطہ یا شوشہ بیجا ہو تو اہل باب
نظر نظر نہ فرمائین معانی کا حظ اٹھائین بس فقط

تمت الکلام

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کلیات - انشاء اللہ خان شاعر نامی -	عہ/	دیوان وقار از راجہ کشن کمار صاحب متخلص بہ وقار رئیس مشہور بلاری ضلع مراد آباد -	۱۰/
کلیات نساخ - عمدہ کلیات مولفہ و مصنفہ مولوی عبدالغفور خان بہادر -	عہ/	بہارستان اشعار - مصنفہ راے کشن کمار صاحب متخلص بہ وقار	۳/
یہ کلیات شامل دس رسالہ ہی ازانجملہ بعض حسب ذیل علیحدہ بھی فروخت ہوتے ہین -		کلیات وہبی - کلام سخنور کامل منشی شبو پرشاد دو قسم کاغذ -	
(۱) شاہد عشرت -	۶ پائی	(۱) کاغذ سفید چکنا -	۹/
(۲) سخن شعرا -	۱۵/	(۲) کاغذ سفید رسمی -	۷/
(۳) زبان ریختہ -	۶ پائی	دیوان غافل از نور خان غافل	۴/
(۴) قطعہ منتخب -	۳/ ۴	دیوان ذوق - دہلوی استاد معروف -	۳/ ۴
کلیات صنعت - عجیب صنعت -	۹/ ۴	دیوان فدا - جلد ثانی -	۷/
دیوان شاہ تراب - کلام مشہور		دیوان داغ -	۱۲/
عارف بالدکا کوروی -	۱۱/ ۴	گلزار داغ -	عہ/
کلیات نظیر اکبر آبادی -	۶/ ۴	آفتاب داغ -	۱۲/

انجمن

جامعہ ملیہ اسلامیہ

۱۔ انجمن کی مجلس عاملہ مجلس نظماء مجلس مشاورت اور مجلس عمومی ہوگی۔

۲۔ مجلس عاملہ کے ارکان کی تعداد ۔۔۔ ہوگی۔

۳۔ مجلس عاملہ کے ارکان کی تعداد ۔۔۔ ہوگی۔

۴۔ مجلس عاملہ کے ارکان کی تعداد ۔۔۔ ہوگی۔

۵۔ مجلس عاملہ کے ارکان کی تعداد ۔۔۔ ہوگی۔

۶۔ مجلس عاملہ کے ارکان کی تعداد ۔۔۔ ہوگی۔

۷۔ مجلس عاملہ کے ارکان کی تعداد ۔۔۔ ہوگی۔

۸۔ مجلس عاملہ کے ارکان کی تعداد ۔۔۔ ہوگی۔

۹۔ مجلس عاملہ کے ارکان کی تعداد ۔۔۔ ہوگی۔

۱۰۔ مجلس عاملہ کے ارکان کی تعداد ۔۔۔ ہوگی۔

۱۱۔ مجلس عاملہ کے ارکان کی تعداد ۔۔۔ ہوگی۔

۱۲۔ مجلس عاملہ کے ارکان کی تعداد ۔۔۔ ہوگی۔

۱۳۔ مجلس عاملہ کے ارکان کی تعداد ۔۔۔ ہوگی۔

۱۴۔ مجلس عاملہ کے ارکان کی تعداد ۔۔۔ ہوگی۔

۱۵۔ مجلس عاملہ کے ارکان کی تعداد ۔۔۔ ہوگی۔

۱۶۔ مجلس عاملہ کے ارکان کی تعداد ۔۔۔ ہوگی۔

۱۷۔ مجلس عاملہ کے ارکان کی تعداد ۔۔۔ ہوگی۔

۱۸۔ مجلس عاملہ کے ارکان کی تعداد ۔۔۔ ہوگی۔

۱۹۔ مجلس عاملہ کے ارکان کی تعداد ۔۔۔ ہوگی۔

۲۰۔ مجلس عاملہ کے ارکان کی تعداد ۔۔۔ ہوگی۔